
دل مسافر
قانتہ خدیجہ
Novels Mania
www.urdunovelsmania.com
Novels Mania
Urdu Novels Mania Team©
www.urdunovelsmania.com

ائیرپورٹ سے نکلتے ہی تیز ہوا کے جھونکوں نے اسکا استقبال کیا، اسکے ہونٹوں پر جو ایک مخصوص قسم کی مسکراہٹ ہمیشہ رہا کرتی تھی وہ آج کہی غائب تھی، اپنی آغوش میں لپٹے اس نومولود بچے کو دیکھ کر ایک سرد سانس خارج کرتے ہوئے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

السلام علیکم بابا" اڈھیر عمر کار ڈرائیور اسکے سامنے سر جھکائے ادب سے بولا"

وعلیکم السلام چاچا، کیسے ہے آپ اور باقی سب کیسے ہیں؟" گاڑی میں سامان" رکھواتے وہ اب بیک سیٹ پر بیٹھ گیا، جب کے ڈرائیور نے ڈرائیو نگ سیٹ سنبھال لی

سب الحمداللہ ٹھیک بابا، بس آپ کے آنے کا انتظار تھا، گھر میں زوروشور" "سے آپکے اور سروج بی بی کے ویاہ کی تیاری ہو رہی ہے

، سروج!" لبوں سے یہ نام ادا ہوتے ہی اسکے چہرے پر مسکراہٹ آگئی" جب اسنے اپنی آغوش میں لپٹے اس وجود کو دیکھا

کیا وہ اسے اپنا لے گی؟" وہ سوچنے لگا"

نہیں کیا وہ اس سب کے بعد مجھے اپنا لے گی؟" ایک اور سوچ دماغ پر" حاوی ہوئی

میں تمہیں کسی قیمت پر بھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا سروج" خود" سے عہد کرتے وہ آنکھیں موند گیا۔

یونیورسٹی کا پہلا دن، دوسرے سٹوڈنٹس کی طرح وہ بھی نروس تھی مگر جہاں باقی سٹوڈنٹس کے چہروں پر خوشی تھی وہی اسکے چہرے پر خوف اور گھبراہٹ، اپنے ڈیپارٹمنٹ کے سامنے رکے وہ اس بلند بالا بلڈنگ کو غور سے دیکھنے لگی

تمہارے باپ کا نوکر ہوں میں جو ہر وقت تمہیں آگے پیچھے لیے گھومو گا" میں" ایک تیز آواز اسکے کان سے ٹکرائی

سس۔۔سوری بھیا وہ میں۔۔۔۔" وہ ہکلاتی بولی"

کیا بولی دوبارا بولنا؟ تمہیں کتنی بار بکواس کی ہے کہ مجھے یہ بھائی بلانے کی" ضرورت نہیں، شکل ہے تمہاری مجھے بھائی بلاؤ تم، اگر اس لودھی کی خواہش

نا ہوتی نا پڑھی لکھی بیوی کی تو میں دیکھتا کہ تیرا باپ تجھے یہاں آنے دیتا کہ تیری ماں" وہ جو کوئی بھی تھا اسکی زبان اور کپڑے ایک دوسرے سے مختلف تھے، مہنگی برانڈ کے کپڑے اور گھڑی، جیل سے بال سیٹ کیے وہ خوش شکل نوجوان اگر کوئی اسکی زبان کا جادو دیکھ لیتا تو حیران رہ جاتا۔

جبکہ وہ تو اپنے ماں باپ کی اتنی تزلیل پر صبر کے گھونٹ پی کررہ گئی

"گڈ مارننگ ایاز" گھٹنوں سے تھوڑی نیچے آتی جینز اور ٹائٹ شارٹ شرٹ پہنے اسنے نزاکت سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

"او گڈمانگ سوہائے، بائے دا وے لکنگ ہاٹ" اسکے ہاتھ تھامے، سراپے کا بھرپور جائزہ لیے وہ ایک آنکھ دبا کر بولا، جس پر وہ کھلکھلا دی

"او مائی ایاز، یو ناٹی بوائے" اسکے بال ایک ہاتھ سے بگاڑتے وہ بولی

اور بائے دا وے یہ کون ہے؟" ایک نا پسندیدہ سی نظر سامنے کھڑی لڑکی پر ڈالتے اسنے پوچھا جو سر پر ڈبٹا جمائے نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

او یہ !!!شی از نو ون، ایکچول شی از مائی ڈیڈ سرونٹ ڈاٹر)یہ!یہ کوئی بھی نہیں، دراصل یہ میرے ڈیڈ کے نوکر کی بیٹی ہے (یو نو نا ڈیڈ کو کتنا شوق ہے ان غریب غربا پر پیسا خرچ کرنے کا،اسی لیے انہوں نے اپنے نوکر کی بیٹی کا ایڈمیشن بھی یہی کروا دیا اسی یونیورسٹی میں" سوہائے کو جواب دیتے ایک ناپسندیدہ سی نظر اس پر ڈالتے وہ بولا

"او یور ڈیڈ از رییئلی آ کائینڈ ہارٹ مین"

تمہارے والد واقعی میں ایک اچھے دل کے انسان ہے (وہ امپریس ہوئے" بولی

اوکے ایاز میری کلاس کا ٹائم ہو گیا ہے اب میں چلتی ہوں" گھڑی پر نظر ڈالے وہ اپنے بلاک کی طرف بڑھی

بائے ڈارلنگ۔۔۔ بلڈی ہوکر" اسکی جاتے ہی ایاز بولا، جبکہ وہ حیرانگی" سے اسے دیکھنے لگی جس کا لہجہ جو کچھ دیر پہلے تک کتنا شیریں تھا اب یکسر بدل گیا

تم کیا مجھے ایسے گھور رہی ہوں، تمہارے لیے کیا بینڈ باجا لاؤ، چلو تمہیں" تمہاری کلاس دکھا آؤ، چیپ عورت" ایک گھٹیا سا طعنہ اسے دیتے وہ اسے کلاس کی طرف لے گیا،جبکہ وہ پیچھے آتی اپنے آنسو پی کر رہ گئی۔

لک گائز کیا ملا مجھے" وہ جو سب آپس میں چھیڑ کھانی میں مصروف تھے" اسکی بات سن کر اسکی طرف متوجہ ہوئے

کیا اللہ دین کا چراغ ہاتھ لگ گیا ہے" نیل فائلر استعمال کرتی یشفہ اسے" بورنگ سی لک دیتے بولی

ارے اس سے بھی زیادہ قیمتی چیز" آنکھوں میں چمک لیے وہ بولا"

اچھا ایسا بھی کیا مل گیا ہے دکھاؤ زرا ہمیں" اب کی بار وقار بولا"

دیکھو زرا مجھے کیا ملا، بیسٹ کی دھڑکن اسکی جان اسکا موبائل" سب کے سامنے موبائل لہراتے وہ بولا،جبکہ اسکی بات سن کر نیل فائلر استعمال کرتی یشفہ کے ہاتھ تھمے، اس سے پہلے کوئی اور کچھ کہہ یا کر سکتا اسنے ارسلان کے ہاتھ سے موبائل اچک لیا

یہ مجھے دو" موبائل لیتے ہی اب وہ اسے کھولنے کی تگ و دو میں مصروف ہو گئی جبکہ موبائل پر پاسورڈ دیکھ کر اسکا منہ بن گیا

افف اب یہ کیا مصیبت ہے" وہ جھنجھلائی ، اس سے پہلے کے وہ کچھ کر سکتی ان سب کے کانوں میں ایک چنگھارٹی آواز پہنچی

"میرا موبائل کہاں ہے؟ بتا تو کہاں رکھا ہے تونے میرا موبائل، بتا مجھے" اسکا کالر پکڑے، اپنے سامنے کھڑے لڑکے کے منہ پر ایک گھونسہ مارے وہ غصے سے بولا

مم۔۔مجھ۔۔مجھے نہیں پتا" سامنے کھڑا لڑکا گھٹی آواز میں بولا، اور زرار کا غصہ تو ساتویں آسمان پر پہنچ گیا

تو تو تجھے نہیں پتا ٹھیک ہے، لیکن اب جو میں تیری حالت کروں گا نا تجھے سب پتا بھی چل جائے گا اور یاد بھی آجائے گا" اسکے کالر کو جھٹکا دیا وہ دھاڑا

یشفہ کا تو روم روم اسکا غصہ دیکھ کر کانپ اٹھا، اسنے ایک نظر اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھا اور پھر اس بیسٹ کو جو کسی کو نہیں بخشتا تھا، اسے کچھ

بھی کر کے زرار کے قہر سے بچنا تھا، وہ ابھی انہی سوچوں میں غم تھی جب اسے اپنے پاس ایک نسوانی آواز آئی

"ایکسکیوز می؟ کیا آپ مجھے بی۔ایس فرسٹ سمسٹر کی کلاس کا بتا سکتی ہے؟"

ھدی نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا

یشفہ جو زرار کے غصے سے بچنے کا سوچ رہی تھی اسکے زہن میں ایک جھماکا سا ہوا اسنے ایک نظر اپنے سامنے کھڑی، بڑی سی چادر میں لپٹی اس دبو سی لڑکی کو دیکھا اور دوسری اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو، اب وہ ھدی کو دیکھ کر مسکرانے لگی، اسکی مسکراہٹ پر ھدی بھی مسکراہ دی اسے یقین ہوا چلا تھا کہ یہ لوگ اسکا مزاق نہیں بنائے گے۔

کیوں نہیں ضرور، مگر پہلے مجھے !!!ڈانس کر کے دکھاؤ“وہ جو یشفہ کے حامی” بھرنے پر خوش ہو گئی تھی اسکی اگلی بات سن کر گھبرا گئی۔

مم۔۔میں، میں ننن۔۔نہیں کر سکتی“ یشفہ کے ساتھ تین چار لڑکوں کو دیکھ” کر وہ منمنائی

کیوں کیوں نہیں کر سکتی؟ دیکھو لٹل گرل ڈانس تو کرنا ہو گا ورنہ کلاس کا” پتا نہیں ملے گا“ اب کی بار ارسلان اچھل کر بولا

مم۔۔مجھے نہیں آتا“ اسکی آواز بھرا گئی تھی”

اوکے فائن ڈانس نہیں کرنا نو پروبلم لیکن اگر تم چاہتی ہوں کہ ہم تمہیں” کچھ نا کہے تو ایک کام کرنا ہو گا۔۔“یشفہ یو بولی گویا احسان کیا ہو

ہاں ہاں بتائیے میں کروں گی" وہ جلدی سے سر ہاں میں ہلاتے، ہاتھوں کی پشت سے اپنے آنسوؤں صاف کرتے بولی

اوکے فائن تو کرنا بس اتنا ہے کہ سامنے وہ بلیو چیک شرٹ والا جو لڑکا ہے نا اسے یہ موبائل دے آؤ اور ہم تمہیں کچھ نہیں کہے گے" یشفہ نے اتنی چالاکی سے گیم کھیلی کے اسکے سب دوست اسے داد دیے بنا نا رہ سکے

بس اتنا ہی" ھدی خوشی سی چہکی، سینیئرز کی ریگنگ سے بچنے کے لیے اس نے جھٹ سے ہاں میں سر ہلایا اور وہ زرار کو غصہ تو دیکھ ہی نا سکی

یس بے بی ڈول بس اتنا ہی" یشفہ اسکے ہاتھ میں موبائل تھماتے پیار سے بولی

"اللہ میاں کتنے اچھے سینئرز ہیں نا مجھے کچھ بھی نہیں کہا وہ بھی صرف اس شرط پر کے میں یہ موبائل اس لڑکے کو دے دو" دل میں اللہ سے مخاطب ہوئے وہ بولی، اب وہ زرار کی پشت کی طرف کھڑی تھی

"ایکسکیوز می؟ وہ یہ آپ کا موبائل" وہ جو اپنے کلاس فیلو کا گریبان پکڑے کھڑا تھا ایک نسوانی آواز پر اسے جھٹکے سے چھوڑتا پیچھے مڑا، اپنا موبائل اسکے ہاتھ میں دیکھے تو زرار کے غصے کا گراف اونچا ہو گیا اور بنا کوئی لحاظ کیے اسنے ایک زوردار طمانچہ اسکے چہرے پر جڑ دیا، جبکہ ھدی کو تو اپنی دنیا گھومتی محسوس ہوئی، اسے تو بس سینئرز کی ریگنگ سے بچنے کے لیے انکا دیا گیا ٹاسک پورا کرنا تھا جو کہ اس نیلی چیک والی شرٹ والے لڑکے کا

موبائل واپس کرنا تھا مگر یہ ٹاسک اسے اس قدر بھاری پڑے گا اسکے تو وہم و گمان بھی یہ بات نا آئی تھی۔

تم،تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے موبائل کو ہاتھ لگانے کی، آج تک کسی نے بھی میری چیزوں کو چھوا تک نہیں ہے اور تم نے اس کا استعمال کرنے کی کوشش کی" جب تھپڑ سے بھی اسکا غصہ کم نا ہوا تو اسکی گردن دبوچے دیوار کے ساتھ لگائے وہ اس پر چلانے لگا، ھدی کو تو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا، اسکی آنکھوں سے پانی نکلنے لگا،چہرہ سرخ ہو گیا جبکہ آنکھیں باہر نکلنے کو تھی۔

ہاؤ ڈیئر یو میں، میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا یو بلڈی بیچ" اسکے گلے پر دباؤ ڈالتے وہ دھاڑا اور ھدی اسکی نظروں کے سامنے تو اندھیرا چھانے لگ گیا اور کچھ سیکنڈز میں ہی وہ زرار کی باہوں میں بے ہوش ہو کر آگری مگر

وہ اسکی پرواہ کیے بنا اسے زمین پر دھکا دیتے وہاں سے چلا گیا یوں جیسے کچھ ہوا ہی نا ہوں، کسی میں بھی اتنی ہمت نا تھی کہ وہ زرار کو روک سکتے اسی لیے اسکے جانے کے بعد ہی تمام مجمعہ ھدی کے پاس آکھڑا ہوا، مگر ان بے حسوں میں سے کسی نے بھی ڈاکٹر کو کال کرنے کی کوشش نا کی، بلکہ آپسی چہ مگوئیاں شروع ہو گئی

او مائی گاڈ یہ مر جائے گی" یشفہ کو حقیقتا پریشانی ہونے لگی"

کھڑے کھڑے میری شکل کیا دیکھ رہے ہوں، جلدی سے لیکر چلو اسے" ہسپتال" یشفہ کی بات پر وہ دونوں سر ہاں میں ہلاتے اسے اٹھائے فورا کیمپس سے ملحقہ کلینک کی طرف بڑھے۔

اسے جب ہوش آئی تو خود کو سفید کمرے میں پایا

"ارے تم ہوش میں آگئی چلو شکر ہے خدا کا ورنہ مجھے تو لگا تھا کہ تم گئی"
اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ پاتی ڈاکٹر کی آواز اسکے کان سے ٹکرائی

کہی تم یہ تو نہیں سوچ رہی کہ یہاں کیسے آئی؟" اسکو اپنی سوچوں میں گم دیکھے وہ مسکرا کر بولا

نہیں مجھے سب یاد ہے" اٹک اٹک کر بولتے اسنے اپنی بات پوری کی"

چلو یہ تو اور بھی اچھی بات ہے" ڈاکٹر مسکرا کر بولا"

ڈاکٹر کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے نا؟ میری بہن تو ٹھیک ہے نا؟" اس سے پہلے کوئی اور بات ہوتی ایاز ایک دم سے دروازہ کھولے اندر داخل ہوا

او تو آپ مسٹر ایاز کی بہن ہے؟" ایک نظر اسے ایاز پر ڈالے اب وہ ھدی کی طرف منہ کیے پوچھنے لگا، ھدی کو یو لگا جیسے وہ ڈاکٹر اس پر خوش نا تھا مگر اسے اس سے کیا لینا دینا

ڈاکٹر کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے نا؟" ھدی کے پاس بیٹھے فکرمندی وہ ڈاکٹر سے پوچھنے لگا

کوئی فکر کی بات نہیں مسٹر ایاز سب ٹھیک ہے بس یونی کے پہلے دن سٹوڈنٹس ایسے ہی نروس ہوجاتے ہیں اور آپ کی بہن بھی اسی کا شکار ہوئی تھی"

او کیا سچ میں ایسا تھا؟" اب وہ ھدی سے پوچھنے لگا جس نے اپنا سر ہاں
میں ہلا دیا اور چادر اس طریقے سے اپنے گرد لپیٹی کے اسکی گردن پر موجود
نشان ایاز کی نظروں سے چھپ گئے۔

"ہمم۔۔ تو اسکا مطلب کے اب میں اسے گھر لیجا سکتا ہوں نا؟"

یا شیور مسٹر ایاز کیوں نہیں" ڈاکٹر نے گویا اجازت دی"

چلو ھدی چلے" اسے اشارہ کرتے وہ باہر کو بڑھ گیا"

آپ کا شکریہ ڈاکٹر" ڈاکٹر کے پاس سے گزرتے وہ بولی"

"نو پروبلم ینگ لیڈی"

"تو میں نے سنا ہے کہ مسٹر زرار نے آج تقریبا ایک قتل کردیا تھا" وہ جو یونیورسٹی سے باہر جارہا تھا اپنے قریب سے آواز آتے اس نے رک کر دیکھا، جہاں کھڑا مائز ہاتھوں میں فرائز کی پلیٹ لیے اسے دیکھ کر دانت نکالنے لگا، جب زرار سے اسکی فرائز کو دیکھا تو مائز نے چھوٹے بچوں کی طرح فرائز اپنے پیچھے چھپا لی

یہ میں نہیں دوں گا" چھوٹے بچوں کی طرح سرزورزور سے نا میں ہلائے وہ" بولا، جبکہ زرار تو اسکی بات پر سر نفی میں ہلانے لگا

تمہیں کچھ کہنا ہے؟" زرار نے سنجیدہ سے لہجے میں بے تاثر چہرہ لیے اس سے پوچھا

"وہ؟ او یس تو مسٹر زرار میرا آپ سے ایک اہم سوال آپ نے کب سے معصوم اور مظلوم لوگوں کو اپنے غصے کا نشانہ بنانا شروع کردیا، اور وہ بھی بے قصور معصوم بچیوں کو؟" مائز نے افسوس بھرے لہجے میں پوچھا

"پہلی بات تو یہ کہ وہ بچی تو کہی سے بھی نہیں تھی، اور دوسری بات یہ کہ اس معصوم اور مظلوم نے میرے موبائل کو ہاتھ لگایا، شکر مناؤ میں نے اسکا ہاتھ نہیں کاٹ دیا؟"

"افففف اتنا غصہ، مگر فائدہ تو تب نا جب غصہ سہی بندے پر نکلے"

جو بھی بات کہنی ہے سیدھے طریقے سے کہوں میرے پاس فالتو کا وقت" نہیں ہے، اور اگر بکواس ہی کرنی ہے تو میں چلا" یہ کہتے ہی اسنے باہر کو قدم بڑھا دیے

موبائل ارسلان نے اٹھایا تھا، اور جس لڑکی نے تمہیں موبائل دیا تھا نا وہ" صرف انکی ریگنگ سے بچنے کے لیے تھا اور ارسلان نے تیرے غصے سے بچنے کے لیے اسکا استعمال کیا تھا"مائز کے بتانے پر اسکے قدم تو تھمے تھے مگر پھر وہ اسی طرح قدم اٹھائے باہر کو بڑھ گیا، یشفہ کا ذکر تو مائز نے بھی نہیں کیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا زرار سزا دیتے وقت لڑکا اور لڑکی میں فرق کرنے والوں میں سے نا تھا۔

گاڑی ایک جھٹکے سے یاسین ولا کے باہر رکی تھی، وہ جو گاڑی سے باہر نکل کر قدم اندر بڑھانے کو تھی، ایک دم سے ایاز اسکے بالوں کو اپنی مٹھی میں جکڑے، غصیلے چہرے کے ساتھ اسے اندر کی طرف لیکر بڑھا جبکہ ھدی تو اسکی اتنی زور کی پکڑ پر غصے سے کہرانے لگی

بھابھی او بھابھی کہاں مر گئی ہوں؟" گھر میں داخل ہوتے ہی وہ اونچی" آواز میں چیخنے لگا

کک۔۔کیا ہوا؟" اتنے میں کیچن سے ایک ستائس سال کی لڑکی نکلی جسکا چہرا" تھپڑ سے سجا ہوا تھا، اسکی شکل دیکھ کر ھدی کے آنسوؤں میں مزید تیزی آگئی، اسکے چہرے پر موجود نشان اسکے ساتھ ہوئی داستان سنا رہے تھے

پکڑ اس طوائف کی اولاد، خبیث عورت ایک دن نہیں ہوا اس کتیاں کو" میرے ساتھ یونیورسٹی پڑھنے گئی کو کہ وہاں جہاں کر ڈرامے لگانا شروع کردیے ہیں اسنے" غصے میں کھولتے اسنے ھدی کو ایکھ جھٹکے سے دھکا دیا کہ وہ شمائلہ کے قدموں میں جاگری، اور رونے لگی

سنبھال اسے نہیں تو میں ہڈیاں توڑ دون گا، اس زانی کی اولاد کی" اسکے ماں باپ کے بارے میں اول فول بکتا وہ وہاں سے چل دیا، جبکہ شمائلہ اسے اپنے ساتھ لگائے اپنے کمرے میں لے آئی، اور ھدی کی تو روتے روتے ہچکیاں بندھ گئی

ھدی میری جان رونا بند کروں اور بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے؟" ڈوبٹے سے" اسکے آنسو صاف کرتے انہوں نے پیار سے پوچھا

بھابھی۔۔۔بھابھی وہ۔۔" وہ اسکی حالت دیکھ کر مزید رونے لگ گئی"

"ہاں بتاؤ میری جان"

مجھے،مجھے یونی نہیں جانا بھابھی پلیز مجھے مار دے مجھے اس جہنم سے نجات" چاہیے بھابھی، مجھے ماما،بابا اور بھیا کے پاس بھیج دے پلیز بھابھی" اسکے گلے لگے وہ رونے لگی،اور شمائلہ کو دل تو اسکی اس حالت پر کٹ کر رہ گیا، اور دل میں ہی اسنے خود سے ایک فیصلہ کرلیا تھا۔

سب لوگ اس وقت رات کے کھانے پر موجود تھے۔

ارے بھئی یہ ایاز کہاں غائب ہے؟" کھانے کی ٹیبل پر سب کو موجود پا کر" انہوں نے سوال کیا

اسے کہاں ہونا ہے ڈیڈ ہو گا اپنے ان آوارہ دوستوں کے ساتھ" جلال" جھنجھلا کر بولا

یہ کیا بکواس کھانا بنایا ہے تم نے اسے کھانا کہتے ہیں اس سے اچھا تو مین" زہر کھا لو" غصے میں بولتا وہ ایک دم سے اپنی کرسی سے اٹھا اور اپنی ٹیبل میں سالن ڈالتی شمائلہ کے منہ پر اتنی زور سے تھپڑ مارا کے سالن کا ڈونگا اسکے ہاتھ سے اچھل کر گرا اور خود اسکا سر ٹیبل کے کونے سے لگا اور خون بہنے لگا، ھدی کا تو یہ منظر دیکھ کر منہ کو جاتا نوالہ ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ جب کے جلال تن فن کرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا

ایک تو یہ لڑکا اور اسکا غصہ" صدیق صاحب نا میں سر ہلاتے دوبارہ کھانے" کی طرف متوجہ ہوگئے جبکہ ھدی تیزی سے شمائلہ کی طرف لپکی، جم تو اپنی جگہ اشنا بیگم بھی گئی تھی، پوری زندگی انکے شوہر نے انہیں پیر کی جوتی کی طرح رکھا تھا اور اب ان کے دونوں بیٹے بھی اسی نقش قدم پر چل دیے تھے اور وہ کچھ بھی کر نا سکی۔

وہ اس وقت کمرے میں بیٹھی کانپ رہی تھی، رات کے گیارہ بج چکے تھے مگر آنکھوں میں نیند ہوتے ہوئے بھی وہ سو نا سکی، کڑکڑاتے بادل اور تیز برستی بارش سے اسکا دل کانپ کر رہ گیا تھا۔

ھدی؟" اشنا بیگم جو کچن میں پانی کا جگ بھرنے گئی تھی ھدی کے کمرے کی لائٹس اون دیکھ کر اسی طرف آگئی

ھدی میری جان کیا ہوا ہے؟" اسے یوں کانپتے دیکھ کر وہ پریشان ہوگئی"

پھوپھو؟ وہ وہ" انکے گلے سے لپٹتے روتے ہوئے اسنے باہر طوفانی موسم کی" طرف اشارہ کیا

میری جان ایم سوری میں بھول گئی تھی کہ آپ کو ڈر لگتا ہے" وہ پریشانی" سے بولی

پھوپھو مجھے یہاں نہیں رہنا، یہاں سب بہت برے ہیں، جلال بھیا، ایاز بھیا اور انکل سب بہت برے ہیں پھوپھو پلیز مجھے یہاں سے بھیج دے؟" وہ روتے ہوئے بولی

"میری جان کسی نے کچھ کہاں آپ سے؟"

پھوپھو آپ نے دیکھا نہیں کہ جلال بھیا نے کیسے مارا بھابھی کو اور ایاز بھائی نے آج سب کو بولا کہ میں نوکرانی ہوں اور یہ بھی کہ۔۔کہ میری "ماما طو۔۔طوائف اور بابا زانی ہے، مجھے بھیج دے یہاں سے پھوپھو

اپنے بھائی اور بھابھی کے بارے میں اپنی ہی اولاد کے منہ سے ایسے الفاظ سن کر اشنا بیگم کا دل کٹ کر رہ گیا

"میری جان کہاں جاؤ گی آپ؟"

پھوپھو مجھے سر۔۔سروج بھابھی کے پاس بھیج دے یہاں انہیں یہاں بلا لے مجھے نہیں رہنا ایسے پلیز" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی

سروج" اسکا خیال دماغ میں آتے ہی وہ چونکی اسکے بارے میں تو انہوں نے سوچا ہی نہیں تھا

رات کو سب کے سونے کا یقین کرتے وہ جیسے تیسے پی۔ٹی۔سی۔ایل کے پاس آئی اور اب نمبر ڈائل کرنے لگ گئی۔

ہیلو؟" نیند میں ڈوبی آواز کان کے پردوں سے ٹکرائی"

"سروج!!!"

Washington, DC, USA

2 pm

دوپہر کے دو بج رہے تھے، جبکہ وہ اس وقت اپنی نیند پوری کرنے میں مصروف تھی، جب اسے اپنے موبائل کے بجنے کی آوز آئی، نیند میں ڈوبی بند آنکھوں کے ساتھ اس نے نائٹ سٹینڈ سے اپنا موبائل ڈھونڈنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

رات کے بارہ بجے سب کے سونے کا یقین کرتے ہوئے شمائلہ دبے پاؤں کمرے سے باہر نکلی، اور آہستہ سے قدم ٹی۔وی لاؤنج کی طرف بڑھائے، پی۔ٹی۔سی۔ایل کے سامنے کھڑے اسنے ڈرتے ڈرتے نمبر ملانا شروع کیا۔

"ہیلو؟" نیند میں ڈوبی آواز اسکے کان کے پردوں سے ٹکرائی

"سروج!!!"

"جی میں، آپ کون؟" وہ ابھی بھی نیند میں موجود تھی

”سروج میں شمائلہ“اب کی بار سروج کی آنکھیں جھٹ سے کھلی اور ایک نظر موبائل کو دیکھا جہاں پاکستان کا نمبر شو ہو رہا تھا،اور پھر ٹائم کیونکہ اگر یہاں دوپہر تھی تو مطلب کے پاکستان میں رات کے بارہ بجے ہوئے تھے،یعنی ایک نئے دن کا آغاز

”بھابھی خیریت ؟ آپ نے اس وقت کال کی“نیند کا خمار ابھی بھی اس پر چڑھا ہوا تھا

”سروج تمہیں خدا کا واسطہ پاکستان واپس آجاؤ ورنہ یہ لوگ اسے مار دے گے“شمائلہ کی سسکیاں فون کے اس پار گونجنے لگی

”بھابھی کیا ہوا ہے ؟ مجھے آرام سے بتائے،ایک تو آپ نے اس وقت کال کی ہے اور پھر کون کس کو مار دے گا؟“سروج کو کچھ سمجھ نا آئی

”ھدی سروج، ھدی وہ بیچاری گھٹ گھٹ کر مرجائے گی، یہ لوگ بہت ظالم ہے اسکے مرے ہوئے ماں باپ کو بھی نہیں بخشا ان لوگوں نے، وہ بچی اگر یونہی رہی تو یا تو وہ پاگل ہو جائے گی نہیں تو وہ مرجائے گی سروج، اسے تمہاری اشد ضرورت ہے سروج واپس آجاؤ تم“ شمائلہ کے منہ سے یہ سب سن کر سروج کو اپنا دماغ چکراتا محسوس ہوا

”بھابھی، بھابھی آپ فکر مت کرے کچھ نہیں ہو گا، میں، میں کچھ کرتی ہوں اوکے، ابھی آپ کال بند کرے“ سروج نے انہیں تسلی دی

”ٹھیک ہے سروج مگر جو بھی کرنا جلدی کرنا ورنہ یہ لوگ اسے کہی کا نہیں چھوڑے گے“ شمائلہ تڑپ کر بولی۔

فون بند کرتے ہی اسنے اپنے آپ کو نارمل کیا اور کمرے میں آگئی، ایک نظر اپنے شوہر کو دیکھا جو سکون کی نیند لینے میں مگن تھا۔

شمائلہ کو آج حقیقتاً اپنے انتخاب پر افسوس ہو رہا تھا، وہ جلال کی سیکریٹری تھی اور بہت جلد ہی اس میں اور جلال میں بہت اچھی اور گہری دوستی ہو گئی تھی، یہ دوستی کب محبت میں بدلی اسے علم نا ہوا، بلکہ حیرانگی تو تب ہوئی جب جلال نے اسے شادی کے لیے پرپوز کیا، وہ خود کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی تصور کرنے لگی، مگر اسکی ماں نا مانی انہیں نجانے کیوں مگر جلال ایک اچھا انسان نا لگا تھا، شمائلہ جب ماں کو نا منا سکی تو خودکشی کرنے کی کوشش کی، وہ بھی آخر کو ماں تھی اسکے آگے ہتھیار ٹال دیے اور یوں وہ خوشی خوشی جلال کی زندگی میں شامل ہو گئی، شروع کے دن تو اسکے لیے کسی شہزادی سے کم کے نا تھے، جلال اسکے تمام نخرے اٹھاتا، مگر ان تمام باتوں میں وہ صدیق صاحب کا رویہ اشنا بیگم کے ساتھ دیکھ کر حیران رہ جاتی، اسنے کئی بار جلال سے بھی بات کی جس پر وہ یہ کہہ کر چپ کروا دیتا کہ اسنے اپنے باپ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے مگر وہ نہیں سنتے الٹا اشنا بیگم کو طلاق دے کر نکالنے کی دھمکی دیتے ہیں، جس پر شمائلہ بھی چپ کر جاتی، پھر آہستہ آہستہ جلال چڑچڑا سا ہونے لگ گیا، وہ بات بات پر جھگڑا کرتا، شمائلہ کو زلیل کرتا اور بعد

میں آفیس کی ٹینشن کا بہانہ گڑھ کر منا لیتا، مگر اس ازیت تو تب شروع ہوئی جب جلال نے پہلی بار اس پر ہاتھ اٹھایا اور پھر آدھی رات کو نشے کی حالت میں لوٹا، مگر بات یہی ختم نہیں ہوئی بلکہ اسنے اب شمائلہ کو پیٹنا شروع کر دیا تھا اور کئی بار تو مختلف لڑکیوں کو گھر بھی لاتا تھا، اور شمائلہ پر یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ اسکا شوہر نا صرف شرابی بلکہ ایک زانی بھی تھا، مگر اصل حیرت تو اسے تب ہوتی جب جلال اسکے وجود کے حصول کے لیے رات میں اس سے معافی مانگتا اور صبح کو پھر سے وہی ذلالت، وہ جب بھی اپنی ماں سے ملنے جاتی تو وہ جلال کے رویے کے بارے میں ضرور پوچھتی، جس پر وہ کمال مہارت سے جھوٹ گڑھ کر اپنی ماں کو مطمئن کر دیتی۔

شمائلہ کی کال نے سروج کو حد درجہ پریشان کر دیا تھا، وہ تو پر سکون تھی کہ ھدی اپنوں کے پاس ہے، مگر اسکے پیچھے کیا کچھ ہو رہا تھا یہ تو اسنے سوچا بھی نہیں تھا، سوچتے سوچتے وہ

کمرے موجود بے بی کاٹ کی طرف بڑھی جہاں اسکی دنیا، اسکی زندگی، اسکا تین ماہ کا بیٹا ابراہیم پرسکون سا آنکھیں موندے سویا ہوا تھا، موبائل سے بے بی مونیٹر کو اون کرتے وہ کمرے سے باہر نکل گئی، گول سیڑھیوں سے نیچے اترتے وہ ڈائنگ ایریا میں آ گئی جہاں حیدر صاحب ٹیب پر خبریں پڑھنے میں مصروف تھے جبکہ شہانہ بیگم دوپہر کے کھانا ٹیبل پر سیٹ کر رہی تھی۔

"ارے سروج اٹھ گئی چلو اچھی بات ہے آؤ کھانا کھالو" اسے دیکھ کر حیدر صاحب بولے

"جی بابا" کہتے ہی وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی، اور پلیٹ میں بریانی نکالنے لگی۔

حیدر صاحب نے ایک نظر اپنی بیٹی اور پھر بیوی کو دیکھا جن کے درمیان ایک عرصہ سے سرد جنگ چھڑی ہوئی تھی، اور وہ سر افسوس میں ہلانے لگے

”میں پاکستان جا رہی ہوں کمنگ ویک اینڈ پر“ کھانا کھاتے اسنے آرام سے اپنی بات کا آغاز کیا، جبکہ ان دونوں میاں بیوی کا تو کھانا کھاتے ہاتھ رک گیا

”خیریت؟“ حیدر صاحب نے سوال کیا

”جی بس ویسے ہی ھدی سے ملنے کا دل تھا“ اسنے سہولت سے جواب دیا جس پر حیدر صاحب نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا

”اپنی اولاد سے یہ بھی پوچھ لے کے کتنے عرصے کے لیے جا رہی ہے یہ اس ھدی بی بی سے ملنے“ شہانہ بیگم نے بات چھیڑی

”چار۔۔“ وہ بس اتنا بول پائی

"کیا چار دن مگر یہ تو بہت کم ہے بیٹا" حیدر صاحب حیران ہوئے

"یہ چار دن نہیں بلکہ چار ہفتوں کے لیے جا رہی ہے" شہانہ بیگم طنزیہ انداز میں بولی

"آپ لوگوں کو کس نے کہاں کہ میں چار دن یا چار ہفتوں کے لیے جا رہی ہوں میں تو چار سالوں کے لیے جا رہی ہوں جب تک ھدی کا بی۔ایس مکمل نہیں ہو جاتا میں پاکستان اس کے پاس رہوں گی" سہولت سے اسنے اپنی بات مکمل کی جبکہ ان دونوں کو تو ایک بڑا جھٹکا دے گئی۔

"دماغ خراب ہے تمہارا پہلے اسکا بھائی، پھر اسکے بھائی کا بچہ اور اب وہ لڑکی کیا تمہاری زندگی میں ہماری کوئی اہمیت نہیں جو صرف ان لوگوں کے لیے خود کو وقف کر دیا ہے تم نے" شہانہ بیگم تو اسکی بات سن کر چیخ اٹھی۔

"پہلی بات تو یہ کہ اسکا بھائی میرا شوہر تھا، میں بیوا ہوا سکی، دوسری بات یہ جس بچے کی آپ بات کر رہی ہے وہ میری اولاد ہے اور تیسری بات یہ کہ اس لڑکی کو میرا شوہر مرنے سے پہلے میری سرپرستی میں دے کر گیا تھا، آپ لوگوں کی وجہ سے میں پہلے ہی اپنے فرض سے غافل رہ چکی ہوں مگر اب اور نہیں، ھدی کو میری ضرورت ہے اور میں کمنگ ویک اینڈ پاکستان جا رہی ہوں، ہوپ سو کہ آپ کو میری بات سمجھ آچکی ہوگی" سکون سے کھانا ختم کرتے اسنے بے بی مونیٹر کی طرف دیکھا جو اس بات کی علامت تھی کہ ابراہیم جاگ چکا ہے۔

زینے طے کرتی وہ اوپر کمرے کی طرف بڑھی جب شہانہ بیگم کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی

"نجانے کیوں اس شخص کی گندی اور ناجائز اولاد کے لیے اپنا آپ برباد کر رہی ہے یہ لڑکی" اپنے ماں کے الفاظ پر اس کا دل کٹ کر رہ گیا مگر وہ ضبط کرتی کمرے کی جانب چل دی۔

اگلے دن کا سورج طلوع ہو چکا تھا، وہ کمبل میں دبکی سوئی ہوئی تھی، جب شمائلہ اسکے کمرے میں داخل ہوئی، کھڑکی سے پردے پیچھے کرتے اسنے دھوپ کی کرنوں کو اندر آنے کی اجزت دی اور اب بیڈ پر بیٹھ کر اسکے چہرے سے کمبل ہٹائے وہ پیار سے اسکے بال سہلانے لگی

"ھدی جانو اٹھ جاؤ صبح ہو گئی ہے یونی بھی تو جانا ہے نا" وہ مٹھاس بھرے لہجے میں بولی، جس پر دعا تھوڑا سا کسمائی

”مجھے نہیں جانا ماما“ وہ دھیرے سے بولی جس پر شمائلہ نم آنکھوں سے مسکرا دی

”اٹھی نہیں یہ منحوس ابھی تک“ اس سے پہلے کے وہ اسے اٹھاتی ایاز کی تیز آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی

”وہ میں بس اٹھانے لگی تھی“ شمائلہ کانپتے ہوئے بولی

”او بھابھی بس ہاں کسی نا کام کی ہے تو اس کو تو میں اٹھاتا ہوں“ کہتے ہی وہ ھدی کی جانب آیا اور ایک جھٹکے سے اسے بیڈ سے اترتے ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا، ھدی کی تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ وہ آنکھیں بڑی کیے، جن میں موٹے موٹے آنسو چمک رہے تھے ایاز کو دیکھنے لگی

"دیکھا اب اٹھ گئی نا ایسے اٹھاتے ہیں بھابھی"مسکراتے ہوئے وہ یوں بولا جیسا بہت عزیم کام کیا ہوں اس نے۔

"اور تم جلدی ریڈی ہو کر آؤ باہر" مزے سے کہتا وہ باہر چل دیا

"بھابھی!!"زیادتی کی شدت سے ہدی بس اتنا بول پائی، جبکہ آنسو قطرہ قطرہ بہنے لگے۔ جبکہ شمائلہ تو اسے گلے لگائے دلاسہ سینے لگی۔

"چلو میرا چند اشاباش تیار ہو جاؤ یونی جانا ہے نا پھر"اسکے سوجے گال سے نظریں چراتی وہ پچکارتے ہوئے بولی

"یار یہ ارسلان کہاں رہ گیا ہے؟" وہ دونوں اس وقت گراؤنڈ میں تھے جبکہ ارسلان ابھی تک نہیں آیا تھا۔

"ارے وہ دیکھو وہ رہاں" اچانک یشفہ کی نظر سامنے سے آتے ارسلان پر پڑی جس کے دائیں بازو اور ہاتھ پر پلستر چڑھا ہوا تھا

"یہ یہ کیا ہوا ہے تمہیں ارسلان؟" وقار اور یشفہ تو اسکی ایسی حالت دیکھ کر بوکھلا گئے۔

"بیسٹ!!" لفظ چباتے ہوئے وہ بولا۔

"او مائی گاڈ اسکا مطلب کے اسے پتا چل گیا مگر کیسے؟" یشفہ حیران ہوئی

”ویسے“ اسنے انگلی اٹھا کر سامنے کی طرف اشارہ کیا جہاں سے وہ دبو لڑکی خود کو اچھے سے چادر میں ڈھکے اندر آ رہی تھی، اسکی حالت آج بھی بلکل پہلے دن جیسی ہی تھی۔

”یہ؟ یہ لڑکی؟ مگر یہ کیسے بتا سکتی ہے؟“ وقار کو بات ہضم نا ہوئی

”کیوں نہیں بتا سکتی، بونگی سی تو ہے کھول دیا ہو گا منہ اپنا اسنے۔“ ارسلان غصے سے بولا

”مجھے بھی ارسلان کی بات میں دم لگ رہا ہے، تو چلو کیوں نا اس لڑکی کو سبق سکھایا جائے اور بتایا جائے کہ ہم کون ہے؟“ ان دونوں کی طرف دیکھتے یشفہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

”ارے دیکھو زرا کون آیا ہے آج؟“ وہ تینوں اس کے گرد گھیرا کیے گھومنے لگے، جبکہ ھدی کے ماتھے پر ہلکا ہلکا پسینہ آ گیا

"ویسے بڑی بات ہے، بیسٹ کے ہاتھوں مرتے مرتے بچی ہے مگر پھر بھی یونی آ گئی، بڑی ہمت ہے" اسکے کندھے سے بیگ کھینچتے یشفہ بولی

"مم۔۔ میرا بیگ" اسنے یشفہ کے ہاتھ سے اپنا بیگ لینا چاہا جو کہ اب وقار کے ہاتھوں میں تھا

"بیگ چاہیے لٹل گرل کو؟ اوکے لے لو" وقار نے بچوں جیسا منہ بنائے بیگ اسکے سامنے کیا، جسے لینے کو وہ جیسے ہی بڑھی تو اس نے بیگ دوبارہ یشفہ کی طرف اچھالا

"پپ۔ پلیز جانے دوں، آ۔۔ آپ لوگوں نے جج۔۔ جو کہاں تھا، مم۔ میں نے کیا نا، کلاس ہے میری" وہ رونے کی آخری سٹیج پر تھی، رونے کی وجہ سے اسکی تھوڑی ہلنے لگی

"اچھا چلو جانے دیتے ہیں، مگر ایک بات تو بتاؤ یہ بیسٹ کو کیوں بتایا کہ موبائل ہم نے تمہیں دیا تھا" اسکے قد کے برابر جھکتے ارسلان نے اس سے سوال کیا

"مم۔ میں نے کک۔۔ کسی کو کک۔۔ کچھ نہیں بتایا، میں کک۔ کسی بب۔ بیسٹ کو نہیں جانتی" وہ روتے ہوئے بولی

"پپ۔۔ پلیز مم۔ میرا بیگ دے دو" اسنے منت کی

"او۔ او۔ اوکے" اسکی سٹائل میں ہکلاتے یشفہ نے ہنستے ہوئے بیگ وقار کی طرف اچھالا جو وقار تو نا پکڑ سکا مگر اسکے پیچھے کھڑے زرار کے ہاتھ نے ضرور پکڑ لیا۔

"جو پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو؟ اسے کیوں تنگ کر رہے ہوں" زرار کی سرد آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی اور ان تینوں کو اپنی جان جاتے محسوس ہوئی، حلق تو ھدی کو بھی اپنا

سو کھتا ہوا محسوس ہوا، پہلے زرار اور پھر ایاز کے تھپڑ سے اسکا گال سوج چکا تھا اور اب اسے پھر سے محسوس ہونے لگا کہ کوئی اسکا گلا دبا رہا ہے، اسکا جسم کانپنے لگا تھا، اسے اپنے جسم پر کپکپی طاری ہوتے محسوس ہوئی، جو زرار کی زیرک نگاہوں سے پوشیدہ نا رہ سکی۔

"اس سے پہلے کے میں تمہارا یا یا بازو بھی توڑ ڈالو یہاں سے چلے جاؤ" اسکا لہجہ پل بھر میں اتنا پتھریلا اور خوفناک ہو چکا تھا کہ ان تینوں نے بھاگنے میں ہی عافیت جانی۔

بھاگنا تو ھدی بھی چاہتی تھی مگر اسکا بیگ زرار کے ہاتھ میں تھا، اسی لیے کچھ نا کر سکی، نظریں نیچی کیے وہ دم سادھے کھڑی تھی، زرار ایک ایک قدم اٹھاتا اسکی طرف بڑھا، جب کے اسکا تو سانس ہی رک گیا تھا۔

"نام کیا ہے تمہارا؟" اسکا بیگ ہاتھ میں تھامے اسکے سر پر کھڑے اسنے اسکے جھکے سر کو دیکھ کر پوچھا جبکہ جواب خاموشی تھا۔

وہ اس سے ڈرتی تھی وہ جانتا تھا کہ وہ اب بھی ڈر رہی ہے مگر نجانے کیوں اسکا ڈرنا زرار کو بہت اچھا لگ رہا تھا، پوری یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس اس سے ڈرتے تھے، مگر اس لڑکی کا ڈر کچھ خاص تھا الگ تھا جسے وہ اپنے آنے والی پوری زندگی میں ہر پل محسوس کرنا چاہتا تھا۔

”کم آن نام بتاؤ پھر پکا وعدہ میں تمہیں جانے دوں گا اور یہ لوگ بھی تمہیں کچھ نہیں کہیں گے“ چھوٹے بچوں کی طرح اسے لالچ دیتے وہ اب ان سینئرز کی طرف اشارہ کر کے بولا جو ریگنگ کرنے میں استاد تھے

”ھد۔۔ھد“ ہکلاتے ہوئے وہ بولی

”ھد ھد؟ یہ کیسا نام ہے؟“ وہ سنجیدہ تھا مگر آنکھوں میں مسکراہٹ تھی

”ھد۔ ھد۔۔ ھدی یاسین“ کہتے ہی اسنے ہچکی لی جسکا مطلب وہ رو رہی تھی

”تو ھد۔۔ ھد۔۔ ھدی یاسین، نام بتاتے ہوئے کون روتا ہے؟“ وہ اسے کسی دو سال کے بچے جیسا ٹریٹ کر رہا تھا جبکہ ھدی کی آنکھوں سے تو برسات شروع ہو گئی، یہ بندی ہر وقت سیلاب کا ریلہ اپنے ساتھ لیے گھومتی ہے اس بات کا یقین تو زرار کو ہو گیا تھا

”مجھے جانا ہے“ دھیمی آواز میں وہ بولی اسکی بات کو نظر انداز کر دیا اسنے

”کہاں جانا ہے؟“ نجانے کیوں مگر اس سے بات کرنے میں زرار کو مزہ آ رہا تھا

”وہ۔ وہ کلاس میں“ اسنے پھر ہکلاتے ہوئے جواب دیا

”تو جاؤ“ وہ بے نیازی سے بولا کیونکہ ھدی کی نظریں اس وقت اسکے ہاتھ میں تھمے اپنے بیگ پر تھی۔

”وہ میرا بیگ“ کانپتے ہاتھوں سے اسنے اپنے بیگ کی طرف اشارہ کیا

”ہاں تو تمہارا ہی ہے کونسا میرا ہے؟“ کندھے اچکائے وہ بے نیازی سے بولا

”مجھے چاہیے کلاس لینے جانا ہے“ اٹک اٹک کر بولتے اسنے بات پوری کی

”شیور“ اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے اسنے بیگ ھدی کی طرف بڑھایا کسے وہ ایک جھٹکے سے کھینچتے ہوئے وہاں سے لیکر بھاگ گئی جبکہ زرار تو اسکی سپیڈ دیکھ کر رہ گیا۔

جو بھی تھا مگر اب تو زرار اسکو چھوڑنے والا نا تھا کیونکہ وہ اسکی تھی۔

"زرار کی ھد ھد" لبوں یہ الفاظ ادا ہوتے ہی ایک خوبصورت مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی، نجانے کتنے سالوں بعد آج وہ خود کو پرسکون محسوس کر رہا تھا۔

"سو واٹ یو تھینک اباوٗٹ داڈیل مسٹر فرقان لودھی" ملٹی میڈیا پر پریزینٹیشن ختم کرتے ہی جلال نے اپنے سامنے بیٹھے چالیس سالا مرد سے پوچھا، جس کے چہرے پر کرختگی تھی۔

"یو نو مائی کنڈیسنز اباوٗٹ داڈیل" پیپر ویٹ سے کھیلتے وہ بولا

”ارے اسکی تو آپ فکر ہی نا کرے مسٹر لودھی، میرا وعدہ ہے آپ سے ھدی کی شادی آپ سے ہی ہوگی بس پراپرٹی کا مسئلہ حل ہو جائے“ صدیق صاحب خوشا آمد لہجے میں بولے

”تو پھر یہ ڈیل بھی تبھی فائنلائز ہوگی مسٹر صدیق ہے مسٹر جلال“ چیر سے اٹھتے اپنے کوٹ کو سیدھا کیے وہ بے تاثر لہجے میں بولا۔

”مگر سر یہ ڈیل بہت ضروری ہے“ جلال پریشان ہو گیا

”اور میرے لیے آپ کی بہن جینٹل مین“

”ناؤ ایکسکیوز می، گڈ بائے، اور اگلی بار پرپوزل تب لائے گا جب آپ میرا پرپوزل ایکسپٹ کر لے“ انگلی اٹھاتے وہ وارننگ زدہ لہجے میں بولا۔

"اف کیا مصیبت ہے یہ" فرقان لودھی کے باہر جاتے ہی جلال ٹیبل پر ہاتھ مارتے بولا

"کول ڈاؤن بیٹا" پیکٹ سے سگار نکالے اسے لائٹر سے جلا کر منہ میں دبائے صدیق صاحب بولے

"واٹ کول ڈاؤن، یو نووٹ ڈیڈ یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے، آپ بات کیوں نہیں مان لیتے اس لودھی کی کروادے شادی اس ھدی کے ساتھ" وہ جھنجھلایا

"فضول مت بولو جلال تم جانتے بھی ہو کہ ھدی یاسین کی تمام ترجائیداد کی پچاس فیصد کی مالکن ہے اور میں اس ڈیل کے عوض اسکی شادی اس لودھی سے کروادوں"

”ہاں تو کرواجائیداد کے پیپرز سائن ھدی سے اور بھیج دے اس منحوس کو ہماری زندگیوں سے دور“

”تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی مگر وہ یاسین بہت تیز نکلا، جب تک ھدی پچیس سال کی نہیں ہو جاتی تب تک اسکی ساری پراپرٹی کی لیگل ایڈوائزر وہ سروج حیدر رہے “نفرت سے اسکا نام لیتے وہ بولے

”چلو ایک اور نیا مسئلہ“جلال تو ہاتھ ہلا کر رہ گیا

”تو کچھ سوچے ڈیڈ سوچے کچھ“

”سوچ چکا ہوں میں، تم فکر مت کروں“وہ شیطانی ہنسی ہنسے

"کیا؟" جلال کو تجسس ہوا

"دو ہفتوں بعد ھدی کی سالگرہ ہے اور اسی دن میں ھدی کا نکاح ایاز سے کر دوں گا"

"مگر کیا ایاز مانے گا؟"

"تو ایاز کو کونسا اسے اپنی بیوی بنانا ہے بس نکاح ہی تو کرنا ہے تاکہ پراپرٹی ہماری ہو سکے"

"اور سروج؟"

"سروج کو بتائے گا کون، ویسے بھی اسکا کوئی رابطہ نہیں ہے ہم سے"

"اور اس لودھی کا کیا کرنا ہے؟"

”اسکی فکر مت کروں نکاح میں صرف گھر کے لوگ شامل ہو گے جبکہ لودھی کو یقین دلانے کے لیے ہم اسکی اور ھدی کی ایک عدد جھوٹی منگنی کر دے گے“

جلال اپنے باپ کی بات سن کر مسکرا اٹھا تو گویا وہ ساری پلیننگ کیے بیٹھے تھے۔

وہ کلاس میں داخل ہوئی تو ہر طرف چہ مگوئیاں شروع ہو گئی، ہر کوئی اسکی طرف دیکھے ایک دوسرے کے کان میں کچھ کہنے لگتا وہ ان سب کو اگنور کرتے اپنی سیٹ کی طرف بڑھی

”سوری تم یہاں نہیں بیٹھ سکتی“ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی لڑکی نے منع کر دیا

”مگر کیوں؟؟“ اسنے حیرانگی سے سوال کیا

”بس کہاں نانہیں تو نہیں“ اسکی اس قدر بد تمیزی پر ھدی خاموش ہو کر رہ گئی

اس نے نظر آس پاس دوڑائی جہاں سب اسے اگنور کر رہے تھے، ایک بار پھر آنسو اسکی آنکھوں میں آنا شروع ہو گئے۔

”سب لوگ مطلبی ہے، سب بہت برے ہیں“ بس یہی بات اسکے ذہن میں گردش کر رہی تھی۔

امریکہ میں اس وقت صبح کے پانچ بج رہے تھے، سروج ابھی تک شمائلہ کی کال میں پھنسی ہوئی تھی اسکی کوشش تھی کہ وہ جلد از جلد پاکستان پہنچ جائے مگر بہت کوشش کے باوجود بھی اسے دو ہفتے بعد کی سیٹ ملی تھی۔

"دو ہفتے بعد یعنی کے ھدی کی سالگرہ" وہ سوچ کر مسکرا دی کتنی بے صبری سے انتظار کرتی تھی نا ھدی اس دن کا

"کیا اب بھی اسے اتنا ہی شوق ہو گا اپنی سالگرہ کے آنے کا" وہ سوچنے گی

اس سے پہلے کے وہ کچھ اور سوچ سکتی اسے ہلکی ہلکی اوں آں کی آواز آئی، اسنے مڑ کر بیڈ کی طرف دیکھا جہاں ابراہیم کھیلنے میں مصروف تھا

"ماما کی جان کیا ہوا ہے میرے بے بی کو؟" اسکے پاس لیٹتے وہ اسکے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے پوچھنے لگی جب کہ ابراہیم اپنی آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھنے لگا جیسے وہ اپنی ماں کی ساری بات سمجھ رہا ہوں

"جی تو اب بتائے کیا بات کرنی ہے آپ کو" اسکے ہاتھوں کو چومتے اسنے پوچھا، جس پر ابراہیم کھل کر مسکرایا یوں جیسے وہ سمجھ چکا ہوں اسکی ساری باتیں۔

"بہت جلد ماما اور ابراہیم پاکستان جائے گے، ابراہیم کو اپنی پھوپھو سے ملنا ہے؟" اب وہ اس سے سوال کرنے لگی جس پر ابراہیم اوں آں کرنے لگا۔

وہ اپنی کلاسز لیکر باہر گراؤنڈ میں آگئی تھی، آج اسے بہت تکلیف ہوئی تھی اپنے کلاس فیلوز کا رویہ دیکھ کر

"لگتا ہے ایاز بھیا سہی کہتے ہیں میں واقعی میں منحوس ہوں اسی لیے تو کوئی مجھ سے بات نہیں کرتا اور نا ہی کسی کو میں اچھی لگتی ہوں" درخت کے سائے میں بینچ کے نیچے بیٹھے وہ سوچنے لگی

ایاز کی کلاسز ختم ہونے میں ابھی دو گھنٹے باقی تھے اسی لیے اسے انتظار کرنا تھا

اسے ایاز کے علاوہ اور کسی کے بھی ساتھ یونی آنے کی اجازت نہیں تھی وہ ابھی انہی سوچوں میں گم تھی جب اسے اپنے پاس سے آواز آئی

"ہیلو!!" ھدی نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اپنے سامنے ایک خوبصورت سی لڑکی کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔

بلیو جینز، کے ساتھ گرین شرٹ اور اسکے اوپر بلیو جیکٹ لیے، بالوں کو ہائی پونی میں باندھے وہ اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھائے بولی

ھدی نے ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا اور پھر پیچھے مڑ کر دیکھا کہ شائد وہ کسی اور سے مخاطب ہوں

"ہیلو میں تم سے بات کر رہی ہوں" اسنے ایک بار پھر ھدی کو مخاطب کیا

"واقعی میں مجھ سے" ھدی کے معصومیت بھرے سوال پر وہ کھلکھلا دی

"بلکل تم سے" ھدی کا ہاتھ تھامتے اپنے ہاتھ سے ملاتے ہوئے بولی جس پر ھدی کھل کر ہنسنے لگی

"ویسے میرا نام عمارہ ہے اور تم؟"

"میں۔۔ میں ھدی، ھدی یاسین" وہ ہلکی سے آواز میں بولی

"ھدی! نائس نیم، کس ڈیپارٹمنٹ سے ہوں؟" اسکے ساتھ بینچ پر بیٹھے اس نے پوچھا

"میں بی۔ایس فرسٹ سمسٹر کی سٹوڈنٹ ہوں، آرٹس اینڈ کرافٹ کی"

"رئیلی!!! واؤ بہت ٹیلنٹیڈ ہوں تم تو" عمارہ جیسے امپریس ہوئی

”آپ کیا کرتی ہے؟“ ھدی نے سوال کیا

”میں؟ میں تو بس ٹائم ویسٹ کرتی ہوں“

”مطلب؟“ ھدی کو سمجھ نا آئی

”چھوڑو مطلب وطلب کو یہ بتاؤ تمہارے گال پر کیا ہوا ہے؟“ عمارہ نے اسکے گال کی طرف اشارہ کیا جو پہلے زرار اور پھر ایاز کی تھپڑ کی وجہ سے سوج چکا تھا

”وہ، وہ کچھ بھی تو نہیں، مم۔۔ مچھر نے کاٹا تھا“ اسنے بات بنائی

”اوکے“ عمارہ نے بھی بات کو زیادہ کریدا نہیں

”تو تم یہاں کیوں بیٹھی ہوں گھر کیوں نہیں گئی؟“عمارہ نے سوال کیا

”وہ میرے بھیا کی ابھی کلاسز ہیں تو بس اسی لیے“

”اسکا مطلب کے تم فری ہوں رائٹ؟“عمارہ نے جیسے یقین چاہا جس پر ھدی نے سر ہاں میں ہلا دیا

”ویری گڈ تو اسکا مطلب ہے کہ تم میرے ساتھ چل سکتی ہوں“عمارہ کے اس طرح بولنے پر ھدی ڈر گئی

”ن۔نہیں میں کہی نہیں جاؤ گی“وہ سر زور زور سے نفی میں ہلانے لگی

”ارے کہی نہیں جانا صرف کینٹین تک جانا ہے،چلو گی نا؟“عمارہ نے اس سے پوچھا

”ہاں“ ھدی نے سرہاں میں ہلایا

”ویری گڈ چلو پھر“ اسکا ہاتھ پکڑتے وہ اسے کینٹین کی طرف لے گئی

وہ ھدی کو لیکر کینٹین پہنچی جہاں حسب معمول وہ فرایز کھانے میں مصروف تھا،عمارہ تو اسے دیکھ کر ایک ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی

”اسکا کچھ نہیں ہو سکتا“ اسکی بات سن کر ھدی نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھا جب عمارہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے ایک ٹیبل کی طرف لے گئی جہاں ایک لڑکا ساری دنیا سے بے نیاز فرائز کھانے میں مصروف تھا

”حد ہے مائز کبھی اپنی اس محبوبہ کو چھوڑ کر ارد گرد بھی نظر ڈال لیا کروں“ اسے یوں فرائز پر ٹوٹے دیکھ کر وہ سر افسوس میں ہلاتے بولی

مائز تو اسکی بات اگنور کیے کھانے میں مصروف تھا جیسے آج کے بعد تو اسے کبھی کھانا نصیب ہی نہیں ہو گا یا یوں کہنا ٹھیک رہے گا فرائز نصیب نہیں ہو گی جب کھاتے کھاتے اسکی نظر عمارہ کے ساتھ کھڑی ھدی پر پڑی جو حیران کن نظروں سے اسے دیکھے جا رہی تھی

حیران نظروں سے تو مائز بھی اسے دیکھ رہا تھا پھر ایک دم چار سال کے بچے کی طرح کھلکھلا کر ہنستے ہوئے اپنی جگہ سے اچھلا اور عین ھدی کے سامنے آ کھڑا ہوا

”ہیلو میرا نام مائز ہے، میں ایم۔ ایس انگلش کا سٹوڈنٹ ہوں، میری عمر ۲۳ سال اور مجھے فرائز سے بہت محبت ہے، اب تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ“ فر فر چلتی زبان کے ساتھ، آنکھوں میں شوق کا ایک جہان لیے وہ اب ھدی سے پوچھنے لگا جبکہ ھدی تو آنکھیں بڑی کیے یک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی

”او ہو تمہیں تو اٹک اٹک کر بولنے کی بیماری ہے چلو کوئی نا میں بتاتا ہوں، تم ھدی یاسین ہوں، تمہاری عمر انیس سال ہے، مطلب کے دو ہفتوں بعد تم انیس کی ہو جاؤ گی، تم بی۔ ایس آرٹس اینڈ کرافٹ کے فرسٹ سمسٹر میں ہوں ہے نا اور تمہیں بیسٹ نے بہت زور کا تھپڑ مارا تھا دیکھو ابھی تک گال سوجا ہوا ہے“ مائز کی اتنی انفارمیشن پر جہاں ھدی حیران ہوئی وہی فرائز کے ساتھ انصاف کرتی عمارہ بھی شاک کی کیفیت میں چلی گئی کیونکہ ھدی نے اسے یہی بتایا تھا کہ گال مچھر کے کاٹنے سے سوجا ہے

”کیا سچ میں؟“ فرائز کھاتی عمارہ نے خود سے سوال کیا

"ہاں نا میں نے خود دیکھا تھا" مائز نے ھدی کے گال کی طرف دیکھتے پیچھے بیٹھی عمارہ کو جواب دیا

"عمارہ!!!!!!!!!!!!!!" وہ جو پیچھے پلٹا تھا عمارہ کو اپنی فرائز سے انصاف کرتے دیکھ کر چیخ اٹھا، اسکی آنکھیں غم اور غصے سے لال ہو چکی تھی

"دد۔۔ دیکھو مم۔ مائز، ہم تو دد۔۔ دوست ہے نا، وو۔۔ ویسے بھی دد۔۔ دوستوں میں کیا تیرا کیا میرا۔ ویسے بھی بانٹنے میں عظمت ہوتی ہے، تم نے سنا نہیں یہ محاورا، تم نے تو سنا ہو گا نا ھدی" مائز کو شکاری کی طرح اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ بولی اور پھر ھدی کی طرف دیکھتے محاورے کے بارے میں پوچھنے لگی، جس پر ھدی نے نفی میں سر ہلایا

”ایسا تو کوئی محاورا ہے ہی نہیں“ ھدی کی بات پر عمارہ نے اپنا تھوک نگلا اور مائز کو دیکھا جو آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے قتل کرنے کا ارادہ کر چکا تھا

”دیکھو مائز۔۔۔ میرے پیارے بھائی۔۔۔“

”اب تو تم گئی!!!“ اس سے پہلے کے عمارہ بات پوری کرتی مائز چیخ کر بولا اور ایک دم سے عمارہ پر جھپٹا

اب سین کچھ ایسا تھا کہ کینٹین کے تمام لوگ انہیں لڑتا دیکھ کر اپنا کھانا پینا چھوڑ چکے تھے، عمارہ آگے آگے اور مائز اسکے پیچھے ریڈ ایپل کی بوتل ہاتھ میں تھامے بھاگ رہا تھا، اسی اثنا میں عمارہ کی زوردار ٹکر ہوئی اور اسے دن میں ہی تارے نظر آ گئے

”یا وحشت!!“ سامنے والی کی آواز تو عمارہ کروڑوں میں بھی پہچان سکتی تھی

”عمارہ سلطان!!“عمارہ کو نظر کے سامنے دیکھ کر وہ جی بھر کر بد مزہ ہوا، یہی حال عمارہ کا بھی تھا

”مراد شمشیر!!“نظریں تیکھی کیے، دانت پیستے وہ بولی

”آنکھیں نہیں ہیں کیا تمہارے پاس“وہ جھنجھلایا

”نہیں“پر سکون لہجے میں اسنے جواب دیا

”تو جاؤ اور لے آؤ“ مراد نے دانت پیستے مشورہ دیا

”لاؤ دو“عمارہ اسکے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑی ہو گئی

"کیا؟" مراد حیران ہوا

"آنکھیں خریدنے کے پیسے" عمارہ کی معصومیت بھرے جواب پر جہاں مراد کا پارہ چڑھا وہی کینٹین میں موجود تمام عوام کے قہقہے چھوٹ گئے۔

"تم۔۔۔"

"ہاں میں" وہ جتنا دانت پیستے گویا ہوا تھا عمارہ کا لہجہ اتنا ہی پرسکون تھا، مراد ایک واحد شخص تھا اس دنیا میں جسے تپانے میں عمارہ کو خاصی فضیلت حاصل تھی

"دیکھو مراد میرے زیادہ منہ متھے مت لگا کروں، سمجھے" اسے وارننگ دینے کے انداز میں وہ بولی

”ارے یار سارا جوس لیپ ٹاپ پر گر گیا مگر شکر ہے چیپ بچ گئی ورنہ مارے جاتے“ مراد کا ایک دوست سب ہنگامے سے دور، بیزار کن لہجے میں بولا

”ارے مائزیہ دیکھو مجھے کیا ملا، ایک چیپ“ مراد کے دوست کے ہاتھ سے چیپ چھنتے ہوئے اسنے مائز کو دکھائی

”لیکن پلیز ہاں تم اسے اپنی چیپ سمجھ کر کھانا جانا یہ کھانے والی تھوڑی نا ہے“ اپنی ہی بات پر قہقہ لگائے وہ مائز سے بولی

جبکہ اسکی چیپ کھانے والی بات پر تو مراد اور اسکے دوست کی آنکھیں اور منہ دونوں کھل گئے

”اگر میں غلط نہیں ہوں تو ابھی ابھی اس لڑکی نے چیپ کھانے کی بات کی وہ بھی مائکروسوفٹ چیپ کی“ مراد کے دوست کی بات پر مراد بھی صرف سر ہلا سکا

”یہ لو بھئی اپنی چیپ“ انکی طرف چیپ پھینکتے وہ مائز کو ساتھ لیے دوبارہ ھدی کی طرف چل دی

”مراد میرے دوست ابھی بھی وقت ہے پیچھے ہٹ جا، اس دنیا میں عقلمند لڑکیوں کا فقدان نہیں ہے تجھے خدا کا واسطہ اس عمارہ کا خیال اپنے ذہن سے نکال دے“ اپنے دوست کی بات پر وہ صرف اسے گھور سکا

”زیادہ مشورے نا دے اور چل کلاس شروع ہونے والی ہے“ اسکی بات اگنور کرنا مراد اسے وہاں سے لیے واپس مڑا ہی تھا کہ سب کہ کانوں میں ایک آواز ٹکرائی

”کیا ہو رہا ہے یہاں“ زرار جو ابھی کینٹین میں آیا تھا مائز کو ھدی کے ساتھ ہنستے دیکھ کر اسے بہت غصہ آیا اور وہ ان کے سر پر پہنچ گیا

جہاں زرار کی آواز سن کر کینٹین میں سناٹا چھایا وہی ھدی کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا

”میں نے پوچھا کیا ہو رہا ہے یہاں؟“ اسنے ایک بار پھر اپنی بات دوہرائی

”ارے زرار تم آؤ نا“

”او تو اس بیسٹ کا نام زرار ہے“ مائز کے اسکو بلانے پر ھدی ہولے سے بڑبڑائی

”زرار احمد زماد“ وہ عین ھدی کے سامنے کھڑا بولا

”ہنہ !!!“ ھدی کو اسکی بات سمجھ میں نا آئی

”میرا نام زرار احمد زماد ہے، مس ھد ھد“

”یہ تمہارے چہرہ کیوں سوجا ہوا ہے؟ کیا بہت تکلیف ہوئی تھی؟“ اسکے تھپڑ والے گال کو انگلی سے چھوئے اسنا پوچھا جبکہ ھدی اسکی اس قدر نزدیکی پر فورا سے چار قدم دور ہوئی، اسکی یہی حرکت زرار کو طیش دلا گئی

وہ فورا سے سیدھا ہوا اور ایک نظر کینٹین میں موجود تمام لوگوں پر نظر ڈالی

”آج سے، اور ابھی سے اگر مجھے اس لڑکی جس کا نام ھدی یاسین ہے، اسکے ساتھ کوئی بھی نظر آیا بے شک وہ لڑکا ہوں یا لڑکی تو میں اسکا وہ حشر کروں گا کہ سب دیکھتے رہ جائے گے، اور

ہاں یہ اعلان تم دونوں کے لیے بھی ہے" تمام سٹوڈنٹس کو بولتے اسنے عمارہ اور مائز کی طرف اشارہ کیا جو اسکی بات سن کر لب بھینچے رہ گئے

ایک نظر ھدی پر ڈالتے وہ وہاں سے چل دیا، اسکے جاتے ہی ھدی نے سر اٹھایا اور آس پاس دیکھا تو سب اسے اگنور کر رہے تھے جیسے وہ وہاں ہوں ہی نا، اسنے عمارہ اور مائز کی طرف بھی دیکھا جو اس سے نظریں چرا گئے، یہ سب دیکھ کر اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے، وہ سب کو اگنور کرتی مراد کے پاس سے بھاگنے کے انداز میں گزری، جبکہ عمارہ اور مائز تو ایک دوسرے سے بھی نظریں ملانے کے قابل نا رہ پائے۔

"اور ہم چلے ہیں عوام کو انصاف دلوانے جو ایک لڑکی کے لیے کچھ نہیں کر سکتے" اپنے دوست کی بات پر مراد نے ایک غصیلی نظر عمارہ پر ڈالی جس پر اسنے اپنی نظریں چرا لی

وہ ابھی گھر میں داخل ہوئی تھی کہ سامنے مسٹر صدیق اور جلال کو پا کر حیران رہ گئی

"ارے ڈیڈ بھای آپ دونوں اس وقت گھر" اسکے ساتھ گھر میں داخل ہوتا ایاز بھی حیران ہوئے بغیر نا رہ سکا۔

"ہاں بس ویسے ہی آج دل تھا کیوں نا ساری فیملی اکٹھے شام کی چائے پیے" شمائلہ کے ہاتھ سے چائے لیے وہ بولے

"ارے ھدی بیٹا وہاں کہاں جا رہی ہوں ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو" ھدی کو کمرے کی طرف بڑھتے دیکھ کر انہوں نے شیریں لہجے میں مخاطب کیا

ھدی کے لیے تو یہ انداز، یہ طریقہ بلکل نیا تھا، وہی صدیق صاحب کے انداز پر شمائلہ اور اشنا بیگم بھی ٹھٹھکی۔

"تم جانتی ہوں ھدی تمہارے والدین عظیم لوگ تھے، مجھے واقعی انکی کمی محسوس ہوتی ہے، یاد تو تمہیں بھی آتی ہوگی نا" اپنے والدین کے زکر پر آنکھیں تو ھدی کی بھی بھر آئی تھی

"تم تو انکی آخری نشانی ہوں، بہت معصوم، بھولی اور سیدھی اور یہ دنیا اتنی ہی چالاک ہے میری بیٹی، اور مجھے ہر وقت تمہاری فکر کھائے جاتی ہے پتا نہیں کیا ہو جائے تمہارے ساتھ، بس اسی لیے میں نے سوچا ہے کہ بہت جلد میں تمہارے فرض سے بھی آزاد ہو جاؤ، مگر باہر کے لوگ۔۔۔۔۔۔ تو میں نے بہت سوچنے سمجھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ دو ہفتوں بعد تمہارا اور ایاز کا سادگی سے نکاح کر دیا جائے" جہاں اس بات پر سب گھر والوں کو جھٹکا لگا وہی ھدی کا دل بند ہونے کو آ گیا، جبکہ ایاز جو کچھ بولنے جا رہا تھا جلال کے ہاتھ پکڑنے پر وہی رک گیا

”مگر یہ ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟“ اشنا بیگم کسی طور بھی اپنی بھتیجی پر ایسا ظلم ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی

”کیو کیوں نہیں ہو سکتا“ صدیق صاحب کے پتھریلے لہجے پر وہ کانپ گئی

”میرا مطلب کے ھدی تو ابھی پڑھ رہی ہے نا اور ایاز بھی“ انہوں نے فوراً بات سنبھالی

”اسکی فکر آپ مت کرے بیگم ابھی تو صرف نکاح ہو گا، رخصتی تو پڑھائی کے بعد ہی ہو گی۔

ھدی نے ایک زخمی نظر اپنی پھوپھی پر ڈالی جنھوں نے نظریں چرا لی اور تھکے قدم اٹھاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھی، اسکی ایسی حالت پر شمائلہ اور اشنا بیگم دونوں کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"تو تم پاکستان جانے کا فیصلہ کر چکی ہوں؟" وہ جو ابھی ابھی گھر میں داخل ہوئی تھی اپنی ماں کی بات سن کر وہی رک گئی

"جی" وہ بس اتنا ہی جواب دے پائی

"دماغ خراب ہو چکا ہے تمہارا، اس شخص کی خاطر کیوں خود کو اور ہمیں اذیت دینے پر تلی ہوں؟" وہ چیخ اٹھی

"پلیز مام ابھی میں کسی قسم کی بحث کے موڈ میں نہیں ہوں" یہ کہتے ہی اسنے اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھا دیے

"رک جاؤ سروج آج تمہیں میری بات سننا ہوگی" وہ سروج کے سامنے کھڑی ہو کر بولی

"کیا مام کیا؟ کیا سننا چاہیے مجھے، میرے شوہر اور اولاد کے خلاف آپکے زہر خند الفاظ، یا اس معصوم ھدی سے آپکا خدا واسطے کا بیر جو میرے اور عمیر کی شادی سے پہلے ہی آپکو اس سے تھا"

"تم اسکی خاطر مجھ سے اس لہجے میں بات کر رہی ہوں؟ جو تمہیں اپنے نام کی انگوٹھی پہنا کر کسی اور سے رنگ رلیاں منا رہا تھا، اور اسکی اولاد تمہاری جھولی میں ڈال کر خود مٹی تلے جا

سویا، اور تو اور یہ بھی نہیں معلوم کے اس سے شادی کی بھی تھی یا بس اپنے نفس کے ہاتھوں مجبور۔۔۔۔۔۔"

"بس!!!! بس ماما بہت کہہ لیا آپ نے اور بہت سن لیا میں نے اب اسے ختم کرتے ہیں میں اور ابراہیم پاکستان جا رہے ہیں کبھی واپس نا آنے کے لیے، آج آپ نے مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا ہے، میری محبت کی تزلیل کی ہے آپ نے اور یہ سروج عمیر کو منظور نہیں"

کہتے ہی ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کیے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

سیاہ کالی رات، آسمان پر پورا چاند، اگر کوئی اور ہوتا تو ضرور اس منظر کو دلکش پاتا اور اس میں کھو جاتا مگر یہ رات تو اسکے لیے ماتم کی رات سے کم نا تھی، کتنی آسانی سے اسکی زندگی کا فیصلہ کر دیا گیا تھا اسے ایک ایسے انسان کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا، جو اسے محبت تو دور عزت بھی نہیں دے سکتا تھا، اسکا دل اس وقت خون کے آنسو رو رہا تھا، جبکہ آنکھیں بلکل

خشک تھی، اسکا آج بھی وہی گلہ تھا کہ کیوں اسے اسکے ماں باپ اور بھائی سے جدا کر دیا گیا، اور تو اور اسکی بہنوں جیسی بھابھی نے بھی اس سے منہ پھیر لیا، رشتوں کا بدلنا کسے کہتے ہیں یہ کوئی ھدی یاسین سے پوچھے

کتنی دعائیں کی تھی اسنے سروج کے آنے کی مگر اب تو دل سے یہ دعا بھی نکلنا بند ہو گئی تھی، آج اسے اپنی ایک سکول فرینڈ کی باتیں یاد آ گئی جو اسے ہمیشہ یہی کہا کرتی تھی کہا "چاہے جتنی محبت سہی مگر بھابھی ہمیشہ بھابھی ہی رہتی ہے وہ کبھی بھی بہن نہیں بن سکتی"

"تو کیا رمشا سچ کہا کرتی تھی، کیا واقعی میں سروج بھابھی نے مجھ سے منہ موڑ لیا ہے؟ سب کی طرح ان پر بھی میں ایک بوجھ ہوں، وہ بھی مجھے چھوڑ چکی ہے" یہ سوچتے ہی اسکی آنکھیں پھر سے بھیگ گئی

"کسی کو معاف نہیں کروں گی میں کسی کو بھی نہیں" ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے آنسو رگڑتے اسنے خود سے عہد لیا۔

کمرے میں آتے ہی اسنے جلدی سے دروازہ بند کیا اور اسکے ساتھ لگتے ہی نیچے بیٹھ گئی، آنکھیں تو اسکی بھی بھیگ گئی تھی اپنی ماں کے الفاظ سن کر، اسے سب کچھ برداشت تھا مگر اپنی محبت کی تزلیل نہیں، اسے آج پھر سے وہ دن یاد آنے لگا جو اسکے دامن کو خوشیوں سے بھرنے والا تھا مگر غم کی علاوہ اسے کچھ نہیں ملا

ماضی

مایوں کی دلہن کا جوڑا پہنے اپنے آس پاس سے بے خبر وہ اس وقت دیوانہ وار ہسپتال کے کوریڈور میں بھاگی جا رہی تھی، اسکی سانسیں پھول چکی تھی مگر وہ رکی نا، جب اسے یاسین صاحب ہسپتال کے ایک کمرے سے نکلتے ہوئے نظر آئے

"انکل!! عمیر؟" پھولی سانس اور آنسوؤں سے بھیگے چہرے کے ساتھ وہ صرف اتنا ہی پوچھ سکی، جبکہ اسکے جواب میں انہوں نے کمرے کی طرف اشارہ کر دیا اور ایک لمحے کا بھی انتظار کیے بغیر وہ اندر کی طرف بڑھ گئی جہاں اسکا پورا وجود پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا

"عمیر!!" اسکی آواز سرگوشی سے زیادہ نا تھی

"یہاں آؤ" آنکھیں کھولے اسکو مایوں کے لباس میں دیکھتے ایک تکلیف دہ مسکراہٹ عمیر کے لبوں کو چھو گئی، اور اسے اپنے پاس بلانے کا اشارہ کیا

"عمیر" اسکا نام دوبارہ پکارتے اسکی ہچکی بندھ گئی

"سروج؟"

"ہمم"

"مجھ سے محبت کرتی ہوں نا؟" اسنے سوال کیا جس پر سروج نے سر اثبات میں ہلا دیا

"مجھ پر بھروسہ ہے نا؟" ایک اور سوال اور وہی جواب

"پھر مجھ سے ایک وعدہ لینا ہو گا تمہیں؟"

"کیسا وعدہ؟"

"ہمیشہ ساتھ نبھانے کا"

"میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں عمیر" اسکا ہاتھ تھامتے وہ محبت سے بولی

"سروج ماما، بابا اور میری ھدی کا بہت دھیان رکھنا ہے تم نے، تم جانتی ہوں نا وہ مجھے کتنے عزیز ہیں"

"عمیر ہم مل کر دھیان رکھے گے نا" عمیر کی بات نے اسکا دل دہلا دیا تھا، اپنی کانپتی زبان پر قابو پاتے وہ بولی

"نہیں مل کر نہیں وقت نہیں ہے میرے پاس" وہ ہولے سے بولا

"عمیر ایسے نا کہے"

"سروج مجھ پر کبھی شک مت کرنا، اور یاد رکھنا کے تمہارے عمیر نے تم سے سچی محبت کی تھی"

"عمیر کچھ نہیں ہو گا آپکو، آپ۔۔ آپ بلکل ٹھیک ہو جائے گے" اسکا پورا جسم ہچکولے کھا رہا تھا

"سروج۔۔ سروج یاد رکھنا میں۔۔ تم سے بہت محبت کر۔۔ کر۔۔ کرتا ہوں" اور عمیر کا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

"عمیر!!!!!!!!!" چیختے ہوئے وہ اٹھی، اسکا پورا جسم پسینے میں بھیگا ہوا تھا، آنکھوں سے گرم سیال بہہ رہا تھا، جب اسے ابراہیم کے رونے کی آواز آئی، اپنا آپ سنبھالتے ہوئے وہ

ابراہیم کی طرف بڑھی، ابراہیم بس کچھ دن کا ایک نومولود بچہ تھا جو عمیر جانے سے پہلے اسکی گود میں چھوڑ گیا تھا، عمیر ہی کی خواہش پر اسکا اور سروج کا نکاح اس دن ہسپتال میں کروادیا گیا تھا، جس پر شہانہ بیگم نے واویلا مچانے کی کوشش کی مگر وقت اور حالات کو دیکھ کر چپ کر گئی، ابراہیم کو بھی لیکر خاندان بھر میں چہ مگوئیاں ہوئی تھی مگر ڈی۔این۔اے رپورٹ نے یہ بات ثابت کر دی تھی کہ ابراہیم عمیر ہی کی اولاد ہے، بس وہ دن اور آج کا دن سروج نے خود کو عمیر کی بیوہ اور ابراہیم کو اپنی اولاد ہی سمجھا اور اب وہ پوری زندگی اسی کے سہارے گزارنے کا فیصلہ کر چکی تھی۔

"شی، میری جان بس چپ کوئی ضرورت نہیں ہے رونے کی اب ماما اور بے بی پاکستان جائے گے اور وہی رہے گے پھر کبھی واپس نہیں آئے گے، میری جان، میرا پالا بچا، بس چپ" اسے سینے سے لگائے اسکی پشت کو تھپتھپاتے ہوئے وہ اسے بولے جارہی تھی جبکہ ابراہیم ماں کا لمس پا کر سکون کی نیند میں جاچکا تھا۔

اگلے دن صبح کو اسکی آنکھ معمول سے پہلے ہی کھل چکی تھی، وہ یونی کے لیے تیار ہوئی ناشتے کی ٹیبل پر آبیٹھی، اسکی آنکھیں حد درجہ سرخ تھی، اسکی اس حالت نے اشنا بیگم کو کس قدر تکلیف دی تھی یہ وہی جانتی تھی، شمائلہ بھابھی کے لال چہرے کو دیکھ کر وہ ایک بار پھر ان پر ہوئے ظلم کی داستان بنا سنے ہی جان چکی تھی، مگر اس وقت اس سے زیادہ مظلوم اور کوئی نہیں تھا۔

"ارے آج تم جلدی اٹھ گئی" اسکے ساتھ بیٹھتے بے تکلفی سے اسکے ہاتھ سے جوس کا گلاس لیے ایاز پینے لگا

اسکی اس حرکت پر ھدی کے چہرے پر ناگواری در آئی اور یہی حال اشنا بیگم کا بھی تھا

"ایاز یہ کیا طریقہ ہے، ھدی کا جوس کیوں چھینا اس سے" انہوں نے ایاز کو اسکی حرکت پر ٹوکا

"او کام آن مام کیا فرق پڑتا ہے، ویسے بھی اب تو یہ میری بیوی بننے والی ہے سو واٹ"

اسنے کندھے اچکائے

”ویٹ ایکچیولی یو آر رائٹ بھلا میں اسکا کیوں کھاؤ گا، بلکہ ایسا کرتے ہیں کہ آئندہ سے، بلکہ نہیں آج ہی سے ھدی میرا ابچا ہوا کھائے گی، ویسے بھی اب تو یہ میری ہونے والی بیوی ہے تو ابھی سے عادت ڈال لے“ ایاز کی اس بات پر وہ تینوں سن ہو کر رہ گئیں،

”تو کیا اب میری اوقات یہ ہے“ سوچتے ہی ایک تلخ مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی

”اینڈ یو مائی ڈیئر کزن، اینڈ سون ٹو بی وائف، یہ بات اپنے دماغ میں بٹھا لو ورنہ تمہارا بھی وہی حال ہو گا“ اسکا بازو زور سے پکڑے اسنے شمائلہ کے چہرے کی طرف اشارہ کیا، جو سوجا ہوا تھا، ھدی کو تو اسکے بازو پکڑنے پر تکلیف ہونے لگی

”چلو یونی کا وقت ہو گیا ہے“ اسے کہتا وہ باہر چل دیا جبکہ وہ بھی بنا کسی پر نظر ڈالے تیز قدموں کے ساتھ اسکی پیروی کرتے باہر چل دی۔

یونیورسٹی آکر بھی وہ بنا کسی پر دھیان دیے آخری سیٹ پر آکر بیٹھ گئی کیونکہ کل زرار نے صاف صاف الفاظ میں کسی کو بھی اس سے بات کرنے سے منع کر دیا تھا اور اب خود بات

کرنے کی اس نے کوشش بھی نہیں کی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی اسکا کوئی فائدہ نہیں، اور اب اسے کسی سے کوئی خاص دوستی بھی نہیں کرنی تھی۔

لیکچر لینے کے بعد وہ کلاس سے نکلی ہی تھی کہ اسے سامنے سے زرار آتا نظر آیا، وہ اسے اگنور کرتے وہاں سے گزر کا جا رہی تھی

"کیسی ہوں ھد ھد ؟" اسکے سامنے آکھڑا ہوا وہ اس سے پوچھنے لگا، جبکہ ھدی کو اب ضبط سے کام لینا تھا، وہ فلحال اس سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لیے بنا جواب دیے سائڈ سے گزرنے لگی، مگر شائد زرار کو اسکی یہ حرکت پسند نہیں آئی تھی اسی لیے اسکا بازو دبوچ اسکا رخ اپنی طرف کیا

اسکے بازو دبوچنے پر ھدی کراہ کر رہ گئی اور ایک نظر ادھر ادھر دیکھا جہاں سب لوگ اسے یوں اگنور کرکے گزر رہے تھے جیسے وہاں کچھ ہوا ہی نا ہوں۔

"تمہیں پیار کی زبان سمجھ میں نہیں آتی ؟" اسکا بازو دبوچے خود سے قریب کیے اس نے پوچھا

"آہ!!!" درد کی شدت سے اسکی آنکھوں سے آنسو نکل آئے

اسے ایک جھٹکے سے خود سے تھوڑا سا دور کیے زرار اسکے بازو کی آستین اوپر کیے اسکا بازو دیکھنے لگا جہاں اب نیل کا نشان پڑھ چکا تھا۔ ھدی تو اسکی اس حرکت اور جرات پر حیران رہ گئی

”دیکھو زرا اب کیا ہو گیا، اگر تم آرام سے مجھ سے بات کر لیتی تو ایسا نا ہوتا“ اسے افسوس ہوا ھدی کا بازو دیکھ کر اسے لگا کہ یہ سب اسکی وجہ سے ہوا ہے مگر اب وہ اسے کیا بتاتی، کیونکہ صبح ایاز نے بھی اسکا یہی بازو دبوچا تھا

اپنا بازو اسکی گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے وہ تیزی سے وہاں سے بھاگی وہ جتنا ہو سکے اتنا ہی دور زرار نامی بلا سے جانا چاہتی تھی، ایسے میں ہی اسکی ٹکڑ کسی سے ہوئی، نظریں اٹھا کر دیکھا تو سامنے عمارہ کھڑی تھی

”کیا ہوا ھدی تم ٹھیک تو ہوں نا؟“ اسے تشویش ہوئی، جبکہ ھدی کو تو اسکی بات سن کر غصہ آ گیا

”میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں بلکل ٹھیک ہوں میں، اور اگر نا بھی ہو تو آپ لوگوں کو کیا، آپ سب کو تو ایک مفت کا کھلونا مل گیا ہے، جس کا جیسے دل چاہے، جب دل چاہے

جیسے مرضی اس سے کھیل سکتا ہے، میں تو ہوں ہی ناکارہ، میری فکر کر کے مجھ پر احسان عظیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ کو" وہ چلا نہیں رہی تھی مگر اسکا لہجہ بہت سخت تھا

"کیا ہوا ہے ھدی کسی نے کچھ کہاں ہے؟"

"زرار احمد زماد کے ہوتے ہوئے بھلا کسی کی کیا مجال جو مجھے کچھ کہے، کیونکہ میری زندگی خراب کرنے کے لیے زرار اور ایاز نامی دو بلائیں کافی ہیں" کہتے ہی غصے سے وہ وہاں سے چل دی جبکہ عمارہ تو حیران رہ گئی اسکا غصہ دیکھ کر۔

وہ اس وقت دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی، ایسا کم بیش ہی ہوتا تھا کہ جلال لنچ ٹائم میں گھر سے کھانا منگواتا تھا اور آج بھی اسنے گھر کے کھانے کی فرمائش کی تھی، بریانی کو دم لگا کر اب وہ شاور لینے کمرے کی طرف بڑھی، شاور لینے اور خود کو اچھے سے تیار کرنے کے بعد اسنے لنچ پیک کیا اور ڈرائیور کے ساتھ آفس چلی گئی، گھر میں چاہے جو بھی ہوں مگر وہ باہر کسی پر بھی اپنے شوہر کی حقیقت آشنا نہیں ہونے دے سکتی تھی۔

بلنڈگ میں انٹر ہوتے ہی وہ لفٹ کے ذریعے جلال کے کمرے کی طرف بڑھی جب اندر سے آتی آواز پر اسکے قدم وہی تھم گئے

"سو بتائے مسٹر صدیق آپ نے کیا سوچا میرے پرپوزل کے بارے میں" فرقان لودھی نے سوال کیا

"مسٹر لودھی میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ ہمیں آپکا پرپوزل قبول ہے مگر ھدی کی پڑھائی کے بعد" صدیق صاحب نے جواب دیا

"تو پھر شائد آپ کو میری اگلی بات بھی یاد ہوگی" ایک آبرو اچکائے فرقان لودھی نے پوچھا

"جی بلکل فرقان صاحب، میں جانتا ہوں کے ھدی کی شادی کی صورت میں ہی ہمیں پروجیکٹ ملے گا، مگر اسکی شادی ابھی ناممکن ہے"

"تو پھر مجھے بلا کر ٹائم ویسٹ کرنے کا مقصد؟"

"مطلب یہ کے مسٹر فرقان میں نے بیچ کی ایک راہ نکالی ہے کیوں نا ابھی ہم منگنی کر دے اور پھر پڑھائی کے بعد شادی؟"اب کی بار جلال بولا، جس پر مسٹر فرقان مسکرا اٹھے

"مجھے آپ کا آئیڈیا اچھا لگا مسٹر صدیق اینڈ جلال، لیکن کیا ہے نا اس میں تھوڑا سا ردو بدل کر دیتے ہیں، ابھی ہم نکاح رکھ لیتے ہیں اور رخصتی پڑھائی کے بعد" فرقان لودھی کی اس بات پر تو دونوں باپ بیٹے کے چہرے کا رنگ اڑ گیا

"مگر مسٹر لودھی؟؟؟"اس سے پہلے جلال کچھ بولتا انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا

"بس!! مسٹر جلال میں نے اپنی شرط آپ کے سامنے رکھ دی ہے اب یہ آپکی مرضی کے آپکو یہ منظور ہے یا نہیں، تب تک کے لیے گڈ بائے"سیٹ سے اٹھتے ہی وہ آفس سے باہر چلے گئے، جبکہ دروازے کی اوٹ میں کھڑی شمائلہ جتنا ہو سکے اتنا ہی دیوار کے ساتھ پیچھے کو چپک گئی۔

"ڈیم اٹ اب کیا کرے گے ہم؟"جلال کا غصہ کسی قدر کم نہیں ہو رہا تھا اسنے اپنے باپ کو دیکھا جو سگار جلائے اب پر سوچ انداز میں باہر دیکھ رہے تھے

"جلال تم ھدی اور فرقان لودھی کے نکاح کی تیاری شروع کروں" انکی اس بات پر جلال چونک گیا، چونک تو باہر کھڑی شمائلہ بھی گئی تھی

"ڈیڈ ابھی کل ہی آپ نے ایاز کا رشتہ طے کیا ہے ھدی کے ساتھ اگر آپ کو یاد ہو تو؟"

جلال کو جیسے انکی دماغی حالت پر شعبہ ہوا

"تو؟" انہوں نے حیرانگی سے سوال کیا

"تو؟ تو یہ ڈیڈ کے اب آپ اس لودھی کے ساتھ اسکا نکاح کرنے پر راضی ہو گئے ہیں، آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟"

"تمہیں کس نے کہا کے ھدی اور فرقان کا نکاح جائز ہو گا!!!" شیطانی مسکراہٹ لیے وہ بولے

"مطلب؟" جلال کو ابھی بھی کچھ سمجھ نا آیا تھا

"مطلب صاف ہے جلال ہم پہلے ایاز اور ھدی کا نکاح خاموشی سے کروائے گے اور پھر ھدی کا نکاح فرقان سے، اس طرح یہ ڈیل ہمیں مل جائے گی اور ڈیل کے ملتے ہی ہم ھدی اور ایاز کا نکاح اس طریقے سے فرقان لودھی کے سامنے لائے گے کہ جیسے ان

دونوں نے چوری چھپے نکاح کیا ہوں، اور تم جانتے ہوں عورت کے لیے نکاح پر نکاح جائز نہیں تو بس کام ختم پیسہ ہضم "جلال تو اپنے باپ کی پلاننگ سن کر داد دیے بنا نا رہ سکا، جبکہ شمائلہ کا تو سانس خشک ہو گیا، اسکا شوہر اور سسر پیسے کے لیے اس حد تک جا سکتے ہیں اسنے کبھی نہیں سوچا تھا، دونوں ہاتھ منہ پر جمائے وہ تیزی سے واشروم کی طرف بھاگی، دھیڑ سارا رو لینے کے بعد خود کو کمپوز کرتے وہ میک اپ فریش کیے دوبارا اسے جلال کے آفس کی طرف بڑھی، مسٹر صدیق ابھی ابھی اسکے آفس سے گئے تھے۔

"کیا میں اندر آ سکتی ہوں؟" اسنے ناک کرتے پوچھا

"ارے شمائلہ تم آؤ نا اور تم کب آئی؟" محبت سے اس سے بات کرتے اس نے پوچھا، کتنا دوغلہ تھا وہ شخص وہ بس سوچ سکی

"میں ابھی ابھی آئی ہوں، آپکی فیورٹ سندھی بریانی لائی ہوں لنچ میں" وہ یوںنی جیسے تھوڑی دیر پہلے کچھ ہوا ہی نا ہوں

"اچھا یہ تو بہت اچھا کیا تم نے آؤ میری ساتھ لنچ کروں" آفس کا سارا اسٹاف اسی کے فلور پر تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ کسی ہو غلطی سے بھی انکے رشتے کی اصلیت کا علم ہوں۔

"کیا میں نے آپ لوگوں کو ڈسٹرب کیا؟" ان دونوں کو ایک دوسرے کے قریب دیکھ کر دروازے پر کھڑے فرقان لودھی نے پوچھا

"ارے مسٹر لودھی نہیں بلکل بھی آئیے نا" جلال مسکرا کر ان سے بولا، جبکہ شمائلہ کی تو نظریں جھک گئی

"ان سے ملیے مسٹر لودھی مائی وائف، لو آف مائی لائف، مسز شمائلہ جلال" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے خود کے قریب کیے اسنے تعارف کروایا، جب شمائلہ نے ہولے سے پلکے اٹھا کر سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھا جس کا چہرہ کسی بھی جزبے سے عاری تھا

"مل کر خوشی ہوئی مجھے"

"مجھے بھی" شمائلہ ہلکی آواز میں بولی۔

"مسٹر فرقان آپ یہاں؟" جلال حیران ہوا

"یس مسٹر جلال، ایکچولی میں اپنا موبائل بھول گیا تھا" ٹیبل سے موبائل اٹھائے وہ بولے

"ارے اگر آپ آ ہی گئے ہیں تو لنچ کر کے جائیے" جلال نے آفر کی۔

"ارے نہیں میں چلتا ہوں پھر کبھی سہی" انہوں نے ٹھکرایا

”ارے آج میری بیگم نے سپیشلی اپنے ہاتھوں سے کھانا بنایا ہے اور یقین مانے میری بیگم کے ہاتھ میں بہت ذائقہ ہے آپ کو ضرور ٹرائے کرنا چاہیے، پھر شائد کبھی موقع ملے نا ملے“ جلال نے بات پوری کی

”ارے موقعے تو بہت ملے گے مسٹر جلال“

”مطلب ؟“ ”شمائلہ جانتے ہوئے بھی انجان بنی

”ارے کچھ نہیں چھوڑو تم، مسٹر فرقان آئیں آج آپ ہمارے مہمان ہیں“

”شیور وائے ناٹ“

"مسٹر فرقان ایک منٹ آپ سے بات کرنی ہے" شمائلہ نے انہیں اینٹرینس پر روکا

"جی کہیے مسز جلال ؟" فرقان لودھی کا لہجہ سادہ سا تھا

"آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں ؟" شمائلہ کے یوں پوچھ لینے سے فرقان لودھی حیران ہوئے مگر انکا چہرہ سپاٹ تھا

"کیا کر رہا ہوں میں ؟" انہوں نے انجان بنتے پوچھا

"ھدی سے شادی" ایک ایک لفظ پر زور ڈالتے وہ بولی

"شادی کیوں کرتے ہیں مسز جلال؟" انہوں نے سوال کیا جب کے شمائلہ خاموش رہی

"میں چلتا ہوں مسز جلال" اسے اپنی سوچ میں گم دیکھے وہ بولے

"یہ آپ اچھا نہیں کر رہے ہیں" ان کی پشت کو بے بسی سے تکتے وہ بولی

"اچھا تو میرے ساتھ بھی نہیں ہوا تھا، اب وقت ہے کے میں خود کے کے لیے کچھ کروں

فرقان لودھی کی باتیں شمائلہ کو بہت کچھ سمجھا گئی تھی

"آپ پچھتائے گے" اسنے ایک آخری کوشش کی

"پچھلے تین سالوں سے پچھتا رہا ہوں" یہ بات تیر کی طرح لگی تھی شمائلہ کو جبکہ فرقان لودھی مزید کچھ کہے وہاں سے چل دیے۔

آج اسکی پاکستان کی فلائیٹ تھی اور اس وقت وہ پیکنگ میں مصروف تھی جب شہانہ بیگم اندر داخل ہوئی جبکہ اسنے اپنا کام جاری رکھا

"کیا میں تم سے دو منٹ بات کر سکتی ہوں سروج؟" انکا لہجہ التیجایہ تھا۔

"جی کہیے" اسنے پیکنگ کرتے اجازت دی

"ایسے نہیں بیٹھ کر سنوں" اسے بیڈ پر بٹھاتے وہ بولی

"دیکھو سروج میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے ناراض ہوں مگر بیٹا میں ماں ہوں تمہاری تم خود سوچو کون سی ماں خود اپنی اولاد کو برباد ہوتے دیکھ سکتی ہے ٹھیک ہے تم نے ھدی کے حوالے سے وعدہ کیا تھا عمیر سے پورا کروں مگر میری جان اپنی زندگی کو یوں نظر انداز مت کروں تمہارے پاس ساری عمر ہے اسے یوں ہی مت برباد کروں" شہانہ بیگم نے اسے سمجھانا چاہا جس پر اسنے صرف سر ہلا دیا اور اس وقت شہانہ بیگم کے لیے وہی کافی تھا

اس وقت سٹڈی روم میں بیٹھے وہ سیگریٹ کا کش لیے آج کی ملاقات کے بارے میں سوچ رہا تھا

پوری زندگی فرقان لودھی نے اپنوں کی خاطر گزاری تھی، وہ اپنے ماں باپ کی سب سے بڑی اولاد تھے اور انکی پیدائش سے دس سال بعد انکا چھوٹا بھائی ازان اور پھر بہن نور تھی

ماں باپ کی جدائی کے بعد فرقان لودھی نے اپنے بہن بھائی کو سنبھالا تھا اور ایسے میں وہ اپنا آپ بھول گئے تھے

ایک بار میٹنگ کے سلسلے میں وہ جلال سے ملنے آفس آئے تھے وہی انکی ملاقات شمائلہ سے بطور سیکریٹری کروائی گئی تھی وہ شاید شمائلہ پر دھیان نا دیتے مگر شمائلہ کا انداز انہیں اس قدر بھایا تھا کہ وہ خود کو اسکی محبت میں گرفتار ہونے سے نا روک پائے اور محبت کا تو کام ہی تکلیف دینا ہوتا ہے، انہوں نے شمائلہ کو جب تک اپنے جزبوں سے آگاہ کیا تب تک بہت دیر ہو چکی تھی وہ جلال کی ہمسفری کے خواب بن چکی تھی

فرقان لودھی کا گناہ یہ نہیں تھا کہ انہوں نے شمائلہ سے محبت کی بلکہ یہ تھا کہ وہ شمائلہ سے عمر میں تیرہ سال بڑے تھے

شمائلہ نے نہایت بے دردی سے ابکا پرپوزل ریجیکٹ کیا تھا، انہیں حدی سے کچھ لینا دینا نا تھا انہیں بس اتنا معلوم تھا کہ صدیق صاحب اور جلال اس معصوم یتیم اور مسکین لڑکی کی جائیداد ہڑپ کرنا چاہتے ہیں وہ بھی انہوں نے اچانک ان دونوں کی گفتگو سن لی تھی۔

کچھ سوچتے ہوئے انہوں نے اپنا سگار بجھایا اور موبائل اٹھاتے اس میں کچھ ٹائپ کیا

یہ آج کی ساری ریکارڈنگ تھی جو جلال اور صدیق صاحب کی باتوں کی تھی

"بہت خوب مسٹر صدیق مگر اب کی بار تم ناکام ہو گے" کھڑکی سے باہر دیکھتے انہوں نے خود سے عہد کیا تھا

کل اسکا نکاح تھا اور ساتھ ہی اسکی انیسویں سالگرہ بھی وہ ہر سال یہ دن بہت جشن سے مناتی تھی مگر اس بار اسکی ایسی کوئی آرزو نا تھی اسکا دل چاہ رہا تھا کہ کوئی جادو چل جائے اور یہ۔ دن اسکی زندگی سے نکل جائے

ایسے میں شمائلہ نکاح کا جوڑا ہاتھوں میں لیے اسکے کمرے میں داخل ہوئی جبکہ ھدی کا تو سانس سوکھ گیا

"بھابھی" وہ بھرائی آواز میں بولی اور بیڈ پر اسکے کپڑے رکھتی شمائلہ کے ہاتھ کانپ گئے

کاش وہ اس کے لیے کچھ کر پاتی کاش وہ اسے اس دلدل سے نکال پاتی جسکا حصہ وہ بن چکی تھی

"بھابھی پلیز کچھ کرے۔ مجھے بچالے بب۔ بھابھی۔ وہ مم۔ مجھے۔ مم۔ مارڈالے گا، کک۔ کچھ کک۔ کرے بھابھی، پلیز "اسکے شانے سے لپٹے وہ اونچی آواز میں رونے لگی، شمائلہ کا دل کٹ رہا تھا اسکی ایسی حالت دیکھ کر مگر اسکے خود کے ہاتھ بندھے تھے ایک آخری امید تھی سروج مگر اس رات کے بعد اسکا کوئی کانٹیکٹ نا ہو پایا تھا

"سب ٹھیک ہو جائے گا میری جان اللہ پر بھروسہ رکھو" اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتے انہواں نے تسلی دینے کی ناکام سی کوشش کی

"کچھ ٹھیک نن۔ نہیں ہو گا، کک۔ کچھ بب۔ بھی نہیں سب چلے گئے مجھے چھوڑ کر اب کک۔ کوئی مجھے نہیں بچاپائے گا" انکے ہاتھ جھٹکتی وہ ہذیانی کیفیت میں چلائی اور بالوں کو نوچتے اونچا اونچا رونا شروع کردیا

شمائلہ تو اسکی اس حرکت پر بھوکلا کر رہ گئی اور جلدی سے اسے پانی پلاتے وہ اسے بیڈ پر لے آئی اور اب اسے تھپک تھپک کر سلانا شروع کردیا۔

آج اسکی پاکستان کی فلائٹ تھی مگر صبح سے اسکا دل بے چین ہو رہا تھا اسنے کل صبح پاکستان پہنچ جانا تھا مطلب کے پاکستانی ٹئمنگ کے حساب سے وہ وہاں رات تک پہنچ جاتی اسے نا جانے کیوں مگر بار بار ھدی کی فکر ہوئے جار ہیتھی اسکا بس نا چلتا کہ وہ اڑ کر اسکے پاس پہنچ جائے اسنے ایک نظر اپنے بازو کے حلقے میں سوئے ابراہیم کو دیکھا

"بس ایک اور دن میری جان پھر ہم وہاں ہو گے جہاں ہمیں ہونا چاہیے" اسکا ماتھا چومتے وہ پیار سے بولی۔

ھدی کو سلا کر وہ اپنے کمرے میں آگئی تھی، اسنے جلال کو دیکھا جو لیپ ٹاپ پر بیٹھا سنجیدہ سا اپنے کام میں مصروف تھا، اس پر نظر ڈالتے وہ واشروم کی طرف بڑھی اور تھوڑی دیر میں چینج کر کے اپنی جگہ پر آ کر لیٹ گئی

"جلال!!" بہت ہمت کر کے اسنے پکارا

"ہمم" لیپ ٹاپ پر نظر جمائے اسنے پوچھا

"وہ ھدی کی شادی کروانا بہت ضروری ہے کیا؟" ڈرتے ڈرتے اسنے اپنی بات پوری کی

"کیوں کیا مسئلہ ہے ھدی کی شادی سے؟" ایک پل میں اسکا لہجہ سخت ہوا تھا

"نہیں میرا مطلب ہے کہ وہ تو ابھی چھوٹی ہے نا" زبان لبوں پر پھیرتے وہ بولی

"اچھا اتنی چھوٹی ہے تو کیا گود لے لے اسے کھلائے پیلائے پالے پوسے؟" جلال نے شمائلہ کے منہ پر اسکی بات ماری تھی

"نہیں میرا وہ مطلب تو نہیں تھا" وہ ہچکچائی

"دیکھو شمائلہ تم اس گھر میں میرے لیے ہوں تو وہی کروں دوسرے معملات سے دور رہو" ایک جھٹکے میں صوفہ سے اٹھتے وہ اسے سناتا کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ شمائلہ کی آنکھوں سے اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے آنسو جاری ہو گئے

یہی تو اسکی حیثیت جلال کی داسی تھی وہ بیوی کا مرتبہ تو وہ کھو چکی تھی مطلب کے اسے کبھی وہ حیثیت دی ہی نہیں گئی تھی۔

آدھی رات کا وقت تھا نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی وہ بس اپنے کل کے بارے میں سوچ رہی تھی، آنسو مسلسل اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔ ایسے میں اچانک اسے کھٹکے کی آواز سنائی دی یوں جیسے کوئی اسکے کمرے کا دروازہ پیٹ رہا ہوں

"اس وقت کون ہو سکتا ہے؟" دوپٹا لیے پیر میں چپل اڑیسے وہ حیران سی دروازے کی طرف بڑھی

اس نے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر حیران رہ گئی

یقیناوہ ایاز ہی تھا مگر اسکی حالت ھدی کانپ گئی تھی، وہ پکا اس وقت نشے میں تھا اسکا جسم اس لڑکھڑا رہا تھا اور آنکھیں نشے کی زیادتی کے باعث کبھی کھل رہی تھی تو کبھی بند ہو رہی تھی۔

"ای۔ایاز بب۔بھائی آ۔آپ یہاں اس وو۔وقت کک۔کوئی کام تت۔تھا" وہ ڈر رہی تھی

"آھدی مائی سون ٹوبی وائف میں تو تمہارے ساتھ کچھ پل گزارنے آیا تھا" وہ ہچکی لیتا بولا

"ایاز بھائی بب۔باہر جائے" اسکی ٹانگیں لرز رہی تھی وہ خوف سے کانپ رہی تھی

"کم آن ھدی ڈارلنگ شوہر ہو تمہارا" کہتے ہی اسنے ھدی کو اپنی طرف کھینچا اور اس پر جھکنے لگا جب اسکی دل خراش چیخ سنتے ہی اپنے کمرے کی طرف بڑھتا جلال اسکے کمرے کی

طرف آیا اور سامنے کا منظر دیکھ کر چکرا گیا اور آگے بڑھ کر ایک جھٹکے سے اسے ھدی سے دور کیا اور کمرے سے لیکر باہر نکل گیا

تھوڑی دیر بعد وہ ایاز کا دماغ ٹھکانے لگا کر دوبارہ کمرے میں آیا جبکہ ھدی رونے میں مصروف تھی، اس کو دیکھ کر جلال آنکھیں گھما کر رہ گیا

" سمجھا دیا ہے اسے میں نے اب وہ دوبارہ ایسی حرکت نہیں کرے گا" لہجہ بلکل نارمل تھا جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو

"بھائی" ھدی نے اسکی طرف بڑھنا چاہا جس پر اسنے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا

"ہاں بس ٹھیک ہے سب اور تم زرا اپنے کپڑوں پر دھیان دو تم جیسی لڑکیاں خود مردوں کے لیے دعوت کا سماں پیدا کرتی ہو پھر انہی پر الزام لگاتی ہو" ھدی نے تو سوچا تھا کہ وہ اسے تسلی دے گا مگر یہ کیا اسنے تو الٹا اسی پر الزام لگا دیا جبکہ جلال تو اپنی بات کہہ کر یہ جا وہ جا۔

اگلی صبح ھدی کے لیے کسی عذاب سے کم نا تھی وہ پورا دن اپنے کمرے سے باہر نا نکلی تھی

شمائلہ اور اشنا بیگم تو اس وجہ سے چپ تھی کہ شاید وہ اکیلے میں کچھ وقت گزار لے مگر کل رات جو ہونے والا تھا اسنے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا

اس سے کوئی بھی ملنے نہیں آیا تھا جب صدیق صاحب کو بیٹے کی حرکت کا معلوم ہوا تو انہوں نے سختی سے سب کو ھدی سے نا ملنے کا حکم دیا وہ نہیں چاہتے تھے کہ اشنا بیگم کو کسی بھی طرح سے بیٹے کی اس حرکت کا پتا چلے

ناشتہ اسکے کمرے میں بجھوا دیا گیا تھا جسے اسنے مارے بندھے کر لیا تھا

آج صبح سے ہی وہ اپنی ھدھد کے انتظار میں تھا مگر وہ اسے کہی نظر نا آئی، اب اسکا رخ کینٹین کی طرف تھا جب اسکے کانوں میں عمارہ کی آواز پڑی اور غصے سے اسکی رگیں تن گئی۔ وہ یقینا ھدی کے نکاح کے بارے میں مائز کو بتا رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ افسوس بھی کر رہی تھی کہ اسکا نکاح کیسے زبردستی اسکے کزن ایاز کے ساتھ ہو رہا ہے جو یونی میں اچھی ریپوٹیشن نہیں رکھتا تھا

زرار کا دل چاہا کہ پوری دنیا کو تہس نہس کر دے اور غصے میں اسنے کینٹین کی چیر توڑ ڈالی

جبکہ عمارہ اور مائز کے ساتھ باقی سب بھی دنگ رہ گئے اسے دیکھ کر جس کی آنکھیں اب لال ہو چکی تھی

وہ بنا کچھ سوچے یونی سے باہر کی طرف بڑھا اور جو بھی راستے میں آتا اسے دھکا دے دیتا۔

آخر کار وہ وقت آ ہی گیا تھا جس سے بچنے کی اسنے پل پل دعا مانگی تھی مگر شاید کچھ دعائیں کبھی قبول نہیں ہوتی اسکے ساتھ بھی یہی ہوا تھا

دو میک اپ آرٹسٹ کو اسکے کمرے میں بھیج دیا گیا تھا اسے تیار کرنے کے لیے، دوپہر کو اسکے ہاتھوں میں مہندی لگا دی گئی تھی جسکا رنگ اسکی قسمت کی طرح پھیکا تھا

میک اپ آرٹسٹ بھی بنا کوئی بات کیے اسے سجا چکی تھی

ھدی کوئی حور پری یا خوبصورتی کی مثال نا تھی وہ بس عام سی شکل کی لڑکی تھی مگر اپنے ماں باپ اور بھائی کی شہزادی تھی وہ

اسے تیار کر دیا گیا تھا اور اب انتظار تھا تو بس نکاح کا دو موتی اسکی آنکھوں سے ٹوٹ کر اسکے گالوں پر لڑھک گئے تھے۔

وہ اس وقت پاکستان کی سر زمین پر کھڑی تھی ایک آزاد سانس فضا میں خارج کرتے اسنے ٹیکسی کروائی اور یاسین ولا کا اڈریس دیا۔

پورا راستہ اسکا پرانی یادوں میں کٹا تھا

اب کے وہ یاسین ولا کے باہر کھڑی تھی پورا ولا روشنیوں میں نہایا ہوا تھا کیونکہ آج ھدی کی سالگرہ تھی۔

وہ کمرے میں بیٹھی اپنے لب کاٹ رہی تھی اور کسی معجزے ہونے کا انتظار کر جب بھابھی اسے نکاح کے لیے لینے آگئی اور ھدی کو لگا کہ اب وہ سانس نا لے پائے گی

"چلے مولوی صاحب بسم اللہ کرے" اسے ایاز کے پہلو میں بیٹھاتے ہی صدیق۔ صاحب نے گویا اجازت دی

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"اس سے پہلے کے نکاح شروع ہوتا ایک آواز ان سب کے کانوں سے ٹکرائی جبکہ دروازے کے پاس کھڑی سروج پر تو حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ گئے اسنے اپنی آنکھوں پر یقین نا آیا

....

"یہ،یہ کیا ہو رہا ہے؟"وہ جو مسکراتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی تھی سامنے ہی دلہن بنی بیٹھی ھدی اور ساتھ ایاز کو دولہے کے طور پر دیکھ کر سہی معنوں میں چکرا گئی

اسکو وہاں دیکھ کر جہاں اشنا بیگم اور شمائلہ نے شکر کا سانس لیا وہی صدیق صاحب اور انکے بیٹوں کو اپنا سانس حلق میں اٹکتا محسوس ہوا

سروج آجائے گی انکے تو وہم و گمان میں بھی یہ بات نا تھی،وہ تو اپنے طور پر سب سے اسکا رابطہ ختم کیے بیٹھے تھے۔

جبکہ ھدی کا ضبط آخر کار ٹوٹ گیا اور وہ جھٹکے سے وہاں سے اٹھتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"سروج کیسی ہوں؟ اور یو یہاں اچانک؟ میرا مطلب کے بتا دیتی میں ڈرائیور کو بھیج دیتا" صدیق صاحب ہوش میں آتے بولے

"میں کیسی ہوں اور یہاں اچانک کیسے اور کیوں ہوں؟ یہ تو میں آپ کو تھوڑی دیر میں آ کر بتاتی ہوں" آنکھوں میں غصہ اور وارننگ لیے وہ ھدی کے پیچھے چل دی

حالات کی سنگینی کو دیکھ کر شمائلہ بھی اسکے پیچھے لپکی، جبکہ صدیق صاحب تو سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکل جانے پر ضبط کے کڑوے گھونٹ پی کر رہ گئے۔

سروج کمرے میں آئی تو سارا کمرہ تہس نہس ہوا پڑا تھا، اور ھدی کمرے کے وسط میں زمین پر بیٹھی سر ہاتھوں میں دیے ہچکیوں کی صورت میں رو رہی تھی، اسکی ایسی حالت دیکھ کر سروج کا دل کٹنے لگا، اسنے ایسا تھوڑی نا چاہا تھا، وہ ھدی کو یوں نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"ھدی چندا!!!" سروج محبت سے بولتے ابراہیم کو پیچھے کھڑی شمائلہ کو پکڑاتے اسکی طرف بڑھی

"نہیں لگتی میں آپ کی کچھ کسی کا کوئی تعلق نہیں ہے مجھ سے، جن کا تھا وہ چلے گئے ہیں مجھے چھوڑ کر" وہ چیخ رہی تھی چلا رہی تھی جبکہ اسکی یہ حالت سروج کو مسلسل تکلیف دے رہی تھی

"ھدی میں آ گئی ہوں نا؟" سروج نے ایک اور کوشش کی اسے منانے کی

"اب بھی کیوں آئی ہے نا آتی، کیوں آئی ہے آپ اب؟ میری ذات کا تماشہ دیکھنے" روتے روتے وہ بیڈ کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئی

سروج تو خود سے نظریں ملانے کے قابل نا رہی، کتنے او تماد سے اسنے عمیر سے وعدہ کیا تھا نا کہ وہ ھدی کا دھیان رکھے گی، مگر اسنے کیا کر دیا، آج ھدی کی حالت دیکھ کر اسے خود سے نفرت محسوس ہونے لگی تھی۔

"ایم سوری ھدی، ایم رئیلی سوری" زمین پر اسکے پاس بیٹھتے اسے خود کے گلے لگائے وہ روتے ہوئے بولی جبکہ اسکے یوں گلے لگانے پر ھدی کے آنسوؤں میں مزید روانی آ گئی۔

"مم۔ میں، ڈڈ۔ ڈر گئی تھی، مم۔ مجھے نہیں رہنا تت۔ تھا یہاں، یی یہ لوگ۔۔ مم۔ ماما اور بابا اور بب، بھیا کے بارے میں گندا بولتے تھے، انہوں نے زز، زبردستی۔۔ مم، میری شادی

کروانے کک۔کو ششش کی،میں نہیں کرنا چچ،چاہتی تھی۔اورو و،وہ۔۔۔۔ایاز بب،بھائی کل رات میں کک، کمرے میں آ گئے۔۔سب غلط ہو جاتا،اگر،اگر جلال بب،بھائی نا آتے،اورو و،وہ کہتے مم۔میں مائل کرتی ہوں لڑکوں کو،اور اور ایاز بھائی نے مجھے مارا بھی،ہاتھ اٹھایا اتنی زور کا اور بازو میں بھی تت۔۔تکلیف دی"اسکے گلے لگے ہچکیوں میں روتا وہ وجود اپنے دکھوں اور تکلیف کی داستان سنا رہا تھا۔

سروج تو اسکی حالت دیکھ کر آنکھیں میچ کر رہ گئی،کیا کچھ نہیں سہا ہو گا اسکی بہن اور دوست جیسی نند نے، کتنی تکلیف میں تھی وہ،اسکے معصوم ذہن پر کیا نا بیتی ہو گی،دروازے پر کھڑی شمائلہ تو اپنے دیور کے کارنامے اور شوہر کے الفاظ سن کر اپنی جگہ شرمندہ ہو گئی۔

مگر کوئی تھا جس کے لیے یہ منظر کسی قیامت سے کم نا تھا، کھڑکی سے باہر کھڑے اس ہیولے کی آنکھیں غصے اور برداشت سے لال ہو چکی تھی، اسکا دل چاہ رہا تھا کے وہ پوری دنیا تہس نہس کر دے، سارے جہاں کو آگ لگا دے۔

یونیورسٹی سے نکلتے ہی اسنے اپنی ہیوی بائیک کا رخ یاسین ولا کی طرف کر دیا، اسے نہیں معلوم تھا کہ کیا ہو رہا ہے مگر صرف اتنا کہ وہ کسی بھی صورت اپنی حد کو کسی اور کا نہیں ہونے دے گا، وہ بیچ راستے میں ہی تھا جب اسے گھر سے کیر ٹیکر کی کال آ گئی

"ہیلو !!" ہینڈ فری لگائے اسنے کال اٹینڈ کی

"ہیلو زرار سر، آپ پلیز جلدی سے گھر آجائیے، آہل سر کی طبیعت پھر سے بگڑ گئی ہے انہوں نے میڈ کا سر پھاڑ دیا ہے، آپ پلیز جلدی سے آجائیے" کیر ٹیکر نے کہتے ہی فون بند کر دیا جبکہ زرار جھنجھلا کر رہ گیا، اب اسے چننا تھا بھائی یا ھد ھد اور اسنے اپنے بھائی کو چنا اور ہیوی بائیک گھر کی طرف موڑ لی۔

وہ گھر پہنچا تو پورا گھر الٹا پلٹا ہوا پڑا تھا

"آہل کہا ہے؟" اسنے اپنے انتظار میں کھڑی کیر ٹیکر سے پوچھا

"وہ، وہ سر اپنے کمرے میں، انہوں نے اندر سے لاک کر دیا ہے میں نے بہت کوشش کی مگر انہوں نے نہیں کھولا" وہ زرار کے ساتھ ساتھ چلتے اسے بتانے لگی۔

"ہمم تم ٹھیک ہون چوٹ تو نہیں لگی تمہیں؟" اسنے اس سے پوچھا جبکہ نظریں سامنے ہی تھی

"نو سر ایم پر فیکٹلی فائن" اسنے مسکرا کر جواب دیا جس پر زرار نے صرف سر ہلا کر اکتفا کیا۔

"مس عالیہ آپ جا سکتی ہے، تھینکیو آہل کا دھیان رکھنے کے لیے" اسنے کیر ٹیکر کو کہا مطلب صاف تھا اب جاؤ تمہاری ضرورت نہیں

"آر یو شیور سر (سر آپ یقین سے کہہ رہے ہیں)؟" اسنے جانچنا چاہا

"یا ہنڈریڈ پر سنٹ (ہاں سو فیصد)"

"اوکے گڈ بائے ٹیک کیر (ٹھیک ہے، خدا حافظ، دھیان رکھیے گا)" اپنا ھینڈ بیگ کندھے پر ڈالے وہ وہاں سے چل دی جبکہ زرار کی اب تمام تر توجہ بند دروازے کی طرف تھی

"آہل اوپن دا دوڑ (آہل دروازہ کھولو)" دروازہ بجاتے وہ بولا، جبکہ جواب نا آیا

"آہل اوپن دا دوڑ بڈی اٹس می یور بیسٹی زرار (آہل یار دروازہ کھولو میں ہوں تمہارا بیسٹی زرار)" اسنے دوبارہ ناک کیا، جب اندر سے ہلکی سے آوازیں آنے لگی اور پھر اچانک لاک کھلنے کی آواز سنائی دی

زرار دھیرے سے دروازہ کھولتا کمرے میں داخل ہوا، کمرے میں مکمل اندھیرا تھا، جب اسکے پیروں کے نیچے کچھ آیا، ہاتھ بڑھا کر اسنے لائٹس اون کی تو اسکی توقع کے مطابق پورا کمرہ بکھرا پڑا تھا، وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا صوفہ کی طرف بڑھا جس کے پیچھے لگے پردوں میں دیوار کے کونے میں بازو اپنی ٹانگوں کے گرد کیے سولہ سالا بچا خوف سے کانپ رہا تھا۔

”آہل؟“زرار اسکے سامنے بیٹھتے اسے ہاتھ لگاتے بولا

”نہیں!!!!“آہل نے چیختے ہی اسکا ہاتھ دور جھٹکتے اس پر وار کرنا شروع کر دیے، جبکہ زرار آرام سے اسکے وار سہتا، اسے اپنی آغوش میں چھپا گیا

”اوئے سپر مین میں ہوں، یار رحم کروں کیا جان لو گے بچے کی“اسے گلے لگائے پیار سے پچکارتے وہ بولا جبکہ آہل اسکے سینے سے لگا اب لمبے سانس بھرنے لگا، کچھ دیر یونہی وہ اسے اپنے سینے سے لگائے بہلانے لگا

”زز۔۔۔زرار“کچھ دیر بعد اسکی گھٹی گھٹی آواز سنائی دی

”یس؟“

"ڈونٹ لیو می (مجھے چھوڑنا نہیں)" وہ کانپتے لہجے میں بولا

"ہے وٹ ہیپنڈ (اوئے کیا ہوا ہے)؟" زرار پریشان ہوا کیونکہ آہل ایسی باتیں تب ہی کرتا تھا جب وہ بہت زیادہ ڈر جاتا تھا مگر اب کی بار وجہ کیا تھی وہ حیران ہوا

"ڈیٹ کیر ٹیکر شی واز سئینگ ڈیٹ یو ول لیو می، ونس شی ول میری یوں، اینڈ میک شور ڈیٹ ایم ایڈ میٹڈ ٹو مینٹل ہوسپٹل"

(وہ کیر ٹیکر بول رہی تھی کہ ایک بار تمہاری اس سے شادی ہو جائے تو تم مجھے چھوڑ دوں گے اور مجھے پاگل خانے بھیج دوں گے) وہ روتا ہچکیوں میں بولا، زرار تو اسکی بات پر مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

"نو آئی ول نیور ایور گو ئینگ ٹو لیو یو"

(نہیں میں تمہیں کبھی بھی نہیں چھوڑو گا) وہ اسے اپنے ساتھ بیڈ پر لائے وہاں لٹاتے بولا

"سو یو آر گو ئینگ ٹو میری"

(تو اسکا مطلب کے تم شادی ضرور کروں گے) وہ منہ بنا کر بولا جبکہ زرار کے ہونٹ مسکرا اٹھے

"آئی شیل"

(بلکل کروں گا) وہ اب کی بار کھل کر مسکرایا

"ہو (کس سے)؟"

"مائی ہو پوئی (میری ھدھ سے)" ابکی بار اسکی آنکھیں چمک رہی تھی۔

"از شی پریٹی (کیا وہ خوبصورت ہے)؟" آہل کو تجسس ہوا

"ویٹ آمنٹ لیٹ می شویو (ایک منٹ رو کو میں دکھاتا ہوں تمہیں)" اپنے موبائل سے ھدی کی یونیورسٹی میں ہی لی گئی ایک تصویر نکال کر اسنے آہل کے سامنے کی

اب آہل غور سے اسے دیکھ رہا تھا، ھدی کا قد اور جسم دونوں مناسب تھے، اور اسکی رنگت گندمی، اسکی آنکھیں بھی نارمل تھی، اور ناک بھی نارمل تھی مگر اس میں پہنی نوز رنگ اس پر جچتی تھی۔

”شی از فائن(بس ٹھیک ہے)“نجانے کیوں مگر وہ لڑکی آہل کو اپنے بھائی کے لیے کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی۔

”ڈونٹ یو لائک ہر (کیا تمہیں وہ پسند نہیں آئی)“زرار جیسے مایوس ہوا

”نو نو شی از ریئلی پریٹی(نہیں نہیں وہ بہت خوبصورت)“آہل کو اپنے بھائی کا اترا چہرہ پسند آیا جبکہ زرار تو اسکے اس طرح بیان بدلنے پر مسکرا دیا

”یو ول شیور لی لائک ہر مائی برو“

(تمہیں وہ یقیننا پسند آئے گی میرے بھائی)اسکے اوپر لحاف اوڑھتے اسے سلاتے ہوئے وہ بولا

”آئی ول انیکشیوسلی ویٹنگ فار ڈیٹ ڈے“

(مجھے اس دن کا بے صبری سے انتظار ہے) آنکھیں موندے وہ ہلکی آواز میں بولا

”می ٹو (مجھے بھی)“ اسکو جواب دیتے اسکے سونے کا یقین کیے اسنے ایک نظر پورے کمرے پر ڈالی اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”ماجد، ماجد“ وہ نوکر کو آواز دینے لگا

”جی صاحب جی؟“ اسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا وہ پوچھنے لگا

”خالدہ بی کی طبیعت کیسی ہے؟“ اسنے میڈ کا پوچھا جس کا آہل کی وجہ سے پھٹ گیا تھا

"ڈاکٹر نے دیکھا تھا صاحب زیادہ پریشانی کی بات نہیں ہے شکر اللہ کا گھاؤ گہرا نہیں تھا"

اسنے جواب دیا

"ٹھیک ہے تو ایسا کروں وہ کیر ٹیکر، کیا نام تھا۔۔ہاں عالیہ اسے کہہ دوں کے کل سے یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر زیادہ ڈرامہ کرے تو بے شک دھکے دے کر نکال دینا"اپنی بات پوری کرتے اسنے ماجد کی طرف دیکھا جو ہر بار کی طرح اس بار بھی سر ہلا گیا

"ہمم ٹھیک ہے تم جاؤ"اسنے اجازت دی

"صاحب وہ آہل بابا کا کمرہ؟"

"وہ میں صاف کر لوں گا تم جاؤ"

"جی ٹھیک صاحب جی"

وہ دوبارہ کمرے میں آیا اور پھیلاؤ سمیٹنے لگا مگر ھدی کا خیال اسکے ذہن میں ہی تھا، اسنے اپنے ایک جاننے والے سے پتا کروایا تو معلوم ہوا کہ نکاح رات کو ہے اسی لیے وہ تھوڑا پرسکون ہوا۔

اسے کمرا سمیٹنے اور پھر آہل کو جگا کر کھانا کھلانے اور دوائی دینے میں کافی وقت ہو گیا تھا، اب بھی وہ آہل کو دوبارہ سلا کر ہٹا تھا اور سٹینڈ سے بائیک کی چابی اٹھائے اسنے یاسین ولاکی راہ لی

وہ گیٹ کی طرف بڑھنے والا تھا جب اسے کوئی سایا سا نظر آیا، ذرا قریب میں آکر دیکھا تو وہ حیران رہ گیا

”سروج؟؟“اسکے لب پھڑ پھڑائے

مگر سروج یہاں کیسے وہ امریکہ تھی اپنی فیملی کے ساتھ،زرار سہی معنوں میں چکرا گیا تھا، مگر پھر وہ سب سے چھپتا چھپاتا سروج کے پیچھے ہی اندر کی طرف بڑھا،ھدی کو دلہن کے روپ میں وہ بھی کسی اور کے لیے سجا دیکھ کر اسکی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے،اس سے پہلے کے وہ کچھ کرپاتا ھدی تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھی اور سروج نے بھی اسکا پیچھا کیا تو اب زرار کا یہاں ٹہنے کا کوئی ارادہ نا تھا سو وہ بھی ولا کے سائڈ سے ہوتا ھدی کے کمرے کی کھڑکی کی طرف چلا گیا،ھدی کا کمرہ گراؤنڈ فلور پر تھا اسی لیے اسے زیادہ مشکل نہیں ہوئی تھی۔

اندر سے آتی ھدی کی آوازوں نے اسکا دماغ سن کر دیا تھا،مگر جب اسنے ایاز کے بارے میں ھدی کے الفاظ سنے تو دل چاہا کے پوری دنیا کو تہس نہس کر دے،کسی کو نا چھوڑے۔

”ڈونٹ وری ھدی بہت جلد میں ہر اس شخص کو سزا دوں گا جو تمہاری تکلیف کا باعث بنا“ خود سے عہد کرتے، سروج کی باہوں میں چھپی روتی ھدی پر آخری نظر ڈالے وہ وہاں سے چل دیا۔

ھدی کو سنبھالنے اور سلانے میں اسے آدھی رات سے زیادہ کا وقت بیت چکا تھا، وہ تب سے ھدی کے کمرے میں ہی تھی اسے باہر کا کوئی ہوش نہیں تھا، وہ تو بس کھڑکی سے تن تنہا چاند کو دیکھنے میں مگن تھی، ایک سوچ دماغ میں آئی

”جانتی ہوں میرا دل کیا چاہتا ہے سروج؟“ رات کے وقت لان میں بیٹھے عمیر نے اسے مخاطب کیا جو مزے سے چاند دیکھنے میں مگن تھی

"کیا؟" اسنے بنا اسکی طرف دیکھے پوچھا

"یہی کے تمہاری ہمسفری میں میری ہر رات اس پورے چاند کو دیکھ کر گزرے" وہ دھیمی مسکان لیے بولا، اور سروج تو اسکی عقل پر دنگ رہ گئی

"عمیر آپ پاگل ہے کیا بھلا ہم پورا چاند روزانہ کیسے دیکھ سکتے ہیں" وہ منہ بنائے بولی جس پر عمیر کا بے ساختہ قہقہ گونجا

"تو تم فکر کیوں کرتی ہوں؟ میں ہوں نا۔ دیکھنا ہر روز تمہارے لیے آسمان پر پورا چاند نا لایا تو میرا نام بھی عمیر یاسین نہیں" وہ فرضی کالر جھاڑتے بولا جبکہ سروج آنکھیں گھما کر رہ گئی

"ہنہ میں ہوں نا۔۔ اتنے رہتے نہیں شارخ خان کہی کے،اور بات سنے یہ بڑی بڑی باتیں اور فلمی ڈائیلاگ میرے سامنے نا بولے،ایک منگنی کی انگوٹھی پہناتے وقت تو یوں شرما رہے تھی جیسے میں دلہا اور آپ دلہن ہے اور سجانے چلے ہیں صاحب بہادر پورا چاند" اسکی باتوں پر عمیر سر کھجا کر رہ گیا اور پھر اچانک سروج کی تیسری انگلی سے انگوٹھی اتار کر اسکے سامنے زمین پر ایک گھٹنہ ٹکائے انگوٹھی اسکے سامنے لے آیا۔

"عمیریہ۔۔۔۔۔"

"سو مس سروج حیدر،سون ٹوبی مسز سروج عمیر،کیا آپ کو یہ معصوم،شریف اور ہینڈسم قسم کا بندہ اپنے ہم سفر کے طور پر قبول ہے؟ جواب دینے کے لیے کوئی ایک آپشن چوز کیجیے۔

آپشن ون:۔ہاں

آپشن ٹو:۔ بلکل جناب

آپشن تھری:۔ میں تمہارے علاوہ اور کسی کی نہیں ہوں عمیر“

آنکھوں میں شرارت کیے مسکراہٹ دبائے اسنے پوچھا جبکہ سروج ہنس دی

”جلدی بتاؤ لڑکی“ وہ تھوڑا رعب جھاڑ کر بولا

”اممم۔۔ آپشن تھری“ مسکراہٹ ضبط کیے اسنے جواب دیا

”کیا کہا میں نے سنا نہیں“ وہ کان کھجانے لگا

''میں نے کہا آپشن تھری''

''پھر سے کہنا سمجھ نہیں آئی''

''مرو تم عمیر'' وہ اسے دھکا دیتے بولی

''اچھا اچھا سوری بابا'' اس اٹھ کر جاتا دیکھ کر عمیر نے دوبارہ اسے اسکی جگہ پر بٹھایا اور اب اسکے ہاتھ میں وہ انگوٹھی پہنا دی

''بھیا، بھابھی آجائے کھانا لگ گیا'' اس سے پہلے کے وہ کوئی اور بات کر سکتے، گول مٹول سی آٹھویں جماعت کی ھدی چہرے پر نظر کی عینک لگائے ان کے پاس آ کر بولی

”ہاں بھئی چلو، ظالم سماج کا بلاوا آ گیا ہے“ ھدی کو دیکھ کر منہ بنائے وہ بولا کیونکہ اسنے معلوم تھا کہ جب تک وہ دونوں اندر چلے نہیں جاتے ھدی یونہی ان کے سروں پر سوار رہے گی۔

”چلو میرے پانڈہ“ ھدی کے بھرے بھرے گال کھینچتا وہ شرارت سے بولتا اندر کی طرف بھاگا

”بھائی!!!“ وہ رو دینے کو تھی جب سروج نے اپنی مسکان دبائی

”بھابھی آپ بھی“ اب اسکی توپوں کا رخ سروج کی طرف تھا

”ارے نہیں بابا“ سروج نے فوراً دونوں ہاتھ اٹھائے

"تو پھر آپ ہنس کیوں رہی تھی" اسنے منہ بسورا

"ارے پاگل میں تو اس لیے ہنس رہی تھی کہ اب میرے دماغ میں تمہارے بھیا سے بدلہ لینے کا زبردست طریقہ آیا، آخر کو اسنے میرے ڈورے مون کا مزاق بنایا ہے" ھدی کو ڈورے مون بہت پسند تھا اسی لیے سروج اسے ڈورے مون بلاتی تھی۔

"کیا آئیڈیا؟" ھدی کی آنکھیں چمکی

"یہ تو تمہیں کھانے کی میز پر پتا چلے گا"

اور پھر واقعی میں ھدی کو سروج کا بدلہ سمجھ میں آگیا جب عمیر نے بریانی میں مرچوں کی زیادتی کی کمپلین کی جبکہ ھدی کی بریانی ایک دم پرفیکٹ تھی،اور بریانی کے شوقین بھی صرف یہی دونوں بہن بھائی تھے اسی لیے کسی اور نے نہیں کھائی تھی۔

ھدی نے نظریں اٹھا کر سامنے بیٹھی سروج کو دیکھا جس نے اسے آنکھ ماری اور ھدی ساری بات سمجھتے ہوئے مسکرا کر دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔

وہ یونہی پرانی یادوں کو سوچے مسکرا رہی تھی جب اسے ابراہیم کے رونے کی آواز آئی اسنے نظریں موڑ کر بیڈ پر سوئے ان دو لگوں کو دیکھا جن کی اب اسکی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت تھی، ابراہیم کے رونے سے ھدی کی نیند میں خلل پڑ رہا تھا، جسے نوٹ کرتے ہوئے وہ ابراہیم کو اٹھائے کمرے سے باہر چل دی جبکہ ھدی پر سکون سی آنکھیں موند گئی۔

”آہ مجھے یقین نہیں ہوتا کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو گیا؟“جلال اس وقت سخت جلال میں تھا

وہ تینوں باپ بیٹا اس وقت سٹڈی میں موجود تھے، آج مہمانوں کے سامنے انہیں بہت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا تھا مگر وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائے

”اب ہم کیا کرے گے؟“ایک ہاتھ کا مقا بنائے دوسرے ہاتھ پر مارتے ایاز بولا

”تم تو رہنے دوں پہلے بہت کیا ہے نا تم نے“جلال نے اسے لتاڑا

”ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ جو بھی کرنا تھا وہ یاسین کی بیٹی چند دن پہلے کر چکی تھی“

”مطلب؟“جلال کو سمجھ نہیں آئی

”مطلب یہ“ کہتے ہی انہوں نے ٹیلیفون کا کال ریکارڈ ان دونوں کے سامنے رکھ دیا جہاں ایک بیرون ممالک نمبر تھا۔

”سالی، کتنی معصوم بنتی ہے اور ہمیں بے وقوف بنا گئی“ ایاز کا بس چلتا تو اسے جان سے مار دیتا

”اسے چھوڑو اور اپنا سوچو کیونکہ اب تک تو وہ لڑکی سروج کو سب کچھ سچ بتا چکی ہوگی اور سروج کو سب پتا چلنے کا مطلب ہے کہ ہماری بربادی اور خاص طور پر تم ایاز“ انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں کو آئینہ دکھایا، جس پر دونوں ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر رہ گئے۔

”اسکا مطلب۔۔۔۔۔“

"اسکا مطلب کے اب ہمیں سامان باندھ لینا چاہیے کیونکہ اس محل سے نکلنے کا ہمارا وقت آگیا ہے" کہتے ہی انہوں نے ایک نئی سگار جلائی جبکہ دونوں بھائی تو ایسی عیاش زندگی کے ہاتھوں سے نکلنے پر ہاتھ ملتے رہ گئے۔

صبح اسکی آنکھ ایک انجانے جذبے کے تحت کھلی، اسنے آنکھیں کھولے پورے کمرے پر نظریں دوڑائی جب اسکی نظر بیڈ پر اپنے ساتھ لیٹے اس ننھے سے وجود پر گئی جو اب ہاتھ اور پیر دونوں ہواؤں میں پھیلائے، اوں آں کی آواز نکالے کھیلنے میں مصروف تھا، ھدی حیرانگی سے اسے دیکھے گئی جب کھیلتے کھیلتے ابراہیم نے بھی کروٹ اسکی طرف لی اور اب اپنی گول بڑی آنکھوں سے غور سے اسے دیکھنے لگا۔

”اٹھ گئی تم!!!“ یہ آواز؟ اسنے تیزی سے دروزے کی طرف دیکھا جہاں سروج سر پر نماز کے سٹائل میں ڈوپٹا لیے، ہاتھ میں قرآن پاک پکڑے اسے دیکھ رہی تھی، اور اب اسنے قران پاک لا کر اسکی جگہ پر رکھا۔

”تو کیا جو کل رات ہوا وہ سب حقیقت تھی، سچ تھا، جھوٹ نہیں“ وہ حیرانگی سے سوچنے لگی۔

”ہمم۔۔ شکر ہے بخار نہیں ہوا تمہیں“ اپنی سوچوں میں گم اسے سروج کا ہاتھ اپنے ماتھے پر محسوس ہوا، جواب غور سے اسے دیکھ رہی تھی، ھدی کی یہ عادت تھی وہ جب بھی کسی بات یا چیز کی ٹینشن ضرورت سے زیادہ لے لیتی تو بخار ہو جاتا اسے۔

”بھابھی!!!“ وہ بے یقینی کی کیفیت میں بولی

”ہاں“

"آپ۔۔۔ آپ سس، سچ میں ہے" اسکی آنکھوں سے اشک ایک بار پھر نکلنا شروع ہو گئے۔

"ہاں میں ہی ہوں" محبت سے اسکے آنسو صاف کرتے وہ بولی

"تو۔۔ تو وہ خواب نہیں تھا، میرا سچ میں نکاح نہیں ہوا، آپ نے۔۔۔ آپ نے بچا لیا مجھے بتائے نا" اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑے وہ اس سے پوچھنے لگی۔

"ہاں میری جان نہیں ہوا نکاح تمہارا سب بلکل ٹھیک ہے" اسے گلے سے لگائے وہ بولی

"بھابھی۔۔۔ بھابھی آپ جانا مت اوکے کہی نہیں جانا، پلیز مجھے چھوڑ کر نہیں،، نہیں تو یہ لوگ مجھے مار دے گے بھابھی۔۔۔ آپ آپ جائے گا مت، ایک منٹ ہاں۔۔۔۔ اب

ٹھیک ہے سب، اب آپ کہی نہیں جائے گی" اسے کہتے ہی وہ ایک دم سے اپنی جگہ سے اٹھی اور فوراً سے دروازے کو لاک لگا دیا۔

"اب میں آپ کو کہی جانے نہیں دوں گی۔۔۔ دیکھنا اب آپ کہی نہیں جاؤ گی، میرے۔۔۔ میرے پاس ہی رہو گی، ہے نا۔۔۔ نہیں جاؤ گی نا چھوڑ کے؟" پاگلوں کی سی کیفیت میں بولتی اب وہ آخر میں سروج سے اسکی رائے جاننے لگی۔

"ہاں میری جان میں کہی نہیں جاؤ گی" اسے گلے لگائے بڑی مشکل سے آنسوؤں پر قابو پائے وہ بولی۔

اتنی دیر میں ابراہیم کی ہلکی ہلکی رونے کی آواز انہیں سنائی دی، ھدی سروج سے علیحدہ ہوئے اب غور سے ابراہیم کو دیکھنے لگی، جسے کسی طور بھی سروج کا خود کے علاوہ کسی اور کی فکر کرنا پسند نہیں آیا۔

"بھابھی یہ؟" ھدی حیرانگی سے اسکی طرف دیکھے پوچھنے لگی

"یہ ابراہیم ہے۔۔۔۔ ھدی پھوپھو کا پیارا سا بھتیجا" وہ مسکرا کر بولی جبکہ ھدی کی آنکھیں حیرت سے بڑی ہو گئی

"یہ۔۔یہ بب۔۔ بھیا کا بیٹا؟ آپ کا بیٹا؟ ابراہیم؟" وہ اب اسے سوال کرنے لگی جس پر سروج نے مسکرا کر سر ہلا دیا

"اللہ بھابھی دیکھے کتنا پیارا اور چھوٹو سا ہے یہ، بلکل ڈورے مون کی طرح، یہ تو میرا ڈورے مون ہے" ھدی اب ابراہیم کے پاس بیٹھے کبھی اسکے ہاتھ تو کبھی پیروں سے کھیلنے لگی اور ابراہیم جو رونے میں مصروف تھا اب اسکو یوں خود کے ساتھ کھیلتے دیکھ کر کھلکھلا

کر ہنس پڑا، ھدی بھی اس کے ساتھ ہنستے ہوئے کھیل رہی تھی، شاید کے اتنے دنوں میں یہ پہلی بار تھا جب وہ ہنسی تھی۔

سروج نے نم آنکھوں سے منظر دیکھا تھا، اسکی فیملی۔۔۔۔اسکی اپنی فیملی۔

”نہیں بھئی یہ ڈورے مون نہیں ہے“ سروج نے ھدی کی بات سے انکار کیا جس پر ھدی کا منہ بن گیا

”کیوں؟“ اسے سروج کی بات پسند نا آئی

”وہ اس لیے کیونکہ میرا ڈورے مون تو یہ ہے“ ھدی کی طرف اشارہ کرتے ہی اسنے اسکے بال بگاڑے جس پر وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

”جی نہیں یہ میرا ڈورے مون ہے بلکل ویسے ہی جیسے میں آپ کی ڈورے مون ہو“ ھدی سمجھداری سے بولی، وہ کہی سے بھی وہ ھدی نہیں لگ رہی تھی جو چند منٹ پہلے بہت ڈری اور سہمی سی تھی۔

اتنے میں کمرے کا دروازہ ناک ہوا جب ملازمہ نے انہیں ناشتے کا بلاوا دیا اور ھدی جو سب کچھ بھول بھال کر ابراہیم سے کھیلنے میں مصروف تھی اسکا رنگ ایک دم سفید پڑ گیا۔ جسے سروج نے باخوبی نوٹ کیا

”بھابھی!!“ ڈر کے مارے وہ بس اتنا ہی بول پائی

”ھدی میری جان کچھ نہیں ہو گا ٹھیک ہے میں ہوں نا کوئی کچھ نہیں کہے گا سمجھی“ سروج اسے سمجھانے لگی اور ھدی بھی سروج کی موجودگی سے اب پرسکون ہو گئی تھی اسی لیے اسکی بات پر سرہاں میں ہلا دیا۔

"ارے بھئی جلدی جلدی کروں سب کہاں رہ گئے ہیں؟ بوا۔۔۔بوا بھئی سب کہاں ہے؟" وہ ملازم کو آواز دینے لگی، آج انکے چہرے پر عجیب سی خوشی تھی

"ارے چھوٹی دلہن بلایا ہمیں؟" اتنے میں ایک بڑی عمر کی ملازمہ نے آکر پوچھا

"جی بوا سب کام ہو گئے ہیں نا؟ سب تیاریاں مکمل ہے نا؟ کوئی کمی بیشی نا ہوں دیکھ لیجیے گا سب کچھ پرفیکٹ ہونا چاہیے" وہ بوا کو ہدایت دیتے بولی

"ارے چھوٹی دلہن فکر نا کرے سب کچھ بلکل ٹھیک ہے، سارے انتظامات اور تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں، ہم نے سب کام اپنی نگرانی میں کروائے ہیں" وہ انہیں تسلی دیتے بولی

”ارے بھئی بیگم کیا ہو گیا ہے آپ کو آرام سے سب کام ہو جائے گے“ اتنی میں علی زماد کمرے سے نکلتے ہوئے بولے

”آرام؟ نہیں نہیں آرام نہیں کر سکتی میں آپ نہیں جانتے آج میں کتنی خوش ہوں، آخر کو میرا بیٹا میرا موسی آرہا ہے اتنے مہینوں بعد پاکستان“ وہ خوش لہجے میں بولی، انکی آنکھوں سے جھلکتی ممتا، انہیں بے صبری سے اپنے بیٹے کا انتظار تھا۔

اتنے میں کار کا ہارن بجا، اسکا مطلب وہ آچکا تھا، وہ جلدی سے مین دروازے کی طرف بڑھی جہاں سامنے سے انکا بیٹا، انکی جان، انکا وارث موسی کار میں نے نکلا

وائٹ ہاف ٹی شرٹ کے ساتھ نیلی جینز اور آنکھوں پر نیلے ہی گو گلز لگائے، بھورے لمبے بال جنکی اسنے پونی کی تھی، ایک ہاتھ میں بریسلیٹ پہنے، اسنے ایک کان میں بھی میگنیٹک

بالی پہنی ہوئی تھی، اور گلے میں ایک لمبا سا لاکٹ، جیکٹ اسنے شانوں پر پھیلائی ہوئی اور اب وہ مسکرا کر اپنی ڈارھی پر ہاتھ پھیرتا اپنی ماں کی طرف بڑھا

"مام!" اسنے جاتے ہی انہیں گلے لگایا اور انکا گال چوما

"موسی مائی سن" وہ بھی اسکا ماتھا چومتے محبت سے بولی

"ہاؤ آر یو مام (آپ کیسی ہے ماما)؟" انہیں اپنے ساتھ لگائے قدم اندر کی طرف بڑھاتے اسنے پوچھا

"آئی ایم فائن اینڈ بیوٹیفل ایز آلویز (ہمیشہ کی طرح ٹھیک اور خوبصورت)" وہ ایک ادا سے بولی جس پر موسی کا قہقہ گونجا

”بھائی!!!“ اتنی دیر میں اوپری منزل سے ایک لڑکی کی چیخ سنائی دی جو اب سیڑھیاں تیزی سے اترتے نیچے اسکی طرف بڑھی

”ندا مائی پریٹی ڈول“ اپنی چھوٹی بہن کو گلے لگائے وہ محبت سے بولا

”آئی مسڈ یو سو سو سووووووو مچ بھائی“ اسکے گلے لگے وہ محبت سے بولی

”می ٹو مائی ڈول“ اسکے سر پر محبت سے ہاتھ رکھے وہ بولا

”اب آپ جائے گے تو نہیں نا؟“ اسنے سر ہٹا کر جواب دیا

”اور اگر چلا جاؤ؟“ وہ شرارت سے بولا، جبکہ اسکی یہ بات ندا کو تکلیف پہنچا گئی

”ٹھیک ہے چلے جائے آپ بھی ماہم اپو کی طرح ہم سب کو چھوڑ کر“ اسے دھکا دیتے وہ غصے سے بولی، تھوڑی دیر پہلے والی خوشی کی جگہ اب غم نے لے لی تھی۔

”ہے ہے کڈو آئی واز جسٹ کیڈینگ (اوئے بچا میں صرف مذاق کر رہا تھا)“ اسکے سر پر محبت سے چت لگائے وہ بولا

”نیور ایور ڈو دس اگین (دوبارا کبھی بھی ایسا مذاق مت کیجیے گا)۔ اٹس سکیئرز می (مجھے ڈر لگتا ہے ایسے مذاق سے)“ وہ غمگین لہجے میں بولی

”اوکے پرامس نیور (اچھا وعدہ کبھی نہیں کروں گا)“

”بائی داوے ویر از مائی گفٹس (ویسے میرے تحفے کہاں ہے)“ دنوں ہاتھ کمر پر ٹکائے وہ اس سے پوچھنے لگی جس پر دونوں ماں بیٹا کی ہنسی نکل گئی

"وٹ گفٹس (کونسے تحفے)؟" وہ حیران ہوا

"بھائی!!!!!" وہ چیخی

"اوکے اوکے مذاق کر رہا تھا یہ لو بھئی یہ سارا سامان تمہارا ہے" ایک بیگ اسکی طرف بڑھاتے وہ بولا

"آلویو بھائی" خوشی سے اسکے گلے لگے وہ بولی

"لویو ٹو چڑیل" اسکے بال بگاڑتے وہ بولا

"موسی" اتنی ہی دیر میں علی زماد بولے جو تب سے اپنی اولاد کی آپس کی چھیڑ خانی سے لطف اندوز ہو رہے تھے

"ڈیڈ" وہ انکی طرف بڑھا اور انکے گلے لگا

"سفر کیسا رہا؟" انہوں نے پوچھا

"آہ۔۔۔ جب خوبصورت ائیر ہوسٹیس کا ساتھ ہو تو سفر کیسا گزر سکتا ہے" ٹھنڈی آہیں بھرتا وہ بولا

"موسی" اسے کمر پر ایک مکا اپنی ماں کی طرف سے ملا

”اف ظالم عورت آتے ہی ساتھ تشدد“ وہ کراہ کر رہ گیا، جبکہ اسکی اس ایکٹینگ پر باقی سب دل کھول کر ہنسے

”اللہ نظریں بد سے بچائے، کتنے اچھے لگ رہے ہیں سب یوں مل جل کر بیٹھے“ موسی کو پانی لا کر دیتی بوا دعا دیتے بولی

”ہاں اور یہ سب اور بھی اچھا ہو جاتا اگر آج ماہم اور وہ دونوں یہاں ہوتے“ اسکی اس بات پر ایک پل کو بوا کی بھی آنکھیں بھیگ گئی

”اور بوا آپ سنائے کیا حال چال ہے؟ ویسے بہت خوبصورت لگ رہی ہے دل چاہ رہا ہے کہ آج ہی آپ سے نکاح پڑھوا لو“ اپنی کی گئی بات کا اثر زائل کرنے کے لیے وہ شرارتی لہجے میں بوا کو چھیڑتے بولا

”ہاں۔۔۔ہٹ بدماش کہی کا اور چھوٹی دلہن زرا اپنے شہزادے کو تو دیکھو کیسا آوارہ بن کر آیا ہے“ بوا تو اسکی بات سن کر ایک دھموکا اسکی کمر پر جڑے بولی جبکہ ندا زور زور سے ہنسنا شروع ہو گئی اور اب بوا کی توپوں کا رخ اسکی ماں کی طرف تھا

”بوا یار فیشن ہے یہ“ موسی اترا کر بولا

”ہائے اللہ توبہ کیسے الفاظ استعمال کر رہا ہے توبہ بھئی چھوٹی دلہن اپنے لونڈے کو کسی پیر کے پاس لے چلو مجھے تو لگتا ہے معصوم پر چڑیلیں عاشق ہو گئی ہیں تبھی ایسی حرکتیں کر رہا ہے“ بوا کہ یو سنجیدہ انداز پر وہاں بیٹھے سب لوگوں کو قہقہ بلند ہوا جبکہ موسی منہ بسور کر رہ گیا

”توبہ بھئی یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے“ انکی حالت پر ترحم بھری نظر ڈالتے وہ وہاں سے چل دی

”آجاؤ بھئی سب ناشتہ کر لو“ بوا کی آواز پر وہ سب بھی ڈائننگ کی طرف چلے گئے۔

ناشتے کی ٹیبل پر سب موجود تھے، کسی نے کل کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی تھی، سروج سنجیدہ سی اپنے ناشتے میں مگن تھی، وہاں موجود سب لوگ یہ جانتے تھے کہ سروج کو کھاتے وقت بات کرنے سے سخت نفرت ہے اسی لیے کسی میں بھی ہمت نہیں ہو پا رہی تھی کہ کوئی اسے بلائے اور نا ہی کوئی ایسی حرکت کر کے اپنی شامت بلوانا چاہتا تھا۔

”مجھے آپ سب لوگوں سے ایک بات کرنی ہے“ ناشتہ پورا کرتے ہی نیپکین سے ہاتھ صاف کرتے اسنے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا جس پر ان تینوں باپ بیٹوں کے حلق میں نوالا اڑ گیا

"ہاں ہاں کہوں نا بیٹا" صدیق صاحب نے خوش اخلاقی سے اجازت دی

"کہنے کو تو میرے پاس بہت کچھ ہے انکل مگر اس وقت میں صرف آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جو آپ نے میری غیر حاضری میں ھدی کا دھیان رکھا" طنزیہ مسکراہٹ لیے وہ ان سے بولی

"ارے بیٹا اس میں شکریہ کی کیا بات یہ تو ہمارا فرض تھا" ابکی بار اشا بیگم محبت سے بولی۔

"ہاں بلکل اشا ٹھیک کہہ رہی ہے بیٹا" صدیق صاحب نے شاید ہی کبھی بیوی کی ہاں میں ہاں ملائی ہوں

"جی بلکل انکل آنٹی آپ نے بجا فرمایا مگر وہ کیا ہے نا کہ ھدی کی گارڈیئن میں ہوں اور اب میں واپس آچکی ہوں تو سوچ رہی ہوں کیوں نا آپ کو اس فرض سے آزاد کر دوں، تو

بس اسی لیے میں نے سوچا ہے کہ اب آپ لوگوں کو یہاں رہ کر اور اس گھر اور اسکے مکینوں کی دیکھ بھال کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں سب سنبھال لوں گی، آخر کو آپ کا بھی گھر ہے اسے بھی آپ کی ضرورت ہے، اور پھر یہ ولا اتنا بڑا ہے کہ میں سوچ رہی ہوں کیوں نا اس ولا کو تالا لگا کر میں اور ھدی میرے فلیٹ میں شفٹ ہو جائے ویسے بھی ہمیں دو ہی تو لوگ ہے اور ابراہیم کا کیا کے وہ تو بچا ہے" آخر کار سروج نے وہ بات کر ہی دی جسکا ان تینوں کو ڈر تھا، نہایت خوبصورتی سے وہ انہیں یہاں سے جانے کا کہہ چکی تھی جس پر وہ دانت پیس کر رہ گئے، جبکہ اشنا بیگم اور شمائلہ نے انکی حالت سے لطف اٹھایا تھا اور انہیں سروج سے کوئی گلہ بھی نا تھا۔

"ھدی چند ناشتہ کر لیا ہے تو آجاؤ آج سے یونی تم میرے ساتھ جایا کروں گی، ویسے بھی واپسی پر ہمیں شفٹنگ کروانی ہے نا" ھدی سے بات کرتے وہ ان سب کو آج ہی سب کچھ سمیٹ کر جانے کا اشارہ کر گئی تھی۔

ان دونوں کے جاتے ہی جلال نے زوردار آواز میں گلاس ٹیبل پر پٹکا تھا اور پھر سب کو غصے سے گھورتا وہاں سے چل دیا۔

یونیورسٹی پارکنگ میں کھڑا وہ اسی کا انتظار کر رہا تھا جو اب سروج کے ساتھ اسے آتی نظر آئی۔

اسکے چہرے کا سکون اور مسکراہٹ زرار کو بھی سکون دے رہا تھا، اسے یوں ہشاش بشاش دیکھ کر ایک نا محسوس کی جانے والی مسکان زرار کے چہرے پر آ گئی تھی، وہ یک ٹک اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا جو اب سروج کے ساتھ اندر بڑھ چکی تھی، اور زرار بھی اب نا محسوس طریقے سے اسکا پیچھا کرنے لگا جب تک وہ لوگ ایڈمین بلاک نہیں چلی گئی تھیں۔

”بھابھی ہم یہ۔۔۔یہاں کیوں آئے ہیں“ ھدی نے حیرانگی سے پوچھا

”کیونکہ تمہاری بھابھی اب اسی یونی میں تمہارے ساتھ ایڈمیشن لینے لگی ہے“ سروج کی اس بات پر ھدی کی تو خوشی سے چیخ نکل گئی

”سچ میں بھابھی؟ اومائی گاڈ، مجھے یقین نہیں آرہا“ اسے گول گول گھماتے وہ مسکرا کر بولی

”سائلنس (خاموشی)“ ھدی کی چیخ پر وہاں سے جاتا پیون اسے وارن کرکے بولا۔

”افف میں بہت خوش ہوں فائنلی میرا بھی کوئی دوست ہو گا یہاں“ منہ بنا کر وہ بولی

”کیوں بھئی ھدی صاحبہ نے کوئی دوست نہیں بنایا یا کوئی آپ کے شایان شان نہیں“ سروج مسکرا کر پوچھنے لگی

”نہیں یہاں کوئی مجھ سے دوستی نہیں کرنا چاہتا“ اب کی بار وہ اداس لہجے میں بولی

”ایسا کیوں؟“ سروج حیران ہوئی

”یہ سب اس بیسٹ کی وجہ سے ہوا ہے“ وہ آنکھوں میں غصہ لیے بولی۔

”کون بیسٹ؟“ سروج نے سوال کیا، اب وہ دونوں آفس کے باہر آکھڑی ہوئی تھی

”ارے چھوڑے اسے وہ اتنا امپورٹینٹ نہیں ہے ابھی تو آپ جائے ایڈمیشن کروائے جلدی کرے“ وہ اسے آفس کے اندر دھکا دیتے بولے۔

سروج کا بزنس اینڈ مینیجمنٹ ایم۔ فل میں ایڈ میشن ہو گیا تھا،اور اب ھدی کے ساتھ باہر نکلتے اسے اس بیسٹ کے بارے میں ساری باتیں سن چکی تھی۔

"تو اسکا مطلب سب سے پہلے اسنے تمہیں تھپڑ مارا، پھر تمہارا بازو بھی توڑنے کی کوشش کی اور سونے پر سہاگا سب کو منع کر دیا تم سے دوستی پر؟" سروج کا تو غصہ آسمان کو چھو رہا تھا۔

"ویسے تمہارے اس بیسٹ کا نام کیا ہے؟" سروج نے لہجہ حتی الامکان نارمل رکھ کر پوچھا

"اُممم کیا نام تھا اسکا؟ ہاں زرار۔۔۔۔۔۔۔زرار احمد زماد" ھدی کچھ سوچتے ہوئے اچانک چٹکی بجا کر بولی۔ جبکہ سروج تو اس نام میں اٹک کر رہ گئی۔ کیا اسنے سچ سنا تھا یا یہ اسکا وہم تھا، اسنے اپنا شک دور کرنے کے لیے ایک بار پھر ھدی سے نام پوچھا

”ھدی کیا نام بتایا تم نے؟“

”زرار احمد زماد۔۔ کیوں کیا ہوا؟“

”نہیں کچھ نہیں۔۔۔تم ایسا کروں تمہاری کلاس شروع ہونے والی ہے جاؤ تم تب تک میں باقی کا پروسیس کمپلیٹ کر لوں“اسے وہاں سے جانے کو کہتے وہ بولی

”اوکے اللہ حافظ“سروج کے گلے لگے وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گئی۔

اب کے سروج یونی کا ویزٹ کرتے ایک قدرے الگ اور خالی کمرے میں آ بیٹھی،اسکے دماغ میں اب تک ھدی کی باتیں چل رہی تھی۔

”زرار؟ کیا یہ وہی زرار ہے جو میں سوچ رہی ہوں؟ مگر وہ یہاں کیسے آسکتا ہے؟“

”زرار احمد جب جہاں جس وقت دل چاہے کہیں بھی آجاسکتا ہے“ دروازے سے ٹیک لگائے، نظریں سروج کی پشت پر ٹکائے وہ ہونٹوں پر مخنوس قسم کی مسکان لیے بولا

سروج نے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو آنکھیں پلٹنے سے انکاری ہو گئی، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو کیا واقعی یہ زرار ہی تھا، اسکا دوست، اسکی سیکریٹ بک، وہ یک ٹک اسے دیکھے گئی

”ہاں یہ میں ہی ہوں سروج عمیر یا میں کہوں سروج حیدر“

”تو تم نے فیوچر کے حوالے سے کیا سوچا؟“علی زماد نے اپنے ساتھ بیٹھے ٹی۔وی میں مشغول موسی سے پوچھا

”کچھ خاص تو نہیں“منہ میں پارپ کارن ڈالتے وہ قدرے آلسی پن سے بولا

”تو ٹھیک ہے اگلے ہفتے سے تم بزنس جوائن کر رہے ہوں“علی زماد نے گویا حکم سنایا

”آڈیڈ میں سوچ رہا تھا کہ کیوں نا آگے پڑھائی جاری کر لوں ویسے بھی آجکل خالی بی۔ایس کی کوئی ویلیو تو ہے نہیں تو کیوں نا ایم۔فل میں ایڈ میشن لے لو“بزنس جوائن کرنے کا سن کی اسکی حالت پتلی ہونے لگی اور اسنے بر وقت بہانا گھڑا

علی زماد بیٹے کے بہانوں سے خوب واقف تھے وہ جانتے تھے کہ موسی پڑھائی میں کتنا نکما ہے مگر پھر بھی وہ اس پر کوئی زور زبر دستی نہیں کرنا چاہتے تھے

"ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی، خیر فیلڈ سوچی؟" انہوں نے پوچھا

"ہاں سوچا ہے نا۔۔۔۔بزنس اینڈ مینیجمنٹ" وہ بے فکرے انداز میں بولا

"آر یو شیور" علی زماد حیران ہوئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ سبجیکٹ آسان نہیں تھے۔

"یا ہنڈریڈ پرسنٹ شیور (سو فیصد)" وہ بے فکرے انداز میں بولا۔

"ٹھیک جیسی تمہاری مرضی" وہ کندھے اچکائے بولے

"یہ۔۔۔یہ پریزنٹیشن تیار کی ہے تم لوگوں کی ٹیم نے؟یہ ٹیم ورک ہے تمہارا؟یو نو وٹ یو آل آر فائرڈ"وہ صبح سے آفس آئے غصے سے جھنجھلا رہا تھا،اسے رہ رہ کر سروج نامی اس بلا پر غصہ آرہا تھا جس نے ایک دن میں ہی ساری کایا پلٹ کر رکھ دی تھی،اور اب غصے کا نشانا بیچارے ورکرز بن رہے تھے

"ایکسکیوز می سر مسٹر فرقان لودھی کی کال ہے"اتنے میں اسیٹینٹ اسکے نمبر پر کال کر کے بولی

"یا پاس اون"

"جی کہیے مسٹر فرقان۔۔۔کیاَ مگر کیوں؟دیکھے آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی،مسٹر فرقان ہم سکون سے بیٹھ کر بات کرتے ہیں نا اس مسئلے پر۔۔آپ میری بات تو سنے،ہیلو مسٹر فرقان ہیلو"نجانے دوسری طرف سے ایسا کیا کہا گیا تھا کہ جلال کا غصہ مزید بڑھ

گیا اور اسنے غصے سے پیپر ویٹ زمین پر دے مارا، اتنے میں صدیق صاحب کمرے میں داخل ہوئے

”کیا ہوا اجلال اتنے غصے میں کیوں ہوں؟“ ساتھ ہی انہوں نے اشارے سے سٹاف کو باہر جانے کو کہا۔

”سیریسلی ڈیڈ آپ ابھی مجھ سے پوچھ رہے ہیں وہ سروج نامی بلا جب سے آئی تب سے سب کچھ الٹا ہوا جا رہا ہے“ وہ ادھر ادھر ٹہلتے غصہ کم کرنے کی کوشش کرتے بولا

”اوہوں ایک تو تم اس چھٹانک بھر کی لڑکی کی اتنی ٹینشن کیوں لے رہے ہوں“ انہوں نے گویا ناک سے مکھی اڑائی

”تو سنے مسٹر لودھی کا فون آیا تھا انہیں کہی سے ھدی اور ایاز کے نکاح کی خبر مل گئی،وہ اب نا صرف ہم سے ڈیل کینسل کر چکے ہیں بلکہ آنے والی باقی ڈیلز بھی نہیں کرے گے اور تو اور انہوں نے کہا ہے کہ جو گیم ہم نے انکے ساتھ کھیلنے کی کوشش کی ہے وہ الٹا ہمیں جیل بجھوا سکتے تھے مگر انہوں نے ہمیں ایک اور چانس دینے کے بارے میں سوچا“

اب کی بار تو صدیق صاحب کو سہی معنوں میں اپنا سر چکراتا محسوس ہوا، ہر کام الٹ ہو رہا تھا، جو وہ چاہتے تھے سب اس سے بلکل الٹا ہو رہا تھا۔

”مجھے یہاں بلانے کا مقصد ؟“ائیر پورٹ پر بیٹھے اپنی فلائیٹ کی اناؤنسمنٹ کے انتظار میں وہ ایک میگزین کی ورق گردانی کر رہا تھا جب بلکل پاس سے سناشا سی آواز ابھری،لب اپنے آپ ہی مسکرا اٹھے

"مجھے خوشی ہوئی یہ جان کر کے آپ میرے ایک بار بلانے پر یوں دوڑی چلی آئی" وہ آنکھوں میں اسکے لیے عزت واحترام لیے بولا

"مسٹر لودھی آپ نے جو ضروری بات کرنی ہے وہ کرے میرا ٹائم ویسٹ مت کرے، ویسے بھی مجھے گھر جانا ہے میرے شوہر کو پسند میرا انکے لیے دروازے پر انتظار کرنا" وہ جتلانے والے انداز میں بولی۔

"مجھے یہ دینا تھا آپ کو" وہ ایک فائل اسکی طرف بڑھاتے بولے

"یہ؟ یہ کیا ہے؟" انکے ہاتھ سے فائل تھامے اسنے پوچھا

"آپ کے شوہر کی آپ سے بے لوث محبت کا ثبوت" وہ ایک ادھوری مسکان لیے بولا

"اور ایک بات کہوں شمائلہ خدا کے لیے میری ضد میں اپنی زندگی برباد مت کرے آپ تو جانتی بھی نہیں ہے کہ آپکے شوہر نے آپکو کس کس موقع پر کیسے کیسے دھوکا دیا ہے، اور ہاں ایک اور بات میرے سامنے جھوٹی مسکان مت سجایا کرے، محبت کی ہے میں نے، آپکے درد اور تکلیف کو سمجھ سکتا ہوں اور یہ بھی یاد رکھیے گا کہ محبت کرنے والے کبھی محبوب کو مزاق نہیں اڑاتے، میں آج جا رہا ہوں ہمیشہ کے لیے۔۔۔۔۔فائل کے اندر میرا نمبر ہے جو میں وہاں جا کر استعمال کروں گا کبھی زندگی میں ضرورت ہو تو بنا ہچکچائے یاد کر لیجیے گا۔۔۔۔اور آخری بات مجھے غور سے سننے کا بہت شکریہ" ہلکی سی مسکان سجائے اپنی بات پوری کرتے وہ اندر کی طرف بڑھ گئے، اور شمائلہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے

کتنی ناشکری تھی وہ بلکہ بے وقوف جو کوئلے اور ہیرے میں فرق محسوس نہیں کر پائی

اسے تو لگا تھا کہ وہ ساری دنیا کو آسانی سے بے وقوف بنا لے گی، مگر اسکی زندگی کا راز تو وہ شخص پا گیا تھا، جسے وہ سب سے زیادہ چھپا کر رکھتی تھی اور اسنے بھی اس راز کو خود تک رکھا

وہ کب ائیر پورٹ سے نکل کر ٹیکسی میں بیٹھے گھر آئی اسے کچھ ہوش نہیں تھا

مگر گھر آتے ہی سب سے پہلے اسنے اس فائل کو اپنے لاکر میں رکھ دیا جسے کبھی جلال نے بھی ہاتھ نا لگایا تھا، ویسے بھی انہیں اپنا سامان شفٹ کرنا تھا سو وہ اس میں مصروف ہو گئی تھی۔

"کیا یہ واقعی تم ہوں؟" سروج کی نظروں کی حیرانگی زرار کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"ہاتھ لگا کر دیکھ لو" وہ ایک آبرو اچکائے بولا، جس پر سروج نے بنا کچھ سوچے سمجھے ایک تھپڑ رکھ کر اسکے منہ پر دے مارا

”سروج!!!“زرار تو اپنے گال پر ہاتھ رکھے، حیرت سے آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھنے لگا

”یہ واقعی میں تم ہوں زرار، آئی۔۔۔۔۔۔ آئی کانٹ بلیواٹ (مجھے۔۔۔ مجھے یقین نہیں آرہا)“آنکھوں میں نمی ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے وہ بولی، بغیر زرار کی انکی گھوریوں کی پراہ کیے، جو وہ اسے دینے میں مصروف تھا۔

”ہاں محترمہ یہ واقعی میں، میں ہوں اب تو یقین آگیا نا؟“خوبصورت سی مسکان لیے وہ اس سے پوچھنے لگا جس نے سرہاں میں ہلا دیا

”تو تم ہوں ھدی کے بیسٹ جس سے وہ اتنی تنگ ہے؟“دونوں بازو سینے پر لپیٹے اب وہ اس سے تشویش کرنے لگی۔

”ہاں، میں ہی ہوں اپنی ھد ھد کا بیسٹ“ وہ بھی ویسے ہی بولا

”ھد ھد؟ سیریسلی زرار“ اسکے ھد ھد کہنے پر سروج ھنس دی

”وٹ سو فنی؟“ زرار نے آبرو اچکائے سوال کیا

”تم آج بھی اسے ھد ھد ہی کہتے ہوں؟“ چہرے پر حیرت انگیز مسکان سجائے اسنے پوچھا

”آج سے کیا مراد؟ میں ہمیشہ اسے ھد ھد کہتا رہوں گا، مت بھولو کہ وہ میری ھد ھد تھی اور رہے گی“ اب کی بار وہ سیریس ہوا

”وہ تم سے ڈرتی ہے زرار“ سروج نے جیسے بتایا

"بڑی نئی بات بتائی تم نے" زرار نے گویا ناک سے مکھی اڑائی

"اگر تم ایسے ہی رہو گے وہ تو تم سے دور بھاگ جائے گی" سروج نے سمجھانا چاہا

"آج تک کوئی ایسا اس دنیا میں آیا نہیں ہے سروج جو زرار کو اسکی حد سے جدا کر دے، وہ اول سے آخر تک میری ہے اور رہے گی" زرار کی لہجے کی پختگی سروج کو متاثر نا کر سکی

"اچھا کیا کروں گے؟" سروج نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ سے پوچھا

"میں اس انسان کا نام و نشان مٹا دوں گا" اسکا چہرا خطرناک حد تک سنجیدہ تھا

"ہاں بلکل ویسے ہی جیسے کل تم اسکا نکاح رکوانے نہیں آئے تھے، یا ویسے جیسے ایاز ابھی تک آرام سے گھوم رہا ہے اور تم نے اسے کچھ کہا نہیں" سروج سنجیدہ لہجے میں بولی

"تم جانتے ہوں زرار عمیر کو یقین تھا کہ ہم اسکی پرنسز کا دھیان رکھے گے، اسے بچائے گے برے لوگوں سے مگر ہم دونوں نے اپنا وعدہ توڑ ڈالا، میں دل برداشتہ ہو کر امریکہ چلی گئی اور تم؟۔۔۔۔۔۔ تم تو اس سے محبت کے دعوے دار تھے نا تم نے بھی چھوڑ دیا اسے، تم تو نجانے کہاں چلے گئے، اور اب اسکے بعد تمہیں یہ کہنا زیب نہیں دیتا کہ تم ھدی کے لیے بہترین ہوں"

"میری مجبوری تھی سروج"

"کیا وہ ھدی سے زیادہ ضروری تھی؟" وہ غصے میں پھنکاری

"ہاں ھدی سے بھی زیادہ ضروری" وہ سپاٹ لہجے میں بولا

"تو ٹھیک ہے بھول جاؤ اسے" سروج بھی اسی کے لہجے میں بولی

"ناممکن۔۔۔۔اور جہاں تک بات ایاز کی تو بہت جلد تم پر واضع کردوں گا میں کہ میں کیا کرسکتا ہوں اور کیا نہیں" سروج کو چیلنج کے انداز میں بولتا وہ وہاں سے چل دیا، جبکہ پیچھے کھڑی سروج پر سکون سا مسکرادی، اب ھدی کو کوئی خطرہ نہیں اسے یقین تھا۔

اسکا کام ہو چکا تھا مگر ابھی اسے ایک اور کام کرنا تھا اسی لیے وہ یونی سے نکل گئی، جس وقت اسکی گاڑی یونی سے نکلی عین اسی وقت ایک اور گاڑی یونی کی حدود میں داخل ہوئی جس میں سے نکلنے والا کوئی اور نہیں بلکہ موسی ہی تھا

”کیا تم ٹھیک ہوں؟“ ھدی جو اپنے ڈیپارٹمنٹ جا رہی تھی اپنی ہی کلاس کی ایک لڑکی کو دیکھ کر رکے پوچھنے لگی جو اس وقت رونے میں مصروف تھی، ھدی کو یاد آیا کہ یہ وہی لڑکی تھی جس نے اسے پہلے دن کلاس میں اپنے ساتھ بیٹھانے سے انکار کیا تھا۔

”ہاں۔۔۔۔ہاں ٹھیک ہوں میں“ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتے وہ بولی

”تو رو کیوں رہی ہوں“ ھدی کو حیرانگی ہوئی

”وہ کک۔۔۔کچھ نہیں رو کہاں رہی ہوں بس آنکھ میں کچھ چلا گیا تھا“وہ اسے ٹالتے، بیگ میں نجانے کیا ڈھونڈتے ہوئے بولی۔

”عجیب لڑکی ہے“ کہتے ہی ھدی آگے بڑھ گئی جب اسکے قدم رکے اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو اسکی سانسیں اٹک گئی۔

ایاز غصے میں اسی کی طرف آرہا تھا، مگر یہ کیا وہ تو اس لڑکی کی طرف بڑھ گیا جو اب بھی رونے میں مصروف تھی، نجانے ایاز نے اسکا بازو دبوچ کیا کہا تھا کہ وہ ڈر سے تھر تھر کانپنے لگی، اتنے میں ہی ایک لڑکا انکی طرف بڑھا جس نے ایاز کا کالر دبوچ لیا، سٹوڈنٹس کا رش اس وقت کاریڈور میں بہت زیادہ تھا، اور اسی رش اور ملی جلی آوازوں کی وجہ سے وہ انکی باتیں سہی سے سن نہیں پائی، ھدی کو یاد تھا یہ وہی لڑکا تھا، جس کی وجہ سے زرار نے ھدی کو تھپڑ مارا تھا، وہ تب تک اسی طرف دیکھتی رہی جب تک ایاز غصے سے وہاں سے اسکی آنکھوں سے اوجھل نا ہو چکا تھا، جبکہ نجانے اب وہ لڑکا غصے میں اس لڑکی سے کیا کہہ رہا تھا جس پر وہ سر نیچے کیے خاموشی سے سنتی رہی اور وہ لڑکا بھی ایک جھٹکے سے اسکا بازو چھوڑے وہاں سے چل دیا۔

کسی انجانے جذبے کے تحت جب اس لڑکی نے نظریں اٹھائی تو ھدی کو خود کو گھورتا پایا، ھدی اسکی اپنی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکرا دی جبکہ وہ اسے اگنور کیے وہاں سے چل دی، جس پر ھدی کو بہت برا لگا۔

"ہیلو؟ السلام علیکم!! کون؟" فرائز سے انصاف کرتے موبائل کان کو لگائے وہ بچوں کے سے انداز میں پوچھنے لگا، جبکہ اس کے اس طرح کرنے سے مقابل کی ہنسی نکل گئی

"او ہیلو تم جو بھی ہوں بات کرنی ہے تو بولو، ورنہ فون بند کروں شرم نہیں آتی اکیلے لڑکے کو یوں تنگ کرتے ہوئے" مائز تو کسی نازک حسینہ کی طرح بولا، جبکہ فون کی دوسری جانب موجود موسی اس کی اس بات پر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گیا۔

”مائز!!!!! میرے یار“ وہ جو غصے سے اپنے رقیب مطلب موبائل کو پٹخنے لگا تھا، ایک جانی پہچانی آواز سن کر حیرانگی سے موبائل کان پر دوبارہ لگا دیا

”کون بول رہا ہے؟“ آنکھیں حیرت سے کھولے، اسنے پوچھا

”مائز میں موسی“

”موسی؟“ اسنے خود سے سوال کیا

”ہاں میں اب جلدی باہر آ“ وہ عجلت میں بولا

”کیا مطلب باہر آ اور تم؟ تم کہا ہوں؟“ ایک دم چیر سے اٹھتے اسنے پوچھا

"یار تیری یونی میں ہوں، مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے جلدی مین گیٹ کے گراؤنڈ میں آؤ"

وہ اکتائے لہجے میں بولا۔

"تو رک میں آیا" اسے کہتے مائز نے فرائز کی پلیٹ ہاتھ مین پکڑی اور گراؤنڈ کی طرف دوڑ

لگادی۔

وہ جب سے یونی آیا تھا یونہی ادھر ادھر گھوم رہا تھا اسے پہلے یہاں کی عوام مطلب ان حسیناؤں کا جائزہ لینا تھا جو اسے یہاں رکنے پر مجبور کر دیتی مگر اب تک اسکی نظر کسی پر نا رکی تھی اور جنہیں ایک نظر دیکھا وہ اسے محض چند لمحوں کا ٹائم پاس لگا، مگر اسے تو کچھ اور چاہیے تھا، تھک ہار کر آخر کار اسنے مائز کو کال کی جو اسکے بچپن کا دوست تھا۔

مائز کو کال کرنے کے بعد وہ پھر سے آس پاس منڈلاتی ان رنگ برنگی تتلیوں کا جائزہ لینے لگا، جن میں اسے ایک ملکہ کی تلاش تھی مگر نظریں ناکام لوٹی، اتنے میں ہی ایک کندھا اسکے کندھے سے ٹکڑایا

"سوری۔۔۔ سوری بھائی صاحب" وہ جو بھی تھا بہت عجلت میں تھا، لیکن موسی کے دماغ نے بروقت کام کیا اور وہ آواز کو پہچان گیا اسی لیے اسنے مائز کا بازو پکڑ لیا

"مائز!!!" موسی خوشی سے بولا

"جی بھائی صاحب آپ کون میں پہچانا نہیں" مائز اس ملنگ جو دیکھ کر دڑ گیا،

"یہ کون ہے؟ کوئی اغوا کار، ڈرگ ڈیلر یا پھر سپاری والا جو مجھے قتل کرنے کے ارادے سے آیا ہے" موسی کو اس حلیے میں دیکھ کر وہ سوچنے لگا، اسکے ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندے چمکنے لگی

"دد۔۔۔ دیکھیے بب۔۔۔ بھائی صاحب، مم۔۔۔ میں غریب ماں باپ کے پانچ بیٹوں کے بعد اکلوتی اولاد ہوں، میرے ابا کی کمائی صرف چھ لاکھ ہے اور اس میں ہم سب بڑی مشکل سے گزر بسر کر رہے ہیں، میرے پاس مرسیڈیز کا ماڈل بھی پرانا ہے، مم۔۔۔ مجھے کچھ نا کہیے گا۔۔ میں۔۔۔ میں معافی مانگتا ہوں" کہتے ہی اسنے موسی کے دونوں پیر پکڑ لیے اپنی محبوبہ مطلب کے فرائز تو اسے کب کی بھول چکی تھی، جبکہ موسی کا جاندار قہقہ گونجا

"مائز کمینے اٹھ یہ میں ہوں موسی" اسے اسکے پیروں پر کھڑا کرتا وہ بولا

"موسی!!!!!!! تو!!!!!!!!" مائز پر تو حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے

"یہ تونے کیا حلیہ بنایا ہوا ہے؟" وہ سر تا پیر اسکا جائزہ لینے میں مصروف تھا

"میں۔۔۔میں ڈر گیا تھا" آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لائے وہ بولا، جس پر موسی کا دل چاہا کہ وہ اپنا سر پیٹ لے۔

"ڈرامے نا کرا ور مجھے ایڈ من بلاک کا بتا" اسکے سر پر ہاتھ مار کر آگے کو چلتے اسنے پوچھا

"تم۔۔۔تم ایڈ من بلاک کا کیا کروں گے؟" اسکے ساتھ قدم سے قدم ملائے مائزنے حیرانگی سے پوچھا

"میں ایڈ میشن لے رہا ہوں ایم۔فل میں" موسی سادہ سے لہجے میں بولا

"کیا سچ میں" مائز کی تو خوشی کی انتہا نا رہی

"ہاں بلکل" دھیمی سی مسکان لیے موسی اس سے بولا، اور ساتھ ہی راہ چلتی ایک سٹائلش سی لڑکی کو آنکھ ماری جس پر وہ ہنس دی۔

"تو ٹھیک ہے چل آج ہی جا کر تیرا میرے ہی ڈیپارٹمنٹ میں ایڈمیشن کروا دیتے ہیں" وہ خوشی سے اچھلتے بولا

"نہیں فیلڈ میں سلیکٹ کر چکا ہوں، اور وہ تیرے والی نہیں ہے"

"میری والی نہیں تو پھر کونسی؟" مائز نے حیرانگی سے پوچھا

"بزنس اینڈ مینجمینٹ" موسی کی بات پر مائز راستے میں ہی رک گیا، اسے خود پر بجلیاں گرتی محسوس ہوئی

"کیا ہوا چل نا" اسے راستے میں رکا دیکھ کر موسی بولا

"نہیں!!" وہ صرف اتنا ہی بول پایا

"کیا نہیں" موسی نے حیرت سے سوال کیا

"تو۔۔۔۔تو اس فیلڈ میں ایڈ میشن نہیں لے گا" مائز سر کو نا میں تیزی سے ہلاتے بولا

"کیوں کیا مسئلہ ہے اس فیلڈ میں" موسی نے تفتیشی انداز میں پوچھا

”نہیں مسئلہ تو کوئی نہیں، مگر دیکھ نا یہ فیلڈ بہت مشکل ہے اور تو اتنے دنوں بعد مجھے ملا ہے تو اچھا ہے نا کہ دونوں دوست ایک ہی فیلڈ میں۔۔۔۔۔ تو سمجھ رہا ہے نا“ مائز کا رنگ سفید پڑ چکا تھا، وہ کچھ بھی کر کے موسی کو اس فیلڈ میں جانے سے روکنا چاہتا تھا، جبکہ اسکی بات سمجھتے موسی نے اوکی شکل اختیار کر لی ہوں جیسے اسے سب کچھ سمجھ آ گیا ہوں

”نہیں مجھے زرا سمجھ نہیں آئی اور میں یہی فیلڈ جوائن کروں گا“ وہ مائز کو زبان چڑاتے بولا

”دیکھ موسی مان لے میری بات اسی میں ہماری۔۔۔ میرا مطلب میری بھلائی ہے“

اسنے ایک بار پھر سے موسی کی منت سماجت کی، مگر وہ موسی ہی کیا جو کسی کی سن لے، مائز کے لاکھ سمجھانے پر بھی اسکی ہاں ناں میں نا بدلی اور اسنے اپنی پسند کی فیلڈ میں ایڈمیشن کروالیا، جبکہ مائز کے چہرے پر تو ایک رنگ آ اور جا رہا تھا۔

”اچھا بھئی ایڈ میشن تو میں کروا چکا ہوں۔۔اگر دل چاہا تو پھر کبھی یونی کا ایک آدھ چکر بھی لگا لوں گا“ ہنستے ہوئے اسکا گال تھپتھپاتے وہ اس سے بولا

مائز موسی کی سن ہی کہاں رہا تھا، اسکی نظریں تو سامنے جم گئی تھی جہاں وہ بیسٹ فل موڈ میں چلتا انہی کی طرف آ رہا تھا، موسی کی اس طرف پشت تھی اسی لیے دیکھ نا پایا، جبکہ مائز کو تو بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ جادو کی کوئی چھڑی گھمائے اور وہاں سے غائب ہو جائے، مگر اسے یہ دیکھ کر سکون محسوس ہوا جب بیسٹ اسکی جانب آنے کی بجائے، ھدی کی راہ میں حائل ہو گیا

”بچ گئے“ مائز پر سکون سا بولا

”کون بچ گیا؟“ بیسٹ کے ڈر میں وہ موسی کو تو بھول ہی گیا تھا، جواب اسے سوال کرنے لگا

”کک۔۔۔۔کچھ نہیں وہ لڑکیاں تھی، ہیل پہنے گھوم رہی تھی گرنے لگی تو بچ گئی“ اسنے بروقت بہانا گھڑا

”اچھا سچ میں“ اس سے پہلے کے موسی منہ پیچھے کرتا مائز نے ہاتھ رکھ کر اسکا چہرہ اپنی طرف کرلیا

”ارے چھوڑنا چلی گئی ہے تو ایسا کر میرے ساتھ کینٹین چل، یہاں کی فرائز بہت مزے کی ہے یار، سکول اور کالج سے بھی زیادہ مزے کی“ وہ اچھلتے بولتا اسے کینٹین کی طرف لے گیا

”ندیدہ!!“ اسکے پیچھے چلتا موسی ہنس کر بولا۔

''گڈ ایونگ میم'' وہ جیسے ہی آفس کی بلنڈنگ میں داخل ہوئی، ریسیپشنسٹ اسے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھتے بولی، جسکا جواب اسنے سر ہلا کر دیا

''مسٹر جلال اپنے آفس میں ہے؟'' اسے یہاں دیکھ کر سب ہقہ بقہ تھے کیونکہ جلال نے پورے سٹاف کو یہی بتایا کہ وہ کبھی نا آنے کے لیے جا چکی ہے

''یس میم وہ ہے''

''ہمم ٹھیک ہے تم جا سکتی ہوں'' اسے کہتے ہی وہ لفٹ کے ذریعے جلال کے آفس کی طرف بڑھی

"بے بی وٹ ہیپنڈ وائے آر یو سو ٹائرڈ (کیا ہوا بے بی تم بہت تھکے لگ رہے ہوں)" جلال کی سیکریٹری جو کہ اس کے لیے اس سے زیادہ معنی رکھتی تھی اس سے پوچھنے لگی

"بکاز آئی ایم (کیونکہ میں واقعی مین تھک گیا ہوں)"

"آڈو یو نیڈ سم ریلیف (کیا تمہیں سکوں چاہیے)" وہ ادائے دکھاتے بولی

"تم دوگی تو کیوں نہیں" جلال کی بات پر وہ مسکرا کر اسکے پیچھے جا کھڑی ہوئی اور اسکے کندھوں کو مساج دینے لگی، ساتھ ہی ساتھ وہ نجانے اسکے کان میں کیا بول رہی تھی کہ جلال کی مسکراہٹ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

مسکراہٹ تو تب تھمی جب ایک دم سے اسکے آفس روم کا دروازہ کھلا اور سروج سپاٹ چہرہ لیے اندر داخل ہوئی

”جلال اس سلٹ سے کہوں کے باہر جائے مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے“ اسکے یوں اچانک حملئے پر جلال گڑبڑا کر اٹھا، جبکہ اسکے کندھوں کو مساج دیتی اینا کا تو چہرہ غصے سے لال ہو گیا

”بے بی ہو از دس بچ اینڈ ہاؤ ڈیئر شی ٹاک ٹو می لائک ڈیٹ (بے بی یہ بچ کون ہے اور اسکی ہمت کیسے ہوئی مجھ سے ایسے بات کرنے کی)“ جلال کے کندھے پر نزاکت سے ہاتھ رکھے وہ سروج کو دیکھ کر بولی جبکہ جلال تو اسکی بات پر آنکھیں میچ کر رہ گیا۔

”کم آن جلال اپنی بے بی کو بتاؤ میں کون ہوں“ سروج کے ہونٹوں پر تو مسکراہٹ تھی جبکہ آنکھوں میں آگ

"اینا یہ۔۔یہ سروج ہے، سروج بھابھی، عمیر کی بیوی"

"نا صرف عمیر بیوی بلکہ یاسین بزنس کی اونر بھی" سروج نے اینا کی انفارمیشن میں اضافہ کیا، جبکہ اینا جواب تک سروج کو جلال کی ایکس سمجھ رہی تھی اسکے تو چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا

"سر۔۔۔سروج میم" وہ ہکلاتے ہوئے بولی

"آؤٹ" سروج نے صرف اتنا کہا

"سسسس۔۔سوری میم، وہ مم۔۔۔۔۔"

"آئی سیڈ آوٹ مس ایمنا اور اس سے پہلے کہ میں تمہیں آفس کی جگہ بلڈنگ سے ہی نکال دو ایک سیکنڈ میں دفع ہو جاؤ" اسکا لہجہ اس قدر سخت تھا کہ ایک پل کو تو ایمنا کہ ساتھ کھڑے جلال کا بھی سانس رک گیا

"کیسی ہوں" اسکے سامنے کھڑا، آنکھوں میں محبت لیے وہ اس سے پوچھنے لگا، مگر ھدی نے اسکی آنکھوں کو دیکھا ہی کہا تھا وہ تو اسکے یوں سامنے آنے پر نظریں جھکا گئی تھی

"میرے سوال کا جواب نہیں دیا تم نے" اسکے قد کے برابر جھکے اسنے دوبارا اس سے پوچھا

"مجھے جانا ہے" ضبط کے کڑے مراحل سے گزرتی ھدی بس اتنا ہی کہہ پائی تھی

"جانا تو مجھے بھی ہے مگر تمہارے سنگ چلنا ہے مجھے، ہر ڈگر، ہر موڑ پر تم مجھے اپنے ساتھ چاہیے ہوں" ھدی اگر زرار کی محبت سمجھ سکتی یو ضرور خود پر رشک کرتی مگر اس وقت وہ اسکے لیے ایاز سے کم نا تھا۔

"میرا راستہ چھوڑیے" اسکی آنکھوں سے آنسو چھلکنے کو تیار تھا مگر وہ خود پر ضبط کیے ہوئے تھی۔ اسنے اپنے لب سختی سے بھینچ لیے

"اور اگر میں نا چھوڑو تو؟" وہ مسکان لیے پوچھنے لگا

"ٹھیک ہے رہو کھڑے یہی" کہتے ہی وہ سائڈ سے گزر کر جانے لگی جب زرار نے اسکی کلائی تھام لی

"تم نے پہلے بھی ایسا کیا تھا اور دیکھو مجھے تمہیں تکلیف دینا پڑی تھی اور تم اب دوبارہ وہی حرکت کر رہی ہوں" وہ آرام دہ لہجے میں بولا، غصے کا شائبہ تک نا تھا اسکے چہرے پر

”تو؟ میں آپ سے نہیں کہا یوں میرے راستے میں آکر کھڑے ہو جایا کرے، آئیندہ مجھسے دور رہیے گا، مجھے یہ حرکتیں پسند نہیں“ وہ اپنی طرف سے اسے وارن کر رہی تھی جبکہ اسکی بات پر زرار مسکرا دیا۔

اسے خوشی ہوئی یہ جان کر کہ اسکی ھدھد لڑکوں سے دور رہتی پھر خواں وہ زرار ہی کیوں نا ہوں

”جو حکم“ سر کو خم دیتے وہ مسکرا کر بولا، جبکہ ھدی کی حالت تو مرنے جیسی ہو گئی تھی۔

”یا اللہ یہ بیسٹ مسکرا رہا ہے، کہی اس پر کوئی چڑیل تو عاشق نہیں ہو گی۔۔۔۔ نہیں نہیں بیچاری چڑیل بھلا اسکا کیا بگاڑ لے گی“ وہ تاسف سے سر کو دائے بائے ہلاتے سوچنے لگی۔

جبکہ اسکی اس منہ بولتی سوچ پر زرار کو خوب قہقے لگانے کو دل چاہا

"اب یہاں کھڑی کھڑی کون سے مراقبے طے کر رہی ہوں، کلاس میں نہیں جانا ویسے بھی مجھے نالائق لوگ اچھے نہیں لگتے سمجھی تم" وہ تو یوں بات کر رہا تھا جیسے ان دونوں میں برسوں سے دوستی تھی، اور ھدی پر تو آج حیرتوں کے ان گنت پہاڑ ٹوٹ رہے تھے، ایک پل کو اسکا دل چاہا کہ وہ زرار کو چٹکی کاٹ کر دیکھ لے، مگر اگلے ہی لمحے اپنی سوچ پر استغفار پڑھتے وہ وہاں سے سو کی سپیڈ پر بھاگی اور پیچھے کھڑے زرار کو اپنے اندر ایک نئی زندگی محسوس ہوئی۔

ابکی بار کوئی ماہم بھی انکے بیچ نہیں آ سکتی تھی، کوئی روز نامی بلا کوئی دوری نہیں پیدا کر سکتی تھی، اب کی بار کسی بھی مجبوری کو وہ ان دونوں کے درمیان حائل نہیں ہونے دے گا، یہ زرار کا وعدہ تھا خود سے، اپنی ذات سے، اپنی محبت سے اپنی ھدھد سے۔

ایک پر سکون سی سانس فضا میں خارج کرتے وہ بھی اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف چلا گیا۔

"بوا پانی پلادے" بوا کو پانی کا لانے کو بولتا وہ لاؤنج میں صوفے پر ڈھے گیا، اسکی حالت تو ایسی تھی جیسے وہ یونی سے نہیں بلکہ کسی نو سے پانچ بجے کی آفس کی ٹف روٹین سے واپس آیا ہوں

"تو بھیا کیسا رہا آج کا دن" اسکے بلکل پاس دھپ سے بیٹھتی ندا نے پوچھا

"ٹائیرینگ (تھکا دینے والا)" وہ سر میں ہاتھ پھیرتے بولا

"کیوں نئے پاکستان کا قیام کرنے گئے تھے"

"ہاہاہا۔۔۔۔۔ بکواس جوق"

"اچھا چھوڑے یہ بتائے یونی کیسی ہے آپکی؟"

"جیسی ہوتی ہے ویسی ہی ہے"

"اففف بھیا کسی سوال کا سیدھا جواب مت دینا آپ تو" وہ غصے سے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی جس پر موسی نے شکر ادا کیا کیونکہ اسکا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا

"بوا پانی لا دے" وہ ابکی بار چلایا

"آئی میاں بھئی صبر کروں" ہاتھ میں چائے کی ٹرے پکڑے وہ اسکی طرف بڑھی

”یہ لو“

”یہ کیا ہوا پانی مانگا تھا“

”پانی سر درد کا علاج نہیں“ اسکے ہاتھ میں سر درد کی گولی دیتے وہ بولی

”آپ کو کیسے پتا کہ میرے سر میں درد ہے بوا“ وہ حیران ہوئے پوچھنے لگا

”ان ہاتھوں نے پالا ہے تم سب کو کیسے نا پتا چلتا“ وہ پیار سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے بولی، جس پر وہ انہیں تشکر بھری نظروں سے دیکھتا ان کے ہاتھ چوم گیا

”وہ۔۔۔ سروج بھابھی وہ میں بتاتا ہوں نا“ جلال کے تو ہاتھ پیر پھول گئے تھے اسے دیکھ کر

”کیا میں نے کچھ پوچھا؟“

”اور ہاں ایک کام کروں مجھے پچھلے چھ ماہ کی ساری پروگریس رپورٹ عمیر یعنی کے میرے آفس میں بھیج دوں“ اسے کہتے وہ وہاں سے چل دی جبکہ جلال کا دل چاہا کہ اسکا سر پھاڑ دے، مگر اس وقت وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا

وہ جیسے ہی آفس میں داخل ہوئی تو کئی پرانی یادیں ذہن کے پردے پر فلم کی طرح چلنے لگی

”اور یہ ہے میرا آفس مس سروج“ اچانک پاس سے عمیر کی آواز سنائی دی جواب سروج کو اپنا آفس دکھا رہا تھا

"عمیر تم مجھے اپنے آفس کیوں لائے ہوں" وہ سخت بیزار ہوئی

"تاکہ تم پہلے سے ہی سب اچھے سے سیکھ لو" عمیر مسکراہٹ دباتے بولا

"مطلب؟" سروج نے آبرو اچکائے سوال کیا

"مطلب یہ کے مس سروج، مسٹر عمیر آپ سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ میں نے یہ طے کرلیا ہے کہ شادی کے بعد آپ میرے ساتھ میرے ہی آفس میں جاب کرے گی، اور آپ اپنی انٹرنشپ بھی یہی سے کرے گی، تاکہ صبح شام دن رات تم میرے ساتھ ہی ہوں" عمیر آرام سے بولتا اسے حیران کر گیا

"عمیر پاگل ہوں"

"ہاں تمہارے لیے"

"یہ لائن بہت پرانی ہے اور چیز ی بھی" اسکی بات پر وہ کھلکھلا کر بولی، جبکہ عمیر کو اس خوبصورت منظر شاید ہی کوئی لگا ہوں۔

"او ہیلو مسٹر کہاں کھو گئے ہیں آپ؟" اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائے اسنے پوچھا

"دنیا کہ سب کے خوبصورت منظر میں" اسکی اس بات پر سروج کی پلکیں خود بخود جھک گئی

"او ہو،،،، بلش ہاں" وہ اسے چھیڑتے بولا

"عمیر!!!" اسکے بازو پر مکا مارتے وہ منمنائی جبکہ عمیر کا بلند و بالا قہقہ اسکے لیے بھی دنیا کا سب سے خوبصورت منظر تھا۔

"میم یہ فائل "اپنی سوچوں میں گم اسسٹینٹ کے اندر آنے پر وہ ہوش میں آئی

"ہاں کیا؟" وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی

"میم یہ فائل آپ نے منگوائی تھی؟"

"ہاں وہ ٹیبل پر رکھ دوں" اسنے ہاتھ سے اشارہ کیا، جس پر وہ فائل رکھتے کمرے سے باہر چلی گئی

اپنی انگلی کی پوروں سے آنکھوں کے گرد ننھے قطرے صاف کرتے اب وہ اس چیر پر جا بیٹھی جس پر کبھی عمیر اسے خود بڑے استحاق سے بٹھایا کرتا تھا

سب پرانی سوچوں کو پیچھے جھٹکتے وہ اب دوبارہ سے فائل میں گم ہو گئی مگر جیسے جیسے وہ فائل پڑھتی رہی اسکے ماتھے کے بل گہرے ہوتے گئے۔جہاں اس بزنس نے ترقی کی تھی وہی ورکرز کو کسی بھی قسم کا کوئی بونس نہیں دیا گیا تھا،اور صدیق صاحب کی تمام تر ڈیل ملک عون سے ہی ہوئی تھی جس نے اسے مزید پریشان کر دیا تھا

"تم لوگ جو گیم کھیلنا چاہ رہے ہوں میں وہ کبھی ہونے نہیں دوں گی" سروج نے خود سے عہد کر لیا تھا،اور اب ان لوگوں کا براوقت شروع ہو چکا تھا۔

اسے ایک بار پھر سے میڈ کی کال آئی تھی، آہل کی طبیعت بگڑ گئی تھی، وہ تیزی سے اپنے فلیٹ پہنچا تھا۔ اسنے ڈاکٹر کو بھی کال کر دی تھی

ڈاکٹر کے بتانے پر کہ آہل کی طبیعت سٹیبل نہیں ہے وہ فوراً سے اپنی اور اسکی ٹکٹس کروائے کینیڈا روانہ ہو گیا تھا رات میں۔

وہ سب کاموں سے فارغ ہو کر وہ رات کو واپس آئی تو پورا ولا خالی تھا، ظاہری سی بات تھی وہ صاف الفاظ میں انہیں یہاں سے روانہ ہونے کا کہہ چکی تھی اور اتنی ہمت ان میں بھی نہیں تھی کہ وہ یہاں رکتے۔

اسے کینیڈا آئے ہوئے ایک مہینہ ہو گیا تھا، اسے اس وقت جتنی آہل کی فکر تھی اتنی ہی اپنی ھدھ کی یادیں اسے ستا رہی تھی، ایک مہینہ تھا وہ اسے مل نہیں پایا اسکی آواز نہیں سن پایا تھا، اس وقت وہ چہل قدمی کے لیے باہر نکلا تھا، کچھ سوچتے ہوئے اسنے اپنا موبائل نکالا اور ھدی کا نمبر ملایا، کال جا رہی تھی مگر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا، گزرتے وقت کے ساتھ اسکے ماتھے کے بلوں میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔

اس سے پہلے کے وہ فون رکھتا ایک جانی پہچانی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی

"السلام علیکم !!"

"کون بول رہا ہے؟"

"ہیلو آواز آرہی ہے؟" مگر زرار نے اسے جواب کہاں دیا تھا وہ تو بس آنکھیں موندے اسکی آواز سن رہا تھا

"آہ ابراہیم" اچانک اسکے کانوں میں یہ الفاظ گونجے اور اسکی آنکھیں کھل گئی

"اففف ابراہیم رکو بس" اب اسے اسکے ہنسنے کی آواز آرہی تھی، زرار کی آنکھیں غصے سے لال ہو گئی تھی، اسکے اندر کا بیسٹ ایک بار پھر انگڑائی لیکر جاگا تھا

"ابراہیم !!!!!!!!!!" زرار نے غصے سے موبائل سڑک پر دے مارا تھا

"تم صرف میری ہوں ھدھ، صرف اپنے زرار کی اور جو کوئی بھی ہمارے بیچ آئے گا میں اسکی جان لے لوں گا" اسکی آنکھوں میں صرف غصہ نہیں بلکہ نمی بھی تھی۔

رات کے کھانے کے بعد سروج تو آفس کے کام میں جٹ گئی بہت کچھ تھا جو اسے سلجھانا تھا، جبکہ ھدی ابراہیم کو لیے اب اس سے کھیلنے میں مصروف تھی، ھدی اور ابراہیم کی خاصی پکی والی دوستی ہو چکی تھی، ابراہیم بھی اب اپنا زیادہ وقت ھدی کے ساتھ گزارتا تھا۔

ابراہیم کا فیڈر بنائے وہ اسے لیے کمرے میں آئی جہاں اسکا فون بج رہا تھا، پہلے تو اسنے اگنور کیا مگر پھر اٹھالیا، مگر جب آگے سے کوئی جواب نا آیا تو اسے غصہ آنے لگا، اور اتنے میں ابراہیم جیسے بھوک لگی تھی اور ساتھ ہی ساتھ نیند بھی آرہی تھی، اسنے ھدی کی گردن میں اپنا منہ چھپالیا، اب اسکی چھوٹی سے ناک اور ہونٹ ھدی کی گردن کو چھو رہے تھے جس پر اسے گدگدی محسوس ہوئی اور وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی، اور اسے دیکھ کر ابراہیم بھی ہنسنے لگا، اتنے میں ہی فون پر آئی کال بند ہو گئی۔

"عمارہ عمارہ۔۔مجھے بتاؤ میں کیا کروں" پچھلے ایک ماہ سے وہ یونہی اسکے آگے پیچھے گھوم رہا تھا

"مجھے کیا پتا" ایک مہینے سے چلتا وہی جواب ملا

"کچھ کروں کوئی آئیڈیا بتاؤ، ورنہ موسی سچ میں یونیورسٹی جوائن کرلے گا" موسی نے ایڈمیشن تو کروالیا تھا مگر وہ ابھی تک یونی نہیں آرہا تھا۔ جبکہ مائزا ابھی تک خوف زدہ تھا وہ کسی بھی طور موسی کو کسی اور ڈیپارٹمنٹ میں ایڈمیسن دلوانا چاہتا تھا

"دیکھو مائزیہ تمہارا اور تمہارے اس دوست کا مسئلہ ہے مجھے تنگ مت کروں" کہتے ہی وہ اپنی گاڑی میں بیٹھی اور یہ جا وہ جا، جبکہ مائز کا تو دل چاہا کہ وہی دھاڑے مار مار کر روئے

"اوئے اندھے، پاگل سائڈ پر ہوں" اتنے میں ایک آواز مائز کے پیچھے سے گونجی جسے اس نے اگنور کر دیا، اسکے اپنے غم کیا کم تھے۔

اتنے میں ہی ایک تیز ہیوی بائیک اسکے پاس آکر رکی، جس پر مائز اپنا بیلنس برقرار نا رکھتے ہوئے زمین پر جا گرا، جبکہ آنسو جو کب سے بہنے کو تیار تھے وہ اب نکل ہی پڑے اور مائز وہی زمین پر بیٹھے دھاڑے مار مار کر رونے لگا، پاس سے گزرتے سٹوڈنٹس نے تو اسے اگنور کرنا ہی بہتر سمجھا ویسے بھی وہ پوری یونی میں "نازک کلی" کے نام سے مشہور تھا، اب ظاہری سی بات ہے کہ وہ چھ بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا، مگر باہر سب بہنوں کو اسنے اپنے بھائی بنا کر ہی دنیا سے روشناس کروایا تھا۔

جبکہ بائیک سے اترتے وجود نے حیرت سے ان نمونے کو دیکھا تھا

اس وقت وہ سخت غصے میں تھا، اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر پاکستان پہنچ جائے اور ھدی کا دماغ ٹھکانے لگا دے، اسے کچھ بھی کر کے پاکستان پہنچنا تھا مگر آہل کے ٹریٹمنٹ کے باعث انہیں ایک اور ہفتہ یہاں رکنا تھا اور اب تو وہ اپنے موبائل کا بھی کباڑا کر چکا تھا، اسے کچھ بھی کر کے سروج سے کانٹیکٹ کرنا تھا، مگر ناممکن وہ اس وقت سخت دباؤ کا شکار تھا۔

"آااااا" کچھ سمجھ نہیں آیا تو اپنے بال کھینچ کر وہ چلا اٹھا۔

آج فریحہ کا یونی میں پہلا دن تھا، وہ شہر میں نئی نئی شفٹ ہوئی تھی، اور شفٹنگ کے چکر میں ہی ایڈمیشن لیٹ کروایا، فریحہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی، اس سے بڑے دو بھائی تھے

وہ ابھی اپنی بائیک پر بیٹھے گھر کی طرف نکلی تھی کہ بیچ راہ میں کھڑے اس لڑکے نے اسکی توجہ اپنی جانب کھینچ لی، وہ اسے راستے سے ہٹانا چاہتی تھی مگر اسے تو جیسے کچھ سن ہی نہیں رہا تھا

”اوئے اندھے، پاگل سائڈ پر ہوں“ فریحہ آواز دی مگر اسنے تو اگنور کر دیا، ایک تو یونی کا پہلا دن ہی تھکا دینے والا اوپر سے یہ مصیبت۔

”افف بہرہ ہے کیا سن کیوں نہیں رہا“ وہ بڑبڑائی، اور اسکا دماغ ٹھکانے پر لگانے کا سوچتی بائیک بلکل اسکے پاس روک دی، جس پر وہ اپنا بیلنس برقرار نا رکھ پایا اور زمین پر گرتے ہی دھاڑے مار مار کر رونا شروع کر دیا۔

”او ہیلو مسٹر پاگل ہو گیا؟“ اسکے سر پر کھڑی وہ اس سے سوال کرنے لگی، جبکہ مائز جو پہلے سے ہی پریشان تھا ایک دم پھٹ پڑا

”میں پاگل؟۔۔۔ نہیں نہیں میں پاگل نہیں تو پاگل تیرا بندہ پاگل، تیری نند پاگل تیرا دیور پاگل بلکہ پورے کا پورا سسرال پاگل“ مائز تو کسی محلے کی آنٹی کی طرح اونچی آواز میں دھائیاں دینے لگ گیا بس سینہ پیٹنے کی کسر رہ گئی تھی جبکہ فریحہ تو ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی جواب دوبارہ سے اونچی آواز میں رونا شروع ہو گیا، اسنے پہلے پہل تو اگنور کرنا چاہا مگر مائز کی دھائیاں سن کر فریحہ کی تو آنکھیں باہر آنے کو تھی

”ہائے اللہ میں گیا، دیکھو دنیا والو۔۔۔ تشدد، تشدد۔۔۔ہائے امی، ماما، ماں۔۔۔ہائے اللہ ابو، بچاؤ۔۔ہائے میرا پیر ٹوٹ گیا، ہائے امی جی کوئی تو بچاؤ۔۔۔۔ بچا لو مجھے میں نہیں بچنا میں مر جانا۔۔۔۔۔۔۔۔ کوئی ہے؟ کوئی تو بچا لو۔۔“

”شش شش بے بی بس چپ کچھ نہیں ہوا“ اسے یوں بیچ سڑک پر روتے دیکھ کر فریحہ اسے بچوں کی طرح چپ کروانے کے جتن کرنے لگی

”مجھے ماماپاش جانا۔۔۔ مجھے ماماپاس لے چلو۔۔۔ ماما،،ماماکو بلاؤ“ مائز کے تو آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

”اچھا اچھا چلو ماماپاش۔۔۔ میرا مطلب پاس چلتے ہیں“ اسے پچکارتے وہ بولی

”پرامس“ سوں سوں کرتے اسنے چھوٹی انگلی اسکی طرف بڑھائی

”کیسا پرامس؟“ فریحہ حیران ہوئی

”یہی کے مجھے ماماپاس لے کر جاؤ گی اور فرائیز بھی لیکر دوں گی“ وہ زرا پھیلتے ہوئے بولا

"یہ کیا بکواس ہے؟" فریحہ کو تو اسکی فرمائش پر غصہ آگیا مطلب کے جان نا پہچان میں تیرا مہمان

"ماما!!!!" فریحہ کے یوں بولنے پر وہ ایک دم چلا اٹھا اور او نچا او نچا رونے لگا

"اچھا۔۔اچھا او کے پرامس مگر تم بھی وعدہ کروں پہلے ڈاکٹر کو دکھاؤ گے

اسکی وائٹ پینٹ پر لگے خون کے دھبے اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے کہ اسکے گھٹنے پر واقعی میں چوٹ لگی تھی

"چلو آؤ ڈاکٹر پاس چلے" اسے سہارا دیتے وہ بولی

"پھر فرائز کی دو پلیٹ لیکر دوں گی، اگر ڈاکٹر پاس جانا ہے" اسنے ڈیمانڈ بڑھائی جبکہ فریحہ دانت پچکچا کر رہ گئی، ظاہری سی بات تھی یہ جو بھی تھا پاگل تھا ورنہ نارمل بندہ ایسی حرکتیں کیسے کر سکتا ہے

"ہاں،ہاں اوکے پرامس" وہ اسکی بات مانتے بولی اور اسے اپنی بائیک پر لا کر بٹھادیا

"یہ کیا ہاں ؟ ۔۔اسے ناشتہ کہتے ہیں یہ ناشتہ کہلاتا ہے" غصے سے ناشتے کی ٹرے کو پرے دھکیلتے وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور ساتھ ہی ایک تھپڑ شمائلہ کے منہ پر بھی دے مارا، پچھلے ایک مہینے میں سروج جلال اور مسٹر صدیق کو انکی اصل اوقات دکھادی تھی۔ ملک عون کے ساتھ ہر قسم کی ڈیل ختم کردی گئی تھی اور وہ دونوں باپ،بیٹا بھی سروج کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے تھے، انہیں تو لگا تھا کہ سروج کچھ ہینڈل نہیں کر پائے

گی اور سارا بزنس دوبارہ انکے ہاتھوں میں آجائے گا مگر جس طرح سے سروج نے مہینے کے اندر اندر بزنس کو سنبھالا تھا وہ جل کر رہ گیا،دوسری بڑی تبدیلی یہ کہ اب سروج کے آرڈر پر وہ دونوں صبح آٹھ بجے ہی آفس موجود ہوتے تھے اور شام پانچ بجے آف،بات صرف یہی تک نہیں تھی چونکہ سروج خود یونی کی وجہ سے آفس لیٹ آتی تھی تو اسنے اپنے مینیجر کو ان دونوں پر نظر رکھنے کو تھا کو کام وہ بہت ایمانداری سے کر رہا تھا،جلال تو یوں اپنے نوکروں کے سامنے اپنی عزت دو کوڑی کی ہوتا دیکھ کر آگ بگولہ ہو جاتا

"کیا ہو گیا ہے جلال بی کام ڈاؤن" ناشتہ کرتے مسٹر صدیق بہت رسانی سے بولے

"کیا کام ڈاؤن ڈیڈ۔۔۔اس سروج نے آفس میں میری عزت دو کوڑی کی کر دی ہے،اب مجھے میرے سے چھوٹے لوگوں کے سوالات کے جواب دینے پڑتے ہیں،کل تک جو سٹاف مجھسے ڈرتا تھا آج انکی نظروں میں میرے لیے تمسخر ہے،روزانہ سو کمتر اور ادنی لوگوں کے درمیان وہ میری عزت کی دھجیاں اڑاتی ہے" جلال کی اس بات پر شمائلہ نے

اپنے ساتھ ناشتہ لگاتی اپنی نوکرانی کو دیکھا جس کے سامنے وہ دن میں سو دفع اسکی ذات کی دھجیاں اڑادیا کرتا تھا۔

جلال کی سروج کے ہاتھوں اتنے بے عزت ہونے پر شمائلہ کو تو دل میں ٹھنڈک اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اور ہونٹوں پر آئی میٹھی مسکان کو وہ بڑی خوبصورتی سے چھپا گئی۔

ڈاکٹر کے پاس لیجاتے وقت مائز جتنا ہو سکے اتنا ہی فریحہ کا دماغ کھانے میں کامیاب ہو گیا تھا، فریحہ تو زندگی میں پہلی بار خود کو اتنا بے بس محسوس کر رہی تھی، کسی کا نا سننے والی فریحہ آج کچھ بولنے کے قابل نہیں بچی تھی، اسے آج پہلی بار خود پر ترس اور اپنی حالت پر رونا آرہا تھا۔

"تم جانتی ہوں ایک بار کیا ہوا؟" مائز سسپنس بھرے انداز میں بولا

"پوچھو نا کیا ہوا؟" اسکے کندھے پر مکا مارے وہ بولا

"آوئچ۔۔۔ہاں بتاؤ کیا ہوا"

"میں نا سکول جا رہا تھا کہ ایک بڑا سارا۔۔۔۔۔۔۔بہت بڑا، اتنا بڑا سارا ڈائینوسور میرے سامنے آ گیا" ہاتھ کو پھیلاتے اسنے بڑے کی نشاندہی کی

"ڈائینوسور سیریسلی!!"

"ہاں نا اسکے منہ سے آگ بھی نکلتی تھی، بوجھو میں نے اسے کیسے مارا" وہ اشتیاق سے بولتے اسے بوجھنے کا کہنے لگا یہی تو ہو رہا تھا پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے اسے کوئی ہوسپٹل نہیں مل رہا تھا اور مائز اسکا دماغ چاٹ چکا تھا، وہ یہاں کے راستوں سے انجان تھی

"او گاڈ" بے بسی سے وہ صرف اتنا ہی بول پائی جب اسکی نظر راستے میں آتے ایک کلینک پر پڑی اسکی تو خوشی کی کوئی انتہا نا رہی

"ارے تم نے بوجھا نہیں" اسکا کندھا زور سے ہلائے مائز بولا، فریحہ کی تو اب بس ہونے کو آگئی تھی کیونکہ ڈیڑھ گھنٹے سے اسکا ہی بازو مائز کے تشدد کا نشانہ بن رہا تھا۔

"مائز وہ دیکھو کلینک چلو آؤ پہلے تمہیں بینڈیج کروالے پھر بتاؤ گی آنسر تمہیں میں" فریحہ کا تو دل مانو بھنگڑے ڈالنے کو تھا۔

"ہمم ٹھیک ہے" وہ اداسی بھرے لہجے میں بولا جس پر فریحہ کی جگہ کوئی اور ضرور ترس کھالیتا مگر اسے تو بس اپنی جان چھڑوانی تھی

پچھلے ڈیڑھ گھنٹے میں وہ اسکا نام پتا سب کچھ جان چکی تھی اور یہ بھی کہ وہ اسکے گھر چوری کا سوچے بھی نا کیونکہ اسکے چھ بڑے بھائی ہیں، مگر فریحہ کی طرف سے جہنم میں جائے وہ اور اسکے بھائی، اسے تو بس اس بلا سے جان چھڑوانی تھی۔

"تم یونی جاؤ گے بھی یا نہیں؟" دوپہر کے کھانے پر علی زماد نے دوبارہ سے وہ بات چھیڑ لی تھی جس پر ان دونوں باپ بیٹا کے درمیان پچھلے ایک مہینے سے سرد جنگ کا آغاز ہوا تھا۔

"چلا جاؤ گا ڈیڈ۔۔۔۔وٹس سو ہری (اتنی جلدی بھی کیا ہے)" وہ بیزار سا بولا

"موسی علی زماد ایک بات میری کان کھول کر سن لوکل سے تم یونی جا رہے ہوں، اور اگر تم نہیں گئے تو پرسوں سے تم مجھے بزنس میں جوائن کروں گے۔۔۔ سمجھے" نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے وہ صاف ستھری اسے سنا گئے، انہوں نے موسی کا پورا نام لیا مطلب کے وہ سنجیدہ تھے

"اب تو جانا ہی پڑے گا بھیا" اسکے ساتھ بیٹھی ندا کان میں سرگوشی نما آواز میں بولتے اٹھ گئی

"اب تو واقعی میں جانا ہو گا" ندا کی بات سے اتفاق کرتے وہ خود سے بولا۔

"ہمم زخم زیادہ گہرا تو نہیں ہے مگر پھر بھی ٹیٹنس کا انجیکشن تو لگانا پڑے گا" اسے زخم کا معائنہ کرتے ڈاکٹر خود سے بولا

فریحہ اسے ڈاکٹر کے ساتھ روم میں بھیج کر اب خود باہر پر سکون سی کوئی میگزین پڑھ رہی تھی۔

"چلو نوجوان بازو آگے لاؤ" ڈاکٹر کے بولنے پر اسنے ڈاکٹر کی طرف دیکھا مگر جب نظر ہاتھ میں پکڑے انجیکشن پر گئی تو مائز کے تو خود کے ہاتھ پیر پھول گئے۔

"نن۔۔۔۔نہیں" وہ تو چلا اٹھا

"کم آن ینگ مین بی آ جینٹل مین سٹوپ ایکٹینگ لائک آ کڈ (کام آن نوجوان بچوں کی طرح ڈرامہ مت کروں)"

”فریحہ۔۔۔۔۔۔فریحہ“ڈاکٹر کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ اونچی آواز میں چلانا شروع ہو گیا، جس پر باہر بیٹھی فریحہ بوکھلا گئی اور تیزی سے اندر بھاگی

”کیا ہوا؟“ کیبن کا دروازہ کھولتے ہی اسنے سوال کیا

”ٹ۔۔۔۔۔ٹیکا، فریحہ بچاو مجھے ڈر لگتا ہے“اسے اپنے اور ڈاکٹر کے درمیان کیے وہ بولا

”دیکھو مائز تم انجیکشن لگوا لو پکا میں تمہیں ایک مہینہ اپنی پاکٹ منی سے فرائز کھلاؤ گی“ فریحہ اسے پچکارتے بولی

”پکا؟“اسنے وعدہ چاہا

”ہاں پکا“

ڈرتے ڈرتے اب وہ ڈاکٹر سے انجیکشن لگوانے بیٹھ گیا مگر فریحہ کا ہاتھ اتنی مضبوطی سے تھاما کے اسے اپنا ہاتھ ٹوٹتا محسوس ہوا۔

”سروج۔۔۔۔۔۔ سروج کہا ہوں تم؟ باہر آؤ سروج“ وہ اندر داخل ہوتے ہی اونچی آواز میں چلایا

لاؤنج سے آتے شور پر سروج ابراہیم کو کمرے میں چھوڑ کر باہر آئی جہاں سر تا پیر غصے میں ڈوبا زرار اسے ہی گھور رہا تھا۔

خدا، خدا کر کے مائز نے آخر کار انجیکشن لگوا ہی لیا تھا، مگر آنکھوں میں ابھی بھی آنسو موجود تھے

جیسے چھوٹے بچے کو ٹیکہ لگنے کے بعد چاکلیٹ دی جاتی ہے، ویسے ہی فریحہ اب وعدے کے مطابق مائز کو فرائز کھلا رہی تھی، جبکہ وہ تو ساری دنیا بھلائے فرائز میں گم تھا

وقت کافی ہو چکا تھا، اور اسے گھر سے بھی کالز آچکی تھی، جس پر گھر والوں کو اپنی خیریت کا یقین دلاتے ہوئے وہ اب دوبارہ غور سے مائز کو دیکھنے لگی

اسے مائز کہی سے بھی کوئی مرد نہیں لگتا تھا بلکہ مائز کی حرکتیں تو کسی بچے کی جیسی تھی، مگر اگر مائز واقعی میں ابنارمل تھا تو پھر وہ کیسے عام لوگوں کے ساتھ پڑھ رہا تھا

”کہی یہ مجھے پاگل تو نہیں بنا رہا“ یہ پہلی سوچ تھی جو فریحہ کے دماغ میں آئی

”آ۔۔۔مائز تمہارا گھر کہاں ہے؟ آئی مین کے ایڈریس؟“ فریحہ نے انجان بنتے پوچھا، مگر مائز کے کان کھڑے ہو گئے

”کیوں تمہیں میرے گھر سے کیا لینا دینا؟“ وہ شکی انداز میں پوچھنے لگا

”ارے میں تو اسی لیے کہہ رہی تھی نا تاکہ تمہیں گھر چھوڑ دوں تمہیں چوٹ لگی ہے تو کیسے جا پاؤ گے؟“ وہ بہانہ گھڑتے بولی، جبکہ مائز پر سوچ انداز میں اسے دیکھنے لگا

”لسن یو مائز فرائز۔۔ اگر تم نے مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کی نا تو دیکھنا میں تمہارا کیا حشر کرتی بہت غلط بندی سے تم نے پنگا لیا ہے“ دماغ میں اسے سناتے، چہرے پر بظاہر مسکان لیے وہ اسے دیکھنے لگی۔

"اوکے، بتاتا ہوں" وہ اسکی طرف دیکھتا، بچوں کی طرح مسکراتے اسے ایڈریس بتانے لگا، فریحہ کو حیرانی ہوئی کیونکہ اسکا گھر بھی ڈیفینس کے اسی ایریا میں تھا۔

"چلو پھر چلتے ہیں دیر ہو رہی ہے نا" بل پے کرتے، اسے سہارا دیا وہ بائیک کی طرف لے آئی۔

"لو بھئی دیکھو زمانے کے نرالے رنگ، اب پپو بچو کو بھی آئیٹم گرل ملنے لگی" یہ فقرہ ان سے تھوڑا دور کھڑے دو لڑکوں میں سے ایک نے اچھالا تھا، جس پر باقی وہ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارے ہنسنے لگے۔

"یو۔۔۔۔" اس سے پہلے کے فریحہ انکی طرف بڑھتی مائز نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا، فریحہ نے جب مائز کو دیکھا تو حیران رہ گئی کیونکہ اسکی آنکھوں میں ایک خوف تھا، ڈر تھا، جس کے

پیش نظر فریحہ نے ان لڑکوں کو کچھ نا کہا جو ابھی بھی ان کی طرف دیکھے کچھ نا کچھ کہے جارہے تھے، مگر اسکی بائیک نے جاتے جاتے ان پر کیچڑ ضرور اچھال دیا تھا جس پر وہ بھونچکا کر رہ گئے

تھوڑی آگے جاتے ہی فریحہ کی بائیک رکی اور اسے نے بنا پیچھے دیکھے ان دونوں لڑکوں کو تھمبس اپ کا نشان دیے بائیک آگے بڑھالی۔

"آئی ڈونٹ کیر، گاڈ ڈیم اٹ۔۔۔۔ مجھے ہر حال، ہر صورت پاکستان جانا ہے" وہ فون پر اونچی آواز میں چلا رہا تھا، آہل کو کل ہی اسکے ڈاکٹرز چیک کر کے گئے تھے، انہوں نے اسے ایک ہفتہ مزید انڈر ابزرویشن رکھنے کی بات کی تھی مگر زرار کسی بھی طور کل ہر صورت واپس جانا چاہتا تھا

اسنے ڈاکٹرز سے بھی بات کی تھی جس پر ڈاکٹرز نے بہت بحث کے بعد اس صورت اجازت دی تھی کہ انکی ایک ٹیم آہل کے ساتھ جائے گی جس پر وہ دل و جان سے راضی ہو گیا تھا، مگر اصل مسئلہ تو اب کل کی سیٹس کا تھا جو اسے نہیں مل رہی تھی۔

”ہاں پتا کرواؤ مگر مجھے ہر صورت کل کی ٹکٹس چاہیے“ وہ فون رکھتے خود کو پرسکون کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگا

موبائل سے ھدی کی تصویر نکالے اب وہ غور سے اسے دیکھنے لگا

”آئی سویر ھدھد اگر تم نے میرے علاوہ کبھی کسی اور کو اپنے نزدیک آنے کی اجازت دی تو میں جان لے لوگا اسکی اور تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنی قید میں رکھ لوگا، باہر کی دنیا حرام کردوں گا میں تم پر“ آنکھوں میں جذبات کا شہر بسائے وہ بولا

وہ نجانے کب تک اسکی تصویر دیکھتا رہا جب اسکا موبائل بجا

"ہیلو!!" سرد لہجے میں وہ بولا

"ٹھیک ہے" اب کی بار اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں الگ ہی چمک تھی

"بی ریڈی مائی ھد ھد۔۔۔ بکاز آئی ایم کمنگ بیک (تیار رہو میری ھد ھد کیونکہ میں واپس آرہا ہوں)" صوفہ سے پشت ٹکائے آنکھیں موندے اب وہ سیٹی کی آواز میں گنگنانے لگا۔

اسکے ہونٹوں کی جاندار مسکراہٹ تو کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

\-

"کیا ہو رہا ہے بھئی؟" موسی ایک دم سے ندا کے کمرے میں آئے اسکے بیڈ پر دھپ سے بیٹھ گیا

"کچھ نہیں بس پرانی یادیں" وہ نم آواز میں بولتے دوبارہ سے اس تصویر کو دیکھنے لگی، جس میں وہ سب تھے

اسکی نظروں کے تعاقب میں موسی نے دیکھا تھا تو دل تو اسکا بھی دکھا سب تو تھے اس میں، مام۔۔۔ڈیڈ۔۔۔ ندا۔۔۔ماہم۔۔۔۔وہ خود۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور "وہ" بھی

"بھائی کچھ پتا چلا؟" ندا نے اچانک اس سے سوال کیا

"کس حوالے سے؟" وہ حیران ہوا

”ماہم آپی کا گنہگار بھائی کون ہے وہ؟“ ندا کے سوال پر موسی تو حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا

”مجھے ایسے مت دیکھے بھائی مجھے پتا ہے کے آپ اپنی سٹڈیز کے بعد دوستوں کے ساتھ آؤٹنگ پر نہیں، بلکہ دبئی گئے تھے، اس شخص کے بارے میں پتا کروانے جس کی وجہ سے آج ہماری بہن ہمارے درمیان نہیں، اور ازی بھی۔۔۔۔۔“ ہاتھ کی پشت سے آنسو صاف کرتے وہ بولی

”ندا!!! تمہیں یہ سب؟۔۔۔۔۔۔ میرا مطلب کیسے؟“ موسی حیران ہوا

”وہ۔۔۔۔وہ میں نے آپ کی باتیں سن لی تھی“ سر جھکائے اس نے گویا اقرار جرم کیا

موسی تو سرد سانس خارج کر کے رہ گیا

"بتائے نا بھیا کون ہے وہ؟" وہ تو منتوں پر اتر آئی۔

"عمیر یاسین!!!" فقط ایک نام اور موسی کی آنکھیں لہولہان ہو گئی، اسکا چہرہ چٹانوں جیسا سنجیدہ ہو گیا، جبکہ ندا تو یہ نام سن کر کسی اور ہی دنیا میں گم تھی

"ہے کیا ہوا؟" موسی نے اس کو ہلا کر پوچھا

"ہاں۔۔۔ن۔۔۔نہیں۔۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔۔کچھ بھی تو نہیں" وہ ہکلاتے لہجے میں بولی جبکہ موسی کو شک ہوا مگر زور نا دیا

”تم فکر مت کروں ماہم کے گنہگار کو بہت جلد سزا ملے گی اور تمہارا ازی بھی بہت جلد واپس آجائے گا“ ندا کو اپنے ساتھ لگائے وہ جذب سے بولا، جس پر ندا نے دل میں آمین کہا۔

”بس بس روک دوں آگیا میرا گھر“ اسکا گھر آتے ہی مائز جوش سے چلاتے بولا، چہرے پر بچوں جیسی خوشی تھی۔ اب کی بار فریحہ مسکرا ہی دی۔

”ارے تم کہا چلی؟“ اسے جاتے دیکھ کر مائز نے پوچھا

”اپنے گھر“ فریحہ نے مسکرا کر جواب دیا

"تو مجھے اندر کون چھوڑے گا۔۔۔ پین ہے بہت" آنسو پھر سے گرنے کو بے تاب

"ارے نہیں نہیں رونا نہیں میں لیکر چلتی ہوں نا" باقاعدہ ہاتھ جوڑے وہ بولی

"ہمم ٹھیک ہے" ناک چڑھائے وہ بولا۔

"اللہ یہ کیا ہوا؟ آپی، بجیا، آپو، ادی، دی" وہ جو مائز کو لاؤنج میں لیے داخل ہوئی تھی، چیخ کی آواز پر بھوکلا کر رہ گئی

اس سے پہلے کے وہ حالات سمجھ پاتی چھ لڑکیاں اسکی طرف دوڑی چلی آئی یا یہ کہنا بہتر ہو گا کہ مائز کی طرف

”اللہ میرا بچا“ ان میں سے جو ایک بڑی عمر کی تھی وہ مائز کو لیے فوراً صوفہ کی طرف بڑھی، مائز تو انکی گود میں سر رکھے ایک بار دوبارہ رونے میں مصروف ہو گیا، جبکہ فریحہ نے اب جانا بہتر سمجھا جب پیچھے سے اسے دبوچ لیا گیا

”اے رکو۔۔۔۔۔ کون ہوں تم؟“ آواز پر اسنے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پانچ ہاتھ کیچن کے آلات پکڑے اسے گھورنے میں مگن تھیں

”وہ میں فریحہ“ وہ تھوک نگلتے بولی

”کون فریحہ؟“ ان میں سے نیلی آنکھوں والی نے پوچھا

"وہ میں اور مائز ایک ہی یونی میں ہے اور میں آپ کے پڑوس میں نئی شفٹ ہوئی ہوں"

اسکی بات پر وہ جو پر سکون ہوئی تھی مائز کی اگلی بات پر اسے خونخوار نظروں سے گھرنے لگی، اور فریحہ کا تو بس نا چلا کے مائز کو اڑا دے

"نیلو آپی اسنے اپنی بائیک مجھے مالی۔۔۔ اتنی پین ہوئی مجھے" وہ روتے ہوئے بتانے لگا

"تم۔۔۔ تمہاری اتنی ہمت" وہ اس پر جھپٹنے کو تیار تھی مگر مائز کی اگلی بات نے فریحہ کو قیمہ بننے سے بچا لیا

"اس نے مجھے گندے ڈاکٹر انکل سے بھی بچایا" اب کی بار وہ اپنی سب سے بڑی بہن کو بتاتے بولے، جس پر انہوں نے اسکے ماتھے پر بوسہ دیا

"نیلو۔۔۔لالی جلدی جاؤ بچی کے لیے پانی وانی لاؤ دیکھو کتنی تھکی لگ رہی ہے، اور فریحہ تم یہاں آؤ بیٹھ جاؤ" فریحہ تو انکی بات پر سکون کا سانس لیے، تشکر بھری نگاہوں سے دیکھتی مائز کے سامنے والے صوفہ پر بیٹھ گئی۔

"اب بتاؤ مجھے کیا ہوا تھا؟" مائز کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے انہوں نے فریحہ سے پوچھا

فریحہ کو تو بھڑاس نکالنے کا موقعہ مل گیا الف تا ے ساری بات سنا ڈالی، جس پر وہ محض مسکرا دی

"ہمم تو اسکا مطلب خوب تنگ کیا آپ نے اپنی نئی فرینڈ کو" اب وہ مائز سے پوچھنے لگی

"نو۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا ماپی" وہ بچوں جیسا منہ بنائے بولا

”ماپی بھوک لگی“ فریحہ تو اسکی اس بات پر مرنے کو تھی کیونکہ وہ تھوڑی دیر پہلے ہی فرائز کی دو پلیٹیں ٹھوس کر آیا تھا۔

”آمیرا ابچا ایک منٹ۔۔۔۔۔۔ پنکی، پنکی جلدی آؤ“ انہوں نے اونچی آواز لگائی

”جی بجو؟“

”جاؤ بہنوں سے کہو کھانا لگادے میرا ابچا بھوکا ہے“ انہوں نے حکم دیا جس پر وہ تعبداری سے سر ہلاتی دوبارہ کچن میں گھس گئی

”مائز آجاؤ کھانا کھالو نیلو نے تمہارے لیے فیوریٹ چاکلیٹ کیک بھی بنایا ہے“ فریحہ کو پانی دیتی نیلو مائز کو لاڈ سے بولی، جس پر صوفہ سے اچھلتے ڈائینگ کی طرف بڑھا

فریحہ تو اسکی بہنوں کے اسکے لاڈ اٹھاتے دیکھ حیران رہ گئی۔۔

"ایک بات پوچھو آپ سے اگر آپ مائنڈ نا کرے"فریحہ نے ایک نظر مائز کو دیکھ کر اسکی بڑی بہن کو مخاطب کیا

"ہاں ضرور"مائز کو محبت سے دیکھتے انہوں نے فریحہ کو اجازت دی

"مائز ایسا کیوں ہے؟ میرا مطلب بے بی ٹائپ"وہ سیدھے سیدھے الفاظ میں ابنارمل نا کہہ سکی

”ہمارے ماما بابا کی پسند کی شادی تھی، اللہ نے انہیں ہر چیز سے نوازہ، دولت شہرت، حسن، خوبصورتی، مگر صرف ایک خامی کہ اس خاندان کو ماما وارث نا دے پائی، وارث کی چاہ میں چھ بیٹیاں ہو گئی، اب تو ماما بابا نے امید چھوڑ دی تھی، میں اٹھارہ سال کی تھی جب مائز امید کی نئی کرن بن کر ہماری زندگی میں آیا، میری شادی میرے بابا نے اپنے دوست کے بیٹے سے کروادی مگر وہ شخص تو آستین کا سانپ نکلا، آدھی جائیداد اپنے نام کروا کر رات کے اندھیرے میں مجھے میرے بچے سے دور کیے گھر سے نکال دیا، بابا کو دل کا دورا پڑا تھا، اور کوئی اتنا بڑا نا تھا تو ایسے میں میں نے بابا کا بچا کچا بزنس سنبھالا۔ مائز بچپن سے ہی ماما کا لاڈلا تھا، بابا تو اپنی طبیعت ناسازی کے باعث اسے زیادہ وقت نا دے پاتے، ایسے میں ہی ایک دن مائز ماما کے ساتھ سکول سے آرہا تھا، جب کچھ لوگوں نے بیچ راستے میں گاڑی روک کر ماما اور ڈرائیور کا وجود گولیوں سے چھلنی کر دیا اور مائز کو اغوا کر لیا گیا، وہ وقت کسی قیامت سے کم نا تھا ہمارے لیے، پتا کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ میرے سابقہ شوہر ہی نے کروایا تھا، کیونکہ وہ جوے کی لت میں پڑ کر ہمارا آدھا بزنس ڈبو چکا تھا اسی لیے اسے اب

باقی آدھے پر قبضہ کرنا تھا، مگر اس بار قسمت ہمارے ساتھ تھی اور ہم نے آخر کار ایک ہفتے بعد مائز کو رہا کروالیا" وہ سکون لینے کو رکی

"اور آپکی اولاد؟" فریحہ نے ہچکچا کر دوبارہ سوال کیا

"وہ وہی ہے جہاں سب کو جانا ہے، میرے سابقہ شوہر نے ایک دن غصے میں آکر میرے آٹھ ماہ کے بچے کا گلہ دبادیا کیونکہ اسے اسکا رونا برداشت نا ہوا" فریحہ تو پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگی

"آپ نے کیسے سہہ لیا؟ کبھی دوسری شادی کا نہیں سوچا"

"بس میں نے تب سے مائز کو اپنی اولاد سمجھا اور اسے پالنا شروع کر دیا۔۔۔۔ وہ مجھے ماپی اسی لیے کہتا ہے۔۔۔۔ ماما کا "ما" اور آپی کا "پی"۔۔۔ مائز میرا بچا ہے، مگر جب ہم نے

اسے اس جلاد سے رہا کروایا تو یہ بہت ڈر گیا تھا، اب اسے مار پیٹ، لڑائی جھگڑے ہر چیز سے ڈر لگتا ہے، اور جہاں تک سوال ہے دوسری شادی کا تو ایک تجربہ کافی تھا میرے لیے"

"اسی لیے جب بھی کبھی چوٹ لگے تو بچوں جیسا بی ہیو کرتا ہے" وہ دوبارہ سے مائز کو دیکھنے لگی جو اب ٹوائے کار سے کھیلتے ناجانے اپنی بہنوں کو کیا کہانیاں سنا رہا تھا، اور فریحہ کو اب سمجھ میں آیا کہ اسنے کیوں اسے ان لڑکوں کو مارنے پیٹنے سے روکا تھا

"اچھا بجو مجھے اجازت اب میں چلتی ہوں" وہ صوفہ سے اٹھتے بولی

"ارے ایسے کیسے، اور میری عقل دیکھو تمہیں کھانے کا ہی نہیں پوچھا" انہیں افسوس ہوا

"ارے نہیں اسکی ضرورت نہیں مجھے اجازت دے"

"آر یو شیور؟"

"جی جی بلکل"

"اچھا چلو جیسی تمہاری مرضی۔۔۔۔ خدا حافظ "اٹھ کر اسکے گلے لگتے وہ بولی

"خدا حافظ"

"رکو!!!"اسکے بڑھتے قدم نیلو کی آواز پر رکے

"جی؟"

"شکریہ۔۔۔مائز کو سہی سلامت گھر لانے کے لیے" اسے کہتے ہی نیلو وہاں سے چل دی جبکہ فریحہ مسکرادی وہ بلکل اسکے بھائی جیسی تھی۔

اسکی فلائیٹ لینڈ کرچکی تھی، اسنے آہل کے ساتھ ڈاکٹرز کی ٹیم کو روانہ کردیا تھا،اور اب اسکا ارادہ سروج کے فلیٹ جانے کا تھا۔

اسکی گاڑی سروج کے فلیٹ آکر رکی تھی، پورے راستے اسکا دماغ ھدی کو سوچتے سوچتے پھٹا جارہا تھا۔

تیزی سے گاڑی سے نکلے، لفٹ کے ذریعے وہ سروج کے فلیٹ پہنچا، یہ اسکی خوش قسمتی تھی کہ دروازہ لاک نا تھا مگر اسے ان دونوں کی لاپرواہی پر غصہ آنے لگا

"سروج۔۔۔۔۔۔ سروج کہاں ہوں تم؟ باہر آؤ سروج" وہ اندر داخل ہوتے ہی اونچی آواز میں چلایا

لاؤنج سے آتے شور پر سروج ابراہیم کو کمرے میں چھوڑ کر باہر آئی جہاں سر تا پیر غصے میں ڈوبا زرار اسے ہی گھور رہا تھا۔

"زرار تم اس وقت یہاں؟" وہ تو اسے دیکھ کر حیران رہ گئی

"ھدی کہاں ہے؟" چبا چبا کر اسنے لفظ ادا کیے

"ہوا کیا ہے؟" وہ تو اسکی اس حالت پر حیران رہ گئی، پہلے مہینہ یونی سے غائب رہنا اور اب اچانک آدھمکنا

”میں نے پوچھا ہے ھدی کہا ہے؟“ اب کی بار وہ چلایا

”کیا ہو گیا ہے گروسری کرنے گئی ہے“ سروج نے حیرت سے جواب دیا

”کس کے ساتھ؟“

اگر وہ اس ابراہیم کا نام لیتی تو زرار کے ہاتھوں واقعی قتل ہو جاتی

”اکیلی“ سروج نے جواب دیا

”یہ ابراہیم کون ہے؟“ آخر کار سوال زبان پر آ ہی گیا

”کون؟“ سروج کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے

”میں نے پوچھا کہ یہ ابراہیم کون ہے جس کے ساتھ ہوتے ہوئے ھدی کو ساری دنیا بھول جاتی ہے، کون ہے وہ شخص۔۔۔۔۔اور میں قسم کھاتا ہوں سروج اگر اس میں تمہارا ہاتھ ہوا نا تو میں بھول جاؤ گا ہماری دوستی، مجھے ھدی سے کوئی جدا نہیں کر سکتا تم بھی نہیں، اور اس ابراہیم کو تو میں چھوڑو گا نہیں جان سے ماردوں گا“ سروج کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ بولا

”ایک منٹ صبر کرنا زرایہاں“ اسکی اتنی لمبی تقریر پر وہ یہی بول سکی اور کمرے کی طرف چل دی

”سروج تم اس طرح میری بات اگنور نہیں کر سکتی“ زرار پھر سے چیخا، اتنے میں سروج ننھے سے گول مٹول سے بچے کو اٹھائے باہر لے آئی

"زرار اس سے ملو میرا اور عمیر اکا بیٹا" وہ ابراہیم کو اسکے سامنے کیے بولی

"یہ۔۔۔۔ تمہارا بیٹا؟" زرار تو حیران رہ گیا

"ہاں میرا بیٹا" ممتا سے بھرپور لہجے میں وہ بولی

"کیا نام ہے اسکا؟" زرار نے اشتیاق سے ابراہیم کو اپنی باہوں میں لیے پوچھا

"ابراہیم" اور زرار کو لگا کہ وقت تھم گیا ہے، اسنے آنکھیں بڑی کیے سروج کو دیکھا، جو اب دونوں بازو سینے پر باندھے اسے دیکھ رہی تھی

"ابراہیم۔۔۔۔۔ھدی کا ابراہیم جس کی تمہیں جان لینی تھی" زرار کا دل چاہا کے زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے، اسے ایسے ہی ابراہیم کو دوبارہ سروج کو پکڑا دیا

"وہ۔۔۔میں۔۔۔دراصل۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔ہوا۔۔۔یوں" اٹک اٹک کے بولتا وہ تیزی سے فلیٹ سے باہر نکل گیا

"ارے چائے تو پیتے جاؤ" سروج کا تو نا رکنے والے قہقہوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

"عمیر یاسین" یہ نام کسی ہتوڑے کی طرح ندا کے سر پر لگ رہا تھا، وہ نام جسے اسنے کب کا اپنی زندگی سے نکال پھینکا تھا آخر وہ نام کیسے اس کے سامنے آ گیا تھا۔

"تو کیا سچ میں عمیر نے ؟؟؟ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ ایسے نہیں ہے" آنسو قطار در قطار آنکھوں سے بہہ رہے تھے، اسکے لیے مشکل ہوتا جا رہا تھا خود پر قابو پانا

"مگر موسی بھائی بھی تو غلط نہیں ہو سکتے" ایک اور سوچ اسکے دماغ میں آئی، اسکو اپنی سانسیں اکھڑتی محسوس ہوئی

"لیکن اگر یہ سچ ہوا تو؟" اب آنکھوں میں آنسوؤں کی جگہ غصے اور نفرت نے لے لی تھی۔

"تو کیا ندا علی زما دیہ تھی تمہاری محبت، تم نے ایک ایسے شخص کو پانے کی چاہ کی جو تمہاری ہی بہن کا گنہگار نکلا، اور نا صرف میری بہن، نجانے کتنی لڑکیوں کے ساتھ کھیلا ہو گا اس شخص نے" غصے میں کھولتے اسنے الماری کا ایک پٹ کھولے، ڈرا میں سے ایک تصویر نکالی اور واشروم لیجا کر، اسے کئی ٹکڑوں میں پھاڑ کر فلش کر دیا، اسے اپنے اندر ڈھیڑوں سکون اترتا محسوس ہوا۔

"آپ واپس آجائے ازی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی ہے" لائٹ آف کرتے بیڈ پر لیٹتے اسنے سوچا، آنکھوں کے کونے بھیگ چکے تھے

"عمارہ یہاں آؤ بیٹا" وہ جو سب سے نظریں بچا کر اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی، اس پر اسکی ماما کی جاسوسی نظریں پڑ ہی گئی، اور انہوں نے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور لہجے میں وارننگ لیے اسے ڈائینگ میں بلا لیا، جس پر وہ کڑھ کر رہ گئی۔

مسئلہ سامنے بیٹھے مہمان نہیں بلکہ وہاں بیٹھا وہ سانڈ تھا جس نے عمارہ کی زندگی جہنم بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"السلام علیکم!!" چہرے پر زبردستی کی مسکان سجائے وہ اندر داخل ہوتے بلند آواز میں بولی

”ارے وعلیکم السلام!!!ماشااللہ میری بیٹی آئی ہے“مسز شمشیر تو اسے دیکھ کر نہال ہو گئی، جبکہ عمارہ ویسے ہی زبردستی کی مسکان سجائے ان کے پاس آبیٹھی اور انہوں نے اسکا ماتھا چوم لیا

”بھئی کیسی ہے ہماری بیٹی؟“مسٹر شمشیر نے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا

”ٹھیک انکل“نظریں جھکائے اسنے اتنی مدھم آواز میں جواب دیا کہ مراد سے تو اپنا قہقہ سنبھالنا مشکل ہو گیا

اسنے اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے اپنی ہنسی کو قابو کرنے کی کوشش کی، مگر عمارہ بھی اپنی ماں کی اولاد تھی،اور ویسے بھی نظریں اسی پر تھی تو خوب گھوری سے نوازہ، جبکہ مراد نے تو آنکھوں ہی آنکھوں میں گھوری سے نوازہ،اب کے وہ اٹھ کر اپنی ماں کے پاس مراد کے بلکل سامنے جا بیٹھی۔

”یہ یہاں کیوں آیا ہے؟“ جب کچھ سمجھ نا آیا تو آہستہ آواز میں اپنی ماں سے پوچھ ہی لیا

”ہم سے ملنے“ مسز سلطان نے آرام دہ لہجے میں جواب دیا تھا

”کیوں؟ ڈیڈ دوسری شادی کر رہے ہیں یا آپ نے پلاسٹک سرجری کروائی ہے جو دوبارہ ملنے آگئے ہیں“ وہ جل کر بولی

”کیا بکواس کر رہی ہوں عمارہ“ وہ آہستہ لہجے میں ڈپٹتے ہوئے اسے بولی

”بکواس نہیں حقیقت، ابھی لاسٹ ویک اینڈ پر تو مل کر گئے تھے تو اب ایسا کیا نیا گھر میں ہوا ہے جو دوبارہ منہ اٹھائے چلے آئے یہ لوگ“ عمارہ نے تو گویا قسم کھائی تھی اپنی ماں کا بلڈ پریشر ہائی کروانے کی

"آؤچ" وہ اونچی آواز میں چلائی، مسز سلطان نے اسکی چلتی زبان کو روکنے کے لیے اسے چٹکی بھری تھی

"کیا ہوا؟" سلطان صاحب پریشان ہو گئے

"کک۔۔۔کچھ نہیں" مسز سلطان جانتی تھی کہ وہ لاڈلی بیٹی کے معاملے میں کسی کو معافی نہیں دیتے خواہ وہ خود اسکی ماں ہی کیوں نا ہوں

"ایسے کیسے کچھ نہیں؟۔۔۔آپ کو پتا ہے بابا کہ ماما نے مجھے کتنی زور کی چٹکی کاٹی، اففففف" وہ اپنا بازو سہلاتے ہوئے بولی۔

اسکی اس بات پر مسٹر اور مسز سلطان تو شرمندہ سے ہو گئے جبکہ مراد کا قہقہہ پورے ڈائنگ روم میں گونجا۔

”کیا ہے؟ کوئی جوق سنایا ہے۔۔۔اتنے دانت کیوں نکل رہے ہیں“ وہ تو مراد کو پھاڑ کھانے کو دوڑی۔

”وہ بھائی صاحب دراصل آج ہمیں آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے“ مسز شمشیر گلا کھنکھارتے بولی

”جی۔۔۔جی بھابھی بولے“ مسٹر سلطان نے گویا اجازت دی۔

”وہ دراصل اکیلے میں۔۔۔۔“ وہ کچھ ہچکچا کر بولی

"ہاں ہاں ضرور کیوں نہیں۔۔۔۔جاؤ عمارہ مراد کو ٹیرس پر لیکر جاؤ" انہوں نے ساتھ بیٹھی عمارہ کو ٹہوکا مارا جو مزے سے نمکو کھانے میں مگن تھی

"کیونکہ اسکے پیر ٹوٹے جو میں اٹھا کر لے جاؤ یا پھر نکا کا ہے جو راستہ بھول جائے گا" اسنے چڑ کر جواب دیا

"عمارہ بیٹا جاؤ" اب کی بار سلطان صاحب زرا سخت لہجے میں بولا۔

"افف کیا ہے؟ چلو۔۔۔" صوفہ سے اٹھتے، وہ کپڑے جھاڑے اسے تیز گھوری دیتے بولی۔

"ہاں تو بولے بھابھی" بچوں کے جانے کے بعد انہوں نے اجازت دی

"وہ بھائی صاحب دراصل۔۔۔۔۔۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ارے رکو کہاں جارہی ہوں؟" اسے سیڑھیوں کی طرف بڑھتے دیکھ کر مراد نے پیچھے سے روک لیا

"خودکشی کرنے۔۔۔۔تم بھی ساتھ نبھاؤ میرا" وہ تیز لہجے میں بولی

"ساتھ تو میں نبھاؤ گا۔۔۔۔مگر مرنے کے لیے نہیں جینے کے لیے" وہ شوخ مسکراہٹ کے ساتھ بولا

"مطلب؟" عمارہ حیران ہوئی

"مطلب یہ کہ تمہیں کیا لگتا ہے، ہمارے مام ڈیڈ نے ہمیں یوں اچانک باہر کیوں بھیج دیا؟" وہ اسے رازدانہ انداز میں بات کرتے بولا

"کس لیے؟" اسنے تھوڑا اسکی طرف جھکتے پوچھا

"ارے خود سوچوں نا بڑے اندر اور ہم بچوں کو یوں اکیلے بات کرنے بھیج دیا۔۔۔ مطلب کے پہلے تو ایسا کچھ نہیں ہوا کبھی"

"او آئی گاٹ اٹ۔۔۔ آئی گاٹ اٹ (مجھے سمجھ لگ گئی)" وہ خوشی سے اچھلتی بولی جس پر مراد کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی

"تمہارے ڈیڈ اور میرے ڈیڈ اندر کچھ فائنلاز کر رہے ہیں" وہ سمجھداری کا ثبوت دیتے بولی

”اتنی بے وقوف بھی نہیں ہے یہ“ مراد خود سے بڑبڑایا مگر اسکی اگلی بات پر مسکراہٹ ختم ہو کر رہ گئی

”ضرور ہمارے ڈیڈز مل کر دوبارہ سے کوئی دو نمبر بزنس کرنے کا سوچ رہے ہو گے۔۔۔ہیں نا“ وہ چٹکی بجاتے بولی، جبکہ مراد تو غش کھا کر رہ گیا۔

”عمارا!!!“ وہ جھنجھلا کر بولا

”کیا؟“ اسنے حیرانگی سے سوال کیا

”کبھی تو اپنی عقل استعمال کر لیا کروں“ وہ جی بھر کر بدمزہ ہوا

”او ہیلو کیا مطلب عقل استعمال کرنے سے، میں پہلے سے ہی بہت عقلمند ہوں“ وہ اترا کر بولی

”اچھا بہت عقلمند ہوں تم؟“ مراد نے سوال کیا

”ہاں بہت زیادہ“ وہ گردن اکڑا کر بولی

”ویسے پاکستان کا قومی ترانہ تو یاد ہو گیا ہو گا نا تمہیں؟“ اسکو زچ کرتے اسنے پوچھا جبکہ عمارہ کا تو رنگ فق ہو گیا

”ہاَاااااااااااااااااااااااا آتا ہے نا قومی ترانہ کس جاہل کو نہیں آتا ہو گا؟“ اپنے خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے وہ بولی

”اچھا تو پھر سناؤ“ اب وہ پر سکون سا بازو سینے پر باندھے سیڑھیوں سے ٹیک لگائے اسکے سامنے کھڑا تھا

”کیوں تم کیا سکول کے ہیڈ ماسٹر ہو جو تمہیں سناؤ؟“ آنکھیں سکیڑتے اسنے اس سے پوچھا

”مان لو عمارہ بی بی کے تم نالائق کو ابھی تک قومی ترانہ نہیں آتا بھلا جس لڑکی کو 9 کا ٹیبل دسویں کلاس میں یاد ہوا اسے کہاں قومی ترانہ آتا ہو گا“ سر نفی میں ہلائے، طنزیہ مسکراہٹ لیے اسنے اسے زچ کیا

”ٹھیک سناتی ہوں تمہیں قومی ترانہ“ قومی ترانہ پر زور دیتے وہ بولی

”ہاں ہاں میں ہمہ تن گوش ہوں“ اپنی انگلی سے کان صاف کیے وہ بولا

"پاک سر زمین کا نظام

ترجمان ماضی شان حال

پرچم ستارہ و حلال

قوت اخوت عوام

سائے خدائے ذوالجلال"

وہ تو اپنی طرف سے قومی ترانہ سنائے اس پر احسان جتانے والے انداز میں کھڑی ہو گئی جب کے مراد کو تو ابھی تک یقین نا آیا اس قومی ترانے پر

"یہ۔۔یہ کیا تھا عمارہ؟" خود پر قابو پاتے اس نے پوچھا

"آف کورس قومی ترانہ تھا ایڈیٹ" اپنے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکا دیتے وہ بولی

"قومی ترانہ کس نے لکھا ہے عمارہ؟" اسکا دل تیزی سے دھڑک تھا فکر تھی تو بس اسکے جواب کی

"ارے ہمارے قومی شاعر، شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے" عمارہ نے تو جواب دے دیا لیکن اگر مراد کو سیڑھیوں کا سہارا نا ہوتا تو اس وقت وہ ضرور زمین بوس ہو گیا ہوتا

"عمارہ تمہم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس سے آگے وہ کچھ بول نا سکا

”ہاں کیا میں،بات سنوں یہ اپنی صحافت کا ڈنڈا نا مجھ پر مت چلایا کروں۔ عمارہ سلطان ہوں میں“ مراد کا تو دل شدت سے چاہا کے وہ اس رشتے سے انکار کر دے مگر جب خود اپنا دل ہی باغی نکلے تو دوسروں کا کیا قصور۔

”افففف کیا میں واقعی میں اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں“ اسنے خود سے سوال کیا

وہ غور سے اسے دیکھنے لگا،وہ آج ایک فیصلہ کیے اپنے ماں باپ کے ساتھ اسکے گھر آیا تھا، وہ بس اب عمارہ کو اپنے نام کی انگوٹھی پہنا دینا چاہتا تھا مگر اسکا دماغ واقعی میں اتنا چھوٹا تھا کہ اس بات کو سمجھ نا پائی

”اللہ بھلا کرے میرا“ وہ خود کے لیے دعا کرنے لگا۔

”کیا بات ہے بھابھی میں نوٹ کر رہی ہوں کہ میں جب سے گروسری سے واپس آئی ہوں آپ کچھ زیادہ ہی مسکرا رہی ہے“ ھدی اسے حیران نظروں سے دیکھتے بولی

”نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں“ سروج مسکراہٹ دبائے بولی

”نہیں کچھ تو ہے نا بتائے مجھے“ اسنے ضد کی

”ارے میں کہہ رہی ہوں نا کے کچھ نہیں“ اسنے ٹالا

”ٹھیک ہے نا بتائے“ ھدی منہ پھلائے بیٹھ گئی

"چلو آؤ ابراہیم بے مروت لوگوں کے ساتھ رہنا ہی نہیں ہے"ابراہیم کو اٹھائے وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی جب کے سروج دل کھول کر ہنسی،وہ جانتی تھی کہ ھدی صبح تک بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔

"گڈ مارننگ مام، گڈ مارننگ ڈیڈ"ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے اسنے سلام کیا

"یہ کہاں کی تیاریاں ہے؟"مسز علی نے حیرت سے اسکی تیاری دیکھ کر پوچھا

"وہ میں یونی جا رہا ہوں"وہ کنکھیوں سے علی زماد کو دیکھتے بولا جن کا چہرا سپاٹ تھا

”میں یونی جارہا ہوں یونی،وہ بھی پڑھنے کے لیے نا کہ ٹائم ویسٹ کے لیے“ وہ اونچی آواز میں انہیں سناتے بولا

”اففف کتنا ایٹیٹیوڈ ہے آپ کے شوہر میں“ علی زماد کو بنا کچھ کہے ناشتے کی ٹیبل سے اٹھتا دیکھ کر وہ مسز علی کے کان میں گھستے بولا

”اللہ ماما“ انکے ہاتھ سے پڑنے والے تھپڑ پر وہ کراہ کر رہ گیا۔

”اچھا میں جارہا ہوں اللہ حافظ“ انکے گال پر بوسہ دیتے وہ وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا۔

”اللہ حافظ میری جان“ اسکے پیچھے سے وہ بولی۔

"اچھا بھابھی میں جا رہی ہوں" دراوزے پر کھڑی وہ عجلت میں بولی

"ارے ایک منٹ رکو" سروج پیچھے سے روکتے بولی

"جلدی کرے بھابھی" اسے واقعی میں تیزی تھی

"ہاں ہاں بس ایک منٹ" اسکے سر پر سے صدقے کے پیسے گزارتے وہ بولی

"ارے یہ کیا؟" ھدی حیران ہوئی

"کیا کیا؟ بھئی صدقہ اتار رہی ہوں اپنی پیاری بہن کا آج جمعرات ہے نا" وہ محبت سے بولی

اور ھدی کی آنکھیں بھیگ گئی

”ارے کیا ہوا؟“ سروج حیران ہوئی

”کچھ نہیں بس امی کی یاد آ گئی، وہ بھی ایسے ہی کرتی تھی نا“ وہ غمگین لہجے میں بولے

”ارے میرا بچہ رو کیوں رہی ہوں، میں ہو نا اپنے ڈورے مون کے لیے“ اسکے دونوں گال محبت سے کھینچتے وہ بولی جس پر ھدی کھلکھلا دی

”اچھا جلدی کروں دیر ہو رہی ہے نا“ اس نے یاد دلایا

”اوہاں بھول گئی، چلے ٹھیک ہے اللہ حافظ“ وہ سر پر ہاتھ مارتے تیزی سے بھاگی

”پاگل“ سروج تو اسکی تیزیوں پر ہنس دی

سروج آجکل آفس ورک کی وجہ سے یونی نہیں جارہی تھی۔

"کتنا سکون ہے نا یونی میں خاص طور پر جب سے وہ بیسٹ غائب ہے" یونی کی فضا میں ایک آزاد سانس لیتے وہ بولی جب نظرے سامنے سے آتے زرار پر پڑی جو اسی کی طرف آرہا تھا

"اللہ اللہ حد ی تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا، اففف بیسٹ کو اتنا یاد کر لیا ہے کہ اب تو وہ نظر بھی آنے لگا ہے" دونوں آنکھوں کو ہاتھوں سے مسلتے وہ بڑبڑائی

"یہ کیا یہ تو میری طرف ہی آرہا ہے" وہ راستے میں کھڑی اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر حیران رہ گئی

زراراب ھدی کے بلکل سامنے آ کھڑا تھا اور ھدی تو یک ٹک اسے دیکھے گئی

”کیا بہت ہینڈسم ہو گیا ہوں؟“شوخ سی مسکراہٹ لیے اسنے پوچھا،ھدی پر تو سکتہ طاری ہو گیا،

”یہ بول کیسے سکتا ہے یہ تو میرا خیال ہے“حیران ہوتے اسنے ہاتھ بڑھائے اسکے چہرے کو ہلکے سے چھوا جبکہ ھدی کا وہ ہاتھ اب زرار کی گرفت میں تھا

”بہت مس کیا میں نے تمہیں“وہ اسکے ہاتھ پر اپنا انگوٹھا آرام سے پھیرتے اسے بتا رہا تھا

ھدی کا تو پورا بدن کانپنے لگا،یہ۔۔۔۔یہ نہیں ہو سکتا بھلا وہ یہاں کیسے ہو سکتا ہے،وہ تو چلا گیا تھا نا،مگر اسے یقین ہو چکا تھا کہ یہ ایک خواب نہیں بلکہ حقیقت ہے

"کیا تم نے مجھے مس کیا؟" اسکی آنکھوں میں دیکھے وہ پوچھنے لگا، جس کی آنکھوں میں اب خوف پھیلنا شروع ہو گیا تھا، مگر زرار کو تو اس وقت صرف اس سے بات کرنا تھی

"مم۔۔۔ مجھے جانا ہے" وہ آس پاس کے سٹوڈنٹس کی طرف نظریں دوڑاتے بولی جن میں سے کچھ حیرت اور کچھ تجسس اور کچھ آنکھوں میں تمسخر لیے انہیں دیکھ کر گزر رہے تھے

ھدی جانتی تھی ان نظروں کا مطلب، اب بات اسکے کردار پر آئے گی، یہ سوچ ہی اسکی آنکھوں میں آنسو لے آئی

"پلیز۔۔۔۔" اسنے التجا کی

زرار نے کچھ کہنے کو لب وا کیے ہی تھے جب اچانک اسکی گرفت ھدی کے ہاتھ پر ڈھیلی پڑ گئی

"جاؤ یہاں سے" وہ سخت لہجے میں بولا

"ہاں؟" ھدی کو جیسے اپنے کانوں پر یقین نا ہوا

"میں نے کہا جاؤ یہاں سے" اب کی بار وہ نظروں میں سختی لیے بولا جس پر ھدی وہاں تیزی سے بھاگی۔

”اوئے کہاں ہے تو؟“موسی نے یونی آتے سب سے پہلے حسب معمول فرائز سے انصاف کرتے مائز کو کال کی

”کیوں تمہیں کیوں بتاؤ۔۔۔ تم تو ایسے پوچھ رہے ہوں جیسے یونی میں آئے ہوئے ہوں“ مائز ہاتھ جھلا کر بولا

”بلکل سہی پہچانا“موسی نے جواب دیا

مائز کے تو گلے میں پھندا لگ گیا

”کک۔۔۔ کیا مطلب؟“اسکے لیے فرائز کھانا دشوار ہو گیا

”ہاں اب جلدی آجا، سوچا دیپارٹمنٹ میں جانے سے پہلے اپنے یار کا دیدار کر لو“ وہ اب بات کرتے کرتے آرٹس اینڈ کرافٹ کی بلڈنگ کے سامنے آن کھڑا ہوا

منہ موڑا تو آنکھیں پھیلنے کو آگئی اسے جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نا آیا

”ازی؟؟؟“ اسکے منہ سے صرف اتنا ہی نکل پایا

سامنے وہی تھا، اسنے تھوڑا آگے جا کر دیکھا یوں کے اب بلکل اسکے سامنے آکھڑا ہوا، ہاں یہ وہی تھا، اسے تو اپنی قسمت پر یقین نا ہوا

وہ اسی کو دیکھے جا رہا تھا جو ایک لڑکی سے نجانے کیا باتیں کرنے میں مگن تھا، مگر جیسے ہی اسکی نظریں موسی پر پڑی تو آنکھیں سخت ہو گئی، اس لڑکی کو کچھ کہتے اسنے وہاں سے جانے کو کہا، اور اب چلتا بلکل موسی کے سامنے آر کا

"زرار؟؟"موسی سر گوشی نما آواز میں بولا

"موسی علی زماد"چباچبا کر اسکے لفظ ادا کیے، جبکہ دوسری طرف سے تیزی سے آتے مائز کے تو قدم ہی زمین پر جم گئے، آخر وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا۔

"زرار؟"موسی سر گوشی نما آواز میں بولا

"موسی علی زماد"زرار کی آواز بے حد پتھریلی تھی

"کیسے ہوں؟"ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے اسنے پوچھا

"تم سے مطلب"سیدھا جواب

"ناراض ہوں مجھ سے؟"بے بسی سے پوچھا

"تم اس قابل ہوں جو میں تم سے ناراض ہوتا پھیرو"تمسخرانہ ہنسی ہنستے ہوئے وہ بولا، موسی کا دل کٹ گیا اسکے جواب پر

"جو کچھ بھی ہوا اس میں میرا کیا قصور زرار"اسنے بے بسی سے پوچھا

”قصور تو میرا ابھی نہیں تھا“ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسنے پر سکون سا جواب دیا

”یار ایک بار گلے تو لگا لے“ موسی آگے بڑھا جب زرار نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا

”میرا ضبط مت آزماؤں موسی علی زماد، یہ نا ہوں کہ میں خود پر قابو کھو بیٹھو“ اسکے لہجے کی اجنبیت موسی کو بے حد تکلیف دے رہی تھی۔

”زرار اب بس بھی کر دوں، بھول جاؤ سب کچھ، میں جانتا ہوں کہ تم بے قصور ہوں، مجھے کسی صفائی کی کوئی ضرورت نہیں“ موسی کی یہ بات زرار کو کس قدر ازیت میں مبتلا کر گئی وہ تو اس سے انجان رہا

”شکر مناؤں موسی علی زماد کہ زرار سے تم اسکے انسانی روپ میں ملے، ورنہ تمہاری اس ہمدردی پر وہ حشر کرتا تمہارا کہ تم دیکھتے رہ جاتے، اور جہاں تک بات ہے بے قصور اور قصور وار ہونے کی تو تم لوگ اس قابل نہیں کہ میں تم لوگوں کو ثبوت دوں“ وہ سخت الفاظ میں چبا چبا کر بولا، اور اسکا بولا ایک ایک لفظ موسی کو کسی تیز خنجر کی مانند دل میں کھوپتا محسوس ہوا

اسکا بھائی جیسا کزن، اسکا دوست اس سے اس قدر ناراض تھا، اس قدر نالا تھا، اس قدر بدگمانی۔۔۔۔۔۔۔ اتنی تکلیف شاید ہی اسنے زندگی میں کبھی محسوس کی ہوں، تب بھی نہیں جب اسنے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی بہن کو قبر میں اتارا تھا۔

"آئی ایم سوری" وہ خود پر قابو پاتے بولا

"اسے اپنے پاس ہی رکھو کیونکہ وہ وقت بہت جلد آئے گا جب تمہیں یہ تین الفاظ بولنے کی دوبارہ ضرورت پڑے گی" اپنے لفظوں کے تیر اس پر چلاتا وہ اسے ایک طرف دھکا دیے آگے بڑھ گیا

آنکھوں کے سامنے یہ سارا منظر دیکھ کر مائر کے پیر تو زمین پر ہی جم کر رہ گئے، آخر وہی ہوا جسکا اسے ڈر تھا

موسیٰ علی زماد اور زرار احمد زماد کا آمنا سامنا، ایک ہی خاندان کے دو چشم و چراغ، دو بھائیوں کے دو وارث، دو دوست، دو بھائی، دو رازدار، ایک دوسرے کا سایہ، کبھی نا جدا ہونے والے دو جسم، دو جسم تو ایک روح، ایک قلب اور ایک جان، مگر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وقت کی گھومتی سوئیوں نے سب کچھ ختم کر دیا سب کچھ، دو روحوں کو جدا کرنے والی ایک

ایسی مضبوط دیوار حائل کر دی وقت نے ان کے درمیان کہ جس کا ٹوٹنا اب ناممکن سا ہو گیا تھا

مائز کو واقعی تکلیف محسوس ہوئی تھی مگر موسی جس اذیت سے گزر رہا تھا، اسکا اندازہ لگانا بے حد مشکل تھا۔

"موسی!!" مائز نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

"ارے بڈی کیسا ہے تو؟" انگلی سے آنکھ میں آئے ایک چھوٹے آنسو کو صاف کرتے وہ مائز کی طرف منہ کیے پوچھنے لگا، کسی قسم کے درد، کسی قسم کی تکلیف کا کوئی شائبہ تک نا تھا اسکے چہرے پر۔

"میں ٹھیک۔۔۔۔ تو کیسا ہے؟"

"میں؟ میں ایک دم اے ون۔۔۔۔ تو چھوڑ سب کچھ اور زرا مجھے اپنی یونی کی سیر تو کروا کوئی حور تو دکھا" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسنے پوچھا

"تو لیکچر کون لے گا؟" مائز نے سوال کیا

"لے لے گے نا یار ابھی تو شروعات ہے" وہ مزے سے بولا

”شرم کر موسی ایک تو تم نے یونی لیٹ جوائن کی وہ بھی اوپر سے جب مڈز آنے والے ہیں اور ایسے میں، میں بنک نہیں کر سکتا تو میری طرف سے سوری“ اپنے کندھے سے اسکا ہاتھ ہٹاتے، دانتوں کی نمائش کیے وہ وہاں سے چلا گیا

”چلووووو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب تو لگتا ہے واقعی میں کلاس لینی پڑے گی“ مائز کو وہاں سے بھاگتے دیکھ کر وہ بڑبڑایا اور کلاس کی جانب چل دیا۔

”ارے مائز سنو“ وہ جو اچھلتا کودتا کینٹین کی طرف جارہا تھا مراد کے بلانے پر راستے میں رک گیا

”بولو“ مراد کو دیکھ کر ہی اسکے ماتھے پر بھی عمارہ کی طرح تیوریاں چڑھ گئی

آخر کو عمارہ کا دوست تھا، اور جو لوگ عمارہ کو پسند نہیں ان سے مائز بھی دور رہتا

”وہ عمارہ کہاں ہے؟“ مراد نے اس سے سوال کیا

”میری پینٹ کی پاکٹ میں“ عمارہ کی طرح الٹے جواب

"او گاڈ ان دونوں دوستوں نے قسم کھا رکھی ہے سیدھا جواب نا دینے کی" مراد بڑبڑایا، جبکہ مائزنے جان آگے کیسے اسکی بات سننے کی کوشش کی

"یہ کیا بول رہے ہوں" دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے اسنے لڑکیوں کے انداز مین پوچھا

"کچھ نہیں میرے باپ جاؤ یہاں سے" اسکے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتے مراد بولا

"ہاہاہاہا۔۔۔۔۔عمارہ سہی کہتی تھی تم ہاتھ جوڑتے ہوئے بہت اچھے لگتے ہوں، ہمیشہ ایسے ہی جوڑے رکھنا" وہ مراد کو تیلی لگاتے وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا، اور مراد تو اسکی بات پر جل بھن کر رہ گیا۔

"مے آئی کم ان سر؟ (کیا میں اندر آسکتا ہوں سر؟)" کلاس روم کا دروازہ ناک کیسے اسنے پوچھا، جب سامنے کھڑے اڈھیر عمر کے ٹیچر نے چشمے کے پیچھے سے اسکا جائزہ لیا اور اندر آنے کی اجازت دی

"یور آئڈینٹیٹی پلیز (برائے مہربانی آپکا تعارف؟)" سر نے اسے پوچھا، اور اسکا دھیان تو بیک سیٹ پر بیٹھے زرار پر تھا جو انہماک سے اپنی کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا

”موسی علی زماد سر“ اسکے تعارف نے ایک پل کو نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور دوبارہ کتابوں پر جھکا لی، اور موسی اسکے ساتھ پڑی خالی سیٹ پر جا بیٹھا، جبکہ سر تو اسکے تعارف پر اسے دیکھ کر رہ گئے۔

”آج تم یونی نہیں گئی؟“ اسے گھر میں دیکھ کر سب حیران رہ گئے، فریحہ اور چھوٹی نا ممکن

”ہاں وہ میں نے سوچا کیوں نا آج اس شہر کو گھوم پھر لیا جائے، اور یونی کل سے شروع کر لوں گی“ وہ سب کو ریزن دیتے بولی

اصل وجہ تو یہ تھی کہ وہ مائز جیسی بلا کا دوبارہ سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی، مائز وہ پہلا شخص تھا جس سے فریحہ کو ڈر لگا تھا، اگر یہ بات مائز کی جگہ کسی عقلمند انسان کو پتا چلتی تو وہ ضرور فریحہ کو تنگ کرتا، مگر مائز تو وہ بندہ ہے کہ جس کے سامنے پاکستان کو نقشہ رکھ کر بھی پوچھو تو وہ ضرور افریقہ یا ملیشیا بولتا۔

”اففففف آج کا دن تو بہت تھکا دینے والا تھا“ وہ تھکی ہاری فلیٹ میں داخل ہوئی۔

”اور وہ بیسٹ افففف اللہ میاں اچھا بھلا گیا تھا اب کیوں واپس آ گیا یہ“ وہ جی بھر کر بد مزہ ہوئی تھی

”خیر مجھے کیا؟ بھاڑ میں جائے وہ۔۔۔میں تو پہلے کچھ کھا لو پھر اپنے ڈورے مون کو بھی لیکر آنا ہے“ خود سے بڑبڑاتی وہ واشروم مین شاور لینے چل دی

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی، بال صبح میں دھو چکی تھی اسی لیے اب زحمت نا کی اور کچن میں آ کر پلیٹ میں بریانی نکالے اس پر ٹوٹ پڑی

کھانا کھانے کے بعد اب اسکا رخ اپنے فلیٹ کے بلکل سامنے موجود فلیٹ کی طرف تھا۔ مسز عاسم انکی پڑوسن تھی جن کے شوہر کی وفات ایک کار ایکسیڈینٹ میں ہو گئی تھی اور اولاد اپنی زندگیوں میں مگن تھی ھدی کو ان کے لیے بہت برا لگتا تھا، مگر سروج اور ھدی کے لیے وہ کسی فرشتے سے کم نا تھی، ھدی کی یونی اور سروج کی یونی اور آفس دونوں کے درمیان ابراہیم کو سنبھالنا ایک مشکل کام تھا، ایسے میں مسز عاسم نے ہی انکی مدد کی تھی اور وہ ان دونوں کے غیر حاضری میں ابراہیم کو سنبھالتی تھی۔

”آنٹی؟ آنٹی کہاں ہے آپ؟“ وہ فلیٹ کا دروازہ چابی کی مدد سے کھولتے ہوئے بولی

"میں یہاں ہوں کچن میں آجاؤ" انہوں نے آواز دی

"السلام علیکم آنٹی" اسنے پیچھے سے انکے گال چومتے سلام کیا

"وعلیکم السلام بچا۔۔۔۔ کھانا لگاؤ آپ کے لیے؟" انہوں نے محبت اور شفقت سے پوچھا

"ارے نہیں آنٹی آج تو بھابھی مزے کی بریانی بنا کر گئی تھی ابھی وہی کھا کر آئی ہوں"

"ہمممم تو اکیلے اکیلے بریانی کھالی اور آنٹی کا خیال نہیں آیا" انہوں نے مصنوئی آں کھیں دکھائی جبکہ ھدی کو سچ میں برا لگ گیا

"آئی ایم سوری آنٹی آُپ رکے میں ابھی لیکر آتی ہوں" وہ شرمندہ ہوتے بولی

"ارے میرا بچا اسکی ضرورت نہیں سروج دے گئی تھی مجھے" انہوں نے اسکو جواب دیا

"اچھا ویسے آُپ کیا بنا رہی ہے خوشبو تو بڑی کمال کی آرہی ہے" ھدی نے اشتیاق سے پوچھا

"کپ کیک بنا رہی ہوں کھاؤ گی؟" انہوں نے سوال کیا

”ارے نیکی اور پوچھ پوچھ ضرور کھاؤ گی“ وہ مسکراہ کر ابراہیم کے پاس چلی گئی جو بیٹھے کی کوشش کر رہا تھا یہ دیکھ کر ھدی کی آنکھوں مین خوشی سے آنسو آ گئے اور اسنے فوراً دور کر ابراہیم کو باہوں میں لیے چوم لیا

ابراہیم بھی اپنی دوست کا لمس پا کر خوشی سے ہنسنے لگا۔

باقی کا پورا دن اسکا مسز عاسم اور ابراہیم کے ساتھ گزرا ایسے میں وہ بیسٹ کو بلکل بھول بھال گئی تھی

سروج رات کے وقت گھر میں داخل ہوئی، آفس ورک نے اسے نڈھال کر دیا تھا مگر اسے اپنی ذمہ داری بھی نبھانی تھی۔

”السلام علیکم بھابھی“ وہ لاؤنج میں تھکی ہاری آ کر بیٹھی تھی جب ھدی ہاتھ میں پانی کا گلاس لیے اسکے پاس آئی

”وعلیکم السلام چندا“ گلاس سے پانی پیتے اسنے جواب دیا

”بھابھی کھانا لگاؤ آپ کے لیے؟“

"ہاں میری جان بس میں چینج کر آؤ تم کھانا لگا دوں" اسکے کہتے وہ کمرے کی طرف بڑھی جب خوش باش سی ھدی کچن کی جانب چل دی

سروج اندر داخل ہوئی تو حیرت کا شدید جھٹکا لگا کیونکہ ابراہیم بیٹھنے کی کوشش کر رہا تھا اسے تو یقین ہی نا آیا

"ابراہیم!!" وہ خوشی سے بولی، جس پر بیڈ کی بیک سے ٹیک لگا کر بیٹھے ابراہیم نے اسے دیکھ کر بیٹھے بیٹھے ہی اچھلنا شروع کر دیا۔

"آں ماما کی جان" اسکا ماتھا چومتے وہ بولی اور شاور لینے چل دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ابراہیم کو اٹھائے کھانے کی ٹیبل پر آ بیٹھی، اور کھانا کھانا شروع کر دیا جبکہ ھدی اب ابراہیم کو سنبھالنے میں مصروف تھی۔

"بھابھی؟"

"جی؟"

"آپ کل یونی جائے گی نا؟"

"ہاں کل تو جانا ہے مڈز آرہے ہیں نوٹس کمپلیٹ کرنے ہیں"

"او کے"

"ہیلو ہاں کوئی انفارمیشن ملی اس عمیر کے حوالے سے؟" وہ فون کان کو لگائے، لان میں چہل قدمی کر رہا تھا

"ہاں میں سن رہا ہوں، ہمممم۔۔۔۔۔۔۔چلو ٹھیک ہے شکریہ۔۔۔بائے" نجانے دوسری طرف سے کیا کہا گیا کہ موسی کی آنکھیں چمک اٹھی

"ٹھیک ہے عمیر یاسین چھپ لو جتنا چھپنا چاہتے ہوں، اب تمہارا کیا تمہاری بہن کو بھگتنا ہو گا، بی ریڈی عمیر یاسین وہی تکلیف محسوس کرنے کے لیے جس میں اب میں ہوں" وہ موبائل کو مٹھی میں دبوچے بولا

"بی ریڈی ھدی یاسین بکاز ڈاڈیول از کمنگ (تیار رہو ھدی یاسین کیونکہ ڈیول آ رہا ہے)"

وہ خود سے بات کرتے بولا۔

زراریونی سے سیدھا ہوسپٹل گیا تھا، جہاں آہل اس وقت (دا تھری مسکٹیرز) پڑھنے میں مصروف تھا۔

"ہیلو بڈی۔۔۔ہاؤ آر یو (کیسے ہو تم)؟" اسکے پاس بیٹھتے زرار نے سوال کیا

"لیو می۔۔ٹیل می اباؤٹ یو؟ ہاؤ آر یو فیلنگ؟ (مجھے چھوڑے۔۔۔اپنے بارے میں بتائے؟ آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں)" اسکی ہونٹوں کی مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک زرار کو ٹھٹکنے پر مجبور کر گئی

"واٹ یور مین؟ (تمہارا مطلب کیا ہے)" زرار نے تیکھے لہجے میں پوچھا

"او پلیز ڈونٹ ٹرائے ٹو بی انوسنٹ۔۔۔۔۔ آئی نو دا مین ریزن۔۔۔وائے یو وانٹ ٹو کم بیک پاکستان سو ارجنٹلی (او پلیز ہاں اتنے بچے نا بنے۔۔۔۔۔۔۔ آپ پاکستان جلد از جلد کیوں آنا چاہتے تھے۔۔۔مجھے سب معلوم ہے)" وہ مسکراہٹ پر قابو پاتے بولا

"رئیلی دین ٹیل می ٹو (اچھا زرا مجھے بھی پتا چلے)" زرار نے حیرانگی سے پوچھا

"یور ہو پوئی (آپکی ھد ھد)" وہ ہنستے ہوئے بولا، جس پر زرار نے بڑی مشکل سے اپنی مسکراہٹ دبائی، اور آہل کو گھوری سے نوازہ، جسکا آہل پر خاطر خواہ اثر نا ہوا

"یو رئیلی لو ہر۔۔۔۔ڈونٹ یو (آپ اس سے واقعی محبت کرتے ہیں۔۔۔۔ہے نا)" آہل نے زرار کو دیکھتے پوچھا، جس کی آنکھیں اسکے زکر پر چمک اٹھی

"یس آئی ڈو (ہاں مجھے ہے)" آہل کے بال بگاڑتے وہ بولا

”آئی وانٹ ٹو مٹ ہر (مجھے اس سے ملنا ہے)“ آہل نے اپنا مطالبہ پیش کیا

”می ٹو۔۔۔۔۔۔۔بٹ شی از ناٹ ریڈی رایٹ ناؤ۔۔۔۔شی نیڈ سم ٹائم (میں بھی اسے تم سے ملوانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔مگر وہ فلحال تیار نہیں۔۔۔۔اسے کچھ وقت چاہیے)“ زرار نے جواز پیش کیا

”شی از ناٹ ریڈی اور یو سکیرڈ ہر (وہ تیار نہیں یا آپ نے اسے ڈرایا ہے)“ آہل کے اس سیدھے جواب پر وہ گڑبڑا گیا

”دونٹ ٹرائے ٹو بی ایکٹ سو سمارٹ (زیادہ ہوشیار بننے کی کوشش نا کروں)“ زرار نے اسے لتاڑا مگر وہ بھی اسکا ہی بھائی تھا مجال ہے جو کوئی اثر لیا ہوں

”آئی ایم آل ریڈی سمارٹ (میں پہلے سے ہی ہوشیار ہو)“وہ کندھے اچکائے مزے سے بولا

”ناؤ سٹاپ ٹاکنگ اینڈ اٹس ٹائم ٹو سلیپ (اچھا اب بولنا بند کروں۔۔۔سونے کا وقت ہو گیا ہے)“اسکے ہاتھ سے کتاب لیے اسنے سٹینڈ پر رکھی اور اسے بیڈ پر سہی سے لٹاتے ہوئے اس پر لحاف اوڑھا

”آر یو ٹرائینگ ٹو چینج دا ٹوپک؟ (کیا آپ موضوع بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں؟)“

”آہل۔۔۔۔“زرار نے آنکھیں دکھائی

”اوکے اوکے فائن (اچھا اچھا ٹھیک ہے)“وہ آنکھیں بند کیے بولا جس پر زرار مسکرا دیا

"گڈ نائٹ بڈی"

"گڈ نائٹ بگ برو" آہل ہلکی آواز میں بولتا نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

اگلی صبح ان سب کی زندگیوں میں ایک نئی کہانی، ایک نیا موڑ لانے کے آچکی تھی، مگر وہ سب اس سے انجان۔

آج ان سب کی آنکھیں وقت سے پہلے کھل گئی تھی، جہاں فریحہ کو یونی سٹارٹ کرنے کی خوشی، وہی مائز کو آج عمارہ سے لگائے گئے فرائز کی دس پلیٹیں کھانے کی شرط پوری کرنی تھی

مراد آج ہر حال میں عمارہ سے اسکے اور اپنے رشتے کو لیکر بات کرنا چاہتا تھا جبکہ عمارہ ان سب سے بے خبر اپنی دنیا میں مگن تھی

ھدی آج خوش تھی کیونکہ سروج اسکے ساتھ جو جا رہی تھی، جس کا مطلب وہ بیسٹ اسے کچھ کہہ نہیں پائے گا، زرار کا آج صبح سے ھدی کو دیکھنے کا شدت سے دل چاہ رہا تھا۔

موسی تیار تھا یونی میں ایک نیا فیز شروع کرنے کے لیے اور اب جب وہ اور زرار ایک ہی کلاس میں تھے تو اسے کچھ بھی کر کے ان دونوں کے مابین حالات ٹھیک کرنے تھے، تو دوسری طرف سروج آج ایک بار پھر عمیر کی یادوں میں کھو چکی تھی آج کا دن ہی تو وہ دن تھا جب اسکی اور عمیر کی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔

"بھابھی آپ تیار ہے؟" ھدی نے دروازے پر ناک کرکے اندر داخل ہوتے پوچھا

"ہاں بس یہ اپنے شہزادے کو اٹھا لوں، کب سے سویا ہوا ہے" سروج کا اشارہ ابراہیم کی طرف تھا

"بھابھی!!!!" وہ جو بال بنا رہی تھی ھدی کی آواز پر مڑی

"کیا ہوا؟" وہ پریشان ہوئی

"بھابھی ابراہیم کو تو بخار ہے" اسنے پریشانی سے بتایا

"اب۔۔۔اب کیا کرے؟" وہ دونوں پریشان ہو گئی تھی

"بھابھی آنٹی کے پاس چلے نا پلیز" ھدی روتے بولی

"ہاں چلو" سروج نے حامی بھری

تھوڑی دیر میں ہی وہ مسز عاسم کے گھر تھی، جنہوں نے ابراہیم کو دیکھ کر پرسکون سانس خارج کی

"فکر کی بات نہیں بچے، موسم کے بدلاؤ کی وجہ سے ہے، تم لوگ آرام سے یونی جاؤ میں ڈاکٹر کو گھر بلالوں گی" وہ مسکراہ کر بولی

"نہیں آں ٹی میرا دل نہیں مانتا" سروج نے احتجاج کیا

"میرا بھی" ھدی نم آنکھوں سے بولی

”ارے بچوں جانا ضروری ہے تم لوگ فکر مت کروں اور سکون سے جاؤ“ انہوں نے دونوں کو بے فکر کیا

پھر کچھ دیر نانا کرنے کے بعد وہ دونوں یونی کے لیے نکل گئی۔

وہ دونوں یونی پہنچی تھی کہ سروج کو اسکی مام کی کال آنا شروع ہو گئی

”ایک منٹ ھدی ادھر ہی رکو میں آئی او کے“

”جی بھابھی“ اسنے تعبداری سے سر ہلا دیا

سروج تھوڑا سائڈ کو ہو کر بات سننے لگ گئی جب ھدی کی نظر سامنے کے منظر پر ٹھہر گئی۔۔۔جہاں ایک لڑکی ایک لڑکے کی ٹھکائی کر رہی تھی، ھدی کو اس لڑکی پر رشک آیا

"کاش میں بھی اس بیسٹ کا یہی حال کر سکتی" وہ پر سوچ انداز میں بولی

"ایکسکیوز می لٹل گرل" اسے اپنے پیچھے سے آواز آئی، مڑ کر دیکھا تو ایک عجیب حلیے والا لڑکا اسکے سامنے کھڑا تھا، ھدی تو اسکو دیکھ کر ڈر گئی اور اسکے پیر کانپنے لگ گئے

"ارے ڈروں مت میں تو بس کینٹین کا پوچھنے آیا تھا" موسی جانتا تھا کہ وہ اسے دیکھ کر ڈر چکی ہے

”وہ۔۔۔وہ“ ھدی کچھ بول ناپائی اور ہونٹوں پر زبان پھیرے، نظریں تیرچھی کیے سروج کو دیکھنے لگی جو نجانے کہاں غائب ہو گئی

”یار پلیز بتادوں بہت بھوکا ہوں۔۔۔ناشتہ بھی نہیں کیا“ اب کی بار وہ بے چارگی سے بولا۔ جس پر ھدی نے ڈرتے ڈرتے اسے راستہ بتایا۔

”تھینکیو لٹل گرل اینڈ سوری، میرے اس خوفناک چہرے نے تمہیں ڈرادیا“ وہ مسکرا کر بولا تو ھدی کو بھی تھوڑا حوصلہ ہوا

”ویسے میری بہن سہی ہی کہتی ہے“ وہ منہ نیچے کیے بولا

"کیا کہتی ہے؟" ھدی کو تجسس نے آن گھیرا، جبکہ موسی مسکرا دیا، پتا نہیں کیوں مگر وہ اس سے نارمل طریقے سے بات کرنا چاہتا تھا، اسے پسند نا آیا ھدی کا اس سے ڈرنا، وہ کمزوروں کا مزاق اڑانے والوں میں سے نا تھا

"یہی کہ مجھے انسانوں والا حلیہ اپنا لینا چاہیے۔۔۔ بچے ڈر جاتے ہیں" وہ ہنس کر بولا، جبکہ ھدی جھینپ گئی اسے اپنا بچا کہنا اچھا نا لگا

"میں بچی نہیں ہوں" وہ ناک سکیڑتی بولی

اس سے پہلے کے موسی کوئی جواب دیتا اسے مائز کی کال آنے لگی جو اسے اپنے آج کے کمپیٹشن کے لیے بلا رہا تھا

"اوکے لٹل گرل اللہ حافظ"

”خدا حافظ“

”ھدی چلے؟“موسی کے جاتے ہی سروج وہاں آگئی تھی

”جی بھابھی لیکن پہلے کینٹین چلے ناشتہ کرنا ہے، بھوک لگی ہے“موسی کے بولنے پر اسے بھی یاد آیا کہ اسنے ناشتہ نہیں کیا تھا

”ہمم چلو ٹھیک ہے چلتے ہیں“سروج نے حامی بھری۔

”وہ کون ہے؟“ کینٹین میں اپنے دوستوں سے گپے لڑاتے اسکی نظر اچانک سامنے سے آتی دو لڑکیوں پر پڑی۔

”کون سی والی؟“ اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے مائز نے پوچھا۔

”وہ لال آنچل والی“ اسنے آنکھ سے اشارہ کیا جبکہ مائز کو تو غصہ آگیا کیونکہ دونوں نے ہی اس وقت لال ڈوپٹہ لیا ہوا تھا۔

”دیکھ میرے بھائی اگر تو تو دایئں والی کی بات کر رہا ہے تو وہ ھدی ہے اور تو اسے بھول جا،وہ سائیکو زرار تجھے نہیں بخشے گا،پوری یونی میں کسی کو بھی اس سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہے،ورنہ زرار کے قہر سے کون بچائے اور اگر اشارہ بایئں جانب ہے تو بھی بھول جا کیونکہ وہ لڑکی خود ایک سائیکو ہے کسی سے بھی بات نہیں کرتی صرف ھدی سے ہی چپکی رہتی ہے“ فرائز سے انصاف کرتا وہ مزے سے بولا جبکہ موسی نے ایک نظر سامنے والی

ٹیبل پر سب سے علیحدہ بیٹھے زرار کو دیکھا جو اب نہایت فرست سے ھدی کی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا اور پھر ایک نظر ھدی کو دیکھا جو کہ شائد زرار کو دیکھ چکی تھی اور اس سے چھپنے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی، خیر اسے کیا اسے تو اس سائیکو سے مطلب تھا وہ لال آنچل والی

”اسکا نام کیا ہے؟“ کرسی سے ٹیک لگائے اسنے پوچھا

”اسے فرائز کہتے ہے“ فرائز کھاتا مائز ایک فرائز اسکے سامنے کرتے بولا

”اوڈ فر اسکا نہیں اسکا وہ لال آنچل والی، وہ سائیکو“ اسکے سر پر تھپڑ مارتے وہ بولا

”او اچھا وہ، اسکا نام کیا تھا؟ ہاں ”سروج۔۔ سروج حیدر“ اسے بتاتا وہ پھر سے فرائز کھانے میں مگن ہو گیا، جبکہ ایک پر اسرا مسکراہٹ نے اسکے لبوں کو چھو لیا

”مزہ آئے گا اس سائیکو کے ساتھ“ مزے سے بولتا وہ مائز کی پلیٹ سے فرائز کھانے لگ گیا جس پر مائز نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا

”او بھائی میرے اس سے دور ہی رہ تو اچھا ہے“ مائز نے سمجھانا چاہا

”ہاں تو ان دوریوں کو نزدیکیوں میں نا بدل دیا تو میرا نام بھی موسی علی زماد نہیں“ اسکی آنکھوں میں بلکل ویسی ہی چمک تھی جیسی شکار کو دیکھ کر شکاری کی نظروں میں آجاتی تھی، شکاری اپنا اگلا شکار ڈھونڈ چکا تھا۔

”او میرے بھائی تجھے دیر ہی کتنی ہوئی ہے یونی آئے اور تو ان کاموں میں لگ گیا ہے“ مائز منہ بناتے بولا

"اچھا چھوڑ دوبارہ نام بتانا ان دونوں کا" موسی کو نام بھول چکا تھا

"سروج حیدر اور ھدی یاسین" مائز تو فرائز کھاتے مزے سے بولا جبکہ موسی کا تو سارا دھیان ھدی یاسین پر اٹک گیا، اسنے نظر اٹھا کر اس لڑکی کو دیکھا جو اب سروج کے ساتھ بیٹھے ناشتے میں مصروف تھی

"تو کیا یہ وہی ھدی ہے؟" وہ سوچنے لگا، جس لڑکی کو صبح تک وہ ایک بچی کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا وہی لڑکی اسکی بہن کے گنہگار کی بہن ہوگی سوچا بھی نہیں تھا

"اگر تم واقعی میں وہی ھدی ہوں جو میں سوچ رہا ہوں، تو یاد رکھنا کہ تمہیں مجھ سے کوئی بھی بچا نہیں پائے گا، تم معصوم ہوں مگر اپنے بھائی کا کیا تو بھگتنا ہو گا نا" مائز کی بکو اس کو اگنور کیے وہ ھدی پر غور کیے، سوچنے لگا

یہ منظر دو آنکھوں نے بڑی غور سے دیکھا تھا جن میں سے اب چنگاریاں پھوٹ رہی تھی۔

"مائز!!!مائز!!!مائز!!!" تمام سٹوڈنٹس اس وقت ٹیبل کے پاس کھڑے پر جوش سے نارے لگا رہے تھے

مائز اس وقت فرائز کھانے مطلب ٹھوسنے میں مصروف تھا، تبھی کینٹین کے پاس سے گزرتی فریحہ کے قدم مائز کے نام پر رکے اور وہ کینٹین میں داخل ہوئے اس ٹیبل کی طرف بڑھ گئی جہاں سب سٹوڈنٹس کارش تھا، سٹوڈنٹس کے بیچ و بیچ جگہ بنائے وہ تھوڑا آگے آئی جہاں مائز منہ میں تیزی سے فرائز ڈالے کھا رہا تھا، اسکی تو آنکھیں پھیل گئی

"توبہ پیٹ ہے یا کنواں؟" فریحہ سوچتے ہوئے باہر نکل گئی، جب اسکی نظر سامنے کھڑے ایک جوڑے پر پڑی جو سب سے غافل اپنی ہی جنگ میں مصروف تھے۔

مائز کی سپیڈ دیکھتے ہوئے عمارہ جان چکی تھی کہ وہ شرط جیت جائے گا، مگر اب اسے رونا آرہا تھا کیونکہ اسے پکا یقین تھا کہ شرط وہی جیتے گی اسی لیے وہ اپنا والٹ نہیں لائی تھی اور اب ان فرائز کی پیمنٹ اسنے ہی کرنی تھی، اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر مراد اسی کی طرف چلا آیا

”عمارہ؟ تم یہاں اور یہ کیا رو کیوں رہی ہوں؟“ وہ واقعی پریشان تھا یا نہیں عمارہ اندازہ نا لگا پائی

”مراد وہ!! وہ کچھ کروں مراد ورنہ مائز جیت جائے گا مراد“ وہ بس رو دینے کو تھی

”غلط عمارہ مائز جیت جائے گا نہیں بلکہ مائز تقریبا جیت چکا ہے“ وہ تصیح کرتے بولا

”مراد۔۔اب۔۔۔۔اب میں کیا کروں؟“

”فلحال تو بل پے کروں“ مراد ہاتھ ہلاتے بولا

”میں نہیں کر سکتی!!!!“ وہ دانت پر دانت جمائے بولی

”کیوں۔۔۔۔۔ کیوں نہیں پے کر سکتی۔۔۔۔۔کم آن عمارہ ایک تو تم لڑکیوں کی پتا نہیں پرس کھولتے جان کیوں ہوا ہونے لگ جاتی ہے“ وہ تو اس پر چڑھ دوڑا

”پرس کھولوگی کہاں سے جب ہے ہی نہیں“ وہ دبی آواز میں چیخی

”مطلب؟“ مراد حیران ہوا

”وہ مراد۔۔۔۔۔وہ نا مجھے پکا یقین تھا کہ میں جیت جاؤ گی اور اسی خوشی میں پرس لانا بھول گئی۔۔۔۔۔اب میں کیا کروں مراد“ وہ بے بسی سے بولی

”اومائی گاڈ۔۔۔۔۔عمارہ میرا مطلب عمارہ سلطان اپنا پرس بھول گئی، اٹس آ بگ کرائم عمارہ (یہ تو بہت بڑا گناہ ہو گیا عمارہ) اب کیا کروں گی تم“ وہ اسکی حالت کا مذاق بناتے بولا

”مراد“ عمارہ کا لہجہ پل بھر میں اتنا میٹھا ہو گیا کہ مراد کو اپنے کانوں پر یقین نا ہوا

اسنے عمارہ کو دیکھا جو معصومیت کا لبادہ اوڑھے آنکھیں پٹپٹائے اسے ہی دیکھ رہی تھی

”کیا؟“ اسنے شکی انداز میں پوچھا

”مراد تم میرے دوست ہوں نا، پکے والے تو تم پیسے دے دوں پلیز“ وہ آنکھیں پٹپٹائے اسے منانے لگی، مراد تو اسکی ایکٹینگ پر غش کھا کر رہ گیا

”عمارہ میں تمہاری مدد ہرگز نہیں کروں گا“ میٹھے لہجے میں اسکا نام لیتے وہ آخر میں سخت لہجے میں بولا، جس کی وجہ سے عمارہ کے چہرے پر مایوسی اتر آئی

”میم یہ وہ آپکا بل۔۔۔“ اتنے میں کینٹین کا ایک ورکر اسکے پاس بل لے آئے

”ہاں لاؤ دوں“ وہ تو رو دینے کے قریب تھی جبکہ مراد نچلے ہونٹ کو دانت میں دبائے اسکی حالت سے لطف اٹھا رہا تھا

"نہیں میم وہ میں نے بتانا تھا کہ یہ پے ہو گیا ہے" ور کرنے بات مکمل کی جس پر عمارہ کی آنکھیں پھٹنے کو تھی، یہی حال مراد کا بھی تھا، اسنے سوچا تھا کہ وہ عمارہ کو تھوڑا تنگ کرے گا اور پھر بل دے دے گا، مگر یہ کون تھا جس نے عمارہ کا بل پے کیا۔

"مراد!!!" عمارہ حیرت سے چلائی

"او تھینک یو سو مچ مراد مجھے پتا تھا کہ تم مجھے پریشان نہیں دیکھ سکتے اور بل بھی تم نے پے کیا ہے" وہ خوشی سے اچھلی، جس پر مراد اسے دیکھتا بامشکل مسکرایا۔

جبکہ دور کھڑی فریحہ ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی۔ وہ ان دونوں کی باتیں سن چکی تھی اور عمارہ کی حالت پر ترس کھاتے بل اسنے پے کر دیا تھا۔

”فریحہ!!!!!!“ مائز خوشی سے اچھلتا اسکی طرف آیا اور اسے گول گول گھمانے لگا

”دیکھو میں جیت گیا“ جبکہ فریحہ اپنے چکراتے سر کو سنبھالنے لگی

”ویسے تم کل کیوں نہیں آئی۔۔۔جانتی ہوں میں نے اتنا ویٹ کیا، میں نے تو سوچا تمہیں کال کر لوں یا گھر آؤ مگر نا تو تم نے مجھے نمبر دیا اور نا ہی ایڈریس بتایا۔۔۔۔۔ کتنی مسنی ہو نا تم۔۔۔۔چالاکو ماسی“ مائز تو اسکی سنے بنا اپنی سنانے میں مگن ہو گیا

”تم نے مجھے مس کیا اور میرا انتظار بھی؟“ فریحہ حیران ہوئی

”ہاں نا پچی میں۔۔۔اچھا چلو آؤ میرے ساتھ“ وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹتا لے گیا

"مائز چھوڑو مجھے ہم کہاں جا رہے ہیں" وہ اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کرتے بولی

"میرے دوستوں سے ملنے" وہ اسے اس طرف لے گیا جہاں عمارہ اور مراد کے ساتھ اب موسی بھی آن کھڑا ہوا تھا

"گائز اس سے ملو یہ ہے میری نئی سہیلی فریحہ" جہاں اسکے سہیلی کہنے پر فریحہ شرمندہ ہوئی، وہی موسی مسکرا دیا اور مراد تو آنکھیں گھما کر رہ گیا

"فریحہ یہ عمارہ میری بیسٹی کے ساتھ ساتھ میری ڈگری فیلو، یہ موسی میرے بچپن کا دوست۔۔۔۔۔ اور یہ!!! یہ مراد عمارہ کا دم چھلا" مراد کے تعارف پر مائز منہ بناتے بولا، جس پر مراد غصہ ضبط کر کے رہ گیا

"ہیلو ایوری ون" فریحہ نے سب کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا

"ہیلو فریحہ"

"ہیلو فریحہ"

مراد اور عمارہ دونوں ایک ساتھ بولے

"ویل وٹ آ بیوٹی یو آر (کافی خبصورت ہو تم)" موسی آنکھ کا کونہ دباتے بولا

"اور دم دار بھی ہوں" ہاتھ کا مکا بنا کر موسی کو دکھائے وہ بولی، جس پر موسی نے دونوں ہاتھ ہوا میں اٹھالیے

"اور میرا ایک اور دوست بھی، زرا وہ جو کونے والی ٹیبل پر بیٹھا ہے نا، مگر اس سے دور رہنا وہ کسی سے دوستی نہیں کرتا سمجھی اور۔۔۔۔۔۔" اسنے کونے والی ٹیبل کی طرف اشارہ کرتے اسے ھدی کی جانب سے آگاہ کرنے کی کوشش کی مگر فریحہ پہلے ہی چل دی

"اچھا میری کلاس کا ٹائم ہے میں چلتی ہوں۔۔۔بائے" کہتے ہی وہ وہاں سے چل دی

وہ ابھی تھوڑا آگے ہی آئی تھی جب اسکی ٹکر ایک لڑکی سے ہوئی، جس کی بکس نیچے گر گئی

"او ایم سوری۔۔۔۔۔رئیلی سوری" وہ معذرات خواہ لہجے میں بولتے اسکی بکس اٹھانے لگی

"ارے تم وہی ہوں نا" سامنے کھڑی لڑکی حیرت سے اسے تکتے بولی

”ایکسکیوز می؟ کیا ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟“ فریحہ حیران ہوئی

”او ایم سوری میرا مطلب تم وہی ہوں نا جو تھوڑی دیر پہلے وہ گراؤنڈ میں اس لڑکے کو ۔۔۔۔۔۔“ وہ اٹک اٹک کر اپنی بات کرنے لگی

”وہاں میں ہی ہوں“ فریحہ اسکی بات سمجھتے اسے بکس پکڑائے آگے چل دی

”کاش میں بھی اس جیسی بہادر ہوتی تو اس بیسٹ کو سبق سکھاتی“ فریحہ کے کانوں میں اسکی آواز پڑی تو اسے مڑ کر اس لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے پر اب درد واضع تھا

”ہیلو میرا نام فریحہ ہے۔۔۔۔ مجھ سے دوستی کروں گی“ فریحہ کو لگا اسے اسکی مدد کرنی چاہیے

"نہیں۔۔۔۔۔۔ نہیں میں نہیں کر سکتی" وہ دو قدم پیچھے ہوئی

"کیوں؟" فریحہ حیران ہوئی

"وہ اسنے منع کیا ہے نا" ھدی کے چہرے پر ڈر واضع تھا

"کس نے؟" فریحہ کے ماتھے پر بل پڑ گئے

"وہ۔۔۔۔۔ وہ اس بیسٹ نے" ھدی زبان ہونٹوں پر پھیرتے جواب دیا

"یہ یونی عجیب ہے" فریحہ بڑبڑائی

”ڈونٹ وری یار تم دوستی تو کروں تمہارا وہ بیسٹ کچھ نہیں کر پائے گا“ فریحہ ریلیکس موڈ میں بولی

”اسنے کہا تھا کہ وہ اس انسان کو نہیں چھوڑے گا جو مجھ سے دوستی رکھے گا“ اسنے فریحہ کو مکمل بات بتائی

”تو کیا تمہاری کسی سے دوستی نہیں“ فریحہ کو اس کے لیے برا لگا

”نہیں ایک دوست ہے نا میری بھابھی، وہ بھی یہی پڑھتی ہے ان سے ہے میری دوستی“

”اور بیسٹ نے تمہاری بھابھی کو کچھ نہیں کہا“ فریحہ نے حیرانگی سے پوچھا

”نہیں“ ھدی نے نفی میں سر ہلایا

”اچھا چھوڑو اس بیسٹ کو وہ مجھے کچھ نہیں کہے گا تم نے دیکھا نا میں نے اس لڑکے کا کیا حال کیا تھا، تو یہ بیسٹ تو کچھ بھی نہیں میرے سامنے“ وہ بات ہوا میں اڑاتے بولی

”پکا؟“ وہ ابھی بھی پر یقین نا تھی

”ہاں بابا پکا۔۔۔ تو اب دوستی سمجھو“ فریحہ نے مسکراتے ہوئے ہاتھ پھر سے آگے بڑھایا، جسے اس بار ھدی نے تھام لیا

”میں فریحہ۔۔۔۔۔۔ فریحہ اعوان“

”میں ھدی۔۔۔۔ ھدی یاسین“

”تم سے ملکر خوشی ہوئی“ فریحہ نے اسے کہا

”مجھے بھی“ ھدی نے دھیمی مسکان سے جواب دیا

”ویسے تم کس ڈیپارٹمنٹ کی ہو؟“ اب وہ ساتھ چلتے چلتے بات کر رہی تھیں

”میں۔۔۔۔۔۔بی ایس آرٹس اینڈ کرافٹ میں“ ھدی نے جواب دیا

”واؤیہ تو بیسٹ ہو گیا“ فریحہ ہاتھ ہر ہاتھ مار کر بولی

”کیا ہوا؟“ ھدی چونکی

”میں ایم۔فل آرٹس اینڈ کرافٹ سے ہوں۔۔۔۔اسکا مطلب ہماری فیلڈ سیم ہے“

”ہمم تو اسکا مطلب اگر مجھے کبھی مدد چاہیے ہوئی تو آپ سے لے لو“ ھدی پر سوچ انداز میں بولی

”ہاں کتنی مطلبی ہوں تم یار“ فریحہ نے چڑایا جس پر ھدی گڑبڑا گئی

”ن۔۔۔ نہیں میرا وہ مطلب تو نہیں تھا“ اسے شرمندگی ہوئی

”ہاہاہا۔۔۔ ریلیکس یار مزاق تھا“ فریحہ کی بات پر وہ پرسکون ہوئی

”مطلب کے مدد مل سکتی ہے“ اسے مزاحیہ انداز میں پوچھا

”جی جی بلکل جناب“ فریحہ نے کھلے دل سے آفر دیا

"چلو بھئی تمہاری کلاس آگئی پھر ملے گے" اس کے روم کے باہر کھڑے فریحہ بولی اور اپنی کلاس کی طرف بڑھ گئی یہ جانے بنا کے وہ کسی کی ل طروں کے حصار میں تھی۔

"السلام علیکم آنٹی کیسی ہے آپ اور ابراہیم کیسا ہے؟" فون پر مسز عاسم سے پوچھتے وہ کلاس میں داخل ہوئی جب اسکا ٹکڑاؤ اپنے آگے کھڑے موسی سے ہوا

"او آئی ایم ریئلی سوری میں نے دیکھا نہیں" سروج کہتے ہی آگے بڑھنے والی تھی جب موسی کی بات پر پلٹ کر اسے دیکھا

”خوبصورت لڑکیاں معافی مانگتے اچھی نہیں لگتی، اور آپ تو ہے ہی۔۔۔۔ماشااللہ“ اسکو اوپر سے نیچے دیکھتا وہ بولا

”چیپسٹر“ سروج بولتے آگے بڑھنے لگی جب وہ اسکے آگے آکھڑا ہوا

”ماننا پڑے گا بہت میٹھی آواز ہے تمہاری بلکل کوئل جیسی“ موسی کی بات پر سروج نے کال بند کی اور سر تا پیر اسکا جائزہ لیتے اپنی سیٹ کی طرف بڑھ گئی

میرے بس میں اگر ہوتا ہٹا کر چاند تاروں کو

میں نیلے آسماں پہ بس تیری آنکھیں بنا دیتا

موسی کے کہے گئے شعر پر سروج کے پیر اپنی جگہ جم کر رہ گئے

”عمیر؟؟؟“ وہ بڑبڑائی اور یکدم نم آنکھوں سے پیچھے مڑ کر دیکھا مگر وہ عمیر نہیں موسی تھا۔

سروج کو یاد ہے یہ شعر، آج ہی کا تو دن تھا جب وہ پہلی بار عمیر سے ملی تھی

اسکی یادیں اسے ایک بار پھر ماضی میں لے گئی

\- - - - - - - - - - - - - - - - -

آج اسکے بی۔ ایس کا پہلا دن تھا، وہ ڈری سہمی سی یونی میں داخل ہوئی اسے پتا چلا تھا کہ یونی میں سینیر ز جونیئر ز کی ریگنگ کرتے ہے اور اسے ڈر تھا کہ اسکے ساتھ بھی کہی یہ ہی نا ہوں

اسنے دیکھا جہاں ایک جگہ سینئرز جونیئرز کی ریگنگ کر رہے تھے، اسکے تو پیر کانپنے لگے، اسنے وہاں سے جانا بہتر سمجھا، جب ایک سینیر کی نظر اس پر پڑ گئی

"ہے یو فریشر کم ہیر" آواز پر وہ آنکھیں بند کیے، آیتوں کا ورد کرتی انکی طرف بڑھی، اب وہ بلکل انکے سامنے آ کھڑی تھی، جب ایک سینئر اسکے سامنے آ کھڑا ہوا

"اپنی آنکھیں کھولو فریشر یقین مانو ہم سب انسان ہے" اسکی اس بات پر جہاں باقی سب کا قہقہہ گونجا وہی سروج نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولی، اور سامنے والے کو چاروں شانے چت کر گئی وہ آنکھیں، کتنے ہی پل وہ بس ان آنکھوں کو دیکھتا رہا، جن میں ابھی بھی ڈر تھا

میرے بس میں اگر ہوتا ہٹا کر چاند تاروں کو

میں نیلے آسماں پہ بس تیری آنکھیں بنا دیتا

عمیر کے کہے اس شعر پر سروج کو اپنی دھڑکنیں بے قابو ہوتی محسوس ہوئی، اور اسنے نظریں فوراً جھکا لی، جس پر عمیر کی مسکان گہری ہو گئی، اسنے نیچی نظروں سے سامنے کھڑے شخص کی مسکان دیکھی تو دل ایک الگ طریقے سے دھڑکنے لگا

"میں جاؤ" اسنے اتنی دھیمی آواز میں پوچھا کے کسی کو سنائی نہیں دیا سوائے عمیر کے

"کہاں جانا ہے؟" اسکے قد کے برابر جھکتے، آنکھیں اسکی آنکھوں پر مرکوز کیے عمیر نے پوچھا جس کی آنکھیں اب بند تھی

"کلاس میں" سروج نے اسی مدھم لہجے میں جواب دیا

"جانے دوں گا مگر میری ایک شرط ہے"

”کیا شرط“وہ سروج کے لہجے کی بے صبری کو محسوس کرتے مسکرا دیا

”اپنی آنکھوں کو کھولو اور میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے مجھ سے پوچھو“اسنے شرط بتائی

”آنکھیں کیوں کھولو؟“سروج نے سوال کرنا ضروری سمجھا

”کیونکہ مجھے ان دو روشن ستاروں کو دوبارہ دیکھنا ہے“عمیر کی اس بے ساختہ بات پر سروج نے جھٹ سے آنکھیں کھولی، مگر اسے اس قدر نزدیک دیکھ کر فوراً دو قدم پیچھے ہوئی

”وہ میں جاؤ“اسنے دوبارہ اجازت مانگی

”جاؤ“اب کی بار فراخ دلی سے اجازت دی گئی، جس پر وہ راکٹ کی سپیڈ پر وہاں سے بھاگی

"یہ تو گیا کام سے" اسکے پیچھے کھڑے دونوں دوست ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بولے، جبکہ آگے کھڑے عمیر کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی

"زین آج ہمارے پورے گروپ کو میری طرف سے ٹریٹ" اسے کھڑے کھڑے آرڈر دیا

"کس خوشی میں بھائی صاحب؟" زین نے پوچھا

"تم لوگوں کی بھابھی مل گئی ہے" ایک واضح چمک تھی اسکی آنکھوں میں۔

"تو سیریس ہے؟" زین نے حیرانگی سے پوچھا

”حد سے زیادہ“

”واللہ۔۔۔ موصوف کو ملے وقت ہی کتنا ہوا ہے اور سیریس بھی ہو گئے۔۔۔ لو ایٹ فرسٹ سائٹ“ اسکا دوست پھر سے ہنسا

”چل بھائی خوش رہ“ زین نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے سچے دل سے کہا

”تمہیں تو میں ڈھونڈ لوں گا، میرے روشن ستارے“ عمیر نے خود سے وعدہ کیا

یکدم منظر بدلا اور اب نظروں کے سامنے عمیر کی بولتی نگاہیں نہیں بلکہ موسی کی مطلبی نگاہیں تھی

سروج کچھ بھی سوچے سمجھے بنا کلاس نے باہر نکل گئی، جب دروازے کے پاس کھڑے زرار نے اسے افسوس سے دیکھا، اور اسکے پیچھے چل دیا

وہ گراؤنڈ میں ایک قدرے ویران گوشے میں بینچ پر آ کر بیٹھ گئی، اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی، آنسو پلکوں کی باڑ توڑے بہہ رہے تھے

”اسے تکلیف ہو گی تمہارے اس طرح رونے سے“ زرار اسکے برابر آ کر بیٹھتے بولا

”اور جس تکلیف میں، میں ہوں اسکا کیا؟“ اسنے سوال کیا

”تم اتنی کم ہمت تو نہیں ہوں؟“

”مگر انسان تو ہو، کبھی کبھی بہت تھک جاتی ہوں زرار، شدت سے اسکے سہارے کی طلب کرتی ہوں، مگر جب اپنے بچوں (ابراہیم اور ھدی) کو دیکھتی ہوں تو روزانہ خود کو تیار کرتی ہوں ایک نئی جنگ کے لیے“ ہر بار کی طرح اس بار بھی وہ زرار کے سامنے ہی اپنے راز افشاں کر رہی تھی

”آج کا دن بہت خاص تھا نا تمہارے لیے، اور وہ شعر بھی“ زرار کی بات پر اسکی آنکھوں چمک اٹھی

”ہاں آج کا دن بہت خاص ہے اور یہ شعر بھی۔۔۔ جانتے ہوں۔۔۔“

”ہاں ہاں پتا ہے کہ آج کے دن تم پہلی بار عمیر سے ملی تھی اور یہ شعر اسنے تمہارے لیے بولا تھا، ہزار بار سن چکا ہوں“ اسکی بات کاٹتے وہ بے زار سا بولا، جس پر سروج ہنس دی

"جانتے ہوں آج جب میں نے یہ شعر سنانا تو لگا کہ عمیر واپس آگیا ہے، مگر غلط تھی میں، وہ عمیر نہیں تھا، عمیر کی آنکھوں میں محبت تھی، احترام تھا، جبکہ اسکی آنکھوں میں۔۔۔۔۔۔ مجھے نفرت ہو رہی ہے ان آنکھوں وحشت ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہی دن وہی شعر مگر عمیر نہیں تھا، اسکی محبت نہیں تھی۔۔۔ تھا تو صرف مطلب"

"نہیں وہ ایسا نہیں ہے" زرار فٹ سے موسی کے حق میں بولا

"کون زرار۔۔۔ کس کی بات کر رہے ہوں؟ وہ شخص؟" سروج حیران ہوئی

"میرا مطلب کے عمیر ایسا نہیں تھا اور اس شخص تم فکر نا کروں اب کبھی تمہارے راستے میں وہ نہیں آئے گا" زرار نے اسے یقین دلایا جس پر وہ مطمئن ہو گئی تھی

”تمہارادماغ تو بہت جلد ٹھکانے لگانا پڑے گا۔۔۔موسی علی زماد“سروج کے ساتھ کلاس میں داخل ہوتے،اسنے سامنے بیٹھے موسی کو دیکھ کر سوچا۔

”تو کیا یہ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟ کیا زرار کا کسی بھی طرح عمیر سے کوئی تعلق ہے؟“ان دونوں کے ایک ساتھ باتیں کرتے اندر داخل ہوتا دیکھ کر موسی نے سوچا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

رات کے کھانے کے بعد وہ ہاتھ میں کافی کا کپ تھامے لان میں چہل قدمی کر رہا تھا اسکا دماغ ابھی تک،زرار،سروج اور ھدی میں اٹکا ہوا تھا

اسے بے ساختہ آج زرار کی دی جانے والی دھمکی یاد آ گئ

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

موسی پارکنگ میں اپنی کار کی طرف بڑھ رہا تھا، جب زرار نے اسے راستے میں روک لیا، موسی تو حیران رہ گیا، اسے امید نہیں تھی زرار خود اس سے بات کرنے آئے گا، اسکے چہرے پر مسکراہٹ آگئی، جو زرار کے الفاظ پر کھو کر رہ گئی۔

"ایک بات میری کان کھول کر سن لو موسی علی زماد اور اپنے دماغ میں بٹھا بھی لو۔۔۔۔۔۔ ھدی اور سروج ان دونوں سے دور رہنا، ورنہ میں تمہارا وہ حشر کروں گا کہ خود کو پہچاننے کے قابل نا رہوں گے، اب کی بار اگر تم یا تمہارے گھر میں سے کسی نے بھی میری زندگی کو مجھ سے جدا کرنے کی کوشش کی تو میں اسکی زندگی ختم کر دوں گا"

زرار کا لہجہ اتنا پتھریلہ تھا کہ موسی ساکت ہو کر رہ گیا، اسے اس وقت سروج یا ھدی سے نفرت محسوس نہیں ہوئی، بلکہ ان پر رشک آیا اور زرار پر حیرت۔

"زرار یہ۔۔۔یہ کیا کہہ رہا ہے تو؟" موسی کو جیسے اپنے کانوں پر یقین نا ہوا

”سچ کہہ رہا ہوں۔۔۔اینڈ مائنڈ اٹ مسٹر موسی علی زماد۔۔۔۔۔۔۔۔وہ دونوں فیملی ہے میری،اور اپنی فیملی کے لیے میں کتنا پوزیسو ہوں یہ تم سے بہتر کوئی نہیں جانتا“اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں وہ پتھریلے لہجے میں بولتا وہاں سے چل دیا،اور موسی تو حیر توں کے سمندر میں غرق وہی جما رہا

”سروج۔۔۔ھدی۔۔۔زرار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر“یہ چاروں نام بار بار اسکے ذہن میں گردش کر رہے تھے

”آخر کیا تعلق ہے ان چاروں کا؟“موسی کی سوچ کے سارے تانے بانے انہیں چاروں کے گرد گھوم رہے تھے

”ھدی اور عمیر تو بھائی بہن ہے، جبکہ سروج اور ھدی دوستیں۔۔۔۔۔۔۔ پھر یہ زرار کا سروج سے کیا تعلق، اور ھدی۔۔ عمیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔افففف آخر کیا تعلق ہے اسکا ان تینوں سے، اور وہ لڑکی سروج۔۔۔۔۔۔۔۔۔“سروج کے نام پر وہ اٹک گیا تھا

”سروج۔۔۔۔یس یہ میں نے پہلے کیوں نہیں سوچا۔۔۔۔۔ اگر یہ سروج ھدی کی دوست ہے تو اس توسط سے عمیر کو بھی تو جانتی ہو گی نا“

”تو اب ھدی اور عمیر تک پہنچنے کے لیے مجھے اس سروج نامی خوبصورت بلا کو آئینے میں اتارنا ہی ہو گا“ سروج کو سوچتے ہی ایک خوبصورت مسکان اسکے چہرے پر رینگ گئی۔

”ہممم۔۔۔۔ سروج حیدر مزہ آئے گا تمہارے ساتھ“ کہتے ہی وہ ہنس دیا

یہ اسکا مشغلہ تھا کہ وہ رات کا کھانا کھانے کے بعد ضرور واک پر نکلتی تھی،اور ساتھ میں اس کے دونوں بھائی بھی ہوتے تھے،انکے گھر کے سامنے ہی ایک پارک تھا،جہاں آس پاس کے سب لوگ صبح اور رات واک پر نکلتے تھے،وہ ابھی پارک میں انٹر ہی ہوئی تھی کہ ہوا میں اڑتی بال سیدھی اسکے سر پر آن لگی،فریحہ تو وہی اپنا سر پکڑ کر رپ گئی،جبکہ اس کے ساتھ کھڑے عبداللہ کی تو ہنسی نکل گئی،فریحہ اسے اور حسیب کو زبردستی اپنے ساتھ پارک میں لیکر آئی تھی،حسیب تو اپنی بہن کی بات مان گیا جبکہ عبداللہ کا منہ بن گیا مگر حسیب کی گھوری پر فوراتیار ہو گیا۔

"ہاہاہا۔۔۔"عبداللہ کا تو قہقہ ہی نا رکے جبکہ حسیب تو واقعی پریشان ہو گیا تھا

اتنے میں فساد کی جڑ مطلب کے مائز بھاگتے ہوئے اسکے پاس آیا

"اوئے میری بال۔۔۔۔ شکر ہے مل گئی۔۔۔۔ میں تو ڈر ہی گیا تھا" فریحہ کے بلکل قریب بیٹھتے اسنے مزے سے بال اٹھائی اور وہاں سے چلتا بنا جب حسیب کی غصیلی آواز نے اسے روکا

"کیا تم پاگل ہوں؟" حسیب غصے سے بولا

"نہیں میں مائز ہوں" مائز نے جواب دیتے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑ دیے تھے

مائز کے نام پر جہاں فریحہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا وہی عبداللہ بھی مائز کو داد دیے بنا نارہ سکا

حسیب تو حیرانگی سے اس تیئس سال کے بچے کو دیکھ کر حیران رہ گیا، جب مائز کی نظر فریحہ پر پڑی جس نے فوراً سے نظریں نیچی کرلی، جب مائز بھی اسکے برابر بیٹھا، گھاس پر ہاتھ پھیرنے لگا، ان تینوں بہن بھائیوں نے حیرت سے اسکی اس حرکت کو دیکھا

"مائز کیا؟ کیا کر رہے ہوں تم؟" فریحہ حیران ہوئی

"تمہارے پیسے ڈھونڈ رہا ہوں جو کھو گئے ہیں؟" وہ فریحہ کے زمین پر بیٹھنے کی وجہ یہ سمجھتے ہوئے بولا

"اور آپ دونوں کو شرم نہیں آتی آپ نے اس بیچاری کی مدد نہیں کی" اب کی بار وہ اسکے دونوں بھائیوں کو لتاڑتے بولا، جس پر وہ دونوں حیران رہ گئے، جبکہ فریحہ نے مسکراہٹ دبالی

”مائز۔۔۔۔۔۔۔مائز یہاں کیا کر رہے ہوں؟“اتنے میں نیلم اور ہالا اسکی طرف آئی، ہالا تو عبداللہ کو وہی دیکھ کر راستے میں رک گئی جبکہ عبداللہ کی تو اسکو دیکھ کر بتیسی باہر نکل آئی

”نیلی وہ نا میری فرینڈ کے پیسے غم گئے تھے وہی ڈھونڈ رہا ہوں۔۔۔اور دیکھو یہ بڑے بڑے دونوں بھائیوں کو اسکی مدد نہیں کر رہے“اسنے منہ بسورتے نیلم کو شکایت کی، جس پر حسیب کو تو غصہ آ گیا

”او یو ایڈیٹ کب سے تمہاری بکواس برداشت کر رہا ہوں، ایک تو اپنی بال سے میری بہن کا سر پھاڑ دیا، اور اب دوسرا یہ بچوں جیسا بی ہیو کر رہے ہوں۔۔۔۔۔سٹوپڈ۔۔۔۔۔ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری“حسیب تو بول چکا مگر اب ہالا اور فریحہ دونوں کی نظریں نیلم پر تھی جو کہ تپ چکی تھی

”ہاں ہاں بھیا بلکل سہی کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔الٹا چور کو توال کو ڈانٹے۔۔۔۔مجھے تو آپکا بھائی پاگل لگتا ہے جائے اسکا کسی مینٹل ہاسپٹل سے علاج کروائے“ اب کی بار تو فریحہ اور ہالا دونوں نے آنکھیں میچ لی، نیلم کا چہرہ ضبط سے سرخ ہو گیا تھا

اسنے بنا کچھ ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوتل کا ڈھکن کھولا اور دونوں بھائیوں کو اس سے نہلا دیا، فریحہ اب اٹھ چکی تھی حیرت کے مارے اپنے دونوں بھائیوں کو دیکھنے لگی، جن کے منہ کھل گئے تھے

”زیادہ غصہ انسان کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے تو احتیاط لازم ہے“ حسیب کے سامنے کھڑی اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ بولی

”یو فول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔“ اس سے پہلے کے حسیب کچھ بولتا نیلم نے ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ کروا دیا

"نولسن ٹومی یو مسٹر فول۔۔۔۔۔۔۔ آئیندہ سے اگر میرے بھائی کو پاگل کہنے کی کوشش کی یا اس حوالے سے کوئی بھی بات کی تو وہ حشر کروں گی کہ دیکھتے رہ جاؤں گے، اور یاد رکھوں گے کہ نیلم حسن کون تھی" ٹشو سے اسکے ماتھے پر چمکتی پانی کی ننھی بوندوں کو صاف کرتے وہ وارننگ زدہ لہجے میں بولی

"اور یہ بات تم پر بھی لاگو ہوتی ہے" اب اسکا اشارہ عبداللہ کی طرف تھا جس نے فرمانبرداری سے ہاں میں سر ہلا دیا

حسیب تو اس لڑکی کو دیکھ کر رہ گیا

"ارے بچوں کب سے ویٹ کر رہی ہوں تم لوگ یہاں ہوں۔۔۔۔۔۔۔ ارے فریحہ بیٹا تم کیسی ہوں؟" ان تینوں سے بات کرتے یکدم ان کی نظر فریحہ پر پڑی

"السلام علیکم آپی" فریحہ نے جھٹ سلام کیا

"وعلیکم السلام میرا بچا کیسی ہوں؟" انہوں نے اسی شیریں لہجے میں جواب دیا

"ماپی آپ جانتی ہے مائز نے بال اتنی زوروں سے ہٹ کیا کے وہ فلائے کرتا سیدھا فریحہ کے سر پر لگا" اس سے پہلے فریحہ کوئی جواب دیتی مائز فر سے بولتا ان سے لپٹ گیا

"ہاں کیا سچ میں؟ تو آپ نے سوری کیا؟" پیار سے اسکے بالوں کو سنوارتے انہوں نے پوچھا

"کہاں یہ سب آپس میں لڑنے لگ گئے" اسکا اشارہ ان چاروں کی طرف تھا

"نیلم۔۔۔۔ہالا" انکا لہجہ یکدم سخت ہو گیا

"بجو قسم لے لے میں نے کچھ نہیں کیا" ہالا نے فوراصفائی دی

"ہاں پنکی نے کچھ نہیں کیا" مائزنے بھی اسکا ساتھ دیا

"پنکی" عبداللہ کی تو اس کے نام پر ہنسی نکل گئی، جس پر ہالا نے اسے زبردست گھوری سے نوازہ

"نیلم؟" اب انکا رخ اسکی طرف تھا

"زکریہ باجی آپ نہیں جانتی انہوں نے مائز کو پاگل کہاں اور بولے اسے ڈاکٹر کی ضرورت ہے" وہ جھنجھلاتے ہوئے بولی

”ہاں تو پاگل کو پاگل ہی بولے گے نا“ عبد اللہ بڑبڑایا مگر ہائے رے اسکی بری قسمت جو اسکی بات نیلم کے کانوں تک پہنچ گئی

”تم!!! ٹھہرو ذرا بتاتی ہوں میں تمہیں“ وہ اپنی آستینیں چڑھاتی عبد اللہ پر چڑھ دوڑی، جو فوراً حسیب کے پیچھے چھپ گیا، اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرپاتی اسکا اٹھا ہاتھ حسیب کی فولادی گرفت میں تھا، جس کا چہرہ بلکل سنجیدہ تھا

”میں تمہارا لحاظ صرف اس لیے کر رہا ہوں کہا اول تو یہ کہ تم ایک لڑکی ہوں اور دوسرا میری ٹیچر کی بہن ہوں تم“ سپاٹ لہجے میں بولتے اسنے نیلم کا ہاتھ چھوڑا اور اب زکریہ بجو کے سامنے جا کھڑا ہوا

”کیسی ہے آپ“۔ بہت محبت سے انکا ہاتھ اپنی آنکھوں پر لگاتے اسنے پوچھا، جبکہ باقی کی عوام حیرت سے یہ تماشہ دیکھ رہی تھی

”میں ٹھیک بچے تم کیسے ہوں“ وہی میٹھی مسکان

”میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔۔ اور معافی چاہتا ہوں کہ مائر کے ساتھ اپنے رویے پر۔۔۔ آپکا بھائی ہے معلوم نہیں تھا“ وہ نادم لہجے میں بولا تھا

”آپ کا بھائی ہے معلوم نہیں تھا۔۔۔ ہنہ کسی اور کو ہوتا تو کوئی شرمندگی نہیں تھی نا اپنے رویے پر“ نیلم جل کر بولی

”کوئی بات نہیں تم اپنی غلطی پر نادم ہو یہی کافی ہے“ اسکا ہاتھ تھپتھپاتے وہ بولی اور ساتھ ہی نیلم کو آنکھوں کے ذریعے وارن کیا

"چلے اب ہمیں اجازت دے ہم چلتے ہیں" واک کرنے کا تو سارا موڈ غرق ہو گیا تھا

"چلو جیسی تمہاری مرضی" انہوں نے فورس نا کیا

"ایک بار پھر سے سوری۔۔۔۔۔اور آپ نے سہی کہا انسان کو واقعی غصے کو قابو میں کرنا آنا چاہیے" نیلم کے پاس سے گزرتے وہ اسے دیکھ کر بولا

"چلو بچو" فریحہ اور عبداللہ کو مخاطب کیے وہ بولا

"ماپی آپ فریحہ کو روک لے نا وہ میرے ساتھ کھیلے" مائز نے ضد کی

"چھوڑو مائز جانے دوں ہم ہے نا ہم کھیلے گے" نیلم نے اسے پچکارا

"ہاں مائز ہم کھیلتے ہے چلو"ہالا نے بھی ہاں میں ہاں ملائی

"نہیں مجھے اسی کے ساتھ کھیلنا ہے"اور شروع اسکی بچوں جیسی فرمائش

"بیٹا سمجھنے کی کوشش کروں فریحہ کو جانا ہے نا گھر"انہوں نے سمجھایا

"مجھے نہیں پتا کھیلنا ہے تو بس کھیلنا ہے"

"ہالا مائز کو اسکی میڈیسن دی تھی آپ نے ؟"انہوں نے ہالا سے سوال کیا

"وہ آئی ایم سوری آپی۔۔۔۔۔میں بھول گئی سوچا گھر جا کر دے دو گی"وہ سر جھکائے مجرم کی طرح بولی

"اٹس اوکے آپی میں رک جاتی ہوں کھیلنے کے لیے" فریحہ خود ہی بول پڑی

"ارے نہیں بچا آپ فکر نا کروں" انہیں افسوس ہوا

"ارے کوئی مسئلہ نہیں میں رک جاتی ہوں۔۔۔۔۔ بھائی دونوں واپس چلے جائے گے"

"فریحہ تم اکیلے کیسے آؤ گی؟" حسیب نے پریشانی سے پوچھا، جو بھی تھا وہ اسکے یوں اکیلے آنے کے حق میں نہیں تھا

"ارے بھائی کوئی بڑی بات نہیں، مائز کے گھر سے پانچ منٹ کی واک پر تو ہمارا گھر ہے" اسنے حل نکالا

”اچھا چلو جیسی تمہاری مرضی“ وہ ہار مانتے لہجے میں بولے

”اوکے تو ڈیسائڈ ہو گیا کہ میں مائز کے ساتھ کھیلو گی“ فریحہ مسکراتے بولی تو مائز اپنی جگہ سے اچھل پڑا

”چلو فریحہ میں ہم چل کر کھیلتے ہیں“ مائز اسکا ہاتھ تھامے وہاں سے لے گیا

اگر اس وقت مائز کی جگہ کوئی اور ہوتا تو حسیب اور عبداللہ اسکا کچومر بنا دیتے مگر چونکہ مائز کی مینٹیلیٹی کو مدنظر رکھتے انہوں کچھ نہیں کہا

”اچھا ہمیں اجازت خدا حافظ“ حسیب نے بولتے ہی وہاں سے باہر کی راہ لی مگر جاتے وقت نیلم کا پورا جائزہ لینا نا بھولا، اور دوسری طرف عبداللہ کا بھی یہی حال تھا

"میں نے کہا تھا نا کہ ہم دوبارہ ضرور ملے گے۔۔۔۔۔دیکھ لو" ہالا کہ پاس سے ہوتے اسنے کان میں سرگوشی کی جو حسیب کی زیرک نگاہوں سے نا بچ سکی

"ابراہیم کی طبیعت اب کیسی ہے بھابھی؟" رات کو ابراہیم کے سونے کے بعد ھدی نے سروج کے کمرے میں آکر پوچھا

"ہاں اب تو اللہ کا شکر ہے بہتر ہے" وہ اسکے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے محبت سے بولی

"ہممم" اسکے پاس بیڈ پر بیٹھے ھدی بھی ابراہیم کو دیکھنے لگ گئی

”وقت کتنی جلدی گزرتا ہے نا بھابھی۔۔۔۔۔۔۔۔چار ماہ۔۔۔۔چار ماہ ہو چکے ہیں ان سب کو ہم سے بچھڑے ہم سے دور گئے، مگر ہم پھر بھی جی رہے ہیں، ہنستے ہیں گاتے ہیں، کھاتے ہیں پیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوں جیسے کوئی غم کوئی تکلیف نا ہوں“ ھدی کھوئے کھوئے لہجے میں بولی

”تم جانتی ہوں ھدی آج چھ سال پورے ہو گئے ہیں میری اور عمیر کی پہلی ملاقات کو“ اسنے ھدی کی بات سن کر اپنی کہی

”مجھے آج بھی یوں ہی لگتا ہے جیسے کل کی بات ہوں، مگر تم نے سہی کہا وقت کسی کے لیے نہیں رکتا، اور اب ہمیں وقت کے ساتھ سمجھوتا کرنا ہو گا چاہے کچھ بھی ہو جائے، تم سمجھی نا“ جس پر ھدی نے فقط ہاں میں سر ہلا دیا

”اچھا اس سب کو چھوڑے آپ جانتی ہے آج یونی میں میری ایک نئی دوست بنی“ ھدی نے ایکسائٹڈ ہوتے بتایا

”کیا سچ میں؟ اور تمہارے اس بیسٹ نے کچھ نہیں کہا؟“ جس پر ھدی نے سر نفی میں ہلا دیا

”نہیں آپ جانتی ہے میری نئی دوست بہت بہادر ہے اس نے ایک لڑکے کو پیٹا بھی تھا اور مجھے کہا اگر بیسٹ نے اسے کچھ کہا تو وہ اسے بھی ایسے ہی مارے گی کیونکہ وہ بہت اچھی فائٹر ہے“

”ارے واہ یہ تو کمال ہو گیا“ سروج بھی داد دیے بنا نا رہ سکی

"اچھا چلو اب باتیں چھوڑو اور جاؤ سو جاؤ صبح پھر محترمہ سے اٹھا نہیں جاتا" انکو باتیں کرتے کافی ٹائم ہو گیا تھا جب سروج نے اسے بولا

"اوکے گڈ نائٹ بھابھی" وہ کہتے ہی اپنے کمرے کی جانب چل دی

پارک سے واپسی پر وہ کافی لیٹ ہو گئی تھی، وہ ابھی بھی واک کرتی جا رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے سرسراہٹ سی سنائی دی، اسنے مڑ کر دیکھا تو بلی کا بچا تھا

وہ اب دوبارا اب آگے کو چل دی، جب اچانک ایک قدرے تنگ اور بند سیاہ گلی میں سے کسی نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسے اندر کھینچ لیا، اس سے پہلے کے وہ چیختی مقابل اسکا منہ بند کر چکا تھا

میری ایک بات کان کھول کر سن لو تم میری حد حد سے دور رہو، وہ صرف میری اپنے بیسٹ کی ہے، میرے علاوہ کوئی اسکی محبت تو کیا دوستی پر بھی حق جمائے مجھے برداشت نہیں۔ بہت غرور ہے نا تمہیں اپنی ول پاور پر مگر ایک بات اپنے دماغ میں بٹھا لو کہ اپنی حد حد کے لیے میں اکیلا ہی کافی ہوں، وہ صرف میری ہے اور اسے میرے علاوہ کسی اور کی ضرورت نہیں، تو آئیندہ اس سے دور رہنا، اور میں کیا کیا کر سکتا ہوں اسکا ایک ٹریلر تمہیں اب دکھاتا ہوں" یہ کہتے ہی اسنے اپنے بازوؤں کے حلقے میں مچلتی فریحہ کا سر دیوار میں دے مارا اور خود وہاں سے وہ سایہ غائب ہو گیا

فریحہ کو زیادہ لگی تو نہیں تھی مگر پھر بھی ایک بار کو دماغ چکرا گیا تھا۔ پہلے مائز کی بال اور اب اسی جگہ پر لگنے والی چوٹ اسے شدید تکلیف ہوئی تھی

"عمارہ بیٹا جاگ رہی ہوں؟" اسکے کمرے میں داخل ہوتے مسز سلطان نے پوچھا

"نو ماما ناچ رہی ہوں آئے آپ بھی جوائن کر لے مجھے" اسکے جواب پر تو مسز سلطان جل بھن کر رہ گئی، مگر خود پر قابو پایا

"بیٹا ایک بات کرنی ہے تم سے" اسکے پاس بیڈ پر بیٹھتے وہ بولی

"جی کہیے" موبائل استعمال کرتے اسنے گویا اجازت دی

"بیٹا تم جانتی ہوں اس دن مراد اور اس کے پیرنٹس کیوں آئے تھے؟"

"ماما مجھے کیسے پتا، بھوکے لوگ آگئے ہوں گے روٹی کھانے" ایک تو اس لڑکی کے بد تمیزانہ جواب

”وہ تمہارے لیے مراد کا رشتہ لیکر آئے ہیں اور مجھے اور تمہارے ڈیڈ کو بھی کوئی اعتراز نہیں بس تم سے کنفرم کرنا تھا کہ کب کی ڈیٹ دے انہیں منگنی کی؟“ انکی بات پر تو عمارہ سپرنگ کی طرح اچھلی

”ایک منٹ ایک منٹ کیا مطلب ہے اس بات کا کیا آپ صرف مجھ سے منگنی کس دن رکھنی ہے یہ پوچھنے آئی ہے۔ اور یہ نہیں کہ میں راضی ہوں یا نہیں؟“ وہ تو کھول کر رہ گئی

”بیٹا مراد راضی ہے اس رشتے سے“ انہوں نے جواز پیش کیا

”سو واٹ کیا میں راضی ہوں؟ یا میں نے ہاں کی جو آپ لوگ راضی ہو گئے، میری مرضی میری ہاں کی کوئی ویلیو نہیں“ وہ تو پھٹ پڑی

”عمارہ مراد ایک اچھا لڑکا ہے“ انہوں نے پھر سے سمجھانے کی ناکام کوشش کی

"اچھا!!!!!! اگر اتنا ہی اچھا ہے تو خود کر لے نا شادی مجھے کیوں آفر کر رہی ہے آپ" اسکا غصہ کسی صورت کم ہونے کو نا آرہا تھا

"بس زبان پر لگام دوں عمارہ کیا دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔۔۔۔ کیا فضولیات بک رہی ہوں"

"میں؟ میں فضول بول رہی ہوں؟ ہاں سہی کہا میں فضول بک رہی ہوں کیونکہ میں خود بھی فضول ہوں۔۔۔۔اب خوش"

"عمارہ کیا ہو کیا گیا ہے تمہیں؟" وہ تو حیران رہ گئی اپنی بیٹی کا یہ رویہ دیکھ کر

”مجھے کیا ہوا ہے؟ہاں سہی کہا مجھے کیا ہونا ہے؟ کچھ بھی تو نہیں۔۔۔۔ آپ مجھے بتا ہی دے کہ آپ دونوں کا مسئلہ کیا ہے میرے ساتھ سکون نہیں ملا آپ دونوں کو ایک بار میری زندگی برباد کر کے جو دوبارہ وہی سب کچھ کر رہے ہیں“ آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر چہرے کو بھگونے لگے

”او مائی گاڈ عمارہ تم اس سڑک چھاپ کو بھول کیوں نہیں جاتی۔۔۔۔۔۔ نکل چکا ہے وہ تمہاری زندگی سے۔۔۔ چھوڑ دیا ہے اسنے تمہیں“

”اسنے مجھے نہیں چھوڑا۔۔۔ وہ نہیں نکلا تھا میری زندگی سے آپ لوگوں نے نکالا تھا۔۔۔ سمجھی آپ۔۔۔ میرے ماں باپ ہی میرے دشمن بن گئے تھے۔۔۔۔ کیا قصور تھا اسکا؟ کیا قصور تھا اسکا صرف اتنا کہ وہ ہم لوگوں جتنا امیر نہیں تھا، ہمارا سٹیٹس میچ نہیں کرتا تھا“

”عمارہ ہوش کے ناخن لو کیا بولے جا رہی ہوں“

”سچ۔۔۔۔ سچ بول رہی ہوں جو آپ لوگوں سے برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔۔ جھوٹے ہیں، فریبی ہے آپ لوگ، اپنی ہی اولاد کی خوشیوں کے قاتل“

”عمارہ!!!!“ دروازے کے پاس کھڑے سلطان صاحب دھاڑے

”بس بہت سن لی تمہاری۔۔۔۔ تم تو تمیز ہی بھول گئی ہوں۔۔۔ اپنی ماں سے بات کرنے کی تمیز نہیں تمہیں“ جبکہ عمارہ لب بھینچ کر رہ گئی

”بیگم آپ شمشیر صاحب کو کال کریں اور ہاں بول دے ہمیں یہ رشتہ منظور ہے“ انکا لہجہ چٹانوں جیسا سخت تھا، عمارہ کی تو آنکھیں پھیل گئی

”آپ۔۔۔آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے“اسکی آواز اونچی ہو گئی

”آواز نیچی۔۔۔اپنے باپ سے مخاطب ہوں تم بھولو مت۔۔۔اور ہاں ہم اس رشتے کے لیے ہاں کر رہے ہیں“وہ بارعب لہجے میں بولے

”میں انکار کر دوں گی“انکے جاتے ہی پیچھے سے وہ چلائی

”اگر تم نے انکار کیا تو میرا مرا ہوا چہرہ دیکھو گی“وہ جذبات سے عاری لہجے میں بولے

”اور اگر آپ نے ہاں کی تو میرا مرا ہوا چہرہ دیکھے گے۔۔۔میں خود کو ختم کر لوں گی سنا آپ نے“اسکی اس بے خوفی پر تو وہ دونوں ہی کانپ اٹھے

”عمارہ!!“مسز سلطان نے کچھ سوچے سمجھے بنا اس کے چہرے پر تھپڑ دے مارا

عمارہ اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے، بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھنے لگی، اسکی آنکھیں غصے سے بھر گئی اور اسنے تیزی سے خود کو واشروم میں بند کرلیا

وہ گھر میں داخل ہوئی تو ہر طرف خاموشی کا راج تھا، اسنے شکر منایا، مگر فوراً ہی لاؤنج کی تمام لائٹس اون ہو گئی، وہ آنکھیں میچ کر رہ گئی

"تو یہ ہے تمہاری تھوڑی دیر؟" طنز سے ڈوبی آواز پر اسنے مڑ کر دیکھا تو حسیب کھڑا تھا

"سوری بھیا تھوڑی دیر ہو گئی" اسنے اپنی طرف سے جواز پیش کیا، جبکہ حسیب کی نظر اسکے ماتھے پر لگی چوٹ پر گئی

"یہ کیا ہوا ہے؟" اسکے پاس آتے چوٹ کا جائزہ لیے اسنے پوچھا

"وہ کچھ نہیں بس دوبارہ چوٹ لگ گئی" وہ کھسیانی انداز میں ہنسی

"مائز کی وجہ سے؟"

"ارے نہیں نہیں اس نے تو کچھ بھی نہیں کہا، بس بے دھیانی میں چلتے پیر سلپ ہوا اور سڑک پر گر گئی" اسنے گڑبڑا کر جواز پیش کیا، مبادا حسیب دوبارہ ناماٸز کو کچھ کہہ دے، اسکا بھائی ان دونوں کے معاملے میں کتنا پکا تھا وہ اچھے سے جانتی تھی، حسیب نے اسکی بات پر یقین تو نہیں کیا مگر کچھ پوچھا بھی نہیں

"ہمممم۔۔۔ تو تم ان لوگوں کے ساتھ گھر واپس آئی ہو؟" حسیب نے سوال کیا

”ہاں۔۔۔ آپ جانتے ہیں بہت مزہ آیا ان لوگوں کے ساتھ، اسپیشلی نیلم اور ہالا آپی تو بہت اچھی ہے، انہوں نے اتنا روکا مگر۔۔۔۔۔۔“

”ہمم نیلم۔۔۔“ اسنے چونک کر اپنے بھائی کو دیکھا جس کے چہرے پر کوئی اور ہی داستان رقم تھی

”ویسے بھیا“ اسنے بلایا

”ہوں؟“

”نیلم آپی اتنی بری بھی نہیں سوچا جا سکتا ہے؟“ وہ شرارت سے کہتی اپنے کمرے کو دوڑی، جبکہ پیچھے کھڑے حسیب کو جب تک بات کا مطلب سمجھ آیا وہ جا چکی تھی

”ویل واقعی میں اتنی بری بھی نہیں“ایک مسکراہٹ اپنے آپ اسکے چہرے پر آ گئی

”کام کب تک ہو گا؟“فون کے دوسری طرف سے آواز سنائی دی

”بس دو تین دن تک ہو جائے گا.بہت مالدار پارٹی ہے،بس تھوڑا صبر کرنا ہو گا“اس پار موجود شخص نے جواب دیا

”ہاں جو بھی کرنا ہے جلدی کروں باس کہتے اب اور انتظار نہیں ہو رہا“

”ہاں ہاں باس سے کہو بس کچھ دن صبر کرلے پھر اپنے عیش ہی عیش ہیں“ کال والا مکروہ ہنسی ہنستے بولا

”ہمم ٹھیک ہے“ اور کھٹاک سے فون بند ہو گیا

جبکہ اب وہ شخص اپنے اگلے پلان کے بارے میں سوچنے لگا

”آپ اسے بتا کیوں نہیں دیتے سلطان؟“ مسز سلطان انکے سامنے بیٹھتے پوچھنے لگی

”کیا بتاؤں میں اسے؟“ وہ تھکے انداز میں بولے

”وہی جو سچ ہے۔۔۔۔یہی کہ وہ شخص جس کی خاطر آج وہ اپنے ماں باپ سے اس قدر بد تمیزانہ لہجے میں گفتگو کر رہی ہے، وہ انسان بہت پہلے اسکو چھوڑنے کے بدلے آپ سے اچھی خاصی قیمت وصول کر چکا ہے“

”نہیں بیگم مجھ میں ہمت نہیں ورنہ اسکا دل ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔۔۔۔ میری بچی برداشت نہیں کر پائے گی“انکی آنکھیں نم تھی

”اور جو بد گمانیاں وہ پال چکی ہے ہمارے بارے میں کیا آپ وہ برداشت کر پائے گے، جی پائے گے، مجھے تو اس انسان سے نفرت محسوس ہو رہی ہے، آہ نکلتی ہے میرے دل سے اسکے لیے، ہماری پھول جیسی بچی کا دل روند دیا اسنے، اگر سچ میں محبت کرتا تو لڑتا، مگر نہیں وہ انسان تو بیچ راہ اسے چند روپوں کے لیے چھوڑ گیا، اور اب وہ ہم سے بد گمان ہو چکی ہے، نجانے اب کیا ہو گا؟“

"سب ٹھیک ہو جائے گا آپ فکر نا کریں "انہوں نے دلاسہ دیا

"اور وہ مراد کے گھر؟ کیا کال کر دوں رشتے کے لیے ہاں کر دوں؟ "انہوں نے پوچھا

"نہیں آپ ایسا کچھ بھی نہیں کرے گی، میں اپنی اولاد کی نفرت تو برداشت کر سکتا ہوں مگر دوری نہیں، اتنا حوصلہ نہیں ہے مجھ میں "وہ عمارہ کی دی گئی دھمکی سے حقیقت میں خوفزدہ ہو چکے تھے

"لائٹ آف کر دے مجھے نیند آرہی ہیں "کہتے ہی انہوں نے اپنی آنکھوں پر بازو رکھ لیا، اور مسز سلطان کو جی بھر کر افسوس ہوا اپنی اولاد کے رویے پر

”گڈ مارننگ ڈیڈ، گڈ مارننگ مام“ صبح ناشتے کی ٹیبل پر پہنچتے ہی وہ بولا

”گڈ مارننگ مائی سن“ مسز علی پیار سے بولی

”گڈ مارننگ بوا“ کچن سے جوس لاتی بوا سے وہ بولا

”ارے میاں کتنی بار سمجھایا ہے سلام لیتے ہیں، برکت رہتی ہے، مگر نہیں تم لوگوں کو تو یہ موا انگریزوں کے پیچھے لگنے کا بہت شوق ہوتا ہے نا“ بوا ناک منہ چڑھا کر بولی

”ہائے یہی میرا زرار ہوتا نا تو کتنے پیار اور محبت سے سلام کرتا“ انکی بات پر ایک پل کو ناشتہ کرتے تمام ہاتھ رکے، جبکہ بوا جوس رکھ کر واپس ہولی

موسی نے سب کے چہروں کو دیکھا، جہاں ہر کوئی ایک دوسرے سے اپنا دکھ چھپانے کی ناکام سی کوشش کر رہا تھا

"موسی آج یونی سے جلدی آجانا تمہیں میرے ساتھ ایک بزنس ڈنر پر جانا ہے" علی زماد کی بات پر تو اسکا منہ بن گیا

"نو وے ڈیڈ" اسنے منہ بسورا

"میں نے رائے نہیں مانگی، بتا رہا ہوں، شام سات بجے جانا ہے تو تیار رہنا" حکم صادر کرتے وہ آفس کے لیے نکل گئے، جبکہ موسی پیچھے برے برے منہ بنانے لگ گیا

"ہٹلر۔۔۔۔۔۔اف مام کیا لو میرج کرنے کو کوئی اور نہیں ملا تھا آپ کو؟" موسی کے ڈائریکٹ سوال تو انکا پارہ ہائی ہو گیا، جبکہ ندا کا قہقہ پورے حال مین گونجا

”جو پاپا کہہ رہے ہیں وہ کروں آخر کو یہ سب تمہارا ہے تمہیں ہی سنبھالنا ہے“

”او ہوں آپ غلط ہے یہ سب میرا نہیں ہمارا ہیں، میرا اور ازی کا اور بہت جلد وہ بھی میرے ساتھ اسے سنبھالے گا“ وہ پر یقین لہجے میں بولتا وہاں سے چل دیا، جس پر مسز علی کا منہ بن گیا، جبکہ ندا کے دل نے چپکے سے آمین کہا۔

”بات کرنی ہے تم سے مجھے یونی کے سامنے والے کیفے میں آکر ملو پندرہ منٹ میں“ کلاس سے نکلتے ہی مراد کو عمارہ کا میسج موصول ہوا، جس پر وہ حیران رہ گیا، خیر کچھ سوچتے ہوئے وہ عمارہ سے ملنے چلا گیا

"تم نے یاد کیا؟" اسکے سامنے والی کرسی پر بیٹھے اس نے پوچھا

"ہاں بات کرنی ہے تم سے" وہ سپاٹ لہجے میں بولی، مراد کو اسکا لہجہ کھٹکا

"بولو سن رہا ہوں"

"مجھے تم سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا تو میری طرف سے انکار ہے، مگر میں چاہتی ہوں کہ تم بھی انکار کردوں" اسنے بغیر کوئی لگی لپٹی رکھے بات کی

مراد تو سکتے میں آگیا

"اگر تم انکار کرچکی ہوں تو میرے انکار کرنے کا کیا فائدہ؟" خود کو نارمل کرتے اسنے پوچھا

”کیونکہ میرے ماں باپ مجھے زبردستی تمہارے پلے باندھ رہے ہیں“ وہ غصے سے دھیمی آواز میں غرائی

”کیا میں انکار کی وجہ جان سکتا ہوں؟“

”ہاں۔۔۔ تو سنوں مراد شمشیر میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں، مگر میرے ماں باپ نے صرف سٹیٹس دفرینس کی وجہ سے ہمیں جدا کر دیا، اور اسے دھمکی بھی دی کہ اگر اسنے مجھے نا چھوڑا تو ڈیڈا اسکی فیملی کو ختم کر دے گے“ عمارہ کی آنکھیں نم جبکہ لہجہ مضبوط تھا

”کیا؟ کیا نام ہے اسکا؟“ مراد پر تو حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے

”جلال صدیق!!“ یہ کہتے ہی وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی اور باہر چلی گئی

مراد کے تو کان سائیں سائیں ہونے لگے اسے ابھی تک یقین نا آیا

عمارہ اور کسی سے محبت یہ کیسے ہو سکتا تھا، وہ جھلی سی لڑکی تو اسکی تھی، جس سے اسے کب محبت ہوئی مراد کو کچھ پتا نا چل سکا

وہ کئی منٹ اسی جگہ بیٹھا، بے زبان اپنی محبت کا ماتم مناتا رہا۔

آج سروج کو کسی بزنس ڈنر پر جانا تھا اسی لیے وہ یونی نہیں آئی، موسی جو آج اپنا پلان شروع کرنے کا سوچ رہا تھا سروج کو نا پا کر ہاتھ مسل کر رہ گیا، زرا سے وہ پوچھ نہیں سکتا

تھا اور کسی سے پوچھنے کا فائدہ نہیں تھا، کیونکہ سروج اگر کسی سے کبھی کبھار بات کر بھی لیا کرتی تھی تو وہ صرف زرار تھا۔

”کوئی بات نہیں مس سروج حیدر آخر کب تک مجھ سے بچوں گی، کبھی نا کبھی تو میرے شکنجے میں آؤ گی نا“ وہ خود سے بڑبڑایا اور پھر زرار کو دیکھا جو ایک بار پھر کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا

”کاش ایک بار۔۔۔۔۔۔ایک بار تو مجھے گلے لگا لے میرے یار“ وہ اسے دیکھتا بے بسی سے سوچنے لگا

زرار خود پر موسی کی نظریں محسوس کر سکتا تھا مگر اب اسکا کوئی فائدہ نہیں، اب اسکا کسی سے کوئی لینا دینا نہیں تھا

”بھاؤؤؤؤؤ!!!“پانی پیتے کوئی اسکے پیچھے سے کان میں اتنی زور سے چلایا کہ ھدی کو اچھو لگ گیا، اور وہ کھانسنے لگ گئی

”اور تیری۔ سوری یار مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اتنی ڈرپوک ہوں“ یہ کہتے ہی فریحہ ہنسنے لگی جبکہ ھدی گھور کر رہ گئی

”یہ کونسا طریقہ ہے کسی کو بلانے کا“وہ گھورتے بولی

”آں میرا بے بی ناراض ہو گیا“ اسکے گال کھینچتے فریحہ بولی

”افففف مت کرے نا“ اسنے فریحہ کے ہاتھ ہٹائے

"یہ ؟یہ آپ کے سر پر کیا ہوا ہے ؟۔۔ کہی اس بیسٹ نے تو کچھ۔۔۔"وہ تو ڈر گئی

"او یہ۔۔۔یہ تو چوٹ لگی ہے۔۔۔اور وہ بیسٹ میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتا"اسکو ڈرتے دیکھ کر فریحہ نارمل انداز میں بولی،حالانکہ ھدی کے اتنے پکے تکے پر وہ حیران ضرور ہوئی تھی۔

"اچھا چلو اب کلاس کا وقت ہو گیا ہے جاؤ جلدی شاباش"وہ اسے منظر سے غائب کرتی بولی

آج فریحہ کے کچھ خاص لیکچر نہیں تھے،اسی لیے وہ یونی کا راؤنڈ لینے لگ گئی،جب اسے زرار کلاس سے نکلتا نظر آیا

”کیسے ہوں مسٹر زرار اور میں کہوں ھد ھد کے بیسٹ“ فریحہ کی طنزیہ آواز کانوں سے ٹکڑائی تو زرار کے چہرے پر بھی پر اسرار مسکان آ گئی

”ماننا پڑے گا تمہیں رسی جل گئی مگر بل نا گیا، آج تک کسی کی اتنی جرات نہیں ہوئی کہ بیسٹ اسے وارن کرے اسکے باوجود بھی وہ اسکے سامنے دھڑلے سے کھڑا ہوں“ زرار داد دینے والے لہجے میں بولا

”اور کسی میں اتنی ہمت بھی نا ہو گی کہ زرار دا بیسٹ کو چوٹ پہنچائے“ اشارہ زرار کے ہاتھوں پر موجود فریحہ کے ناخنوں کے نشان تھے، جو کل اپنے بچاؤ کے لیے فریحہ نے استعمال کیے تھے

”زرار کو یہ معمولی چوٹیں کچھ نہیں کہتی“

”فریحہ کو بھی یہ معمولی چوٹیں کچھ نہیں کہتی اسی لیے تو تمہارے سامنے ہوں“ اپنے سر کی چوٹ کی طرف اشارہ کرتے اسنے بات مکمل کی

”تم کیا ہوں کیا نہیں مجھے یہ جاننے کا شوق نہیں، بس اتنا جان لو کہ میری ھدی سے دور رہوں اچھا ہو گا تمہارے لیے“ اسے وارننگ دیتے وہ وہاں سے چل دیا، جبکہ فریحہ پیچھے دانت پیس کر رہ گئی

”تم سے مقابلہ کرنے میں مزہ آئے گا، مسٹر زرار“ وہ زرار کے پیچھے سے خود سے بولی.

سروج کو بزنس ڈنر پر جانا تھا اسی لیے ھدی بھی یونی سے جلد ہی واپس آگئی تھی، تا کہ وہ سروج کی مدد کرواسکے اور ابراہیم کو سنبھال لے۔

"افف کچھ سمجھ نہیں آرہی کے آپ کیا پہنے گی؟" سروج سے زیادہ ھدی ایکسائٹڈ تھی، جس پر وہ مسکرا دی

"کیا ہو گیا ہے ھدی اتنی جزباتی کیوں ہو رہی ہوں کچھ بھی پہن جاؤ گی" وہ سادگی سے بولی

"کیا مطلب ہے آپ کا کچھ بھی سے؟ بھئی آپ کو سب سے بیسٹ دکھنا ہے اور اسکے لیے ضروری ہے کہ آپ اچھا سا تیار ہوں" وہ سروج کو آنکھیں دکھاتے بولی

"اچھا سب چھوڑے یہ بتائے کہ یہ کیسا لگے گا؟" ایک سرخ جوڑا اسکے سامنے رکھتے وہ بولی

"یہ نہیں بہت ڈارک کلر ہے یہ نہیں پہنو گی" سروج نے تیزی سے سر نفی میں ہلایا

”کیوں ؟ کیوں نہیں پہنے گی، کل یونی تو آپ نے لال ڈوبٹا لے لیا تھا“ ھدی نے آنکھیں دکھاتے پوچھا

”کل کا دن خاص تھا ھدی، جانتی ہوں نا کل میری اور عمیر کی پہلی ملاقات کو چھ سال ہو گئے تھے۔۔۔۔اور ویسے بھی صرف لال ڈوپٹا تھا۔۔۔۔مگر یہ ڈریس۔۔۔نا با با نا۔۔۔بزنس ڈنر ہے میرا انکاح نہیں“ ھدی تو سروج کو دیکھ کر رہ گئی، اسنے کہاں دیکھی تھی ایسی سچی اور پاکیزہ محبت، وہ تو ان سب کو قصے، کہانیوں کا حصہ سمجھتی تھی۔ اسے اپنے بھائی کہ انتخاب پر فخر محسوس ہوا اور ساتھ ہی ساتھ سروج کی عمیر سے محبت پر رشک بھی آیا

”اچھا!!!! تو پھر یہ کیسا ہے؟“ ایک فینسی مگر خوبصورت سارا ئل بلو کلر کا سوٹ اسکے سامنے رکھتے ھدی نے پوچھا

”نہیں ھدی پھر سے ڈارک کلر“ سروج نے منہ بنایا

”او ہو بھابھی تو کیا ہوا“ ھدی نے چڑ کے کہا

اب سروج اسے کیا بتاتی کہ وہ ایک بیوہ تھی اور یہ سجنا سنورنا اس پر حرام تھا، وہ کس حق سے اور کس کے لیے اتنا تیار ہوتی

”ھدی پلیز!!“ سروج کے معصومانہ لہجے پر ھدی پگھل گئی

”اوکے فائن مگر صرف اس بار اگلی مرتبہ سے آپ میرے مطابق تیار ہو گی“ ھدی نے انگلی دکھاتے وارننگ دی

”جو حکم ملکہ عالیہ“ سروج نے سر خم کیا، جس پر وہ دونوں کھلکھلا

"موسی کہاں ہے ابھی تک آیا نہیں؟" لاؤنج میں بیٹھے اخبار کی ورق گردانی کرتے علی زماد نے پوچھا

"لے آگیا آپکا برخودار" موسی کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر مسز علی بولی

"شیطان کا نام لیا اور شیطان حاضر" ندا ہنستے بولی

"شیطان تو میں واقعی میں ہوں۔۔۔ چھوٹی" ندا کی پونی کھینچتے وہ اسکے ساتھ صوفہ پر دھپ سے بیٹھتے بولا

"ماما!!!" ندا چلائی

"بہن کو تنگ مت کروں" مسز علی نے اسے تنبیہ کی

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر" ادب سے ایک ہاتھ سینے پر رکھے وہ سر کو خم کیے بولا

"اگر تمہاری ایکٹنگ ہو گئی ہو تو یاد ہے نا ہمیں آج جانا ہے ایک بزنس ڈنر پر" علی صاحب نے اسے یاد دلایا جس پر اسکا منہ بن گیا

"ڈیڈ نہیں!!!" وہ منہ بنائے بولا

"شرافت سے تیار ہو جانا سمجھے" انہوں نے سخت لہجے میں وارن کیا، جس پر موسی منہ بسور کر رہ گیا۔

”اچھا ویسے اس ڈنر پر کون کون آرہا ہے؟“مسز علی نے چائے کا کپ علی زماد کو پکڑاتے پوچھا

”ارے سب وہی پرانے یار دوست، اور ایک مزے کی بات، اس بار یاسین انڈسٹری کی اونر ہم سے خود ڈیل کرنا چاہتی ہے“وہ تو مزے سے بولے جبکہ موسی تو لفظ یاسین پر ہی اڑ گیا

”ڈیڈ؟ یاسین انڈسٹری؟“اسنے ناسمجھی سے پوچھا

”ہاں یاسین انڈسٹری میرے بہت اچھے اور گہرے جگری یار یاسین کا بزنس تھا جو بعد میں اسکے بیٹے عمیر نے سنبھالنا تھا، مگر قسمت کی ستم ظرفی تو دیکھو ایک باپ نے ہی اپنے بیٹے کی میت کو کندھا دیا، اور بیٹے کے مرنے کے کچھ دن بعد وہ اور اسکی بیوی بھی اس دنیا

سے چلے گئے، اب بچے ہیں تو اسکی بیٹی اور بہو اور ایک پوتا جو انکا والی وارث ہے" اب موسی کو ساری بات سمجھ میں آئی کہ اسے عمیر کا ٹھکانہ کیوں نہیں مل رہا تھا

"ویسے ڈیڈ آپ کے دوست کے بیٹے کی ڈیتھ کیسے ہوئی تھی؟" موسی نے کریدنا چاہا

"کار ایکسیڈنٹ" وہ دو لفظوں میں بولے

"بیچارہ بڑا بھلا اور اچھا بچا تھا، صرف سال ہی تو ہوا تھا اسکی شادی کو۔۔۔" مسز علی تاسف سے بولی، جبکہ موسی کا دل چاہا کہ انہیں بتائے جس کے لیے وہ اتنے دکھی ہیں اسی کی وجہ سے آج انکی بیٹی انکے مابین موجود نہیں، مگر اسنے خود پر قابو پایا

"ارے ان کی ایک چھوٹی بیٹی بھی تھی نا۔۔۔ کیا نام تھا اسکا بھلا؟۔۔۔۔ہاں یاد آیا۔۔۔ ھدی، ھدی نام تھا اسکا، ارے اپنی ندا کے ساتھ پڑھتی رہی تھی وہ تو۔۔۔۔ کالج

کے دوسال اسی کے ساتھ گزارے ہیں ندا نے“مسز علی کے انکشاف پر موسی نے گھور کر ندا کو دیکھا جو اپنی جگہ چور سی بن گئی تو گویا یہ وجہ تھی جو وہ عمیر کے نام پر ایکدم چونکی تھی۔۔۔

”کتنے بجے جانا ہے ڈنر پر ڈیڈ“موسی کے اچانک پوچھنے پر وہ حیران ہوئے۔

”دماغ تو ٹھیک ہے نا برخودار ابھی کہہ رہے تھے موڈ نہیں اب وقت پوچھ رہے ہوں جانے کا؟“انہیں اسکی دماغی حالت پر شک ہوا

”ہاں بس موڈ بدل گیا“وہ کندھے اچکائے بولا

”ہمم ٹھیک شام سات بجے تیار رہنا“وہ صوفہ سے اٹھتے سے بولے

”اور سنوں مجھے وہاں کوئی ڈرامہ نہیں چاہیے“ وہ جاتے جاتے اسے انگلی اٹھا کر وارننگ دینا نا بھولے، کیونکہ اپنے بیٹے کے عزیم کارناموں سے وہ بہت اچھے سے واقف تھے۔

”ہیلو مراد ہاں یار کہا ہے تو؟“ اسکے دوست نے کال پر اس سے پوچھا جو بستر پر سرخ آنکھیں لیے لیٹا ہوا تھا

عمارہ سے ملنے کے بعد وہ سیدھا گھر آگیا تھا اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ دوبارہ یونی جا سکے، جب اتنے میں اسے اس کے دوست کی کال آئی

”گھر پر ہوں تو بول کیا کام ہے؟“ اسنے بیزار لہجے میں جواب دیا

”اچھا سن اوفر ہوئی ہے، آج ایک بہت بڑا بزنس ڈنر ہے اسکی کوریج کرنی ہے“ اسکا دوست اسے جوش سے بتانے لگا، مگر مراد کے جواب پر بجھ سا گیا

”منع کردے“ مراد نے جواب دیا

”منع کردوں ایسے کیسے منع کردوں۔۔۔۔ مراد بہت اچھی پیمنٹ مل رہی ہے یار“ اسکا دوست سمجھاتے بولا

”بات پیسے کی ہے نا بہت پیسہ ہے میرے پاس مجھے نہیں ضرورت“ وہ درشتگی سے بولا

”تو نے سہی کہا تجھے نہیں ضرورت مگر مجھے ضرورت ہے مراد، میرا باپ کوئی سیٹھ نہیں ہے نا ہماری فیکٹریاں ہے سمجھا“ اسکے دوست نے غصے سے کال کاٹ دی جبکہ مراد ہاتھ بالوں میں پھیر کر رہ گیا۔

اسنے اپنے دوست کو دوبارہ کال ملائی، جو تیسری بیل پر اٹھالی گئی

”سوری یار بس طبیعت ٹھیک نہیں ہے“ مراد نے فوراً جواز پیش کیا

”ہمم سہی تو اب کیا کروں انکار کر دوں؟“ مراد اسکے لہجے میں چھپی مایوسی محسوس کر سکتا تھا

”ایسے کیسے منع کر دے بھائی کریر کا سوال ہے، ہم ضرور کور یج کریں گے“ مراد کے بولنے پر اسکا دوست بھی مسکرا دیا

”چل ٹھیک ہے پھر شام سات بجے تیار ہو جانا اور مجھے پک کر لینا“ اسکے دوست نے ٹائم بتایا

”چل ٹھیک ہے ڈن“ مراد نے کہتے ہی کال بند کر دی، مگر اب اسے ایک اور ضروری کام کرنا تھا اور وہ تھا مسٹر سلطان سے ملاقات۔

”بھیا آپ فری ہے بات کرنی ہے“ اسکا دروازہ ناک کرتے ندا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا

”ہمم آجاؤ“ موسی کا لہجہ بے رخا تھا، اسکی آنکھوں میں آنسوں آگئے

”ایم سوری بھیا“ وہ موسی کی طرف دیکھتے بولی

”کس بات کے لیے“ وہ انجان بنا

”وہ عمیر اور ھدی والی بات چھپانے کے لیے“ ندا کانپتے لہجے میں بولی

”ندا میں تم پر چلاؤ گا نہیں بس اتنا بتادوں کے تم نے مجھے سچ کیوں چھپایا، تم انہیں جانتی تھی مجھے کیوں نہیں بتایا“ موسی نے پر سکون لہجے میں پوچھا

”وہ مجھے کنفرم نہیں تھا کہ آپ اسی عمیر کی بات کر رہے ہیں، مجھے لگا شائد کوئی اور ہوں“ اسنے نیچی نظریں کیے جواب دیا

”ھدی اور تم دوست ہوں؟“ موسی نے اگلا سوال کیا

”ہیں نہیں تھے۔۔۔ ہماری دوستی ختم ہو گئی“

”وجہ جان سکتا ہوں؟“ موسی نے پوچھا

”نہیں“ ندا سے صاف جواب دیا

”ہمم، صرف یہی وجہ ہے عمیر کو پہچاننے سے انکار کرنے کا یا کچھ اور بھی ہے جو مجھے نہیں پتا؟“ موسی کی بات پر ایک پل کو تو گڑبڑا گئی مگر پھر سنبھل کر فورا بولی

”نہیں بھیا بھلا اس کے علاوہ کیا وجہ ہو سکتی ہے؟“ ندا انجان بنتے بولی

”ہمم ٹھیک ہے جاؤ“ موسی کی اجازت ملتے ہی وہ دروازے کی طرف بڑھی

”ایک بات یاد رکھنا ندا اگر وجہ کچھ اور ہوئی، تو تم ابھی تک صرف اپنے بھائی کی محبت دیکھی ہے اسکا غصہ نہیں“ موسی کے سرد لہجے پر وہ کانپ کر رہ گئی، اور تیزی سے کمرے سے نکل گئی۔

"سر آپ سے ملنے مسٹر مراد آئے ہیں" فون پر پی۔اے نے سلطان صاحب کو بتایا

"مراد؟ چلو بھیجو اسے اندر" انہوں نے اجازت دی

"السلام علیکم انکل" مراد انکل داخل ہوتے بولا

"وعلیکم السلام بیٹا کیسے ہوں؟" انہوں نے محبت سے پوچھا

"ٹھیک ہوں" وہ مختصر سا بولا

"آؤ بیٹھو، بتاؤ کیا منگواؤں تمہارے لیے چائے یا کافی؟" انہوں نے پوچھا

"نہیں انکل کچھ نہیں بس کچھ سوالات کے جواب چاہیے" مراد کے لہجے پر وہ چونگ گئے

"ہاں پوچھو بچے"

"انکل یہ جلال صدیق کون ہے؟" وہ ادھر ادھر کی باتیں کیا بنا اصل مدعے پر آیا

"اب یہ مت کہیے گا کہ آپ جانتے نہیں کچھ بھی"

"کیا تمہیں عمارہ نے بتایا؟" انہوں نے سوال کیا

"جی" وہ لب بھینچے بولا

"بیٹا جلال عمارہ کی زندگی کا سب سے کڑوا سچ ہے، جس نے میری بچی کو مجھ سے بد گمان کر دیا" وہ مایوس لہجے میں بولے

"مطلب؟" مراد حیران ہوئے

پھر سلطان صاحب نے مراد پر کو سب کچھ سچ بتا دیا کہ کیسے اس شخص نے عمارہ کی دولت کے پیچھے اسے اپنے پیار کے جال میں پھنسایا اور کیسے صرف چند لاکھ کے لیے عمارہ کی زندگی سے نکل بھی گیا مگر جاتے جاتے اسے اپنے ماں باپ سے بد گمان کر گیا

"تو آپ نے عمارہ کو حقیقت کیوں نہیں بتائی؟" مراد کا دل چاہا کہ وہ اس جلال کا قتل کر دے

"وہ یقین نہیں کرتی مجھے پتا ہے، اور میں صرف دعا کر سکتا ہوں کہ سچ اسکے سامنے خود بخود آجائے" وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولے، مراد کو ان کی حالت پر ترس اور عمارہ پر غصہ آیا کہ وہ کیسے کسی اجنبی کے لیے اپنی ماں باپ سے نفرت کرنے۔لگ گئی تھی۔

"تم تیار ہوں؟" اسنے میسج بھیجا

"ہاں" فقط ایک لفظی جواب، بھلا زرار سے اور امید بھی کیا تھی

"ٹھیک ہے میں تمہیں پک کر لوں گی راستے میں سے" سروج نے ایک اور میسج بھیجا

"اسکی ضرورت نہیں، غریب نہیں ہوں خود آسکتا ہوں" زرار کا ٹکا سا جواب

"ایک تو یہ بندہ" وہ خود سے بولی

"کس کی بات کر رہی ہے آپ بھابھی؟" ھدی حیران ہوئی

"کچھ نہیں میرے پی۔اے کی، وہ فائلز سائن کروانا بھول گئی مجھ سے تو بس۔۔۔۔۔" سروج نے بروقت بہانہ گڑھا

اب اگر وہ ھدی کو یہ بتاتی کہ وہ اسکے بیسٹ کے ساتھ بزنس ڈنر پر جا رہی ہے تو یقیناً ھدی کو ایک آدھ چھوٹا موٹا سا ہارٹ اٹیک آجاتا

ھدی نے ایک نظر اسے دیکھا جو سفید چوڑی دار پجامے کے ساتھ، پنک کرتا اور، ساتھ میں سفید ڈوپٹا لیے کھڑی تھی، ہونٹوں پر بس پنک گلوس لگایا ہوا تھا اس نے

ایک وقت تھا جب ھدی اسکا اور اپنا مقابلہ کرتی تھی، بلاشبہ اسکا کوئی مقابلہ نہیں تھا سروج کی خوبصورتی سے

"ارے ایسے کیسے کیا دیکھ رہی ہوں؟" اسے خود کو یوں تکتا پا کر سروج حیران ہوئی

"ماشااللہ سے بہت پیاری لگ رہی ہے آپ" وہ سچے دل سے تعریف کرتے بولی

"مکھن لگا رہی ہوں؟" سروج نے شرارت سے پوچھا

"آپ کو کیسے پتا چلا" ھدی بھی اسی کے انداز میں بولی جس پر دونوں کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"سمجھ نہیں آرہی کیا کروں کیا نا کروں؟" مرر کے سامنے بالوں کو برش کرتے وہ سوچنے لگا

"میرا مقصد صرف عمیر سے بدلا لینا تھا مگر اب وہ ہی نہیں رہا تو کیا مجھے اب بھی اسکی بہن سے بدلا لینا چاہیے" کئی سوچیں اسکے دماغ میں گردش کرنے لگ گئی

"نہیں اب میں اتنا گرا ہوا بھی نہیں ہوں کہ ایک مرے ہوئے شخص سے بدلا لینے کے لیے ایک زندہ انسان کی زندگی تباہ کردوں" اسنے اپنی سوچ کی تردید کی، مگر اچانک اسکے دماغ میں ماہم کی وہ آخری سسکیاں گونجنے لگی، اسکو دوبارہ سے غصہ آنے لگا

"تم مروں یا جیوں عمیر یاسین مگر تمہاری بہن تمہارے کیے کا بدلا ضرور چکائے گی، میری بہن اتنی بے مول نہیں تھی، اسکی موت کا بدلا میں تم سے لیکر رہوں گا" بدلا اور غصہ ایک دفع پھر عقل پر غالب آ گئے۔

"اف کہاں نا تم سے کام ہو جائے گا، صبر نہیں ہے" مسز عاسم کو فون پر کسی سے لڑتے دیکھ کر ھدی ٹھٹکی

سروج کے کہنے پر وہ مسز عاسم کی طرف آ گئی تھی، مگر وہ فون پر کسی سے بری طرح سے لڑنے میں مصروف تھی

"آنٹی کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟" ھدی کے سوال پر وہ گڑبڑا گئی اور جلدی سے فون رکھا

"ارے ھدی تم کب آئی" انکے تو رنگ اڑ گئے ھدی کو دیکھ کر

"بس ابھی ابھی آئی ہوں" اسنے بتایا

"کیا ہوا آنٹی سب کچھ ٹھیک ہے؟" ھدی نے دوبارہ سے سوال کیا

"ہاں بچے سب ٹھیک ہے تم بیٹھو میں نے آج ٹرائفل بنایا تھا، ٹھنڈا ہونے رکھا ہے ابھی لاتی" وہ ابراہیم کو پیار کرتے چہرے سے نا آنے والا پسینہ صاف کرتے بولی

"انہیں کیا ہوا؟" ھدی تو انکی حرکت پر حیران رہ گئی۔

مراد سے ملنے کے بعد عمارہ ڈائریکٹ اپنے گھر آ گئی تھی اور پھر پورا دن اسنے بند کمرے میں گزارا

وہ رات کو بھی کھانے کی ٹیبل پر نا آئی، مسز سلطان تو اس پر غصہ تھی اسی لیے پرواہ نا کی، مگر سلطان صاحب سے ایک لقمہ بھی حلق سے اتارا نا گیا، انکی بیٹی ناراض ہے اور وہ یہاں بیٹھے کھانا کھائے، انہوں نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیے

"میں سٹڈی میں جارہا ہوں کوئی تنگ نا کرے مجھے" مسز سلطان کو کہتے وہ وہاں سے چل دیے، مسز سلطان کا غصہ عمارہ کے لیے مزید بڑھ گیا۔

عمارہ کب سے بیڈ پر لیٹی خالی نظروں سے چھت کو گھورے جا رہی تھی، اسکے چہرے پر آنسو کے نشان ابھی بھی موجود تھے، جب اسکے موبائل پر میسج آیا

اسنے موبائل اٹھا کر دیکھا تو مراد کا میسج تھا، ایک پل کو تو وہ چونک گئی کیونکہ مراد نے جو تصویر اسے بھیجی تھی اس میں موجود شخص کو وہ اچھے سے جانتی تھی، مگر اسکے ساتھ وہ لڑکی کون تھی؟ یہ پہلا سوال اسکے دماغ میں آیا

"سچ جاننا ہے تو اس ایڈریس پر آجاؤ، تمہاری ناکام محبت کی کہانی کا ایک خاص موڑ جس سے تم انجان ہوں۔۔۔۔" مراد کے میسج کو وہ اگنور بھی کر دیتی اگر تصویر میں موجود شخص جلال صدیق نا ہوتا

عمارہ کچھ سوچے سمجھتے تیار ہوئی اور مراد کے دیے ایڈریس کی جانب گاڑی نکال لی

موسی کو پارٹی میں آئے کافی دیر ہو گئی تھی اس وقت وہ ان حسیناؤں سے ٹائم پاس کرنے میں مصروف تھا، جو کسی نا کسی بزنس مین کی رشتے میں بیٹی یا بیوی تھی۔

”گڈ ایوننگ مسٹر موسی علی زماد“ اتنے میں اسکے ڈیڈ اپنے دوست اور انکی وائف کے ساتھ موسی کے پاس آئے

”موسی ان سے ملو یہ میرے ایک بہت ہی اچھے اور قابل دوست ہے، مسٹر جمال“ علی زماد کے تعراف پر اس نے ان سے ہاتھ ملایا

”اور ان سے ملو یہ ہے ان کی سویٹ سی وائف مسز نیہا جمال“ موسی نے ایک نظر اس لڑکی کو دیکھا جس کی عمر بامشکل موسی جتنی ہو گی جبکہ مسٹر جمال خود عمر میں موسی کے ڈیڈ سے بھی دو تین سال بڑے تھے

"یہ منہ اور مسور کی دال"ایک نظر نیہا کو اور پھر مسٹر جمال کو دیکھنے کے بعد اسکی زبان پھڑ پھڑائی

"مطلب میں سمجھا نہیں؟"مسٹر جمال حیران ہوئے

"ارے کچھ نہیں ماشااللہ سے پرفیکٹ کپل ہے آپ لوگوں کا"موسی اپنی ہنسی چھپاتے بولا

"یہ تو میں تب مانوں جب آپ میری بیوی کی خوبصورتی میں کچھ بولے"وہی اپر کلاس کے چونچلے جہاں اپنی بیویوں کو شوپیس کے طور پر سب کے سامنے رکھا جاتا تھا اور وہ عورتیں بھی غیر مرد سے اپنی داد وصول کرنا حق سمجھتی تھی

"ارے ہم کیا تعریف کریں گے، تعریف تو اس خدا کی جس نے انہیں بنایا"وہ ایک ادا سے بولا تو مسز نیہا بے تکلفی سے موسی کے کندھے پر ہاتھ رکھے کھلکھلا دی

”ارے اب بس بھی کرے، اتنی بھی بات نہیں بس یہ تو خدا کی دین ہے“ مسز نیہا تھوڑا شرما کر اور نزاکت سے بولی

”ڈرامے باز عورت“ موسی بڑبڑایا

”کچھ کہا؟“ نیہا نے سوال کیا

”کچھ نہیں، لیکن میں کہنا چاہو گا کہ یو آر لوکنگ فیبولس اینڈ ہاٹ“ وہ ایک آنکھ دباتا بولا، تو وہ دوبارہ کھلکھلا دی

مسٹر جمال اور اسکے ڈیڈ تو بہت پہلے ہی انہیں باتیں کرتا دیکھ کر دوسرے دوستوں سے ملنے چلے گئے تھے

”ویسے ایک بات تو بتائیے، آپ اتنی ینگ اور خوبصورت ہے تو پھر مسٹر جمال سے شادی کیوں؟“موسی کو ٹائم پاس تو کرنا ہی تھا تو کیوں نا ان عورتوں سے چٹ پٹی سی کہانیاں سن لی جائیں

”سچی محبت، بلائنڈ لو۔۔۔یو نو“نیہا کا لہجہ اتنا شیریں تھا کہ اگر موسی کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کبھی بھی اسکی ایکٹنگ کو پہچان نا پاتا

”رئیلی کیسے ہوئی محبت؟“موسی نے بھی سوال کرنا ضروری سمجھا

”بس پہلی ملاقت ایک پارک میں ہوئی،دوسری کافی شاپ اور پھر ایسے سلسلہ چلتا رہا ملاقاتوں کا“نیہا مسٹر جمال کی طرف دیکھتے اتنی محبت سے بولی کہ موسی عش عش کر اٹھا

”گولڈ ڈگر (لالچی عورت)“موسی نے منہ میں بڑبڑاتے ایک اور خطاب اسے دیا

”کیا کہا؟“نیہا نے پوچھا

”تھنگ میں تو بس سوچ رہا تھا کہ کاش میں تم سے پہلے مل چکا ہوتا تو آج یہ گوہر نایاب میرا ہوتا“موسی نے اپنے الفاظ کا جادو چلانا شروع کر دیا تھا

”ارے یہ کیسی باتیں کر رہے آپ؟“نیہا معصومیت سے بولی

”کچھ نہیں چلے چھوڑے۔۔۔ ویسے اب جب ہم دوست بن چکے ہیں تو ایک دوسرے کا نمبر تو مل ہی سکتا ہے نا؟“موسی نے سوال کرتے ہی موبائل نکالا

”شیور وائے ناٹ“نیہا نے حامی بھری اور اپنا نمبر دے دیا

نیہا سے یونہی باتوں میں موسی کی نظر اچانک اینٹریس پر پڑی جہاں سے سروج اندر داخل ہوئی، وہ تو اسے یہاں دیکھ کر چونک گیا، بھلا اسکا کیا تعلق اس ڈنر سے

"کہی کسی بزنس مین کی پی۔اے تو نہیں" یہ پہلی سوچ تھی جو موسی کے دماغ میں آئی

اب سروج مسٹر علی زمادی طرف بڑھی اور ان سے باتیں کرنے لگ گئی، موسی کو خاصی حیرانگی ہوئی، جبکہ وہاں کھڑی نیہا نے دو، تین بار اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی مگر موسی کا سارا دھیان تو سروج کی طرف تھا

"ایکسکیوز می" موسی نیہا سے کہتا اپنے ڈیڈ کی طرف بڑھا، جب اسے ایک اور جھٹکا لگا کیونکہ اب زرارہال میں داخل ہوا تھا، موسی نے فوراً اپنے ڈیڈ کو دیکھا جن کی نظریں فلحال زرار پر نہیں پڑی تھی۔

سروج ہال میں داخل ہوئی تو اسکی نظر مسٹر علی زماد پر پڑی جو کہ یاسین صاحب کے بہت اچھے دوست تھے،وہ حیرانگی سے انکی طرف بڑھی

"السلام علیکم انکل" اسنے پرجوش طریقے سے سلام کیا

"وعلیم السلام!! سروج تم یہاں واٹ آ ا اپلیز نٹ سرپرائز" علی زماد تو اسے دیکھ کر خوشی سے پھولے نا سمائے

"تم امریکہ سے واپس کب آئی؟" انہوں نے فوراسوال کیا

”بس یہی کوئی دو۔ تین ماہ پہلے، آپ بتائے آپکی فیملی کیسی ہے، اور آپ کا بیٹا واپس آ گیا؟“ اسنے سوال کیا

”ہاں وہ بھی دو ماہ پہلے ہی آیا ہے۔۔۔۔ ارے وہ دیکھو یہی آرہا ہے“ خود کی طرف موسی کو آتے دیکھ کر وہ پرجوش سے بولے

موسی اب انکے پاس آ کھڑا ہوا جبکہ سروج کو تو آنکھیں حیرت کے مارے پھیل گئی

”سروج میرے بیٹے سے ملو، موسی علی زماد۔۔۔۔ اور موسی ان سے ملو یہ ہے سروج۔۔ یاسین انڈسٹریز کی اونر اور عمیر کی وائف“ اب کی بار چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا موسی کو لگا تھا

”السلام علیکم“ سروج خود پر قابو پاتے بولی

”وعلیکم السلام“موسی مسکان لیے بولا

”امید نہیں تھی آپ سے دوبارہ ملاقات ہوگی“وہ چڑانے والی مسکان لیے بولا

”مجھے بھی“سروج کا لہجہ خشک تھا

”کیا تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہوں؟“علی زماد حیران ہوئے

”آف کورس ڈیڈ ہم ایک ہی یونی میں، ایک ہی کلاس میں ہے“موسی بتا تو انہیں رہا تھا، مگر نظریں سروج کا جائزہ لینے میں مصروف تھی

”رئیلی بھئی یہ تو پھر بہت اچھی بات ہوئی، اس حوالے سے تو تم دونوں دوست ہوئے“علی زماد کی بات پر سروج بامشکل مسکرائی

"ارے ابھی کہاں ڈیڈ، ان محترمہ کی دوستی کا شرف حاصل کرنا اتنا بھی آسان نہیں" موسی سید حا طنز کر گیا

"بلکل سہی کہا، اب ہر ایرے گیرے سے تو ہاتھ نہیں نا ملایا جا سکتا" سروج نے بھی حساب چکتا کیا

"ویسے سروج تمہاری باقی کی فیملی نہیں آئی؟" علی زماد کا اشارہ اسکے مام ڈیڈ اور ھدی کی طرف تھا

"مام ڈیڈ تو امریکہ میں ہی ہے اور ھدی وہ گھر پر ہے ابراہیم کے پاس" سروج نے بات پوری کی

"اواو کے آئی سی" انہوں نے سرہاں میں ہلایا

"ویل یو نو موسی کہ سروج ایک بہت قابل اور ذہین سٹوڈنٹ کے ساتھ ساتھ ایک بہت انٹیلیجنٹ انٹرنی بھی رہی تھی، میں اس سے پہلی بار یاسین ہی کے آفس میں ملا تھا، ایک ڈیل تھی ان کے ساتھ جس کی پریزینٹیشن سروج نے تیار کی تھی اینڈ مائی گاڈ، بلیو می موسی شی از انکریڈیبل" اپنی اتنی تعریف پر سروج بس مسکرا دی، موسی نے غور سے اسے دیکھا جو اسکے سرکل کی لڑکیوں کی طرح ہر وقت تعریفیں بٹورنے میں ہی نہیں لگی رہتی تھی

"پہلے کا تو پتا نہیں مگر اب تو پتا کرنا پڑے گا ڈیڈ، بہت ضروری ہو گیا ہے" موسی کے لفظوں پر ایک پل کو تو وہ چونک گئی، مگر اس وقت نظر انداز کرنا ضروری تھا

"اچھا بچوں تم لوگ باتیں کروں میں آیا" یہ کہتے ہی علی زماد وہاں سے چل دیے

”کیسی ہے آپ؟“موسی اور اتنا تمیز دار، سروج چونک گئی، مگر اگلے ہی پل اسکی آنکھوں میں موجود شوخی کو بھانپتے وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ کیا کرنے والا ہے

”الحمداللہ ٹھیک“سروج نے حسب عادت مہذب طریقے سے جواب دیا

”یو نو مجھے برا فیل ہو رہا ہے اس وقت تمہارے لیے“آپ جناب کا لحاظ ختم کیے وہ بے تکلفی سے بولا

”کیوں؟“سروج نے تیکھی نظروں سے اسے گھورا

”آئی مین دیکھو نا تم اکیلی۔۔۔۔کوئی سہارا نہیں۔۔۔اور ایک بیٹا جو کہ شائد ابھی کچھ سالوں کا ہو گا“موسی کو ابراہیم کی عمر پتا نہیں تھی اسی لی اندازہ لگایا

"برا فیل کرتا ہوں تمہارے لیے" اسکا طنز سروج نے اچھے سے محسوس کیا تھا

"مسٹر زماد سہاروں کی ضرورت انہیں ہوتی ہے جن میں خود کچھ کرنے کا ہنر نہیں ہوتا۔۔۔ جیسا کہ۔۔۔۔۔۔" یہ بولتے ہی سروج رک گئی

"جیسا کہ؟" موسی نے اسکی بات کو جاری رکھا۔

"جیسا کہ آپ مسٹر زماد۔۔۔ آپ میں خود کچھ کرنے کا ہنر نہیں ہے اسی لیے آپ اپنے ڈیڈ کے بل بوتے پر اتنا اڑتے ہے۔۔۔ اینڈ ٹرسٹ می مسٹر زماد اپنے ڈیڈ کے بنا آپ کچھ نہیں ہے" وہ اسکی حالت پر افسوس کرتے بولی جبکہ موسی اتنی زلالت کے باوجود اسکی بات پر شرمندہ ہونے کی بجائے ڈھیٹوں کی طرح مسکرا دیا

"بہت خطرناک بولتی ہے آپ" وہ ہنس کر بولا

"پھر تو آپ کو بچ کر رہنا چاہیے" میٹھی سی مسکان لیے اسنے جواب دیا

دور سے دیکھنے والے یہی سمجھتے کہ ان کے درمیان کوئی خوشگوار قسم کی گفتگو چل رہی ہے

"بچنے والی وارننگ تو میں آپ کو بھی دے سکتا ہوں" اسکا انداز ایک پل کو سروج کو چونکا گیا

"بچ کے رہیے گا مس سروج کیونکہ اب آپکا سامنا مسٹر زماد سے ہر موڑ، ہو ڈگر اور ہر راہ پر ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔" اسکے کان کے پاس جھکتے سرگوشی کرتا وہ تھوڑا پیچھا ہوا

"وہ کیا بول تھے اس گانے کے؟ہاں یاد آیا۔۔۔۔۔۔ تو جہاں میں وہاں۔۔۔ تو جہاں میں وہاں۔۔۔ سنگ سنگ یوں چلو تیرے جیسے تیرا آسمان" گانے کے بول گنگناتا وہ سروج کو آگ لگا گیا تھا

سروج اسے اپنی شعلہ بار نظروں سے گھورنے لگی،اب یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا اسی لیے وہ وہاں سے مڑ گئی،مگر قدم موسی کے لفظوں پر جم کر رہ گئے

تیری سادگی،تیری عاجزی،تیری ہر ادا کمال ہے

مجھے فخر ہے،مجھے ناز ہے میرا یار بے مثال ہے

جبکہ سروج ایک بار پھر ماضی میں کھو گئی تھی، کچھ سوچے سمجھے بنا اسنے واشروم کی جانب قدم بڑھائے، اسکی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوں چمک رہے تھے جن سے اسے جان چھڑوانا تھی ہر حال میں

پیچھے کھڑا موسی بھی بیک وقت ہوش میں آیا اور خود حیران ہو کر رہ گیا، آخر کیوں اسنے یہ شعر سروج کے لیے بولا، اسکا تو اس سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔ ان دونوں کے مابین ایسا کوئی رشتہ نہیں۔۔۔یہ نہیں تھا کہ وہ بہت ڈیسنٹ بندہ تھا مگر یہاں مثلا یہ تھا کہ جس بے خودی، جس انداز، جس جذبے سے اسنے وہ شعر بولا تھا وہ خود موسی علی زماد کی ذات کو ہلا دینے کے لیے کافی تھا

"اففففف لگتا ہے دماغ خراب ہو گیا ہے میرا اس عمیر سے بدلا لینے کے چکر میں" اپنی حالت پر رحم کھاتا وہ ہال سے ملحقہ بار کی طرف چلا گیا

واشروم میں داخل ہوتے ہی اسنے تیزی سے دروازہ لاک کیا اس وقت اسکے علاوہ واشروم میں اور کوئی نہیں تھا

آنسو تو اتر سے بہتے اسکا پورا چہرہ بھگو چکے تھے

آنکھیں لال ہو چکی تھی

واش بیسن کے سامنے کھڑے اسنے شیشے کو گھورا ایک بار پھر وہ ماضی کی یادوں میں کھو چکی تھی۔

"سروج کہاں ہوں بیٹا تمہارا فون بج رہا ہے" لاؤنج میں پڑے اسکے فون پر عمیر کی کال آتی دیکھ کر مسز شہانہ بولی

"ماما کمرے میں ہوں، تیار ہو رہی ہوں" وہ کمرے سے آواز دیتے بولی

"یہ لو تمہارا فون" اسکے کمرے میں آتے انہوں نے اسے موبائل پکڑایا

"کس کی کال ہے؟" بالوں کو برش کرتے اسنے پوچھا

"عمیر کی" وہ مسکرا کر بولی جبکہ اس بات پر سروج کا چہرا لال ہو گیا

"جی" انکے ہاتھ سے موبائل پکڑے وہ اتنا ہی بول پائی

”کہاں ہو یار کب سے کال رہا ہوں“ فون کان کو لگاتے ہی عمیر کی جھنجھلائی آواز اسے سنائی دی

”بات نا کرے مجھ سے“ وہ غصے سے بولی

عمیر تو حیران رہ گیا اسکے غصے پر، مطلب کے حد ہے۔۔۔وہ یہی سوچ سکا

”کیوں؟ کیوں نا کروں؟“ عمیر نے آنکھیں تیکھی کیے پوچھا

”آپ کی وجہ سے اتنی شرمندگی اٹھانی پڑی مجھے“ وہ منہ بنائے بولی

”ملکہ بتائے گی کہ اب اس غلام سے کیا غلطی ہوئی ہے؟“ عمیر کے چبا چبا کے بولنے پر وہ سلگ اٹھی

”آپ جانتے ہیں کہ ماما نے میرے موبائل پر آپ کی کال آتی دیکھ لی“ اسنے عمیر کی معلومات میں اضافہ کیا جس پر اسکے لب اوہ میں سکڑے

”اللہ سروج اتنی بڑی بات ہو گئی اور تم نے مجھے بتایا بھی نہیں۔۔۔۔ سب ٹھیک ہے نا تم ٹھیک ہو نا کہی آنٹی نے سنڈریلا کی سٹپ مدر کا رول نبھاتے تم پر ظلم کے پہاڑ تو نہیں توڑ دیے“ عمیر کے لفظوں میں چھپا طنز وہ بہت اچھے سے محسوس کر گئی تھی

”عمیر!!! بات وہ نہیں ہے۔۔۔ میں نے ماما کو بتایا نہیں کہ ہم کانٹیکٹ میں ہے۔۔۔ انہیں برا لگا ہو گا“ سروج کی بات سن کر عمیر نے پر سکون سی سانس خارج کی

”سروج ہم انگیجڈ ہیں“ عمیر نے بات پر زور دیا

”ایگزیکٹلی عمیر منگنی ہوئی ہے شادی نہیں“ سروج نے دھیمی آواز میں بات کہی

”میں ابھی بھی اپنے ماں باپ کی زمہ داری ہوں۔۔۔۔ اور اس لحاظ سے فرض بنتا ہے میرا اور انکا حق کے انہیں معلوم ہوں اپنی اولاد کے بارے میں“ سروج کی بات پر عمیر مسکرادیا

وہ لڑکی رشتوں کو ان کی اصل جگہ پر رکھنا جانتی تھی، اسے معلوم تھا کہ کون کتنی اہمیت رکھتا ہے اور کس کو کتنی عزت دینی چاہیے، وہ خاص تھی تبھی تو اس کی تھی اور اس پر وہ اپنے رب کا جتنا مرضی شکر گزار ہوتا کم تھا

”یو نو واٹ سروج آئی ریئلی لو یو“ عمیر کی بات پر وہ سرخ ہو چکی تھی

"اچھا بلش بعد میں کر لینا میں نے یہ بتانے کے لیے کال کی تھی کہ انکل کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں میں آرہا ہوں تمہیں لینے سو پندرہ منٹ تک تیار رہو" عمیر نے اسکے بلش کرنے پر چوٹ کی

"آپ مگر کیوں؟" وہ حیران ہوئی

"کیا مطلب کیوں۔۔۔۔۔ جب منزل ایک ہے تو راستے الگ کیوں" وہ مسکرا کر بولا تو ایک خوبصورت مسکان اسکے چہرے پر بھی کھل اٹھی

"اور ماما؟" سروج کو دوبارہ فکر مندی ہوئی

"اففف ایک تو یہ ظلام سماج" عمیر جی بھر کر بدمزہ ہوا

"عمیر!!!" سروج نے تنبیہ کی

"اوکے اوکے اچھا فکر مت کروں میں خود آکر بات کرلوں گا ان سے بس تیار رہوں تم"

عمیر نے اسکو فکر سے آزاد کیا

"اوکے۔۔۔۔ خداحافظ" سروج مطمئن سی بولی

"خداحافظ" ہنستے ہوئے عمیر نے کال بند کی اور راستے کی جانب گامزن ہوا۔۔۔۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد وہ سروج کے گھر کے لاؤنج میں بیٹھا تھا، جبکہ مسز شہانہ تو اسکی آؤ بھگت میں جٹ گئی

"ارے بیٹا کچھ لو نا" اسکے سامنے چائے اور دیگر لوازمات رکھے انہوں نے کہا

"ارے نہیں آنٹی اس کی ضرورت نہیں آپ بس سروج کو بلا دے ہم لیٹ ہو رہے ہیں" گھڑی کی طرف دیکھتے اس نے یاد دلایا

"اوکے بیٹا" یہ کہتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور سروج کے کمرے کی طرف بڑھ گئی

تھوڑی دیر بعد عمیر کو واپس آتی نظر آئی

"بیٹا بس دو منٹ وہ آ رہی ہے" اسکے سامنے بیٹھتے وہ دوبارہ بولی

"آنٹی ایکچولی مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے" عمیر نے بات شروع کی

"ہاں ہاں بیٹا ضرور کروں" انہوں نے خوشدلی سے اجازت دی

"وہ دراصل آپ کو برا تو نہیں لگا کہ میں اور سروج ایک دوسرے سے۔۔۔۔ آئی مین ہم بات کرتے ہیں کانٹیکٹ میں ہے" عمیر زرا ہچکچایا

"ارے نہیں بیٹا ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔۔ تم جانتے ہوں ہم نے اپنی بیٹی اسی لیے تم سے منسوب کی ہے کہ تم ایک بہت شریف اور اچھے خاندان کے ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اپنی بیٹی کے معملے میں ہم دونوں میاں بیوی کو تم پر یقین ہے" انکی بات پر عمیر بہت حد تک پرسکون ہو گیا تھا اتنے میں اسے سروج آتی نظر آئی اور وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا

"اچھا آنٹی اب ہم اجازت دے" سروج کو اس کے قریب آتے دیکھ کر وہ مسز شہانہ سے بولا اور اس کے ساتھ اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

آج عمیر کے سینیئرز کا فیرویل تھا مگر کسی کو بھی اچھی سپیچ کرنا نہیں آتی تھی اسی لیے اس نے سروج کا نام دیا اور اسی وجہ سے آج کی الوداعی تقریر سروج کو کرنی تھی

پورا راستہ خاموشی میں گزرا مگر ایسے میں عمیر کی نظریں وہ محسوس کر سکتی تھی خود پر۔۔۔ اسنے بھی پورا راستہ عمیر کی طرف نا دیکھا بلکہ ونڈو سے باہر دیکھتی رہی، مگر عمیر کی والہانہ نظریں اب وہ چڑنے لگی

"اففففف کیا ہے؟" وہ چڑ کر بولی جس پر عمیر مسکرا ا

"کیوں بار بار گھور رہے ہے شرم کرے" وہ اسے شرم دلاتے بولی مگر عمیر تو اسکے سراپے کو دیکھتا رہا

رائل بلو فراک اور پاجامہ زیب تن کیے اس کے ساتھ رائل بلو ڈوپٹا

فراک کے گھیرے اور دامن پر سلوز کلر سے ہلکی کڑھائی کی گئی تھی جبکہ ڈوپٹے کو بھی سلور لیس لگی تھی

آنکھوں میں کاجل لگائے اور ساتھ پنک لپ سٹک وہ واقعی عمیر کو دیوانہ کرنے کے در پر تھا

"عمیر!!"

"ہاں!!؟؟" سروج کی جھنجھلائی آواز اسے ہوش کی دنیا میں لائی

"کیا ہو گیا ہے آپ کو"

"دیوانہ ہو گیا ہوں اور تو کچھ نہیں" وہ ایک آنکھ دبائے اس سے بولا

"آپ نا بات نا کرے مجھ سے" وہ سخت خفا ہوئے رخ موڑ گئی جب عمیر کا زندگی سے بھرپور ایک قہقہ کار میں گونجا

وہ اسے دیکھ رہا تھا جو اب رخ پھیرے خفا سی اس سے دور بیٹھی تھی

تیری سادگی، تیری عاجزی، تیری ہر ادا کمال ہے

مجھے فخر ہے، مجھے ناز ہے، میرا یار بے مثال ہے

عمیر کے شعر پر اسکا چہرہ پل بھر میں سرخ ہوا تھا جبکہ وہ ہونٹ دانت میں دبائے، پر شوق نظروں سے اسکے چہرے پر چھائے حیا کے رنگ دیکھ رہا تھا

"اب ایسا کروں گی تو مشکل میں ڈال دوں گی تم مجھے" وہ اسکے کان میں دھیرے سے بولا

"کک۔۔ کیسا؟" اپنی بے قابو ہوتی دھڑکنوں کو قابو میں کیے وہ بولی

"یوں شرمانہ۔۔۔۔ لگتا ہے انکل آنٹی سے بات کرنی پڑے گی شادی کی" وہ نگاہوں میں محبت سموئے اسے دیکھ کر بولا، جبکہ سروج اسکی نظروں کی تاب نا لاتے ہوئے پلکیں جھکا گئی

"آپ نے وعدہ کیا تھا پڑھائی سے پہلے نہیں" اسنے دھیمی آواز میں گویا اسے یاد دلایا

"وعدہ تو نبھاؤ گا مگر تم بھی اپنی ان اداؤں پر قابو رکھو نا پہلے ہی اپنا دیوانہ بنایا ہوا ہے تم نے اور اب یہ سادگی یہ حسن۔۔۔۔۔ بندہ بشر ہوں۔۔۔ کبھی بھی بہک سکتا ہوں" وہ مخمور لہجے میں بولتا اسکی دل کی دھڑکنوں کو ہلا گیا

”عمیر !!!“اب تو سروج رونے والی ہو چکی تھی

”ہاہاہاہا۔۔۔۔۔اچھا بابا اوکے پرامس تمہارے بی۔ایس سے پہلے ہماری شادی نہیں ہو گی“ وہ ہنستے ہوئے بولا جس پر سروج سے ایک مکا کھانے کو ملا۔

ماضی کی یادوں سے اسے واشروم کے دروازہ پر ہونے والا ناک کھینچ لایا اسنے دوبارہ اپنا عکس شیشے میں دیکھا، آنکھیں خطرناک حد تک لال ہو چکی تھی

اسنے جلدی سے آنکھوں پر پانی کے چھینٹے مارے اور ٹیشوں کی مدد سے اپنے چہرے کو صاف کیا، وہ اب خاصے حد تک خود کو سنبھال چکی تھی اسی لیے فوراجا کر واشروم کا دروازہ کھولا اور سامنے والے کی صلوتیں سنے بغیر وہاں سے چلی گئی

اس وقت وہ حال سے ملحقہ بار میں آ کر بیٹھا تھا جب اسکی نظر سامنے کونے پر بیٹھے زرار پر گئی جو آس پاس کے ماحول سے بے خبر اپنے موبائل میں الجھا تھا، اسکے ماتھے کے بل اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے کہ وہ سخت الجھن کا شکار ہے۔

موسی نے ایک نظر اسکے آس پاس بھٹکتی حسیناؤں کو دیکھا جو اسکی توجہ حاصل کرنے کے لیے ناجانے کتنے جتن کر چکی تھی

موسی کو اس سے بہتر کوئی موقع نا لگا زرار سے بات کرنے کا کیونکہ اگر اسکے ڈیڈ اور زرار کی ملاقات ہو جاتی تو اسے یقین تھا کہ کوئی نا کوئی ہنگامہ ضرور ہوتا

وہ اپنی جگہ سے اٹھتا زرار کے سامنے جا کھڑا ہوا جو خود ابھی اپنی جگہ سے اٹھ کر حال کی طرف بڑھ رہا تھا

اسے اپنے سامنے پا کر زرار کے ماتھے کے بلوں میں مزید اضافہ ہو گیا مگر اسنے اگنور کر کے گزرنا چاہا جب موسی ایک بار پھر اسکے سامنے آ کھڑا ہوا

"دوبارہ مل کر خوشی ہوئی" اسکی طرف ہاتھ بڑھائے، وہ مسکراتے بولا

"مگر مجھے نہیں ہوئی" سپاٹ چہرے سے دیا گیا جواب، موسی کی مسکراہٹ سکڑ گئی

"آؤ ابو سے ملواؤ" اسکے انداز کو نظر انداز کیے وہ بولا، زرار ہمیشہ سے علی زماد کو ابو بولتا تھا

”ان سے تو میں خود ملوں گا، اور ایسا ملو گا کہ یہ ملاقات انہیں ہمیشہ یاد رہے گی“ طنزیہ مسکان، سرد آنکھیں۔۔۔۔۔وہ واقعی میں موسی کو ڈرا گیا تھا۔

”زرار تم۔۔۔۔۔۔۔“ اس سے پہلے وہ کچھ کہ پاتا ایک نسوانی آواز نے انہیں اپنی جانب متوجہ کرلیا

ان دونوں نے سامنے دیکھا تو سروج کو کھڑے پایا مگر جو ان دونوں کی زیرک نگاہوں سے نا چھپ پایا وہ تھی سروج کی سوجی ہوئی آنکھیں

وہ روئی تھی وہ دونوں جان چکے تھے

”کہاں تھی تم میں کب سے تمہارا نمبر ٹرائے کر رہا تھا“ زرار اسکے پاس آ کر بولا

”ہاں وہ دراصل موبائل سائلنٹ پر تھا اسی لیے پتا نہیں چلا“ اسنے جواب دیا

”ہوں“ زرار نے ہنکارا ابھرا

”چلو آؤ تمہیں کسی سے ملوانا ہے“ اسکے ساتھ ہی وہ دونوں موسی کو اگنور کیے وہاں سے چل دیے

”یہ روئی کیوں تھی؟“ پیچھے کھڑا موسی تو ابھی تک ان سوجی آنکھوں کے زیراثر تھا

”او آئی ایم سوری“ کیمرہ سیٹ کرتے ہوئے مراد کا کسی سے زبردست قسم کا تصادم ہوا اور اسنے معافی مانگی

”کوئی بات نہیں اٹس اوکے“ سامنے والے نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا

”او ہیلو مسٹر جلال صدیق۔۔۔ کیسے ہیں آپ؟“ اتنے میں ایک شخص جلال سے آ کر ہاتھ ملاتے بولا جب ایک لڑکی جلال کے پہلو میں آ کھڑی ہوئی

”ہو از دس بیوٹیفل لیڈی (یہ خوبصورت لڑکی کون ہے)؟“ شمائلہ پر نظر ڈالے اس شخص نے پوچھا

”او شی از مائی سویٹ، پریٹی وائف۔۔۔ شمائلہ جلال“ اسکو اپنے ساتھ لگائے جلال جس محبت سے بولا شمائلہ تو افسوس کرتی رہ گئی اس پر

مراد تو اب تک اسکے نام میں الجھا ہوا تھا

"تو کیا یہ وہی جلال ہے؟ جس سے عمارہ کو محبت تھی۔۔۔اگر ایسا ہے تو یہ یہاں کیسے؟"

مراد نے بنا کچھ سوچے سمجھے جھٹ سے کیمرہ کھولا اور اس انداز پر سیٹ کیا کہ وہ آرام سے ان دونوں کی تصویر لے سکے اور ساتھ ہی اسنے میسج ٹائپ کیے وہ تصویر اور یہاں کا ایڈریس عمارہ کو بھیج دیا۔

"اب دیکھتے ہے جلال صدیق کہ تم کتنے پانی میں ہوں" اس پر ایک نفرت بھری نگاہ ڈالتے مراد وہاں سے چل دیا، اسکا کام ہو چکا تھا

سروج زرار کو اپنے ساتھ لیے مسٹر علی اور انکے دوست مسٹر جمال کے پیچھے آکھڑی ہوئی،

اسنے مسٹر جمال کو مخاطب کیا

"سر" سروج نے انہیں آواز دی وہ مسکراہ کر پیچھے مڑے مگر سامنے کھڑا شخص انکے ہوش اڑا دینے کو کافی تھا

انہیں یوں خود کو یک ٹک دیکھے، اپنے آپ ہی ایک چڑا دینے والی مسکراہٹ اسکے لبوں پر آگئی

"زرار؟" انہیں یقین نا ہوا

"گڈ ایوینگ مسٹر علی زماد" زرار مسکراتا بولا

ھدی اس وقت ابراہیم کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی جبکہ مسز عاسم کچن میں، انکے موبائل پر بار بار کال آرہی تھی جسے وہ اگنور کر رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ایک نظر ھدی پر بھی ڈال لیتی، چائے پک چکی تھی جسے وہ اب کپوں میں ڈالنے لگی تھی کہ اچانک ان کے نمبر

پر ایک میسج آیا جس نے انکی توجہ کھینچ لی، میسج کھولتے ہوئے تو انہیں اپنے پیروں سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی

"بہت بڑی غلطی کی ہے تم نے باس کی کال اگنور کر کے۔۔۔باس کی وارننگ ہے کہ اگر تم نے چوبیس گھنٹے میں اپنا کام سرانجام نا دیا تو کل رات تک تمہاری لاش کسی گندے نالے کے قریب ملے گی اور تم جانتی ہوں وہ یہ کر سکتے ہیں" مسز عاسم کو اس وقت اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی، انکا پورا بدن کانپ رہا تھا

انہوں نے دوبارہ سے ھدی کو دیکھا اور پھر کیبنیٹ سے نیند کی گولیاں نکال کر ایک دو اسکے کپ میں ملا دی

اب جو بھی کرنا تھا انہیں سروج کی غیر موجودگی میں کرنا تھا، ھدی کو بے وقوف بنانا قدرے آسان تھا جبکہ سروج نے ابراھیم کی زمہ داری انہیں دینے سے پہلے پوری طرح سے انکوائری کی تھی، مگر یہاں وہ بھی مار کھا گئی

”یہ لو بھئی گرما گرم چائے“ خود پر قابو پاتے انہوں نے چائے ھدی کے آگے رکھ دی

”او تھینکیو آنٹی“ اسنے مسکراہ کر کپ تھام لیا، جبکہ ابراھیم ہاتھ آگے کیے اس سے کپ چھیننے کی کوشش کرنے لگا

”اوں ہوں۔۔۔۔۔ ابراھیم نو“ ھدی نے اسے منع کیا، جس پر ابراھیم نے منہ بنا لیا

"اچھا تم چائے پیو تب تک میں زرا اپنے بیٹے سے بات کر لو آخر کو اسے بھی بوڑھی ماں کا خیال آ ہی گیا" ھدی کو پیار سے پچکارتے وہ چائے لیے اپنے کمرے سے ملحقہ ٹیرس کی طرف چل دی

ھدی چائے پینے میں مگن تھی، جب چھوٹے ابراھیم نے اسے بلانے کی کوشش کی مگر چائے کے آگے کون کسی کو دیکھتا ہے، ھدی نے بھی یونہی ابراھیم کو اگنور کیا جس پر اسنے ہاتھ مار کر ھدی کی چائے گرادی

ھدی تو منہ کھولے اسے دیکھنے لگی جو اب اپنا کارنامہ سر انجام دیکر کھلکھلا رہا تھا

"اففف ابراھیم دیکھو کیا کیا تم نے" ھدی منہ بسور کر رہ گئی، جس پر ابراھیم نے بھی ویسا ہی منہ بنایا

"اب یہی رہنا۔۔۔۔اور کوئی شرارت نہیں" ھدی نے انگلی دکھائے گویا دھمکی دی، جس پر ابراہیم اسکی انگلی پکڑے اس سے کھیلنے لگ گیا، ھدی نے اپنی انگلی چھڑوائی اور اپنے کپڑے صاف کرنے کی نیت سے کمرے کی طرف گئی۔

"ہیلو ہاں فکر نا کروں۔۔۔ہاں ہاں کام ہو جائے گا۔۔۔ہاں اسکی چائے میں نیند کی گولیاں ملادی تھی۔۔۔ہاہاہا نہیں نہیں تم فکر مت کروں بہت بے وقوف ہے وہ۔۔۔۔۔بس آدھے گھنٹے میں آجانا تم لوگ۔۔۔۔۔۔بچہ میں تم لوگوں کو دے دو گی۔۔۔نہیں فکر نہیں کرنی۔۔۔ہاہاہا یقین مانو بڑی موٹی آسامی ہے۔۔۔۔بہت مال ملے گا" ھدی کے پیروں سے تو زمین کھسک گئی۔۔وہ بات تو سمجھ چکی تھی

"ابراہیم !!!" ھدی کانپ اٹھی اور اتنی ہی تیزی سے کمرے سے باہر نکلنے لگی جب ساتھ میز پر پڑا واس زور سے زمین پر گرا، ھدی تیزی سے باہر بھاگی جب کہ مسز عاسم چو کنا ہو گئی۔

ھدی نے موبائل سے سروج کا نمبر ملایا جو وہ اٹھا نہیں رہی تھی

"چلو ابراہیم چلے یہاں سے "اسنے تیزی سے ابراہیم کو اٹھایا اور مین دروازے کی طرف لپکی
جب مسز عاسم راستے میں حائل ہو گئی

"ارے ھدی بیٹا کہاں جا رہی ہوں "وہ شیریں لہجے میں بولی

ھدی کے چہرے پر ڈر کے مارے پسینے کی ننھی بوندے چمکنے لگی

"آ۔۔آپ۔۔دد۔۔۔دور ہو۔۔۔دور ہو۔۔۔آپ۔۔کک۔۔کتنے مم۔۔۔مطلبی
ہوں۔۔۔۔جج۔۔۔جانے دوں۔۔مم۔۔۔مجھے "وہ ہچکی لیتے بولی

"ارے پرنسز رو کیوں رہی ہوں" مسز عاسم اسکی طرف بڑھتے پوچھنے لگی

ھدی کی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئی تھی

"مم۔۔۔مجھے جانے دوں۔۔۔۔۔ن۔۔۔۔نہیں تو میں۔۔۔پپ۔۔۔پولیس کو بب۔۔۔۔بتاؤ گی" وہ دھمکی دیتے بولی

"اچھا کیا بتائے گی بے بی" مسز عاسم نے مصنوئی حیرت سے پوچھا

"یی۔۔۔یہی کہ آپ۔۔۔ابراہیم کو۔۔۔بب۔۔۔بیچنے لگی ہوں" آنسو مسلسل آنکھوں سے بہہ رہے تھے

"ہاں!!! سچ میں۔۔۔مگر وہ تو تب نا جب تم جا پاؤ گی" وہ مسکراہ کر بولی

ھدی کی بھاری اور بند ہوتی آنکھیں اور ہاتھوں کی لرزش اس بات کی نشاندہی کر رہی تھی کے دوا کا اثر اس پر ہو رہا تھا

اس سے پہلے کے ھدی گرتی مسز عاسم نے فوراً آگے بڑھ کر ھدی کے ہاتھوں سے ابراہیم کو پکڑ لیے

"ارے شہزادے تم تو ادھر آؤ۔۔۔۔ تمہیں تو میں کچھ نہیں ہونے دوں گی میری سونے کی چڑیا" روتے ابراہیم کو اپنی گود میں لیے وہ بولی جو لپک لپک کر ھدی کی طرف جانے کی کوشش کر رہا تھا

''زرار؟''علی زماد کے لب پھڑ پھڑائے

''گڈ ایوننگ مسٹر علی زماد اینڈ مسٹر جمال''دل جلا دینے والی مسکان لیے وہ بولا

''گڈ ایوننگ ینگ بوائے''مسٹر جمال نے خوشدلی سے ہاتھ ملایا، جبکہ علی زماد ابھی بھی ٹرانس میں تھے

''ارے علی یہ تو تمہارا بھتیجا ہے نا۔۔ تم نے بتایا نہیں کہ یہ بھی آیا ہوا ہے''مسٹر جمال نے علی زماد سے پوچھا، اتنی دیر میں موسی بھی اپنے باپ کے پاس آکھڑا ہوا

''انہیں تو خود بھی معلوم نا تھا''زرار طنزیہ مسکان لیے بولا

"میرا مطلب ہے کہ میں انہیں سرپرائز دینا چاہتا تھا۔۔۔۔ تو کیسا لگا میرا سرپرائز چاچا جان" زرار کے یوں کہنے پر ایک پل کو تو علی زماد کا دل ڈوب گیا

زرار ہمیشہ انہیں ابو کہتا مگر آج ابو کی جگہ چاچا کا لفظ سن کر انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اسے ہمیشہ کے لیے کھو چکے ہیں

"ویل ایوری ون میں آپ سب کو یہ بتانے کے لیے زرار سے ملوایا ہے کہ زرار خود اپنا ایک بزنس سٹارٹ کرنے والا ہے اور میں اسے ہیلپ کر رہی ہوں اور اب سے میری ہر ڈیل، ہر میٹنگ میں زرار میرے ساتھ ہو گا" سروج کی بات پر موسی نے اچھنبے سے زرار کو دیکھا

"تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہوں" دل کا سوال زبان پر آ ہی گیا، موسی پوچھے بنا نا رہ سکا

"ہم دونوں پچھلے چار سالوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔۔۔۔۔یو کین سے وی آر بیسٹ فرینڈز (تم ہمیں بیسٹ فرینڈز کہہ سکتے ہوں)" زرار موسی کے مدمقابل آکر بولا

آج پہلی بار موسی کو سروج سے نفرت محسوس ہوئی

پہلے اسکے شوہر نے اسکی بہن چھین لی اور اب اسنے اسکا بھائی

"تمہیں تو میں اب ہر گز نہیں بخشنے والا سروج حیدر" آنکھوں میں بے پناہ غصہ لیے وہ سروج کو دیکھنے لگا، اگر نظروں سے قتل جائز ہوتا تو سروج واقعی اب تک مر چکی ہوتی موسی کی نظروں سے

اس سے پہلے کے کوئی اور بات کی جاتی، انہیں ایک طرف سے شور کی آواز آئی

”عمارہ!!!“موسی اور زرار عمارہ کو وہاں دیکھ کر بیک وقت بولے

”جلال؟“عمارہ کو یوں جلال پر چیختے چلاتے دیکھ کر سروج حیران رہ گئی۔

”یہاں کیا ہو رہا ہے؟“سروج خود سے بولی

”ہمیں چل کر دیکھنا چاہیے“موسی بولا

”ہاں سہی کہا،چلو دیکھتے ہیں“زرار اسکی ہاں میں ہاں ملاتے بولا

اس سے پہلے وہ وہاں جا پاتے سروج کا موبائل بلنک ہوا،چونکہ سائلنٹ پر ہونے کی وجہ سے سروج کو معلوم نا ہوا مگر موسی اسکے ہاتھ میں بجتے فون کو دیکھ چکا تھا

"تمہاری کال آرہی ہے" موسی نے اشارہ اسکے بجتے موبائل کی طرف کیا

"ھدی؟" سروج نے حیرانگی سے موبائل اٹھایا

"ہیلو ھدی" سروج موبائل کان کو لگائے بولی

"ھدی۔۔۔ ھدی۔۔۔ چندا۔۔۔ تم ٹھیک ہوں۔۔۔۔ گاڈ ڈیم اٹ ھدی جواب دوں مجھے" دوسری طرف سے آتی آوازیں سن کر سروج سر پکڑ کر رہ گئی

"کیا ہوا؟" اسے یوں دیکھ کر موسی اور زرار بھی چونکے

”زرا روہ دی۔۔۔ابراہیم۔۔۔۔۔ ہمیں ابھی جانا ہو گا گھر پلیز“ سروج کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھی

”او کے فائن رونا بند کروں چلتے ہیں ہم“ اسے چپ کرواتے زرار اسکا ہاتھ پکڑے پارکنگ کی طرف لے گیا

موسی نے بھی انکا پیچھا کرنے کی کوشش کی مگر وہ عمارہ کی طرف بڑھ گیا اس وقت اسے زیادہ ضرورت تھی اسکی۔۔

عمارہ مراد کے دیے گئے اڈریس پر پہنچ چکی تھی وہ ہال کے اندر داخل ہوئی تو نظریں خود بخود ادھر ادھر گھومنے لگی، جب اسنے اسے دیکھ ہی لیا جس کے بعد وہ خود کو بے بس اور اکیلا محسوس کرتی تھی

مگر جو اسنے آگے دیکھا وہ اسکا دل توڑنے کو کافی تھا، جلال کسی اور عورت کے ہمراہ سب سے ہنس کر اور گھل مل کر باتیں کر رہا تھا

وہ جو کہتا تھا کہ اسکے بنا جینے کی کوشش کرے گا کتنا خوش تھا وہ آج تو کیا وہ سب دھوکہ تھا؟ اسکی محبت۔۔۔۔۔۔ وہ وعدے؟ سب کچھ دھوکہ تھا

عمارہ اپنے غصے پر قابو نا رکھ پائی اور تیز قدم بڑھائے جلال کی طرف بڑھی جب اسکا سامنا ایک کیمرہ مین سے ہوا

”سنو تمہیں کوئی مزے دار سی نیوز چاہیے اپنے چینل کے لیے؟“ اسنے مراد اور اسکے کیمرہ مین دوست سے سوال کیا

”جی میم؟“ وہ حیران ہوا

”چاہیے یا نہیں“ عمارہ کے سنجیدہ لہجے پر وہ فقط سر ہلا سکا

”ٹھیک ہے میں تمہیں ایک دھماکے دار لائیو شو دوں گی ابھی کے ابھی مگر شرط یہ ہے کہ نا تو میرا نام آئے گا اور نا ہی چہرہ۔۔۔۔ ورنہ تمہارے ساتھ میں کیا کر سکتی ہوں تمہیں اندازہ بھی نہیں“ اسکا لہجہ اس قدر سخت تھا کہ ایک پل کو تو مراد بھی دنگ رہ گیا

”منظور ہے تو بولو میرے پاس زیادہ وقت نہیں“ وہ کوفت زدہ لہجے میں بولی

کیمرہ مین نے مراد کی طرف دیکھا جس پر اسنے سرہاں میں ہلا دیا۔

''اب ملے گا عمارہ کو اسکا بدلہ اور مراد شمشیر تمہیں دلی سکون''عمارہ کو جلال کی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ خود سے بولا

جلال جو اپنے کسی جاننے والے سے بات کرنے میں مصروف تھا اچانک کسی نے پیچھے اسکے کندھے کو تھپتھپایا اور اسکی وقت کیمرہ مین نے کیمرہ اون کرکے انکی طرف یوں کر دیا کہ جلال واضع نظر آرہا تھا مگر عمارہ نہیں

''چٹاخ''وہ جو پیچھے مڑا تھا منہ پر پڑنے والے تھپڑ پر دنگ رہ گیا،جبکہ ساتھ کھڑی شمائلہ کے دونوں ہاتھ اسکے منہ پر چلے گئے،پارٹی میں موجود باقی لوگ بھی انکی طرف متوجہ ہو گئے

"عمارہ؟؟" جلال کے منہ سے یہ نام سن کر اور عمارہ کے چہرے پر چھایا غصہ دیکھ کر شمائلہ جان چکی تھی کہ وہ بھی جلال کے وکٹمز میں سے ایک رہ چکی تھی

"تم بے غیرت، گھٹیا انسان۔۔۔۔۔ تو یہ ہوں تم۔۔۔۔ یہ ہے تمہاری سچائی" وہ چیخی

"دیکھو میری بات سنو۔۔۔۔"

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ" چلاتے ہی اسنے ایک اور تھپڑ کھینچ کر جلال کے منہ پر دے مارا

"تم ذلیل۔۔ کمینے انسان۔۔۔۔ کتنے گرے ہوئے ہوں تم۔۔۔۔۔ شرم نہیں آئی تمہیں ایسی حرکتیں کرتے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے تو بڑا کہتے تھے میں نا ملی تو مر جاؤ گے۔۔۔ مگر یہاں تو تمہیں دیکھ کر لگ رہا ہے کہ تم نے کبھی مجھ سے محبت کی ہی نہیں"

”یو چیپ۔۔۔ بلڈی باسٹرڈ“ عمارہ اسے اس قدر بڑی گالی دے گئی مگر جلال کچھ نا کہہ سکا کیونکہ ایک تو وہ عمارہ کے باپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اور دوسرا اس وقت اسے اپنی عزت عزیز تھی جو عمارہ نے رسوا کرنے میں کوئی کسر نا چھوڑی تھی

”بتاؤ مجھے۔۔۔ بتاؤ مجھے اور کتنی لڑکیوں کو اپنے پیار کے جھانسے میں پھنسایا ہے تم نے“ اسکا گریبان جھنجھوڑتے اسنے پوچھا

”مم۔۔ میں نے تمہیں چھوڑا وہ تو تمہارے ڈیڈ نے پیسے۔۔“ اس سے پہلے وہ کچھ بولتا عمارہ کا ایک اور تھپڑ اسکا گال دہکا گیا، جبکہ مراد تو اس فلم کو اچھے سے انجوائے کر رہا تھا

”عمارہ“ موسی اسکا ساتھ دینے آگے بڑھا جب مراد نے بازو پکڑ کر روک لیا

”برو۔۔۔انجوائے کر۔۔۔ایسی مووی بار بار دیکھنے کو نہیں ملے گی“ مراد ایک آنکھ دباتے بولا، جب موسیٰ ”اوہ“ کے سٹائل میں ہونٹوں کو سکیڑ تا مزے سے کندھے اچکائے مراد کے برابر کھڑا ہو گیا، اور اب اس ڈرامے کا مزا لینا لگا

”خبردار۔۔۔خبردار جو میرے باپ کو تم بیچ میں لائے۔۔۔وہ حشر کروں گی تمہارا کہ یاد رکھوں گے سمجھے“

”تمیز سے ورنہ جو حال کروں گا تمہارا سکا تمہیں اندازہ بھی نہیں“ اپنا گریبان آزاد کرواتے وہ غرایا

”تم تم مجھے دھمکی دے رہے ہوں اور تم کیا میرا حال کروں گے۔۔۔میں تمہیں کہی منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑو گی۔۔۔اور تمیز ہا کونسی تمیز جو تم میں بھی نہیں ہے۔۔۔ تم تیار رہو جلال صدیق کیونکہ تمہارا برا وقت شروع ہو چکا ہے۔۔۔تم نے ابھی تک

صرف میری محبت دیکھی تھی مگر اب نفرت بھی دیکھو گے۔۔یاد رکھنا" وہ کہتے ہی وہاں سے پلٹنے لگی جب ایک دم دوبارہ سے مڑی

"یہ میری طرف سے الوداعی تحفہ" جاتے جاتے اسکے منہ پر ایسا زوردار مکا مارا کہ جلال کی ناک سے خون بہنے لگ گیا

مراد اور موسی کی آنکھیں تو یہ منظر دیکھ کر ابل پڑی۔۔۔ ظاہری سے بات ہے عمارہ کا ایسا دبنگ انداز انہوں نے پہلی بار دیکھا تھا

"تو شیور ہے تجھے اسی سے شادی کرنی ہے؟" موسی نے مراد کے کان میں سرگوشی کی

"پہلے کا تو پتا نہیں مگر اب کر کے رہوں گا" مراد کا انداز موسی کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گیا۔

”ویل دین بیسٹ آف لک“ موسی اسکا کندھا تھپتھپاتے بولا

مراد نے عمارہ کو مڑتا دیکھتے ہی کیمرہ بند کروادیا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ عمارہ کی شکل کیمرہ میں آئے۔

”زرار تمہیں اللہ کا واسطہ جلدی کروں“ سروج کے آنسو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے

زرار لب بھینچے تیز ڈرائیو نگ کرنے میں مصروف تھا۔۔۔ سروج نے اسے موبائل پر سنی جانے والی ساری بات سنائی تھی۔۔۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے پولیس کو بھی کال کر دی تھی جو کہ سروج کے اپارٹمنٹ پہنچنے والی تھی

”زرار۔۔۔۔۔۔“

”کین یو جسٹ شٹ اپ سروج۔۔۔میں کر رہا ہوں ناڈرائیو“ وہ چلایا اسکی بات کاٹ کر جس پر سروج لب بھینچ گئی

”آئی ایم سوری“ وہ ہچکی لیتے بولی، جبکہ زرار ایک سرد سانس خارج کر کے رہ گیا

”نو آئی ایم سوری۔۔۔دیکھو سروج مجھے پتا ہے کہ تم فکر مند ہوں۔۔۔مگر میں بھی تو ہوں۔۔۔سو پلیز“ وہ دھیمی آواز میں بولا جس پر سروج نے سر ہلا دیا مگر آنسو نا رکے

زرار کو اس وقت صرف اور صرف اپنی ھدھ کی فکر تھی۔۔۔اسکے لیے ابراہیم کوئی معنی نا رکھتا تھا۔۔۔وہ ایسا ہی تھا۔۔۔اسکے لیے صرف اسکی محبت معنی رکھتی تھی۔۔۔۔

وہ اتنا ہی خود غرض تھا اپنے سے جڑے رشتوں کے متعلق۔۔۔ مگر اس وقت اسکی ھد ھد کے ساتھ ساتھ ابراہیم بھی اسکے لیے ضروری تھا کیونکہ وہ اسکی دوست کے لیے اہم تھا

”آئی سویر ھد ھد میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔۔ اور اگر تمہیں کسی نے زرا بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو اس شخص کی جان لے لوں گا“ خود سے عہد کیے وہ گاڑی فضا میں اڑانے لگا۔

”کب تک آؤ گے تم لوگ جلدی کروں۔۔ بچہ میرے پاس ہی ہے۔۔ ہاہاہا اسکی تم فکر نا کروں وہ بے ہوش پڑی ہے کچھ نہیں کر سکتی۔۔۔ ہاں بس جلدی کروں۔۔ بہت مال ہے ان کے پاس۔۔۔۔ اب ہمارے بھی عیاشی کے دن آ گئے ہیں“ وہ فون پر مسلسل کسی سے رابطے میں تھی

ھدی کی آنکھیں آہستہ آہستہ کھل رہی تھی۔۔۔اسنے مندی مندی آنکھوں سے ارد گرد کا جائزہ لینا شروع کیا

دماغ بیدار ہوا تو سب کچھ یاد آنے لگا

"ابراہیم" وہ بڑبڑائی اور ایک سسکی نکلی اسکے منہ سے

اسنے آنکھیں کھولے، اس عورت کو دیکھا جو ابراہیم کو تھامے اب دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی اسکی پیٹھ ھدی کی طرف تھی، ساتھ ہی اسکی نظر ابراہیم پر گئی جس کے گال اور آنکھیں رونے کے باعث سرخ ہو گئے تھے، ابراہیم بھی اسے آنکھیں کھولے دیکھ چکا تھا اسی لیے آوازیں نکالے اسے پکارنے لگا، جس پر مسز عاسم نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ھدی آنکھیں میچ گئی

اسے کچھ بھی کر کے خود کو ابراہیم کو بچانا تھا۔۔۔ مگر کیسے؟وہ بے بس تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آیا

اس سے پہلے کو وہ کچھ سوچ پاتی ایک بار پھر نیند کا غلبہ اس پر حاوی ہو گیا اور وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی

"آفیسر میرا بیٹا؟"پارکنگ میں آتے ہی سروج کار سے نکل کر پولیس کی طرف بڑھی

"فکر مت کریں ہم انہیں بچا لے گے آپ بس ہمیں بتائے کہ کونسے فلور پر آپکا اپارٹمنٹ ہے؟"آفیسر نے تسلی آمیز لہجے میں پوچھا

سروج نے انہیں اپنے فلور کا پتا بتایا اور انکے پیچھے ہی چل دی

بیل کی آواز پر مسز عاسم کھل اٹھی۔۔۔انہیں اپنی قسمت بدلتی نظر آئی۔۔۔وہ خوشی سے جھومتے دروازے تک گئی اور اسے پورا کھول دیا۔۔بنا دیکھے

آگے کا منظر انکے ہوش اڑانے کو کافی تھا، جب انہوں نے سروج کو پولیس کے ساتھ پایا

اس سے پہلے کے وہ کوئی بھاگنے کی تدبیر لڑاتی۔۔۔پولیس نے انہیں حراست میں لے لیا تھا

"یہ یہ کیا کر رہے ہیں آپ لوگ۔۔۔۔شرم نہیں آتی آپ لوگوں کو ایک شریف انسان کو یوں حراست میں لیتے ہوئے" مسز عاسم چیخی

"اومائی ہمیں ہمارا کام مت سکھا اور کون کتنا شریف ہے یہ تو تھانے جا کر ہی بتائے گی تجھے" ایک پولیس والا اسے جواب دیتے بولا

"دیکھو میرے پاس بہت پیسہ ہے میں اس میں سے تم لوگوں کو بھی دوں گی بس مجھے جانے دوں" سروج اور زرار کو اپنے فلیٹ میں جاتے دیکھ کر وہ پولیس والو کو لالچ دیتے بولی

"آفر تو تمہاری اچھی ہے بہت۔۔۔ مگر وہ کیا ہے نا ہر پولیس والا رشوت خور یا بے غیرت نہیں ہوتا سمجھی۔۔۔ ہمیں خدا کو بھی جواب دینا ہے" ایک آفیسر اسکی ساری امیدوں پر پانی پھیرتے بولا

"سر!!" اتنے میں ایک اور پولیس والے نے آکر اسے سیلوٹ کیا

"ہاں؟"

"صاحب یہ محترمہ اکیلی نہیں ہے۔۔۔ایک بہت بڑا گینگ ہے انکا۔۔۔۔۔ابھی نیچے اسکے کچھ آدمی پکڑے ہیں ہم نے جو اس کے ساتھ اس بچے کو اغواہ کرنے کے منصوبے میں شامل تھے" وہ پولیس والا مودبانہ لہجے میں بولا

"ہمم ٹھیک ہے اسے اور ان سب کو تھانے لے جاؤ باقی کی خاطر داری ہم وہی کرے گے" آفیسر ہنکارہ بھرتے بولے

"جیسا آپ کہے سر" اسے سیلوٹ کرتے وہ مسز عاسم کو ہتکڑیاں پہناتے وہاں سے چل دیے

آفیسر اب اپنی باقی ٹیم کے ساتھ اندر داخل ہوا جہاں ایک طرف سروج ابراہیم کو اپنے سینے میں بھینچے رونے میں مصروف تھی۔۔۔ وہی دوسری طرف زرار ھدی کے پاس بیڈ پر بیٹھے اسکا ہاتھ تھامے اسے گھور رہا تھا

”ان محترمہ کا کیا تعلق ہے آپ سے ؟“ آفیسر نے سوال کیا

”جی یہ میری نند ہے“ سروج نے جواب دیا

”اور یہ محترم ؟“ اب اسکا اشارہ زرار کی طرف تھا

”یہ میرے بزنس پارٹنر اور دوست ہے“ سروج نے پھر جواب دیا

"ان دونوں کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟" اسنے زرار اور ھدی کے متعلق سوال کیا جس پر وہ چونکی

"آئی مین بہت کلوز لگتے ہیں یہ دونوں ایک دوسرے کے" اشارہ زرار کا ھدی کے قریب بیٹھے اسکے ہاتھ تھامنے پر تھا

"وہ۔۔وہ یہ دونوں"

"ہم دونوں کی بہت جلد منگنی ہونے والی ہے اور پھر شادی۔۔۔۔ہم ایک کپل ہے"
اس سے پہلے سروج کچھ بولتی جواب زرار کی طرف سے آیا

"او آئی سی۔۔۔" آفیسر نے جیسے سمجھنے کے انداز میں سر ہلایا

"اور ایک اور بات آفیسر میں چاہتا ہوں کہ اس عورت کو اتنی عبرت ناک سزا ملے کہ آئندہ کوئی بھی ایسا قدم اٹھانے سے پہلے سو بار سوچے" زرار کا لہجہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔۔۔ ایک پل کو تو اس آفیسر کو بھی خوف محسوس ہوا

"میں کوشش کروں گا۔۔۔"

"آہاں کوشش نہیں کرنی کرکے دکھانا ہے" اس سے پہلے کے آفیسر پوری بات کرتا زرار اسے ٹوکتے بولا

ہمم سہی۔۔۔ آفیسر سرہاں میں ہلائے وہاں سے چلا گیا

\------------------

سروج اور زرار ھدی اور ابراہیم کو ان کے فلیٹ میں لے آئے تھے

ھدی کو بیڈ پر لٹائے اور ابراہیم کو سلا کر سروج اور زرار اب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔۔

ان دونوں کے درمیان طویل خاموشی تھی جسے سروج نے توڑا

"تو موسی تمہارا کزن ہے؟" سروج نے سوال کیا

"ہاں" زرار بے تاثر لہجے میں بولا

"ہمم" سروج نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا

"ویسے خاصہ موالی قسم کا کزن ہے تمہارا" سروج کے کمنٹ پر زرار نے اسے گھورا

"آئی مین اسکا حلیہ۔۔۔۔۔۔یو نو؟" سروج نے بات سنبھالی

"نو آئی ڈونٹ نو۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور مجھے اس بارے میں بات نہیں کرنی" زرار نے بات ختم کر دی گویا خس کم جہاں پاک

اس سے پہلے وہ بات کرتی اسے ابراہیم کے رونے کی آواز آئی اور وہ تیزی سے کمرے کی جانب چل دی

"آہ" ایک کراہ کے ساتھ اسنے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی۔۔ جب مانوس سی خوشبو اسے اپنے آس پاس سے آئی

آنکھیں کھلتے ہی جب اسنے چاروں اطراف دیکھا تو حیرت کا کوئی مقام نا رہا کیونکہ وہ اس وقت اپنے کمرے میں تھی

اسکی آنکھیں فٹ سے کھلی

اتنی ہی تیزی سے اسنے خود پر اوڑھا لحاف اتارا اور بیڈ سے نکلی، جب دماغ میں اٹھنے والی ٹیس سے دوبارہ بیڈ پر بیٹھ گئی

کچھ پل یونہی بیٹھ کر اپنے حواس سنبھالتے وہ دوبارہ سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکلی، وہ حیران ہوئے بنا نا رہ سکی کیونکہ وہ اس وقت اپنے ہی فلیٹ میں موجود تھی نا کہ مسز عاسم

"بھابھی؟" وہ سرگوشی نما آواز میں بولی

"بھابھی!!!!ابراہیم!!"ابکی بار وہ قدرے اونچی آواز میں چلائی۔۔جب لاؤنج میں بیٹھا زرار اور اپنے کمرے میں ابراہیم کو سلاتی سروج دونوں تیزی سے باہر نکلے

"ھدی"سروج نے اسے آواز دی

"بھابھی"سروج کو یوں سامنے پاکر وہ خوشی اور غم کے ملے جلے تاثرات لیے اسکے گلے لگ رونا شروع ہو گئی

"بس میری جان چپ"اسکی پیٹھ سہلاتے سروج بولی

"بب۔۔۔بھابھی۔۔۔وہ۔۔وہ آنٹی۔۔بب۔۔۔بولی۔۔۔۔ابراہیم۔۔۔ابراہیم کو۔۔۔ لل۔۔۔لیجائے گی۔۔۔۔۔مم۔۔۔۔۔میں نے بچانے کی کک۔۔کو شش

کی۔۔۔۔ قسم سے۔۔۔۔ ابراہیم، ابراہیم کہاں ہے؟" سروج سے علیحدہ ہوئے اب وہ روتے ہوئے ابراہیم کا پوچھنے لگی

"ھدی۔۔چندا۔۔۔ادھر دیکھو ابراہیم بلکل ٹھیک ہے سویا ہوا ہے کمرے میں اور اب کوئی بھی اسے کہی نہیں لیکر جائے گا" اسکا چہرہ تھامے وہ اسے بتانے لگی جس پر ھدی دوبارہ سے اس سے لپٹ گئی

"واہ کیا محبت ہے" اس سب ڈرامے سے بیزار زرار بولا

اجنبی آواز پر ھدی نے سر اٹھا کر دیکھا تو آنکھیں باہر آنے کو تھی، جبکہ سروج زرار کو گھورنے لگی۔

زرار نے سروج کی گھوری کو دیکھا ہی کہا تھا، وہ تو بس اپنی ھد ھد کی آنکھوں میں ڈر اور خوف دیکھ کر۔۔ مسکرانے لگا

"بب۔۔ بھابھی یہ۔۔۔۔" خوف سے کانپتی ھدی نے زرار کو دیکھتے سروج سے پوچھا

"ھدی یہ۔۔۔۔ دراصل یہ میرا بزنس پارٹنر اور دوست ہے زرار احمد زماد" سروج یوں بولی جیسے اسے کچھ پتا نا ہوں۔۔۔ ھدی کو تو دنیا گھومتی محسوس ہوئی اپنے ارد گرد

اتنے میں ابراہیم کے رونے کی آواز سن کر سروج کمرے میں تیزی سے چلی گئی، اب ھدی خود کو زرار کی ایکسرے کرتی نظروں سے بچانے کے لیے تیزی سے اپنے کمرے کی طرف مڑی

"یہاں آؤ" زرار کی آواز میں حکم تھا جس پر ھدی اپنی جگہ پر جم کر رہ گئی

”وہ۔۔۔وہ مم۔۔۔مجھے۔۔۔۔ نیند۔۔۔نیند آرہی۔۔۔۔۔ سونا ہے“وہ کانپتی آواز میں بولی

”ابھی بھی سونا ہے ؟“اسکے بلکل قریب کھڑے ہوتے زرار نے پوچھا، جس پر ھدی نے تعبیداری سے سر ہلادیا

”سو جانا مگر پہلے کچھ کھالو۔۔۔شاباش آجاؤ“اسکا ہاتھ تھامے وہ اسے کچن میں لے گیا۔۔۔جبکہ ھدی بے بسی سے لب کچل کر رہ گئی

”بب۔۔۔بھوک نہیں ہے۔۔سونا ہے“وہ دھیمی آواز میں بولی

”اتنا تو سوئی ہوں۔۔۔ابھی بھی سونا ہے؟“اسکا ہاتھ تھماے کرسی پر بٹھائے وہ فریج میں سے پاستا نکالنے لگا

پاستا اوون میں گرم کیے اسنے پلیٹس نکالی اور ٹیبل پر رکھ دی۔۔۔ساتھ ہی ساتھ اسنے فریج سے پانی کی بوتل نکال کر ٹیبل پر رکھ دی۔۔۔ساس، کیچپ،مایونیز۔۔۔۔۔پاستا کے ساتھ کے سارے لوازمات ٹیبل پر سجائے اب اس نے اوون سے پاستا نکالے ٹیبل پر رکھ دیا

ھدی اس سب میں نگاہیں جھکائے بیٹھی رہی

”کھاؤ“زرار کی آواز پر اسنے نظریں اٹھائے اسے دیکھا جواب کھانے میں مصروف تھا

”کیا بہت ہینڈسم ہوں میں؟“زرار نے اس سے سوال کیا

"ن۔۔نہیں"

"کیا نہیں ہوں" ہلکی سی مسکان سجائے اسنے پوچھا

"وہ مجھے بھوک لگی ہے" کہتے ہی اسنے پلیٹ میں پاستا نکالا اور کھانے لگ گئی

زرار کھا چکا تھا تو اب فرصت سے اسے دیکھنے لگا جو چڑیا کی طرح کھانے میں مصروف تھی، وہ اسکی خود پر جمی نظروں سے پزل ہو رہی تھی

"کیا ہے؟ آپ مجھے دد۔۔دیکھ کیوں رہے ہیں" وہ چڑ چکی تھی اسکے دیکھنے سے

”تم بھی تو مجھے دیکھ رہی تھی میں نے کچھ کہا“زرار نے تو الٹا اس سے سوال کیا جس پر وہ شرمندگی سے سر جھکا گئی

”وہ۔۔وہ میں یہاں کیسے آئی۔۔۔میں تو وہاں تھی نا“اسنے سوال کیا

”میں اٹھا کر لایا ہوں“زرار نے پر شوق نگاہوں سے جواب دیا اور اب اسکے چہرے پر بدلتے رنگ دیکھ رہا تھا

ھدی نے تو اپنی طرف سے بات بدلنا چاہی تھی مگر اسے ہی بھاری پڑی

”وہ میں جاؤ“جب کچھ نا بن پڑا تو معصومیت سے بولی

”اور اگر میں منع کردوں تو؟“زرار نے جواب دیا

”مجھے جانا ہے“اسنے اپنی بات کہی

”تو میرے ساتھ چلو“

”کیا؟“ھدی تو اسکی بات پر سٹپٹائی

”میں سونے جا رہی ہوں“کہتے ہی وہ تیزی سے اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور اسے بند کر دیا

اسکا دل دھڑک رہا تھا

”میں جا رہا ہوں“زرار نے اونچی آواز میں اپنے جانے کا بتایا

"عمارہ عمارہ رکو" اسے باہر جاتے دیکھ کر موسی اسکے پیچھے گیا اور اسے روک دیا

"واٹ؟" وہ چلائی

"افف آئرن وومن آرام سے" موسی ایک انگلی کان میں ٹھونسے بولا

"کیا مسئلہ ہے بولو جلدی"

"آرام سے یار چلو آؤ میں تمہیں ڈراپ کر دوں" موسی نے آفر دی

"ہمم ٹھیک چلو" عمارہ کچھ بولنا چاہتی تھی مگر مراد کو وہاں آتے دیکھ کر اسنے حامی بھر لی

"لیڈیز فرسٹ" اسکے لیے کار کا دروازہ کھول کر موسی بولا

عمارہ کو کار میں بٹھائے وہ مراد کی طرف آیا

"اسے ٹائم دوں وہ سہی ہو جائے گی" مراد کے شانے کو تھپتھپاتے وہ بولا

"ہمم اسے دھیان سے گھر پہنچا دینا" مراد گاڑی کی طرف نظریں کیے بولا

"ٹیک کیر۔۔ اللہ حافظ" اسکے گلے لگتا موسی بولا

”بھابھی میں آجاؤ“ دروازہ ناک کیے اسنے پوچھا

”ہاں آجاؤ“ سروج نے اجازت دی

”کیا بات ہے چندا، کچھ چاہیے“ اسے اتنی رات گئے اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ حیران ہوئی

”وہ بھابھی ایک سوال پوچھو؟“ اپنی انگلیاں چٹخائے اسنے پوچھا

”ہاں پوچھو؟“ سروج نے اجازت دی

"وہ بھابھی وہ آپ؟ وہ آپ ہی۔۔ میرا مطلب کہ آپ زرار کو کیسے جانتی ہے؟" ھدی نے سوال کر ہی لیا

سروج بھی اس سوال کے لیے اچھے سے تیار تھی

"وہ میں نے اور زرار نے ایک ہی یونی سے بی۔ایس کیا تھا، ہم بہت اچھے دوست تھے، اور تو اور عمیر سے بھی زرار کی بہت اچھی دوستی تھی" سروج نے بتایا

"بھائی جانتے تھے؟" ھدی حیران ہوئی

"ہاں جانتے تھے اور تم کیوں اتنی حیران ہو رہی ہوں۔۔۔ تم بھی تو ملی تھی زرار سے" سروج نے اسکے سر پر ایک اور بمب پھوڑا

"میں!!! میں کب؟" ھدی حیران ہوئی

"ارے تمہیں یاد نہیں ایک بار یونی میں کنسرٹ تھا تو تم آئی تھی تب ملی تو تھی" سروج نے اسے یاد دلایا

"ویسے تم یہ سب کیوں پوچھ رہی ہوں؟" سروج انجان بنی

"وہ بھابھی آپ کو ایک بات بتاؤ آپ یقین نہیں کرے گی" ھدی تھوڑا آگے ہو کر بولی

"ہاں بتاؤ"

”بھابھی یہ آپ کا دوست جو ہے نا۔۔۔۔اصل میں۔۔۔۔ بھابھی یہی بیسٹ ہے۔۔۔وہ میرا بیسٹ ہے۔۔۔ مطلب وہ بیسٹ“ ھدی تو بول چکی جبکہ سروج کہ ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ آکر غائب ہوئی

وہی دوسری طرف سروج کے ساتھ کال پر موجود زرار کے لب ”میرے بیسٹ“ پر مسکرا اٹھے

”تمہارا تو میں واقعی ہوں“ھدی کے تصور سے مخاطب ہوئے وہ بولا

”کیا سچ میں؟“اسے سروج کی پریشان سی آواز سنائی دی

”ہاں نا بھابھی سچ میں۔۔۔ بھابھی۔۔۔۔“ھدی نے اسے پکارہ

"جی؟"

"بھابھی آپ اپنے دوست کو کہوں نا کہ وہ مجھے تنگ نا کرے اور فرینڈز بھی بنانے دے، سب کے پاس یونی میں فرینڈز ہیں۔۔۔ سوائے میرے، میرا بھی دل چاہتا ہے دوست بنانے کا، مگر کوئی نہیں کرتا" ھدی کی آواز سن کر ایک پل کو تو زرار کو افسوس ہوا

"ڈونٹ وری ھد ھد۔ بہت جلد تم میری دوست بن جاؤ گی اور پھر تمہیں کسی دوست کی ضرورت نہیں رہے گی" وہ ایک بار پھر خود سے مخاطب ہوا۔

"اچھا تم فکر نا کروں میں بات کروں گی اس سے تم جاؤ چند اشاباش سو جاؤ" سروج اسے پیار سے پچکارتے بولی، وہ سرہاں میں ہلا کر اپنے کمرے کی طرف چل دی

"سن لیا تم نے؟" فون کان کو لگائے سروج نے زرار سے پوچھا

ھدی کے کمرے میں آنے سے پہلے وہ زرار سے کال پر مصروف تھی، مگر ھدی کی وجہ سے اسنے کال بند نا کی بلکہ موبائل سائڈ پر رکھ دیا اور یوں زرار نے ان کی سب باتیں سن لی

"ہاں سن لیا میں نے" وہ آنکھیں بند کیے، تصور میں ھدی کا چہرہ لائے ایک جذب سے بولا

"اسے میں یاد نہیں" زرار نے بند آنکھوں سے شکوہ کیا

"زرار وہ تم سے صرف ایک بار ملی تھی وہ بھی پانچ منٹ کے لیے" سروج نے اسے یاد دلایا

"تو؟ میں تو اس سے بہت بار ملا اور مجھے بھی تو یاد رہی نا وہ، تو میں اسے کیوں نہیں" زرار نے سوال کیا

"شائد اس لیے کہ تم اس سے محبت کرتے ہوں" سروج نے جواز پیش کیا

"وہ مجھ سے کب محبت کرے گی سروج؟" زرار نے آس سے پوچھا

"جب تم اسے یقین دلاؤ گے زرار"

"دلاتا تو ہوں"

"نہیں تم اسے ڈراتے ہوں زرار، وہ تم سے محبت کرے نا کرے مگر تم سے خوف آتا ہے اسے۔۔۔اسے ڈراؤ مت بلکہ اپنی محبت پر یقین دلواؤ" سروج کی باتیں آہستہ آہستہ اسکے ذہن میں بیٹھ رہی تھی

"میں کل ہی سب کلیر کردوں گا" وہ ایک دم پرجوش سا بولا

"ارے ارے باولے میاں آرام سے، کہیں بھاگی تھوڑی نا جا رہی ہے۔۔۔ ہمت سے کام لو" سروج مسکرا کر بولی تو زرار ہنس دیا

"نہیں سروج اب اور صبر نہیں۔۔۔ بہت انتظار کر لیا میں نے" وہ ایک جذب سے بولتا کال بند کر گیا

"افففف یہ نہیں بدلے گا۔۔ سائیکو زرار" کال بند ہونے پر وہ منہ بنائے بولی۔

موسی اسے گھر چھوڑ کر جا چکا تھا، وہ تھکی ہاری گھر میں داخل ہوئی۔۔۔۔ اور سیدھ میں کمرے کی طرف بڑھی جب اسے سٹڈی کی لائٹس جلتی نظر آئی

"اس وقت کون ہو گا؟۔۔۔۔ بابا!!" خود سے اندازے لگاتے ایک دم اسکے ذہن میں اپنے باپ کا خیال آیا اور وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی سٹڈی کی طرف بڑھی

اس نے اپنے والدین کو جتنی تکلیف دی تھی اب اس سے زیادہ شرمندگی محسوس ہو رہی تھی

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو اپنے بابا کو کرسی پر بیٹھے گہری سوچ میں پایا

تھوڑا اور نزدیک جا کر دیکھا تو انکے ہاتھ میں اسکی بچپن کی تصویروں کی البم تھی۔۔۔ کسی میں وہ پہلی بار چمچ سے کھانا کھا رہی تھی تو کسی میں چلنا شروع کیا تھا

کہیں وہ کسی سکول کے فنکشن کی تھی تو کہیں کسی کی شادی کی

"آ گئی تم" انہوں نے بند آنکھوں سے سوال کیا

"وہ میں۔۔۔"عمارہ کچھ بول نا پائی

"مراد چھوڑنے آیا تھا؟"انہوں نے پھر سے سوال کیا

"نہیں۔۔۔یونی کا ایک فرینڈ۔۔۔موسی"اسنے نام بتایا

اب کی بار انہوں نے آنکھیں کھولے اسے دیکھا جس کی حالت کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح تھی مگر کم اذیت میں تو سلطان صاحب بھی نا تھے

"آئندہ سے اگر مراد نا ہو تو مجھے بتا دینا مگر کسی اور کے ساتھ مت آنا۔۔۔۔۔۔اب جاؤ شاباش جا کر کھانا کھاؤ اور پھر سو جانا۔۔۔رات کافی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔صبح یونی کے لیے آنکھ نہیں کھلے گی"انہوں نے اسے نصیحت کی

"بب۔۔بابا!!!۔ آئی ایم سوری بابا۔۔۔۔۔ مم۔۔۔۔مجھے معاف کر دے۔۔۔۔ پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت دل دکھایا نا میں نے آپ لوگوں کا۔۔۔۔کتنے برے سے بات کی۔۔۔۔پلیز مجھے معاف کر دے" وہ یک دم ان کے گھٹنے سے لگی رونے لگی

سلطان صاحب کو کس قدر تکلیف ہوئی تھی اپنی بیٹی۔۔۔۔اپنی جان کو اس حالت میں دیکھ کر

"پلیز بابا مجھے مارے پیٹے۔۔۔۔جو مرضی سزا دینی ہے دے مگر مجھ سے بات کر لے پلیز" وہ منت کرنے لگی

"عمارہ رات کافی ہو گئی ہے اپنے کمرے میں جاؤ" انہوں نے بس اتنا کہا

"بابا پلیز۔۔۔۔۔"

"ہم نے کہا جاؤ" ایک ہاتھ اٹھا کر اسکی بات کاٹتے وہ بولے

"آئی ایم سوری بابا۔۔ پلیز معاف کر دے نا جو کہے گے کروں گی بس معاف کر دے" اسکو بہت تکلیف ہوئی اپنے باپ کے رویے پر، مگر جو اس نے کیا تھا وہ بھی کم نا تھا

"ہم نے کہا نا جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" انہوں نے بات ختم کی

عمارہ بنا کچھ کہے وہاں سے چل دی پیچھے سلطان صاحب کو گہری سوچ میں چھوڑے

انہیں مراد نے کال کر کے پہلے سے ہی تمام تر حالات سے آگاہ کر دیا تھا

اگلی صبح کسی سے زلزلے سے کم نا تھی

سروج ابراہیم کو دودھ پلانے کے بعد اب ناشتے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ ھدی کل کے واقعے سے اتنا ڈر گئی تھی کہ اسے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ ایک ہفتہ یونی نہیں جائے گی

سروج نے بھی یہی بہتر سمجھا ویسے بھی دو ہفتے بعد سے ان سب کے مڈز ایگزامز تھے

سروج چائے کا کپ لبوں کو لگائے لاؤنج میں آئی جب اسکا موبائل بجا

"ہیلو میم۔۔۔۔۔۔ میم میں اسرا پلیز جلدی ٹی۔وی اون کرے" اسکی پی۔اے تیز لہجے میں بولی، اسکا سانس چڑھا ہوا تھا

”خیریت ؟“ سروج کو کچھ عجیب لگا

”میم آپ دیکھے تو سہی“ اسنے پھر سے کہا

”اوکے ون سیکنڈ۔۔۔۔کونسا چینل ؟“ ٹی۔وی اون کیے سروج نے پوچھا

”یو تھ افیرز“ چینل کانام بتائے اسکی پی۔اے نے کال کاٹ دی

سروج نے حیرت سے موبائل دیکھا پھر چینل سرچ کرکے لگایا تو اسے زمین آسمان گھومتے محسوس ہوئے

چینل پر کل رات کی پارٹی کی فوٹیج اور جلال کی عمارہ کے ہاتھوں عزت افزائی زوروشور سے دکھائی جارہی تھی

عمارہ کا چہرہ بلر کیا گیا تھا مگر سروج پہچان گئی تھی کیونکہ یہ ہنگامہ اسکی موجودگی میں ہی شروع ہوا تھا مگر ھدی اور ابراہیم کی وجہ سے اس نے زیادہ نوٹس نہیں لیا

چینل نے جلال صدیق کو رسوا کرنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی

معاملہ اس نوعیت کا ہو جائے گا سروج نے سوچا بھی نا تھا

"ڈیم یو جلال" ریموٹ زور سے صوفہ پر پھینکتی وہ غصے سے چلائی

اسے بار بار آفس سے کال آ رہی تھی۔۔۔ پہلے تو اسنے سوچا تھا کہ وہ نہیں جائے گی مگر اب ضروری ہو گیا تھا

علی زماد کی ساری فیملی اس وقت ناشتے پر موجود تھی۔۔۔ سوائے ندا کے جو بے دلی سے چینل بدل رہی تھی۔۔ جب ایک چینل پر موسی کی نظر پڑی اور وہ ٹھٹکا

”ایک۔۔۔ ایک منٹ ندا پیچھے کرنا“ موسی جلدی سے ناشتے سے فارغ ہوتے بولا

”کیوں؟“ وہ بے زار سی بولی

”ڈرامے مت کروں جو کہاں ہے وہ کروں“ موسی نے جواب دیا۔۔۔ جبکہ ندا منہ بنائے دوبارہ سے ایک چینل پیچھے کیا

موسی اب آرام سے کل ہوئے لائیو شو کا ریپیٹ ٹیلی کاسٹ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔چہرے پر رہنے والی مخصوص قسم کی مسکراہٹ ابھی بھی تھی

”جلال صدیق!!“علی زماد حیرانگی سے ٹی۔وی دیکھتے بولے

”آپ اسے جانتے ہیں ڈیڈ؟“موسی نے حیران کن نظروں سے پوچھا

”یس۔۔۔۔یہ سروج کا جیٹھ۔۔۔۔آئی مین یاسین کی بہن کا بیٹا ہے یہ تو“وہ تو ہنوز نظریں ٹی۔وی پر جمائے بولے

”رئیلی؟“موسی کی تو مسکراہٹ ہی پھیل گئی یہ سن کر

”بے چاری“وہ ہنسی قابو کرتے سروج کے بارے میں سوچتے بولا

”اوکے گائز میں تو چلا یونی۔۔۔۔۔با۔بائے“سیڑھیوں پر دو تین چھلانگے لگا تا وہ اپنے کمرے میں گھس گیا

\-----------------------

صبح وہ یونی کے لیے تیار ہو کر نیچے آئی تو ماحول میں عجیب سی ٹینشن تھی

اس سے پہلے کو وہ کسی نوکر سے کچھ پوچھتی۔۔۔اسے لاؤنج سے آوازے سنائی دی

لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اسکی نظر اپنی ماں پر گئی جو ٹینشن سے ادھر ادھر ٹہل رہی تھی اور پھر ٹی۔وی پر جہاں کل کا ڈرامہ۔۔۔۔پوری مووی کے سٹائل میں دکھایا جا رہا تھا

"یہ۔۔۔یہ رہی آپکی لاڈلی پوچھے اس سے کیا ہے یہ سب اور کیوں ہمیں اس عمر میں زلیل کروانے پر آئی ہے" عمارہ کو آرام دہ حالت میں دروازے سے ٹیک لگائے دیکھ کر وہ جلتی بھنتی سلطان صاحب سے بولی

"عمارہ۔۔۔ عمارہ۔۔۔ کیا کروں میں تمہارا۔۔۔ بولوں کیا کروں میں؟؟ کہی منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا تم نے ہم لوگوں کو۔۔۔۔۔ کیا ہے یہ سب؟" اس کے سر پر سوار وہ چلائی

"حقیقت ہے مام" وہ نارمل انداز میں کندھے اچکاتے بولی

"ویسے بھی اس میں منہ نا دکھانے والی کونسی بات ہے؟ میں نے تو وہی سب کیا جو وہ ڈیزرو کرتا تھا اور ہے۔۔۔۔۔ اور یقین مانے ماما جب وہ شخص زندگی کے کسی موڑ

یں میرے سامنے آیا تب تب میں اسے یونہی زلیل کرتی رہوں گی" وہ سنجیدہ انداز میں بولی

"عمارہ۔۔۔۔"

"نہیں مام اب کچھ نہیں۔۔۔۔اس شخص کی وجہ سے مام۔۔۔۔۔اس شخص کی وجہ سے میں نے آپ دونوں سے بدتمیزی کی۔۔۔ آپ دونوں کے دل دکھائے۔۔۔۔۔ تکلیف دی آپ دونوں کو۔۔۔۔۔۔وہ شخص یہ ڈیزرو کرتا ہے" وہ چیخ کر بولی

"عمارہ" مسز سلطان آنکھوں میں آنسو لیے بولی

"پلیز مام آئی ایم سوری مجھے معاف کر دے پلیز۔۔۔۔۔" وہ منت کرتے ان کے گلے لگ گئی۔۔۔۔۔ وہ بھی آخر کو ماں تھی کتنا گریز کرتی اسکے آنسو انہیں تڑپا گئے اور انہوں نے محبت سے اسے گلے لگالیا

"نہیں میرا بچا روتے نہیں" وہ پیار سے اسکی پیشانی چومتی، اسکے آنسو صاف کرتے بولی

"ڈیڈ پلیز اب تو آپ بھی معاف کر دے" وہ ایک بار پھر سلطان صاحب کو دیکھ کر بولی

"کیا تم واقعی اپنے کیے پر شرمندہ ہوں؟ کیا تمہیں واقعی معافی چاہیے؟" وہ اس سے بے تاثر چہرہ لیے پوچھنے لگے، جس پر عمارہ نے جھٹ سے سرہاں میں ہلا دیا

"تو پھر تمہیں کوئی اعتراز نہیں ہو گا اس فیصلے پر جو میں تمہارے لیے لینے والا ہوں؟" انہوں نے دوبارہ سے جانچنا چاہا

”نہیں ڈیڈ آپ جو کہے گے، جیسا کہے گے میں کروں گی بس مجھے معاف کر دے پلیز“ وہ انکے ہاتھ تھماے جھٹ سے بولی

”تو ٹھیک ہے ہم مراد کے رشتے کو ہاں کہنے والے ہیں۔۔۔ تمہیں کوئی اعتراز؟“ انہوں نے سوال کیا

ایک پل کو تو عمارہ پر سکتہ طاری ہو گیا مگر اگلے ہی لمحے جھٹ سے سر نفی میں ہلا دیا

”نہیں کوئی اعتراز نہیں جیسا کہے گے ویسا ہی ہو گا“ وہ فوراً سے سرہاں میں ہلائے بولی

”مجھے خوشی ہوئی کہ تمہیں سچ پتا چل گیا“ وہ مسکرائے

"مگر میں ناراض ہوں" انہیں نارمل ہوتا دیکھ کر وہ دوبارہ اپنی جون میں آکر بولی

"کیوں؟" وہ حیران ہوئے

"آپ نے مجھے سچ کیوں نہیں بتایا۔۔۔۔۔بتانا چاہیے تھا۔۔۔مجھے بتاتے تاکہ میں اسکی لالچی شخص کی باتوں پر کبھی ایمان نا لاتی" اسنے شکوہ کیا

"ہم ڈر گئے تھے میری جان۔۔۔۔اگر تم یقین نا کرتی؟" وہ تھکے انداز میں بولے

"کیسے نا کرتی ڈیڈ؟ آپ میرے ماں باپ ہیں۔۔۔۔مجھے سہی اور غلط میں فرق سکھانے والے۔۔۔مجھے زمانے کی اونچ نیچ اور دشواریوں سے آشنا کروانے والے۔۔۔۔میں کیسے نا کرتی اعتبار؟" ایک اور شکوہ

"ایم سوری" انہوں نے معافی مانگنی چاہی

"نوڈیڈ آئی ایم سوری۔۔۔۔۔۔اور اب بس کوئی بھی اس حوالے سے بات نہیں کرے گا۔۔۔مجھے اس شخص کے حوالے سے کوئی بات نہیں کرنی" وہ انہیں تنبیہ کرتے بولی

"جو حکم ملکہ عالیہ" سلطان صاحب سر کو خم کیے بولے تو وہ ہنس دی، جبکہ مسز سلطان تو اپنے گھر کے لیے دعائیں کرنے لگی

"چلیے اب ناشتہ کرلے پلیز کل سے کچھ نہیں کھایا" وہ چھوٹے بچوں جیسا منہ بنا کر بولی

"اور وہ جو بیڈ کے نیچے پزا کا باکس پڑا ہوا ہے۔۔۔وہ کس نے کھایا تھا" اسکا ایک کان پکڑے سلطان صاحب نے مصنوئی غصے سے پوچھا تو وہ کھلکھلا دی

سلطان صاحب نے محبت سے اسکی پیشانی چومی

"میرا لاڈلا بچا" وہ محبت سے بولے

سروج جب آفس میں داخل ہوئی تو ہر طرف عجیب افرا تفری مچی ہوئی تھی، سب لوگ اپنے کام چھوڑ کر ابھی تک ٹی۔وی پر چلنے والی نیوز کے بارے میں اپنی اپنی رائے دے رہے تھے

سروج نے یہ سب دیکھا تو غصے سے ان سب کو واپس کام کرنے کا بولا جس پر وہ سب تیزی سے اپنے اپنے کام میں جٹ گئے

ایک جھٹکے سے اس نے آفس کا دروازہ کھولا اور بیگ زور سے ٹیبل پر پٹخا

انٹر کام کے ذریعے اسنے اپنی پی۔اے کو بلوایا

"میم؟ آپ نے بلایا؟" دروازے پر ناک کے ساتھ ہی وہ اندر داخل ہوئی

"یس مس اسرا۔۔۔مسٹر جلال اور مسٹر صدیق کہاں ہے؟" غصے سے یہاں وہاں گھومتے اس نے پوچھا

"میم وہ سر صدیق کے آفس میں ہے دونوں" اسنے جواب دیا

"اوکے انہیں ابھی کے ابھی میری کیبن میں بھیجو" اسنے آرڈر جاری کیے

”اوکے میم“ تعبداری سے سر ہلایا گیا

”اور ایک اور بات مس اسراا بھی کا مطلب ابھی اور اس ابھی میں کوئی کوتاہی یاد یرنا ہوں“ وہ وارن کرتے بولی

”اوکے میم۔۔ سم تھنگ ایلس؟“ اسنے سوال کیا

”نو یو کین گو“ سروج نے اسے جانے کی اجازت دی

ٹھیک ایک منٹ کے اندر اندر وہ دونوں باپ بیٹا اسکے کیبن میں موجود تھے جو ادھر ادھر چکر کاٹنے میں مصروف تھی، بیچ میں ایک آدھ گھوری انہیں بھی دے دیتی جو اس وقت سر اٹھانے کے قابل نہیں تھے

اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتی، اسکی پی۔اے بنا ناک کیے پھولی سانسوں کے ساتھ اندر داخل ہوئی

”سوری ٹو انٹرپٹ میم، بٹ یو ہیو ٹو سی دس (مداخلت کے لیے معافی مگر آپ کو یہ دیکھنا ہو گا میم)“ ٹی۔وی اون کیے اسنے دوبارہ سے وہی چینل اون کیا

مگر اب کی بار تو سروج کو اپنے ارد گرد دھماکے ہوتے محسوس ہوئے

جلال کے خلاف تقریبا دس لڑکیوں نے انہیں ہراساں کرنے کے الزام لگائے تھے

سروج کی آنکھیں تو ابل کر باہر گرنے کو تھی

اس نے بے یقینی سے جلال کو دیکھا جس کی خود کی آنکھیں اس وقت پھیلی ہوئی تھی

”یہ۔۔۔یہ،یہ سب جھوٹ ہے بکواس ہے،میری بات کا یقین کریں بھابھی یہ میں،میں نہیں جانتا ان لڑکیوں کو۔۔۔۔کون ہے کہاں سے آئی ہیں۔۔۔۔۔آئی سویر کوئی مجھے پھنسا رہا ہے“اسکی زبان کپکپا رہی تھی

”شٹ اپ۔۔۔جسٹ شٹ اپ۔۔تم جانتے ہوں اسکا مطلب؟اگر ان دس میں سے کسی ایک بھی لڑکی کا لگایا الزام سچ ثابت ہو گیا تو تمہیں سزا سے کوئی نہیں بچا پائے گا اور ہماری میڈیا کی پاور کو تو تم اچھے سے جانتے ہوں“وہ اس پر چلانے لگی

اسے فکر جلال کی نہیں بلکہ اپنی اور اس کمپنی کی تھی جسے یاسین صاحب اور عمیر کے دادا نے کتنی مشکل سے کھڑا کیا تھا،انکا کتنا پیسا،کتنا پسینا اور محنت لگی تھی اس کمپنی کو اسٹیبلش کرنے کے لیے اور اس شخص کی ایک بے وقوفی نے سب برباد کر کے رکھ دیا

”میم !!!“ اتنے میں ایک اور ورکر بھاگ کر آیا

”ہاں ؟“ وہ جھنجھلائی

”میم باہر میڈیا کی سب ٹیمز اکٹھی ہوئی ہے، آپ کو اور جلال سر کا انٹرویو لینے اس الزام کے حوالے سے“

”واٹ ؟“ سروج کا سر چکرانے لگ گیا

جلال اور مسٹر صدیق کے تو چہروں سے خون نچڑ کر رہ گیا

”گاڈ اسرا جلدی سے سبھی گارڈز کو الرٹ کر دوں کے میڈیا کہ کسی بھی نمائندے کو اندر نا آنے دیا جائے۔۔۔۔۔ انہیں کہوں اور مین ڈور بند کر دے۔۔۔ اور تمام سٹاف اور

آفس کے باقی ورکرز کو پیچھے کے راستے سے باہر نکالا جائے" اسکا دماغ کام کرنے لگا اسے کچھ بھی کر کے فلحال اس مصیبت سے جان چھڑوانی تھی

صورتحال اس حد تک پیچیدہ ہوجائے گی اسنے سوچا بھی نا تھا

عمارہ کے اٹھائے ایک اچھے قدم نے سروج کو ہزار مشکلوں میں دھکیل دیا تھا

صرف گھنٹے کے اندر اندر پورا آفس خالی کروادیا گیا۔۔۔۔ ہر طرف جلال کی نیوز آگ کی طرح پھیل گئی تھی

اب آفس میں صرف وہ اور اسکی پی۔اے رہ گئی تھی

"میم؟" اسرا نے اسے بلایا

”ہاں!!“ وہ جو سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھی تھی، اسکی آواز پر ہوش کی دنیا میں آئی

”میم وہ یہ کال“ اسنے فان بڑھایا

”لاؤ دو“ اسنے ہاتھ چہرے پر پھیرتے خود کو پرسکون کرتے موبائل پکڑا

”ہیلو“ وہ تھکے انداز میں بولی، مگر دوسری طرف سے ایک اور بری خبر اسکی منتظر تھی

اسکے ساتھ جن جن کمپنیز نے ڈیلز کی تھی سب نے ختم کر دی، جب تک جلال والا واقعہ حل نا ہو جاتا کوئی بھی کمپنی اسکے ساتھ ڈیلنگ کو تیار نا تھی

صرف ایک دن کے اندر اندر مارکٹ میں اسکی کمپنی کے شیئرز بری طرح گرے تھے

اس وقت وہ خود کو انتہا سے زیادہ بے بس محسوس کر رہی تھی

میڈیا والوں کو بھی اس بات کی یقین دہانی کروا کر واپس بھیجا گیا تھا کہ اس سلسلے میں وہ خود ایک پریس کانفرنس بلوائے گی

"کیا؟؟؟ تو جانتا بھی ہے کہ تو کیا بول رہا ہے؟" مائز کو تو اسکی بات سن کر اچھو لگ گیا

"سچ بول رہا ہوں" وہ کندھے اچکائے بولا

"اسکا مطلب کے سروج اور ھدی۔۔۔۔۔ آئی مین وہ دونوں اس شخص سے تعلق میں ہے جس کی وجہ سے آج ماہم۔۔۔۔۔۔"اس سے آگے مائز سے بولا نا گیا

"سروج عمیر کی بیوہ اور اسکے بچے کی بیوی۔۔۔۔۔۔۔اور ھدی عمیر کی بہن۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے چکر آرہے ہیں موسی" وہ سر تھامے بولا

"سب حقیقت ہے مائز" موسی کا لہجہ سخت جبکہ آنکھیں نم تھی

"تو اب تو کیا کرے گا؟" مائز نے فکرمندی سے پوچھا

"بدلا" ایک لفظی جواب

"مگر۔۔۔۔ مگر" مائز نے کچھ بولنا چاہا

"مگر کیا مائز؟"موسی نے سوال کیا

"وہ دونوں بے گناہ ہے۔۔۔۔اور جس سے تو نے بدلا لینا تھا جب وہ ہی مر چکا ہے تو چھوڑ دے سب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"مائز نے سمجھانا چاہا

"میری بہن بھی بے گناہ تھی اور معصوم بھی۔۔۔۔۔۔ارے اسنے تو بس محبت کی تھی اور اسکی اتنی بڑی سزا دی اس شخص نے"موسی خالی کین ہاتھ میں دبائے بولا

"وہ بھی تو معصوم ہے"مائز نے جواز پیش کیا

"تجھے میری مدد کرنی ہے یا نہیں؟"موسی نے سوال کیا جس پر مائز گڑبڑا گیا

”موسی لیکن۔۔۔“

”ہاں یا نا؟“ جب مائز نے کوئی جواب نا بن پڑا تو موسی تمسخرانہ ہنسا

”ہاں تو کیوں کرے گا میری مدد۔۔۔۔۔۔۔۔ بہن تو میری تھی، تکلیف تو میں نے سہی۔۔۔۔۔۔۔ عزت تو میری بہن نے کھوئی۔۔۔۔ تجھے کیا“ موسی چبھتے لہجے میں بولا، اسکے لہجے میں موجود دکھ وہ اچھے سے محسوس کر سکتا تھا

”ٹھیک ہے۔۔۔۔ میں مدد کو تیار ہوں“ مائز ہار مانتے بولا

”مگر موسی سروج سے کس بات کا بدلا، اسنے کیا کیا ہے؟ وہ کونسا اس شخص کی بہن ہے۔۔۔ شاید وہ بھی ماہم کی طرح ایک وکٹم۔۔۔۔۔۔۔۔“ مائز نے بولنا چاہا

”وہ وکٹم نہیں ہے مائز اتنا تو میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔۔ مگر میں سروج سے کیا چاہتا ہوں یہ نہیں جانتا۔۔۔۔ ویسے بھی اس سے بدلا نہیں لینا بس دوستی کرنی ہے“ آنکھیں بند کیے اسنے جواب دیا

”کیوں؟“ مائز کو الجھن ہوئی

”کیوں کا کیا مطلب۔۔۔۔ موسی لڑکیوں سے دوستی کیوں کرتا ہے؟ ٹائم پاس کے لیے برو اور مجھے بھی ایک ٹائم پاس مل گیا ہے“ ایک سیکنڈ لگا تھا موسی کو اپنی اصل اوقات میں واپس آنے کے لیے

”وہ بیوہ ہے موسی“ مائز سنجیدہ لہجے میں لفظ چباتے بولا

”تو؟“ اسنے بے نیازی سے جواب دیا

”تو تو اسکا پیچھا چھوڑ دے“ بہت تحمل سے اسنے اپنی بات مکمل کی

”ناممکن“ وہ ٹھوس لہجے میں بولا

”موسی تم سمجھتے کیوں نہیں کہ وہ۔۔۔۔“

”کہ وہ بیوہ ہے“ موسی اسکی بات کاٹتے بولا

”بیوہ ہے تو کیا ہوا خوبصورت بھی تو ہے نا اور میں تو صرف اس سے دوستی کرنا چاہتا ہوں“ آنکھوں سے چشمے کو تھوڑا نیچے کیا وہ ساتھ بیٹھے مائز کی طرف دیکھ کر بولا

”تو تو پیچھے نہیں ہٹے گا؟“

”بلکل بھی نہیں“ اسے جواب دیتے، آنکھوں پر چشمہ لگائے اب وہ دوبارہ منہ سیدھا کیے بیٹھ گیا۔ جبکہ مائزا ایک لمبی سانس خارج کر کے رہ گیا

”یہ کیا ہو رہا ہے؟“ پورے گھر کو الٹ پلٹ دیکھ کر آہل نے آنکھیں ماتھے پر سجائے اس سے پوچھا

”پیکنگ“ زرار نے کارٹن بند کرتے جواب دیا

”کیوں؟“ آہل کا ایک اور سوال

”کیونکہ ہم شفٹ ہو رہے ہیں“ اسے مصروف انداز میں جواب دیا

”کہاں؟“

”یہ ایک سرپرائز ہے“ وہ مسکراہٹ دبائے بولا۔۔۔۔اتنے میں اسکے موبائل پر سروج کی کال آنا شروع ہو گئی

”ہیلو سروج“ زرار مصروف سا بولا

”زرار!!“ سروج کی آواز دھیمی اور گھٹی سے تھی زرار کو شک ہوا

"سب کچھ ختم ہو گیا زرار۔۔۔ سب کچھ۔۔۔۔ میں کچھ نہیں کر سکی۔۔۔ سب برباد کر دیا میں نے۔۔۔۔۔ میں فالتو ہوں زرار۔۔۔۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔۔ میں مرنا چاہتی ہوں زرار۔۔۔ میں کچھ بھی سہی نہیں کر سکی۔۔۔۔۔ میں نے سب خراب کر دیا زرار۔۔۔۔۔ سب کچھ" وہ جنونی انداز میں بول رہی تھی

"سروج۔۔۔ سروج کہاں ہوں تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بتاؤ مجھے" زرار کے ہاتھ پیر پھول گئے

"کچھ ٹھیک نہیں ہو گا زرار۔۔۔۔۔۔۔ کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔ میرے بچوں۔۔۔ میری ھدی اور ابراہیم کا دھیان رکھنا زرار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اسکی آواز دھیمی ہوتی گئی جب کے زرار کی نسیں تن گئی

وہ جلدی سے اپنی کار کی طرف بڑھا اور جی۔پی۔ایس ڈیوائس اون کیا

اس سے اسے سروج کی لوکیشن معلوم ہوچکی تھی، وہ گاڑی فل سپیڈ پر چلائے نجانے کتنے سگنلز توڑ چکا تھا اور کتنے ہی ایکسیڈینٹ ہوتے ہوتے بچے تھے

وہ اسکے آفس پہنچتے ہی تیزی سے کار سے باہر نکلا اور سروج کے فلور کی طرف بڑھا

اسنے سروج کے کیبن کا دروزا کھولنا چاہا تو وہ لاک تھا۔۔۔ اسنے زور لگایا مگر جب کچھ بن نا پڑا تو آخر میں اسنے دروازہ توڑ دیا

اندر کا منظر دیکھ کر تو اسکے ہوش اڑ گئے۔۔۔ سروج زمین پر بے ہوش پڑی تھی، اسکا رنگ زرد پیلا ہوچکا تھا، زرار نے پاس آکر چیک کیا تو اسکی سانسیں بہت مدھم چل رہی تھی

ایمبولینس کا کال کرنے کا ٹائم نا تھا اسی لیے اسے اپنی باہوں میں اٹھائے وہ تیزی سے لفٹ کے ذریعے پارکنگ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھا اور کار ہوسپٹل کی طرف دوڑالی

”ڈونٹ وری سروج کچھ نہیں ہو گا تجھے۔۔۔“ایک نظر اپنی دوست پر ڈالے نظریں دوبارہ راستے کی طرف گامزن کرلی

اس وقت زرار کی حالت اگر کوئی دیکھ لیتا تو حیران رہ جاتا

ہاں وہ اس کے لیے ضروری تھی، وہ اسکی دوست اسکی رازدار تھی

اگر اسے کبھی سروج اور ھدی میں سے کسی ایک کو چننا ہوتا

اسے محبت یا دوستی میں سے کسی کو چننا ہوتا تو وہ دوستی چنتا

سچی محبت کرنے والے تو بہت ملے گے۔۔۔۔ مگر سچی دوستی بہت مشکل سے ملتی ہے

اور زرار کبھی بھی اپنی دوست گنواہ نہیں سکتا تھا۔۔۔ آنسو کا ایک قطرہ آنکھ سے بہہ کر گریبان میں جذب ہو گیا

وہ رویا تھا۔۔۔۔ہاں دوستی کے لیے وہ رویا تھا

جب اسے زندگی میں کسی سہارے کی ضرورت تھی تو تب اسکی محبت ھدی اسکے پاس نہیں تھی۔۔۔۔ناہی اسکا بھائی موسی۔۔۔۔۔ناوہ لوگ جنہیں وہ ماں باپ کا درجہ دیتا تھا

اس وقت اسکے پاس اسکی دوست تھی۔۔۔ جسکی دوستی بہت خالص تھی

یہی بات سروج کو زرار کی نظروں میں سب سے معتبر بنا دیتی تھی

اور یہی وجہ کافی تھی کہ زرار سروج سے کھایا تھپڑ تو برداشت کر سکتا تھا مگر کسی دوسرے کے منہ سے نکلا ایک لفظ بھی نہیں خواہ وہ ھدی ہی کیوں نا ہوں۔

"ڈاکٹر۔۔۔ڈاکٹر۔۔۔۔۔۔نرس۔۔۔۔بلڈی ہیل کوئی ہے یہاں؟" ہسپتال میں داخل ہوتے وہ چلایا، اسکی حالت غیر ہو چکی تھی

اسکے چلانے پر ڈاکٹرز اور نرس کی ایک ٹیم دوڑتے اسکے پاس آئی اور اسکی گاڑی سے سروج کو سٹریچر پر ڈالے وہ لوگ آئی۔سی۔یو کی طرف لے گئے

سروج کی سانسیں مدھم ہو چکی تھی۔۔۔۔۔زرار شدید خوف میں مبتلا تھا

ویٹنگ میں بینچ پر بیٹھے، سر ہاتھوں میں گرائے وہ سخت مضطرب تھا، اتنے میں اسکی پاکٹ میں موجود سروج کا موبائل بجنے لگا

نمبر دیکھا تو ھدی کا تھا، پہلے تو کاٹنے کا سوچا مگر پھر اٹھالیا

"السلام علیکم!!! بھابھی کہاں ہے آپ؟ کب آئے گی؟ اور میں نے ٹی۔وی پر نیوز دیکھی یہ۔۔۔یہ لوگ کیا دکھا رہے ہیں بھابھی۔۔۔۔۔۔جلال بھائی نے کیا کیا ہے؟ اور آپ آپ تو ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔بھابھی جواب دے نا کہاں ہے آپ؟" ھدی بنا رو کے بولی جا رہی تھی

زرار تو ٹی۔وی اور جلال پر اٹک گیا تھا، بنا کچھ سوچے سمجھے اسنے کال کاٹ دی اور ویٹنگ میں موجود ایل۔ای۔ڈی کو اون کروا کر نیوز چینل چلوایا

اسنے آج پیکنگ میں مصروف ٹی۔وی نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔ٹی۔وی پر دکھائے جانے والی ہیڈ لائنز سے اسکی دماغ کی شریانیں پھٹنے کے قریب تھی

میڈیا اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لیے۔۔۔۔نیوز کو مزید چٹ پٹا بنا رہا تھا، سروج کا موبائل بج بج کر بند ہو چکا تھا

زرار تو حیرت سے اپنی میڈیا کی چالبازیاں دیکھ رہا تھا

صرف ریٹنگ کے چکر میں میڈیا نے اس بات کا شوشہ چھوڑ دیا تھا کہ سروج بھی جلال کے ساتھ اس سب میں ہے اور یہ لوگ معصوم لڑکیوں کو پھنسا کر پیسے ہتیانے کے لیے ان کے

ساتھ یہ سب کرتے ایک،ایک طریقے سے سروج پر الزام عائد ہوا تھا کہ یہ انکا سائڈ بزنس ہے

زرار کا دل چاہا کے اس سارے فساد کی جڑ ختم کر دے

اسنے ایک بار پھر اپنے ہاتھ میں موجود سروج کے موبائل پر آتی کال کو دیکھا اور کچھ سوچتے ہوئے ھدی کے نمبر پر ہسپتال کا ایڈریس سینڈ کر دیا

دوسری طرف ہسپتال کا ایڈریس دیکھ کر ھدی کے پیروں سے تو زمین کھسک گئی

وہ وہی لاؤنج میں صوفہ کے پاس بیٹھے منہ پر ہاتھ رکھے رونے لگی

"بھابھی!!!" وہ کانپتی آواز میں بولی

آنکھوں کے سامنے وہ منظر آ گیا جب اسکا بھائی آئی۔ سی۔ یو میں اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا

اور جب اسکے ماں باپ کو ہسپتال میں لے جایا جا رہا تھا

تو کیا سروج بھی اسے چھوڑ کر چلی جائے گی؟

یہ سوچ ہی جان لیوا تھی اسکے لیے

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔بھابھی۔۔۔۔پپ۔۔۔پلیز۔۔۔۔۔۔۔آپ نہیں۔۔۔۔۔۔۔اللہ۔۔۔۔پلیز نہیں" بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے وہ چیخنے لگی، اسکی حالت غیر ہو رہی تھی

ھدی نے خود کو کیسے سنبھالا یہ وہی جانتی تھی، خود پر قابو پائے وہ روم میں آئی۔۔۔۔۔

ابراہیم کو اچھے سے کور کیے۔۔۔۔اور خود کو سنبھالے وہ بے جان وجود کی طرح ہسپتال کی طرف نکلی

پورے راستے صرف ایک بات تھی اسکے دماغ میں گردش کر رہی تھی

"بھابھی کو کچھ نا ہو۔۔یا اللہ کچھ نا ہوں انہیں۔۔۔۔۔۔۔انہیں کچھ نا ہوں" وہ یہی بڑبڑا رہی تھی

اسکی آنکھوں سے آنسو قطرہ قطرہ بہہ کر ابراہیم کے چہرے پر گر رہے تھے، جو اسکی نیند کو خراب کر رہے تھے

ابراہیم کو آوازیں نکالتے دیکھ کر اسنے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے اور ابراہیم کو سینے میں بھینچ لیا۔

یونی سے آتے ہی وہ سو گیا تھا اور اب ڈنر کے ٹائم شاور لیے وہ نیچے آیا

آج گھر کا ماحول خاصا سنجیدہ تھا

اسے عجیب سی وحشت ہونے لگی اس خاموشی سے

مام، ڈیڈ اور ندا سب لوگ بہت سنجیدہ نظر آرہے تھے

”کیا ہو گیا بھئی کون مر گیا ہے؟ اتنا سوگوار ماحول“موسی کا مزاق علی زماد کو اس وقت سضت برا لگا

”بھائی“ٹیبل کے نیچے سے ندا نے پیر مار کر اسے آنکھ کے اشارے سے چپ رہنے کا کہا

”کیا ہو گیا بھئی۔۔۔ آپ سب لوگ اتنے سیریس کیوں ہیں؟“موسی نے پھر مزاحیہ انداز اپنانے کی کوشش کی مگر سب کی صورتیں دیکھ کر اسے واقعی معاملہ سنجیدہ لگا

”مام ڈیڈ کیا ہوا ہے؟ آپ سب لوگوں کے چہرے اتنے سیریس کیوں ہیں؟“اب کی بار موسی نے بھی سنجیدگی سے پوچھا

”موسی وہ۔۔۔۔“

"کچھ نہیں تم ڈنر کروں" اس سے پہلے کے مسز علی کچھ بولتی، اسکے ڈیڈ بات کاٹ کر بولے

"مام ڈیڈ میں واقع میں سیریس ہوں۔۔۔بتائے مجھے کیا ہوا ہے؟" وہ ایک دم سیریس ہو چکا تھا

"تم نے آج نیوز دیکھی تھی؟" انہوں نے سوال کیا

"کونسی؟ اووہ جلال والی۔۔۔ڈیڈ میں نے صبح آپ کے ساتھ ہی تو دیکھی تھی۔۔۔۔۔کم آن اس میں اتنا پریشان ہونے والی کونسی بات ہے" وہ پرسکون ہوا

"اوہ۔۔۔۔یعنی کے تم نہیں جانتے" انہوں نے جیسے سمجھتے ہوئے سر ہلایا

"کیا نہیں جانتا ڈیڈ بتائے مجھے کیا ہوا ہے؟"

"سروج۔۔۔ موسی"

"سروج؟ کیا ہوا ہے سروج کو؟" اسنے ایک دم اپنی جگہ سے اٹھتے پوچھا

"کچھ نہیں ہوا اسے تم بیٹھو بتاتے ہیں ہم لوگ" مسٹر علی زماد نے جواب دیا

"کل رات کی پارٹی کی وڈیو لیک ہونے کی صورت میں بہت سی لڑکیوں نے جلال پر انہیں ہراساں کرنے کا الزام لگایا ہے۔۔۔ میڈیا نے اس بات کو یاسن انڈسٹریز سے جوڑ دیا ہے اور اب جیسا کہ سروج اسکی اونر ہے تو اس پر الزام لگا دیا گیا ہے کہ وہ جلال کے ساتھ مل کر پیسوں کے لیے ایسا گھناؤنا کام کرتی تھی" علی زماد کی بات پر تو موسی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی اور اسے ان میڈیا کے لوگوں پر غصہ آنے لگ گیا

"انبلیوایبل۔۔۔۔ہاؤ کین دے ڈو دس" موسی نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی

"مے بی وہ سچ کہہ رہے ہوں۔۔۔۔" ندا نے اضافہ کیا

"تم کیا پاگل ہو ندا سروج ایسی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ حالانکہ مجھے اس لڑکی سے ملے زیادہ عرصہ نہیں ہوا مگر وہ ایک با اصول لڑکی ہے یہ میں آنکھ بند کر کے کہہ سکتا ہوں" وہ ندا کی طرف دیکھتے بولا

"ہاں بیٹا میں سروج کو بہت عرصے سے جانتا ہوں وہ بچی ایسی نہیں ہے۔۔۔اور ویسے بھی اس بچی کو بزنس سنبھالے صرف چار ماہ ہوئے ہیں وہ ایسی نہیں ہے" علی زماد نے بھی موسی کی ہاں میں ہاں ملائی

اتنے میں انکا موبائل بجا

"واٹ کیا کہہ رہے ہوں تم؟ ہوش میں تو ہو؟ آر یو شیور اوہ مائی گاڈ" علی زماد کی بات پر ان تینوں نے انہیں دیکھا

"کیا ہوا ڈیڈ؟" موسی نے سوال کیا

"سروج۔۔۔۔ سروج ہسپتال میں ہے وہ۔۔۔۔"

"کیا؟ کیا ہوا ہے اسے؟" موسی کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ ندا نے چونک کر اپنے بھائی کو دیکھا

"بہت۔ بہت برا ہوا ہے اس بچی کے ساتھ" علی زماد تھکے ہارے بولے

”ہوا کیا ہے علی بتائے تو سہی؟“اس بار مسز علی نے پوچھا

”مجھے ابھی خبر ملی ہے کہ جلال کے کیس کی وجہ سے یاسین انڈسٹریز کے ساتھ کی گئی سب ڈیلز کینسل ہو گئی ہے اور مارکیٹ میں انکے شئیرز بھی بری طرح گر گئے ہیں“علی زماد کی بات پر موسی نے ایک ہنکارہ بھرا

”ڈیڈ سروج کا بتائے مجھے کیا ہوا ہے اسے،ہمارا اس بزنس سے کیا لینا دینا؟“موسی چبھتے لہجے میں بولا

”ہاں علی سروج کیسی ہے؟“

”وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ہسپتال میں ہے وہ۔۔۔۔۔آئی۔سی۔یو میں ہے وہ۔۔۔۔۔ کنڈیشن کریٹیکل ہے اسکی بہت“

انکی بات سنتے موسی تیزی سے مڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے کی طرف چل دیا

تھوڑی دیر میں وہ کار کی چابیاں لیے اجلت میں نیچے اترا

"تم کہاں جارہے ہوں موسی؟" مسز علی نے سوال کیا

"ہوسپٹل" ایک لفظی جواب دیتا وہ یہ جا وہ جا

ندا تو حیرت سے اپنے بھائی کو دیکھتی رہی

یہ وہی بھائی تھا نا جو عمیر سے بدلا لینا چاہتا تھا اور اب وہی بھائی اسکی بیوی کے لیے اتنا فکر مند

- - - - - - - - - - - - - - -

"بھابھی۔۔۔۔بھابھی کہاں ہے وہ بتائے مجھے؟" ابراہیم کو اپنے سینے سے لگائے وہ دوڑتی زرار کے پاس آئی اور اسکا بازو جھنجھوڑے پوچھنے لگی

اس وقت زرار کو ہمت کر کے ھدی کو سنبھالنا تھا

"آرام سے ھدی ادھر بیٹھو" وہ اسے بیٹھاتے بولا

"نہیں بیٹھنا نہیں ہے مجھے۔۔۔۔۔بتاؤ بھابھی کہاں ہے مجھے انکے پاس جانا ہے۔۔۔۔پلیز لے چلو" ایک ہاتھ سے ابراہیم کو سنبھالے دوسرے ہاتھ سے زرار کا ہاتھ تھامے وہ اسکی منتیں کرنی لگی

اگر کوئی اور وقت ہوتا تو زرار کے لیے ھدی کا یوں اسکا ہاتھ پکڑنا بہت خوبصورت منظر ہوتا ،مگر اس وقت حالات کچھ اور تھے

"دیکھو ھدی میری بات سنو وہ انڈر اوبزرویشن ہے بس کچھ دیر اور۔۔۔۔۔دیکھو ڈاکٹر اندر اسے ٹریٹ کر رہے ہیں نا؟" وہ اسے سمجھاتے بولا

مگر ھدی تو شاید کچھ سمجھنے کے موڈ میں نہیں تھی

"مم۔۔۔مجھے۔۔۔بب۔۔۔۔بھابھی پاس لے چلو۔۔۔۔دد۔۔۔دیکھو میں ہاتھ۔۔جج۔۔۔جوڑتی ہوں۔۔۔۔پپ۔۔۔پلیز لے چلو" اسکے سامنے ہاتھ جوڑتے وہ بولی،

زرار کا دل کٹ کر رہ گیا

”ھدی بس تھوڑی دیر اور پھر پکا لیکر چلو گا“ وہ سمجھاتے بولا

”پپ۔۔پلز۔۔۔لل۔لے چلو۔۔۔۔ن۔۔۔نہیں تو میں۔۔۔مم۔۔۔مر جاؤ گی“

”ھدی!!!!“ زرار دھاڑا

اور ساتھ ہی روتی ھدی کو اپنے سینے سے لگا لیا جو سہارا ملتے ہی کرچی کرچی ٹوٹ گئی

”وہ۔۔۔وہ لوگ بھی یونہی چلے گئے تھے۔۔۔۔بب۔۔بھائی۔۔۔۔ماما، پاپا۔۔۔سب چلے گئے تھے۔۔۔۔بب۔۔۔۔بھابھی نہیں۔۔۔۔پلیز وہ نہیں“ ہچکیوں میں روتی وہ بولی

”آئی پرامس کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔۔آئی پرامس ھدی“ ضبط سے اسکی آنکھیں سرخ ہو گئی تھے

روتو وہ بھی رہا تھا۔۔ہاں بس اسکے آنسو کسی کو نظر نا آئے تھے

"ایکسکیوز می؟ پیشنٹ کے ساتھ آپ لوگ ہیں؟" اتنے میں ایک ڈاکٹر نے انہیں مخاطب کیا

"جی۔۔۔ڈاکٹر کیا ہوا ہے اسے" ھدی اور ابراہیم کو ساتھ لگائے اسنے جواب دیا

"ہارٹ اٹیک" ڈاکٹر نے جتنے آرام سے جواب دیا اتنی ہی زوروں سے ان دونوں کو لگی تھی

حتی کے انکے پاس آتے موسی کے پاؤں بھی وہی جم گئے

"ہا۔۔ہارٹ۔۔۔اٹیک" ھدی سے تو بولا ہی نا گیا

”یہ۔۔یہ کیا کہہ رہے آپ۔۔۔۔ زرار دیکھے نا یہ کیا کہہ رہے ہے؟“ڈاکٹر کی بات سنتے ہی ھدی زرار سے بولی

”ڈاکٹر پیشنٹ کی کنڈیشن کیسی ہے؟“زرار نے ڈاکٹر سے پوچھا

”شی از ویل ناؤ“

”شکر اللہ کا“یہ بولنے والا موسی تھا، جو آنکھیں بند کیے خدا کا شکر گزار تھا

”اے اللہ تیرا شکر“زرار نے شکر ادا کیا

ھدی کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ نکلے

”مم۔۔میں ان سے مل لو؟“ ھدی نے سوال کیا

”ابھی نہیں کچھ دیر تک۔۔۔وہ ابھی انڈر ابزرویشن ہے“ ڈاکٹر نے جواب دیا

موسی تو سن کر الٹے پاؤں باہر نکل گیا

”اب کیوں رو رہی ہوں تم؟“ زرار نے اچھنبے سے اسے دیکھا

”خوشی کے آنسو ہے“ ھدی نے جواب دیا

”سیر یسلی“ زرار نفی میں سر ہلانے لگا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اسکے آنسو صاف کیے

"دیکھو کتنا کیوٹ کپل ہے نا؟" انسے تھوڑی دور دو نرسز آپس میں ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے بولی

"ہاں مجھے تو لو میرج لگتی ہے دیکھو تو زرا۔۔۔۔ بیٹا بھی ہے انکا" وہ جو بھی تھی انکے تبصرے کا نشانہ زرار اور ھدی تھے وہ دونوں جان بھی چکے تھے

"مجھے تو بہت محبت لگتی ہے دونوں میں دیکھو کیسے چپکے بیٹھے ہیں" انکی بات سن کر جہاں زرار کے لبوں پر مسکان مچلی وہی ھدی اپنی موجودہ حالت کے زیر اثر شرمندہ سی زرار سے دور ہو کر بیٹھی

"نرس" اپنی مسکان پر قابو پائے اسنے نرس کو آواز دی

"جی؟" نرس نے سوال کیا

"ایکچولی۔۔۔ ہمیں شائد یہاں رات گزارنی پڑے تو کیا آپ ہمارے بیٹے کو آج نرسری میں رکھ سکتی ہے؟" ہمارے بیٹے پر زور دیتے وہ بولا

"شیور سر" ابراہیم کو ھدی کی گود سے لیے وہ نرسری کی طرف بڑھ گئی

"ابراہیم" ھدی نے اسے لینا چاہا تو زرار نے روک دیا

"زرار وہ۔۔۔۔۔"

"ڈونٹ وری وہ ٹھیک رہے گا۔۔۔ ہمیں یہاں رات رکنا پڑے گی۔۔۔ ایسے میں وہ بیمار پڑ سکتا ہے" زرار کی بات سمجھ میں آتے ہی اسنے سرہاں میں ہلایا

ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے چھڑواتی وہ ذرا سائڈ پر ہو کر بیٹھ گئی

زرار نے بہت مشکل سے اپنی مسکان روکی تھی۔

گاڑی سے ٹیک لگائے وہ نجانے کتنی سیگرٹیں پھونک چکا تھا

اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ کیوں اس کے لیے اتنا پریشان تھا

اسے دیر ہی کتنی ہوئی تھی اس سے ملے اور اب وہ اسکے لیے اتنا فکر مند کیوں تھا؟

دماغ پھٹنے کو تھا اسکا

اسے تکلیف ہوئی تھی وہ مانتا تھا، مگر کیوں؟ یہ وجہ اسکی سمجھ سے باہر تھی

”گاڈ ڈیم اٹ“ غصے سے گاڑی کی بونٹ پر ہاتھ مارتے وہ بولا

عمارہ آج خود کو بہت پرسکون محسوس کر رہی تھی

آج پورا دن اسکا سامنا مراد سے نا ہوا تھا جس پر وہ شکر گزار تھی

مگر اسے حیرت ہوئی تھی، جب اسے پتا چلا کہ جلال سروج کا رشتہ دار ہے

مگر جب اسے رشتے کی نوعیت کا پتا چلا تھا تو اسے افسوس ہوا سروج کے نصیب پر

مائزنے اسے ماہم کے بارے میں بتایا تھا،اور اب یہ حقیقت کے سروج کا شوہر ہی ماہم کا گنہگار ہے۔۔۔۔اسے سروج سے ہمدردی ہوئی

مگر اصل جھٹکا تو تب لگا جب اسے پتا چلا کہ جلال ھدی کا کزن بردر ہے

تب عمارہ کو احساس ہوا کہ اس خاندان کے لڑکوں اور لڑکیوں میں کتنا فرق تھا

ھدی جیسی معصوم لڑکی کا تعلق ایسے خاندان سے ہونا بے شک اسکے دھچکا تھا

مگر خیر وہ تو پرسکون ہوتی نیند کی آغوش میں چلی گئی۔۔۔۔مگر جو بے سکونی دوسروں کی زندگی میں گھل چکی تھی اس سے وہ بلکل انجان تھی۔

آج شاید قدرت انکے صبر کا امتحان لینا چاہتی تھی

ابزرویشن کے دوران ہی سروج کی طبیعت پھر سے خراب ہو گئی تھی

وہ بے ہوشی میں بار بار عمیر کو بلا رہی تھی

ھدی کو پتا چلا تو اسکے آنسو پھر سے بہنا شروع ہو گئے

اسے ایسی حالت میں دیکھتے زرار کو افسوس ہوا

وہ کینٹین سے کافی لینے چلا گیا

"فکر مت کروں زیادہ بڑا مسئلہ نہیں ہے وہ ٹھیک ہو جائے گی" کافی کے دو کپ ہاتھوں میں پکڑے وہ اسکے سامنے کھڑا اس سے مخاطب ہوا۔

اسکی بات پر بینچ پر بیٹھی ھدی نے اپنا سر اٹھایا، آنکھیں رونے کی وجہ سے لال ہو چکی تھی، زرار کی بات پر تو اسکی آنکھوں میں حیرت در آئی تھی سروج کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں، کیا یہ شخص اتنا ہی سنگدل تھا یا صرف ھدی کو تکلیف دینے میں اسے مزہ آتا تھا۔

اسکی بات پر وہ تو بس بنا پلکیں جھپکائے اسکو دیکھتی رہی۔

"کیا ایسے کیا دیکھ رہی ہوں؟ سچ کہہ رہا ہوں میں وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گی، لو کافی پیو ورنہ ٹھنڈی ہو جائے گی اور پینے کا مزہ نہیں آئے گا" دوستانہ لہجے میں بات کرتے چہرے پر مسکان سجائے اسنے کافی والا ایک کپ اسکی طرف بڑھایا جبکہ زرار کی یہی مسکراہٹ ھدی کے غصے کو بڑھانے کا سبب بن گئی، اس کے ہاتھ سے کافی لیے وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی اور اتنی ہی تیزی سے وہ کافی زرار کے کپڑوں پر پھینک دی۔

"تم ایک بے حس انسان ہوں زرار احمد اور ھدی یاسین کو تم سے بے انتہا نفرت ہے" اپنی زبان سے زہر اگلتے وہ وہاں سے چل دی، آنکھوں سے آنسوؤں کا سلسہ رکھے، جبکہ زرار اپنی جگہ جما رہا۔ کافی اسکی سفید شرٹ کو داغدار کر گئی تھی مگر اسے ہوش ہی کہاں تھی

اسے تکلیف ہوئی تھی، جلن کا احساس بھی ہوا تھا مگر تکلیف یا جلن کی وجہ کافی نہیں بلکہ ھدی کے وہ زہر خندہ الفاظ تھے۔ اسکی آنکھیں بھیگ گئی تھی مگر اسنے نہایت مہارت سے ان آنسوؤں کو اپنے اندر اتارا تھا۔

وہ ہوسپٹل سے باہر نکل کر باہر لگے بینچ پر آبیٹھی

اسے نفرت ہو رہی تھی، وہ شخص کیا اس میں احساس۔۔ جذبات۔۔۔۔ کچھ نہیں تھا

اتنا بے حس انسان اسنے اپنی زندگی میں کہی نہیں دیکھا تھا

"وہ ٹھیک ہو جائے گی" اسے اچانک اپنے پاس سے آواز آئی

گردن گھما کر دیکھا تو موسی کو ساتھ بیٹھے پایا

"سچ میں؟" ھدی نے جیسے وعدہ چاہا

"سچ میں" ہلکی سے مسکان سے اسنے یقین دلوایا

"اگر وہ ٹھیک نا ہوئی تو۔۔۔" ھدی نے بات ادھوری چھوڑی

"تو؟" موسی نے بات پوری جاننا چاہی

"تو میرا دل بند ہو جائے گا" ھدی نے کھوئے کھوئے لہجے میں جواب دیا

"ہاہاہا" موسی ہنسا

ھدے نے اچھنبے سے دیکھا جیسے پوچھنا چاہتی ہو ہنسنے والی کیا بات

"کوئی کسی کے لیے نہیں مرتا ھدی" موسی نے اسے حقیقت بتائی

"غلط مرتے ہیں۔۔۔ میں نے دیکھا ہے" وہ سنجیدہ لہجے میں بولی

"اچھا کسے مرتے دیکھا ہے؟" موسی نے سوال کیا

"بھابھی کو" ھدی سے اسے ایسے جواب کی امید نا تھی

موسی تو اسے دیکھ کر رہ گیا

"سچ بول رہی ہوں۔۔۔وہ تو اسی دن مر گئی تھی، جب بھائی ہمیں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔۔۔اب تو بس ایک انسانی لاش ہے وہ۔۔۔۔ جو اپنے لیے نہیں بلکہ اوروں کے لیے جیتی ہے"

"اگر انہیں کچھ ہو گیا نا تو میں اور ابراہیم بھی ختم ہو جائے گے۔۔۔وہ ہے تو ہم ہیں"

موسی تو حیران رہ گیا تھا۔۔۔۔وہ اسکی سگی بہن نا تھی۔۔۔وہ تو اسکے بھائی کی بیوہ تھی وہ بھی بہت کم عرصہ کے لیے۔۔۔ایسے رشتے اسنے دیکھے ہی کہا تھے

اسے واقعی سروج کی قسمت پر رشک آتا تھا

زرار جیسا دوست

ھدی جیسی نند

”تم تو ایسے کہہ رہی ہوں جیسے وہ تمہاری سگی بہن ہوں۔۔۔۔رشتہ وہی جو خون کا ہوں“
موسی نے اسکی بات کا اثر زائل کرنے کو کہا

”غلط رشتے خون کے نہیں احساس کے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔جہاں احساس نہیں وہاں کوئی رشتہ نہیں۔۔۔اور جہاں احساس ہوں بس وہی تمہارا رشتہ“سنجیدگی سے اسکی بات کا جواب دیتی وہ اسے لاجواب کیے دوبارہ اندر چل دی

بینچ پر بیٹھے موسی اور اسکے پیچھے کھڑے زرار۔۔۔دونوں نے حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا تھا

اسکی باتیں ان دونوں کو باور کروا گئی تھی کہ وہ کم عمری میں ہی بہت کچھ جھیل چکی تھی

سروج کو پوری رات انڈر ابزرویشن رکھا گیا تھا۔۔۔۔ ھدی اسکے پاس روم میں ہی رکی تھی۔۔۔۔ جبکہ ابراہیم کو نرسری میں قابل نرسز کے زیر نگرانی دیا گیا تھا

"تم یہاں کیا کر رہے ہوں؟" موسی کی طرف قدم بڑھاتے زرار نے پوچھا

"میں یہاں جس لیے بھی ہوں تم سے مطلب؟" موسی بھی اسے کے انداز میں بولا

"مطلب ہے کیونکہ آج سروج جس بھی حالت میں ہے اسکی وجہ تم اور تمہاری وہ دوست ہے" اشارہ عمارہ کی طرف تھا

"او پلیز زرار تمہیں ٹینشن کس بات کی ہے۔۔۔۔ سروج کی بیماری کی یا پھر اسکی اس سو کالڈ رشتوں کا گیان بانٹنے والی نندکی" موسی نے سیدھا وار کیا

”میں نے تمہیں پہلے بھی وارن کیا تھا اور اب بھی کر رہا ہوں میری ھدی سے دور رہنا“ انگلی اٹھائے اسے وارن کیے زرار بولا

”میری ھدی؟۔۔۔امپریسوو“ اسکی انگلی کو نیچے کیے، موسی داد دینے کے انداز میں بولا

”ہاں میری ھدی“ زرار اپنی بات کہتے وہاں سے چل دیا

زرار کی بات کا مطلب سمجھتے موسی کی ہونٹوں پر اداس مسکان آگئی

”وہ تمھاری تب تک ہے جب تک تم اسکے خاندان کی اصلیت سے ناواقف ہوں۔۔۔ بٹ آئی سویر زرار جس دن تمھیں اصلیت معلوم ہوئی تم بھی ان سے اتنی ہی نفرت کروں گے۔۔۔اس دن تمہیں بھی ھدی سے نفرت ہو جائے گی“ موسی خود سے بولا

دروازہ ناک کر کے وہ اندر آیا

سروج کی حالت اب بہتر تھی مگر وہ غنودگی میں تھی

اسنے ھدی کو دیکھا، جو صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے لیٹی تھی

وہ سونے کی کوشش کر رہی تھی یا ڈرامہ زرار سمجھ چکا تھا

کیونکہ اگر یہ کوشش تھی تو وہ دروازہ کھلنے پر آنکھیں ضرور کھولتی مگر اسنے بند رکھی

سروج کی سائڈ ٹیبل پر اسکا موبائل سائلنٹ پر لگا کر وہ روم سے باہر چلا گیا

اب اسکا ارادہ نرسری کا چکر لگانے کا تھا، اسنے نرسری میں جا کر ابراہیم کو دیکھا جو پرسکون سا آنکھیں موندے سویا ہوا تھا

"گڈ نائٹ لٹل منچیک" اسکے ماتھے کو چومتے وہ بولا

\-------------------

موسی نے گھر کو راہ لی۔۔۔ وہ رات دیر تک گاڑی سڑک پر دوڑانے کے بعد اب فجر کے قریب تھکاہارا گھر لوٹا اور اپنے کمرے میں جاتے بنا چینج کیے سو گیا۔

\---------------

رات کا اختتام ہوا اور سویرا چڑھ آیا

آئینے کے آگے بال بنائے اسے ایک نظر اپنی سی۔ وی کو دیکھا

ایک لمبی سانس اندر کھینچتے وہ خود کو آنے والے لمحے کے لیے تیار کر رہی تھی

"السلام علیکم آپا" ناشتے کی ٹیبل پر سب کو سلام کیے وہ اپنی جگہ پر جا بیٹھی

ڈائنگ پر اس وقت چار لوگ موجود تھے

زہرا آپا، ہالا، جینا اور وہ

”وعلیکم السلام۔۔۔ میرا بچہ تیاری کیسی ہے آپ کی؟“ بریڈ اسکی طرف بڑھاتے انہوں نے پوچھا

”تیاری تو اچھی ہے آپا۔۔۔ ہوپ سو کے جاب مل جائے“ بریڈ پر جیم لگاتے اسنے جواب دیا

”ارے آپی آپ تو اتنی ٹیلنٹڈ ہے۔۔۔ دیکھیے گا یوں جاب ملے گی“ ہالا چٹکی بجاتے بولی

”اللہ کرے ایسا ہی ہوں“ اسنے دعا کی

”ایسا ہی ہو گا آپی آپ فکر مت کرے“ جینا نے بھی ہمت باندھی

”اچھا ہالا آج نبیلہ اور شکیلا بھی آئے گی تو اچھی سی دعوت کا انتظام کروائیے گا“ زہرا آپا نے ہالا کو مخاطب کیا

”خیریت؟“ نیلم نے سوال کیا

”جی بچے خیریت ہی ہے۔۔۔ بلکہ بہت اچھی بات ہے ایک“ وہ مسکرائی

”کیا؟“ جینا نے بے صبری سے پوچھا

”آج جینا کے سسرال والے آرہے ہیں۔۔۔ رخصتی کی ڈیٹ فائنل کرنے“ زہرا آپا مسکرا کر بولی تو جینا کے حلق میں جوس اٹک گیا

”کیا سچ میں؟“ نیلم خوشی سے چہکی

"جی بلکل"

"او ہو۔۔۔ میری پیاری بنو بنے گی دلہنیا" ہالا نے اسے چھیڑا

"آپی نا کرے نا" جینا کہتے ہی وہاں سے بھاگ نکلی

"اچھا آپا میں چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے" انکے ماتھے پر بوسہ دیے وہ وہاں سے نکل گئی

نیلم کو آج جاب انٹرویو پر جانا تھا۔۔۔ زہرا آپا چاہتی تھی کہ وہ فیملی بزنس سنبھالے مگر نیلم ان لوگوں میں سے تھی جو خود کے بل بوتے پر کچھ کر دکھانے کا جذبہ رکھتے تھے۔

"پپ۔۔۔پانی۔۔۔پانی" ھدی کی آنکھ ہلکی بڑبڑاہٹ پر کھلی اور نظر سروج پر گئی جو پانی مانگ رہی تھی

"بھابھی" وہ تیزی سے سروج کی طرف بڑھی اور اسے سہارا دیے پانی پلایا

پانی پیتے ہی سروج دوبارہ غنودگی میں چلی گئی

ھدی اسکے پاس بیٹھے غور سے اسے دیکھے گئی، جب اچانک کچھ یاد آنے پر ماتھے پر ہاتھ مارا اور باہر کو بڑھی

باہر نکلی تو حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا۔۔۔زرار سیٹ پر غیر آرام دہ صورت میں ٹیک لگائے سویا ہوا تھا

"یہ ابھی تک یہی ہے؟" ھدی نے اچھنبے سے سوچا

"خیر مجھے کیا؟" اسکو اگنور کرتے پاس سے گزرتے وہ بڑبڑائی

اسکی کلائی ایک دم زرار کی گرفت میں آ گئی

"کہاں جا رہی ہوں؟" زرار نے سوال کیا

تو اس کا مطلب وہ جاگ رہا تھا

"آپ سے مطلب" ایک جھٹکے سے اپنی کلائی آزاد کرواتے اسنے پوچھا

ایک رات میں اتنی ہمت۔۔۔۔۔ زرار مسکرا دیا۔۔۔۔ مگر ایک ایسی مسکراہٹ جو بعد میں ھدی کو بہت مہنگی پڑنے والی

”

جتنا سوال کیا ہے اتنا جواب دوں۔۔۔ بھولو مت میں کون ہوں“سرد نگاہوں سے اسے گھورتے وہ بولا

ھدی ڈر چکی تھی ان سرد نگاہوں سے

”وہ۔۔۔ میں۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔۔“ھدی سے کچھ بولا نا گیا

"وہ میں کیا؟" اسکے برابر کھڑے ایک ہاتھ سے اسکے چہرے پر جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے کیے زرار نے پوچھا

"وہ میں ابراہیم کو لینے جارہی تھی" اسکی نظروں سے خائف ہوتے۔۔۔ پلکیں جھکائے وہ بولی

"تم رکو میں لے آتا ہوں" زرار نے مسکرا کر جواب دیا

"نہیں اسکی ضرورت نہیں میں خود چلی جاؤ گی" اسنے انکار کیا

"میں جارہا ہوں نا تو انکار کیسا؟" اسنے مدھم لہجے میں پوچھا

"میں بھی کہاں نا کہ کوئی ضرورت نہیں تو مطلب کوئی ضرورت نہیں" ھدی کا لہجہ سخت ہوتا جارہا تھا

"بے بی مانا میری غلطی ہے، مگر ناراض تو مت ہو۔۔۔۔ میں سوری کرتا ہوں" دونوں کان ہاتھ سے پکڑے وہ اس قدر معصومیت سے بولا کہ ھدی تو اسکی ایکٹنگ پر دنگ رہ گئی

"آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے کیا بول رہے ہیں آپ؟" ھدی کو ویسے ہی ذرا ذرا پر اتنا غصہ تھا مگر اب تو حد ہو گئی تھی

"اچھا اب بس بھی کروں غصہ تھوک دوں ناجان من۔۔۔۔ مان بھی جاؤنا میں وعدہ کرتا ہوں آیندہ سے ایسا نہیں کروں گا" محبت سے اسکے ہاتھ تھامے وہ اتنی محبت سے بولا کہ ان کے آس پاس موجود سب نرسز کو اسکی لڑکی کی قسمت پر رشک آیا

بے بی۔۔۔۔جان من۔۔۔۔ ھدی تو ان لفظوں پر چکرا کر رہ گئی

"ہاتھ چھوڑے میرا" وہ ھئیمے لہجے میں غرائی

"کیا کہا تم نے مجھے معاف کیا؟" زرار خوشی سے چہکا

"آپ کو ڈاکٹر کی اشد ضرورت ہے" ھدی نے اسے شرم دلانا چاہی

"کیا کہا تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہوں؟" زرار اونچی آواز میں بولا

ھدی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ زرار کا قتل کر دے۔ مگر وہ بے بس تھی اور اب اسے اپنی بے بسی پر رونا آ رہا تھا

اس سے پہلے کے وہ زرار کو کچھ سخت سناتی نظر اسکے سینے پر پڑی۔۔۔۔اوپری دو بٹن کھلے ہونے کی وجہ سے وہ اسکا جلا سینہ دیکھ چکی تھی

اسے اپنی رات والی حرکت یاد آئی،اور افسوس ہوا۔۔ مگر ساتھ ساتھ ہی زرار کی لاپرواہ طبیعت پر غصہ بھی آیا

"چلیے" اسکا ہاتھ تھامے وہ ڈاکٹر کے کیبن کی طرف بڑھی

"کہاں؟" زرار نے ان دونوں کے جڑے ہاتھوں کو فوکس میں لیے پوچھا

"ڈاکٹر کے پاس"

"کس لیے؟"

"میرا دماغ خراب ہے اسی لیے" وہ چڑ کر بولی

"ھدی ڈارلنگ یہ حقیقت تم پر آج آشکار ہوئی ہے؟" زرار نے طنزیہ سوال کیا

"دیکھیے میرے ساتھ فضول میں فری نا ہوں۔۔۔ڈاکٹر پاس چلیے انہیں اپنا زخم دکھا کر کوئی آئنٹمینٹ لگائے" اسکے ڈارلنگ کہنے پر وہ پھر سے چڑی

اسکا جواب سنے بغیر وہ اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئی۔

آفس میں انٹرویو دینے والوں کی ایک لمبی قطار تھی

وہ باربار گھڑی کی طرف دیکھ کر اپنی باری آنے کے انتظار میں تھی

”مس نیلم حسن“ ریسیپشنسٹ نے اسکا نام لیا

”جی؟“ وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی

”اٹس یور ٹرن ناؤ۔۔۔یو مے گو ناؤ“ اسنے اندر جانے کی اجازت دی گئی

قرآنی آیتوں کا ورد کرتے وہ اندر داخل ہوئی

”گڈ مارننگ سر“

"گڈ مارننگ"

مگر یہ کیا سامنے بیٹھے شخص کے سر اٹھاتے ہی اسکے منہ کی شکل یوں بن گئی جیسے کسی نے کڑوا بادام کھا لیا ہوں

سامنے والی کا بھی یہی حال تھا

کیونکہ باس کی سیٹ پر تمام دنیا کے مرد حضرات کو چھوڑ کر حسیب اعوان صاحب براجمان تھے

"ٹیک آ سیٹ" اسنے بیٹھنے کا اشارہ کرتے وہ بولا

"تھینکس۔۔۔۔یہ میری سی۔وی" نیلم نے فائل اسکی طرف بڑھائی

حسیب اسکی سی۔وی کو غور سے دیکھ رہا تھا جب ایک جگہ آ کر وہ ٹھٹکا

وہ تھی نیلم کی عمر۔۔۔۔ جو کہ تیس سال تھی

اسنے ایک نظر اسکی عمر پڑھی اور پھر دوسری نظر اسے دیکھا جو اسی کی منتظر تھی

اسے کسی بھی اینگل سے نیلم تیس کی نا لگی وہ تو اسے پچیس کی سمجھتا تھا

"آپ کی عمر کیا ہے مس نیلم؟"

"اٹھارا سال" نیلم نے پر سکون لہجے میں جواب دیا

”واٹ مگر یہاں تو تیس سال لکھا ہے“وہ حیران ہوا

”ہاں تو جب پڑھ لی ہے تو پوچھا کیوں؟ کیا میری بیما پالیسی کروانی ہے؟“وہ منہ بنائے بولی

حسیب ضبط کرکے رہ گیا

”خیر میرے خیال سے آپ انٹرویو کے لیے آئی ہے تو وہی لیا جائے“حسیب نے بات گھمائی

”میرا یہ خیال بھی آپ سے ملتا جلتا ہی ہے“نیلم نے اسکی تائید کی

”ویسے ایک بات تو بتائے آپ کا تو خود کا فیملی بزنس ہے تو پھر جاب کیوں؟“

"سیلف ایکپیرینس" نیلم نے مختصر جواب دیا

حسیب کے ہونٹ او کی شکل میں آ گئے

اور پھر شروع ہوئے حسیب کے لاتعداد سوال اور نیلم کے پوائنٹ ٹو پوائنٹ جواب

"نظریں سیدھی۔۔۔" ڈاکٹر کو دیکھتے زرار بولا

"ہوں؟" ڈاکٹر کو سمجھ نا آیا

"میں نے کہا نظریں سیدھی رکھو میرے زخم پر۔۔۔ کیونکہ میری منگیتر کو دیکھنے سے مجھے نہیں لگتا کہ تم کریم سہی سے لگا پاؤ گے" زرار کی سخت بات پر ڈاکٹر شرمندہ ہو گیا

ھدی تو اسکو سخت سنانے کے موڈ میں تھی۔۔اپنے منگیتر کہنے پر۔۔۔ مگر ڈاکٹر کی نظروں سے وہ بھی خائف تھی

وہ ڈاکٹر ینگ ایج کا تھا جو بار بار ھدی کو گھور رہا تھا

کریم لگوانے کے بعد وہ دونوں کمرے سے باہر نکلے ھدی تو پہلے ہی ابراہیم کو نرسری سے لینے جا چکی تھی۔۔۔اب زرار تھا صرف

”نظریں سیدھی تو یوں بول رہا تھا جیسے کوئی حور پری ہوں۔۔۔۔ یقین نہیں ہوتا کہ بیڈ پر لیٹی وہ حسینا اور یہ معمولی سی لڑکی دونوں بہنیں ہیں“ڈاکٹر پیچھے سے بڑبڑایا جو زرار نے باخوبی سنا

مگر اب جو اس ڈاکٹر کے ساتھ ہونے والا تھا اسے وہ انجان تھا

اسکا دماغ بعد میں ٹھکانے لگانے کا ارادہ رکھتے وہ فلحال پارکنگ کی طرف گیا۔۔۔۔۔ اسکا ارادہ ابراہیم کے سامان کے ساتھ ھدی کے لیے بھی ایک سوٹ لانے کا تھا اور وہ خود بھی فریش ہونے کا ارادہ رکھتا تھا
صبح موسی کی آنکھ دیر سے کھلی تھی، دکھتے سر کو تھامے وہ واشروم کی طرف بڑھا

فریش ہونے کے بعد وہ کمرے میں آیا اور پرفیوم کرنے کے بعد نیچے چل دیا

”ارے بیٹا اٹھ گئے ناشتہ لگواؤ؟“ بوا نے اسے نیچے آتے دیکھ کر پوچھا

”جی بوا لگوا دیں“ کرسی کھینچ کر بیٹھتے وہ بولا

بوا سر ہلاتے کچن سے ناشتہ لینے چلی گئی

دس منٹ بعد وہ گرما گرم پراٹھوں کے ساتھ واپس آئی

”یہ لو“ اسکے سامنے ناشتہ رکھتے وہ بولی

”بوا سب کہاں ہیں؟“ گھر میں غیر معمولی خاموشی دیکھ کر اسنے پوچھا

”بیٹا تمہارے ماں باپ تو ہسپتال گئے ہیں اور ندا بیٹی اپنی کسی دوست سے ملنے گئی ہے“

انہوں نے جواب دیا

”مام ڈیڈ ہوسپٹل خیریت“موسی کو حیرانگی ہوئی

”جی بچے،،وہ ملنے گئے ہیں اس سے۔۔۔۔کیا نام ہے اس بچی کا؟ہاں سروج۔۔۔یاسین صاحب کی بہو“بوا نے اسکو بتایا جبکہ وہ سر ہلا کر رہ گیا

موسی کا دماغ کل سے عجیب کشمکش میں دوڑ رہا تھا

”ہمم تو جو بھی کرنا ہے مجھے جلد ہی کرنا ہوگا“وہ خود سے بڑبڑایا

”کچھ کہا؟“بوا نے اس سے پوچھا

”نہیں کچھ نہیں“ اسنے سر نا میں ہلا دیا

”اچھا بوا مجھے کچھ کام ہے میں چلتا ہوں“ بوا کو بولتے ناشتے سے ہاتھ کھینچتے وہ بولا

”اللہ حافظ“ کہتے ہی وہ تیزی سے باہر چل دیا

”آنٹی انکل ؟“ ھدی ابراہیم کو اٹھائے سروج کے کمرے کی طرف جارہی تھی جب اسے راستے میں موسی کے ماں باپ مل گئے

”ارے بیٹا کیسی ہوں ؟“ مسز علی نے پوچھا

”میں ٹھیک آنٹی آپ دونوں کیسے ہیں اور یہاں؟اور ندا کیسی ہے ؟ خیریت سب کچھ ٹھیک ہے نا؟“ ھدی نے پریشانی سے پوچھا

”جی جی بیٹا سب ٹھیک ہے دراصل ہم سروج سے ملنے آئیں تھے“انہوں نے جواز پیش کیا

”اچھا چلے آئیں میں آپ کو لے چلو“ ھدی انہیں کہتے آگے کی طرف بڑھی

مسز علی کی نظریں پورے راستے اسکے ساتھ لگے ابراہیم پر تھی، نجانے کیوں مگر انہیں وہ بہت اپنا سا لگا تھا

ساری سوچیں جھٹکتے وہ روم میں آئی تو ڈاکٹر کو سروج کے پاس کھڑے پایا

"بھابھی کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا؟ ڈاکٹر کیا ہوا ہے؟" ھدی کی آنکھیں پل بھر میں بھیگ گئی تھی

"ارے ٹینشن مت لے کچھ نہیں ہوا بلکہ اچھی بات یہ ہے کہ اب انکی حالت خطرے سے باہر ہے۔۔۔اوکے مس سروج اب آپ ریسٹ لے" ڈاکٹر اس سے کہتے باہر چلے گئے

ابراہیم سروج کو دیکھ کر اسکی طرف لپکنے لگا

جب سروج نے ہاتھوں کو تھوڑا سا آگے کر کے اسے پکڑ لیا

"بھابھی آپ ٹھیک تو ہے نا؟" ھدی اسکے گلے لگ کر پوچھنے لگی

"میری جان میں بلکل ٹھیک ہوں" وہ مسکرا کر بولی

ایک ہی دن میں وہ نچڑ کر رہ گئی

”السلام علیم انکل، آنٹی“مسٹر اور مسز علی کو دیکھ کر اسنے فوراسلام کیا

”وعلیکم السلام بیٹا کیسی ہوں؟“مسز علی نے آگے بڑھ کر ماتھا چومتے پوچھا

”الحمداللہ بلکل ٹھیک“وہ ہلکا سا مسکرائی

”ویل ینگ لیڈی جلدی جلدی صحت یاب ہو جائے“مسٹر علی اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے بولے

"آئی ایم آل فائن انکل" اسنے جواب دیا۔۔۔۔۔ابراہیم تو اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑے اب مٹھی کو منہ میں ڈالے۔۔۔۔۔ٹکڑ ٹکڑ سب کو اپنی بڑی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا،اور مسز علی ابراہیم کو غور سے دیکھنے لگی

"اووں،اووں،، آااں" ابراہیم نے اچانک رونا شروع کر دیا

"ارے اسے کیا ہوا؟" سروج حیران ہوئی

"اوہ،،ایم سوری بھابھی وہ دراصل ابراہیم کو بھوک لگی ہے،اسے فیڈر دینا ہے" ھدی ماتھے پر ہاتھ مارتے بولی

"اچھا چلو میں دیتی ہوں اسے" سروج اپنی جگہ سے اٹھتے بولی

”بھابھی!!! کیا کر رہی ہے آپ؟۔۔ میں بنا لاتی ہوں نا آپ ریسٹ کرے“ ھدی اسے کہتی تیزی سے نرسری کی طرف بڑھی اور ایک نیا فیڈر اور دودھ کا ڈبہ لیکر دودھ بنانے لگی

”بس بس میرا بچا بس،، پھوپھو آرہی ہے نا فیڈر لیکر بس میری جان رونا نہیں“ وہ بے بسی ابراہیم کو چپ کروانے لگی، جس کے رونے میں مزید شدت آگئی

سروج کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا، اسکی خود کی طبیعت ابھی سنبھلی نا تھی

”لاؤ اسے مجھے دوں، میں چپ کرواتی ہوں“ اسکی باہوں سے ابراہیم کو لیے مسز علی بولی

”ارے نہیں آنٹی آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں“ اسے برا لگا

”زحمت کیسی؟تم اپنی حالت تو دیکھو اور پھر ابراہیم کا رونا تم آرام کروں میں اسے باہر لے جاتی ہوں“وہ اسے پیار سے ڈپٹے بولی

”آر یو شیور؟“سروج نے اچھنبے سے پوچھا

”جی بچے چلوں آپ ریسٹ کروں“وہ ابراہیم کو لیے باہر چلی گئی

”تم ٹھیک ہوں؟“مسٹر علی نے پوچھا

”جو کچھ ہوا اسکے بعد کیا ٹھیک ہو جانا چاہیے؟“وہ تلخی سے مسکرائی

”سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا بیٹا؟“انہوں نے ہمت بندھائی

”کیسے؟ میں نے سب کچھ ختم کر دیا انکل سب کچھ۔۔۔۔بابا اور عمیر۔۔۔۔ کتنی محنت کی تھی نا انہوں نے اس بزنس کے لیے۔۔۔اسے آسمان کی بلندیوں پر پہنچانے کے لیے۔۔۔اور بس ایک رات۔۔۔۔ایک رات میں سب کچھ ختم ہو گیا“ آنسو لڑھک کر اسکی گالوں پر بہہ گئے

”نہیں بچے ایسا نہیں کہتے۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا اور یہ میرا وعدہ ہے آپ سے“ وہ اسکے جھکے سر کو تھپکتے بولے

”اچھا ویسے یہ نانی نواسہ کہاں رہ گئیں؟“ وہ شرارتی انداز میں بولے تو سروج کو ہنسی آ گئی

”ایک بات پوچھو؟“ سروج نے سوال کیا

”جی پوچھیے“ انہوں نے اجازت دی

"آپ کو ابراہیم کی یاد نہیں آتی؟ دل نہیں چاہتا کہ آپ اس سے ملے؟ وہ پاس رہے آپ کے؟" سروج کے پوچھنے پر انکی آنکھیں زرا سی بھیگی

"آتی ہے نا بلکل آتی ہے۔۔۔ پھر اپنی بیٹی کا کیا گیا گناہ بھی یاد آتا ہے" وہ سخت لہجے میں بولے

"وہ گناہ نہیں غلطی تھی انکل" سروج نے انہیں سمجھانا چاہا

"اچھا چلو تم ریسٹ کرو شاباش" اسکا سر تھپکتے وہ بولے اور دروازے کی طرف بڑھے

"انکل!!" سروج نے انہیں آواز دی۔۔۔ وہ رکے مگر مڑے نہیں

”ہوسکے تو اسے معاف کر دیجیے گا۔۔۔اپنی ماہم کو معاف کر دیجیے گا۔۔۔۔وہ آپکی اولاد ہے۔۔۔۔“سروج کی بات پوری ہوتے ہی وہ باہر کو چل دیے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

موسی نے گاڑی یاسین ولا کے سامنے پارک کی۔۔۔ گیٹ پر کھڑے گارڈ کو راستے سے ہٹانا مشکل نا تھا

”السلام علیم بھائی“اسنے گارڈ کے پاس جاتے سلام کیا

”وعلیکم السلام۔۔۔آپ کون صاحب؟“گارڈ نے شکی انداز میں پوچھا

"وہ میں زماد صاحب کا بیٹا ہوں۔۔۔۔۔انہوں نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔۔۔ ھدی اور سروج بی بی کا کچھ سامان لینا ہے"موسی نے کہانی بنائی

"مگر صاحب ہم کو تو ایسا کوئی کال نہیں آیا"گارڈ نے جواب دیا

"او اچھا سچ میں۔۔۔ہاں وہ دراصل۔۔۔ تم تو جانتے ہوں ناکہ سروج بی بی ہسپتال میں ہے تو یاد نہیں رہا ہو گا"وہ ماتھے پر انگلی مارتے بولا

"اچھاااا۔۔۔۔۔ مگر صاحب ہم آپکو اندر جانے نہیں دے گا"گارڈ نے سر نفی میں ہلایا

"کیوں؟"موسی کے ماتھے پر بل پڑے

"صاحب تم اپنا حلیہ تو دیکھو۔۔۔۔ کہی سے کوئی شریف النفس نہیں لگتا آپ" گارڈ کی بات پر تو موسی کو تیلی لگ گئی

"اچھا۔۔۔ شریف نہیں لگتا تو کیا لگ رہا ہوں؟" دانت پیستے اس نے پوچھا

"ہم کو تو دہشتگرد معلوم ہوتا ہے آپ" اسکے ارد گرد چکر کاٹتے گارڈ نے جواب دیا

"او خانہ خراب!!! کہی تم سچ کا دہشتگرد تو نہیں۔۔۔ اور ہم تم کو اویں عزت دے رہا ہے" ٹوپی پر ہاتھ مارتے وہ خود سے بولا

"یا اللہ" موسی سانس خارج کرتے بڑبڑا

"او بھائی میں یاسین انکل کے دوست علی زماد کا بیٹا اور انکی بہو سروج کا جاننے والا ہوں۔۔۔۔۔ مجھے ضروری کام ہے اندر جانے دوں" موسی جھنجھلایا

"نا۔۔ ہرگز نہیں" گارڈ اکڑ گیا

"گل خان کون آیا ہے؟۔۔۔ جی آپ کون؟" اندر سے آتی میڈ نے پہلے گارڈ سے پوچھا اور پھر موسی سے

"جی میں علی زماد صاحب کا بیٹا ہوں" موسی نے اپنا تعارف کروایا

"او!! موسی صاحب آپ یہاں؟ خیریت؟" ملازمہ کے پہچان جانے پر اسنے سکون کا سانس لیا

"جی وہ مجھے کچھ ڈاکو مینٹس چاہیے تھے سروج بی بی کے بزنس کے حوالے سے" اسنے فورا کہانی بنائی

"مگر صاحب تم تو بولا تھا کہ ھدی اور سروج بی بی کا سامان لینے آیا ہوں" گارڈ کے بیچ میں بولنے پر موسی آنکھیں بند کیے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا

"ارے صاحب آپ اندر آیئے جو چاہیے آپ لے لے" ملازمہ کے بولنے پر وہ سو کی سپیڈ سے اندر داخل ہوا

"سروج بی بی کا کمرہ کہاں ہے؟" اسنے سوال کیا

"جی وہ سامنے تیسرا کمرا۔۔۔وہی سروج اور ھدی بی بی کا کمرہ ہے" ملازمہ نے بتایا

”شکریہ۔۔۔وہ دراصل مجھے ماسٹر کی چاہیے مجھے دوسرے کمروں کا بھی چکر لگانا ہے۔۔۔۔
رینوویشن کروانی ہے نا اسی لیے“موسی نے ایک اور کہانی گڑھی

”جی ٹھیک“ملازمہ سرہاں میں ہلاتی چابی لینے چلی گئی

”یہ لے صاحب“ماسٹر کی اسکے ہاتھ میں تھمادی گئی

موسی کی مسکراہٹ بہت گہری ہو گئی

وہ تیزی سے سروج کے روم میں داخل ہوا۔چابی کی مدد سے دروازہ لاک کیا

اب وہ الماری کی طرف بڑھا،اسنے کھولنا چاہا مگر لاک لگا تھا۔کچھ سوچتے پاکٹ نائف نکالا اور
لاک کھولنے لگا چند منٹ بعد کلک کی آواز سے لاک کھل گیا

موسی کی خوشی کی کوئی انتہا نا رہی

"تو دیکھتے اب مجھے کیا مزید ار ملتا ہے یہاں" اسنے پوری الماری کھنگال ماری مگر کچھ نا ملا

وہ مڑنے لگا جب نظر سائڈ پر لگے لکڑی کے تختے پر گئی۔۔۔۔ کچھ سوچتے ہوئے موسی نے اسکو چھوا تو وہ ایک سیکریٹ ڈراجیسا معلوم ہوا۔۔۔۔ موسی نے اسے پیچھے کو کھسکانا شروع کیا تو اسے ایک خاکی لفافہ ملا

موسی نے بنا کچھ سوچے سمجھے لفافہ اٹھالیا

اسنے لفافہ کھولا تو اس حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹے

لفافے میں ایک نکاح نامہ تھا جس کے مطابق سروج اور عمیر کا نکاح چھ ماہ پہلے ہوا تھا

"یہ۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" موسی بھو کلا گیا

موسی کو بھی یہی انفارمیشن ملی تھی کہ عمیر کی موت چھ ماہ پہلے کار ایکسیڈیٹ میں ہوئی تھی

سب کچھ گھوم رہا تھا اسکا دماغ سن ہونے کو آیا تھا

چھ ماہ پہلے سروج اور عمیر کا نکاح۔۔۔۔ عمیر کی حادثاتی موت۔۔۔۔۔۔۔اور اب ابراہیم جو شائد چھ ماہ کا ہی تھا

"تو کیا سروج اور عمیر کا ناجائز تعلق؟؟" یہ سوچ سب سے پہلے موسی کے دماغ میں آئی

”نہیں نہیں ایسا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔۔ سروج۔۔۔۔۔ سروج ایسی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔ وہ نہیں ہے ایسی“ خود سے بڑبڑاتے وہ تیزی سے گھر سے باہر نکل گیا۔۔۔ اور گاڑی سڑک کی جانب دوڑالی

اسکا دماغ پھٹ رہا تھا

”سروج۔۔۔ سروج۔۔۔۔ سروج“ بس یہی نام حواسوں پر چھایا تھا

”سروج نے کیا واقعی ایسا کیا تھا؟“ وہ سوچنے لگا

”نہیں۔۔۔ نہیں ہر گز نہیں“ اسنے اپنی سوچ کو جھٹکا

"تو کیا سروج بھی عمیر کا ایک شکار تھی؟ ہاں یہی ہو سکتا ہے۔۔۔۔ ضرور اس عمیر نے کچھ کیا ہو گا۔۔ ورنہ سروج ایسا کچھ نہیں کر سکتی" یہ خیال سب سے پہلے ذہن میں آیا

"آئی سویر عمیر جو کچھ تم نے ماہم اور سروج کے ساتھ کیا تھا نا۔۔۔ اب اسکا ایسا بدلہ لوں گا تمہاری لاڈلی بہن سے کے زمانہ دیکھا گا" اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا

سروج کے کمرے کی جانب بڑھتے اسکے قدم خود بخود جم گئے

سامنے کا منظر دیکھ کر اسے دل میں چبھن سی محسوس ہوئی

مسز علی ھدی کے ہاتھ سے فیڈر لیکر روتے ہوئے ابراہیم کو پلا رہی تھی

جبکہ ھدی اور مسٹر علی ابراہیم کو یوں مسز علی کو پریشان کرتا دیکھ کر ہنسی دبائے کھڑے تھے

اچانک ھدی کی نظر سامنے کھڑے زرار پر پڑی

"زرار!!!" وہ بولی، مسٹر اینڈ مسز علی کا دھیان بھی اسکی طرف گیا

ھدی فورا اسکی جانب لپکی

"زرار۔۔۔ بھابھی کو ہوش آگیا ہے۔۔۔۔۔ وہ، وہ بلکل ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ آپ ملے گے ان سے؟" ھدی کی بات پر اسکی نظروں کا ارتکاز بدلا اور ھدی کے چمکتے چہرے کو دیکھ کر وہ بھی مسکرا دیا

کتنی خوش تھی وہ۔۔۔۔۔۔اور زرار فلحال کوئی فضول کا ڈرامہ کر کے ماحول خراب کرنے کے موڈ میں نہیں تھا

”تم یہ سامان پکڑو میں سروج سے مل کر آیا“ وہ راہداری سے گزرتے ان دونوں میاں بیوی پر ایک بھی نگاہ غلط ڈالے بغیر وہ اسکے کمرے کی جانب چل دیا۔۔۔اسکے اس عمل پر مسٹر علی کو تو تکلیف ہوئی۔۔مگر مسز علی نے منہ ہی موڑ لیا

”یہ یہاں کیا کر رہا ہے ؟“ ھدی کی وجہ سے وہ دبی آواز میں چلائی

”آرام سے بیگم ہوسپٹل ہے۔۔۔۔۔۔کسی قسم کا کوئی ڈرامہ نہیں“ مسٹر علی کے تنبیہ کرنے پر وہ منہ بند کر کے بیٹھ گئی

"فائنلی ہوش آہی گیا تمہیں" کیا کرارا طنز تھا

سروج نے زرار کو گھورا جو آنکھیں گھمائے مسکراہ کر اسکے پاس پڑے سٹول پر آن بیٹھا

"ہاں سوتے سوتے تھک گئی تھی سوچا تھوڑا جاگ لو" سروج نے جوابی کاروائی کی

"اومائی گاڈ سروج۔۔۔۔۔۔۔ کتنا بکواس سینس آف ہیومر ہے تمہارا۔۔۔ ابھی تک وہی ٹھنڈی جگتیں" زرار کی بات پر وہ جل بھن کر رہ گئی

"شٹ اپ" وہ دوبارہ بیڈ پر لیٹ گئی

”کیسی ہوں اب؟“ تھوڑی دیر بعد اسے زرار کی آواز سنائی دی۔۔۔۔۔یقیناً اس نے فکر کے تحت پوچھا تھا

”جی رہی ہوں“ وہ تلخی سے مسکرائی

”اتنی ناامیدی؟“ زرار کو حیرت ہوئی

”ہاں شائد تھک رہی ہوں“

”مجھے تم پر یقین ہے سروج عمیر“ زرار نے ہمت بندھائی

صرف زرار تھا جو اسے سروج عمیر بلاتا تھا

آنکھیں بند کیے لیٹی سروج مسکرا دی

ماضی

سروج کو یونی جوائن کیے ایک مہینہ ہو گیا تھا

ایسے میں روزانہ اسکا سامنہ عمیر سے ہو جاتا تھا

عمیر کی بولتی نظریں کچھ نا سمجھتے ہوئے بھی سروج کو بہت کچھ سمجھا چکی تھی

وہ اتنی بھی بچی نا تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب اسکا ایک ہی مقصد تھا اور وہ تھا عمیر سے پیچھا چھڑوانا

یونہی ایک دن وہ اپنی کلاسز سے جلدی فری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔بابا کو اسے لینے آنے میں دیر تھی تو وہ گراؤنڈ کی طرف چلی گئی۔۔ مگر وہاں پہلے سے ہی عمیر کا گروپ موجود تھا

انہیں دیکھتے ہی سروج اپنی جگہ پر رک گئی۔۔۔۔۔۔عمیر کے دوست بھی سروج کو دیکھ چکے تھے اور اب عمیر کو بھی اسکی طرف اشارہ کر کے بتایا تھا

"چل لالے آج تو تو اپنے دل کی بات کہہ ہی دے" عمیر کے ساتھ بیٹھا عبداللہ بولا

"اتنی جلدی؟" عمیر گڑبڑایا

”تو کیا جب وہ کسی اور کی ہو جائے گی تب کرے گا“ اسکے سر پر چماٹ مارے عبداللہ بولا

”اچھا اچھا جاتا ہوں“ عمیر ڈیفینس میں ہاتھ اٹھائے بولا

اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر سروج کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔۔۔۔ کچھ بھی سوچے سمجھے بنا اسنے مخالف سمت میں بھاگنا شروع کر دیا

عمیر بھی اسے پیچھے بھاگا۔۔۔۔ اور آوازیں دی مگر وہ چھپ چھپا کر ایک ویران گوشے کی طرف آ گئی

عمیر نے دیکھا تو اسے نا ملی

اس بات کا یقین کرتے کے عمیر جا چکا ہے وہ واپس مڑنے لگی مگر سامنے کا منظر دیکھ کر اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔۔۔۔۔ جب دو لڑکے زبردستی ایک لڑکے کے منہ میں کچھ ڈال رہے تھے

تھوڑا قریب جا کر دیکھا تو وہ اسے زبردستی شراب پلا رہے تھے۔ مگر وہ لڑکا لڑ رہا تھا اور خود کو آزاد کروانے کی کوشش میں تھا

سروج نے ارد گرد نظر دوڑائی تو ایک پتھر اٹھا کر اسکے سر پر دے مارا

ان لڑکوں میں سے ایک کی چیخ بلند ہوئی

ان دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک پل کو گڑبڑا گئے

"چھوڑو اسے "سروج بے خوف لہجے میں بولی۔۔۔۔اب کی بار وہ دونوں قہقہ لگا کر ہنس دیے

"کیوں بھئی گلفام چھوڑ دے اسے ؟"اس لڑکے نے دوسرے سے پوچھا

"ہاں چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔۔ویسے بھی شراب کا اہتمام ہو چکا ہے اور اب تو شباب بھی۔۔۔۔۔۔"وہ مکروہ ہنسی ہنسے

سروج کو آس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی

اب وہ دونوں لڑکے قدم اٹھاتے اسکی طرف آرہے تھے

"دور رہو مجھ سے "سروج ایک بار پھر دھاڑی

"اوہ میں ڈر گیا" ان میں سے ایک ہنسا

"آج تو چڑیا کا شکار ہو گا" وہ دونوں اور اونچا ہنسے

اب سروج کو خوف محسوس ہوا اور آنکھوں میں آنسو آ گئے

اس سے پہلے کے وہ کچھ کر پاتے۔۔ پیچھے سے اس لڑکے نے اٹھتے ایک لکڑی کی موٹی چھڑی اٹھائے زور سے ان دونوں کے سروں میں ماری

سروج کی چیخ نکل گئی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کانپنے لگی

عمیر جو ابھی تک وہی سروج کو ڈھونڈ رہا تھا فوراً اس طرف آیا جہاں وہ دونوں لڑکے ڈھیر ہوئے تھے۔۔ اور ہوڈی میں چھپا لڑکا اب اپنے بازو سے گرد صاف کرنے لگا

"سروج۔۔۔۔۔۔ سروج۔۔ تم ٹھیک تو ہو نا؟" کانپتی سروج کو تھامے عمیر نے فکر مندی سے پوچھا

"وہ۔۔وہ" اس سے آگے اس سے کچھ بولا نا گیا اور عمیر کے گلے لگے وہ رونے لگی

"شششش۔۔۔۔۔۔ بس چپ ٹھیک ہے سب" عمیر اسے سنبھالنے لگا

جب ہوڈی میں موجود لڑکا ان کے پاس سے گزرا

"سنوں؟" عمیر نے اسے روکا اور وہ رک بھی گیا مگر پیچھے مڑ کر نا دیکھا

”شکریہ تمہارا“ عمیر نے شکریہ ادا کیا

”شکریہ میرا نہیں اسکا ادا کروں“ سروج کی طرف اشارہ کرتے وہ بولا اور آگے کو بڑھ گیا

”تمہارا نام کیا ہے؟“ عمیر نے پھر سے سوال کیا

”زرار۔۔۔۔۔۔۔۔زرار احمد زماد“ کہتے ہی وہ سنجیدہ سا آگے بڑھ گیا

اس واقع کو ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔۔۔ عمیر نے اپنے سورس استعمال کر کے ان دونوں لڑکوں کو سخت سزا دلوائی تھی

سروج کو بھی عمیر نے چپ رہنے کو کہا تھا

ٹھیک ایک ہفتے بعد سروج کلاس میں آئی تو زرار کو وہاں پا کر حیرت کا شدید ترین جھٹکا لگا

اسنے پہلے تو اسے نوٹ نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔اتنے میں تین چار لڑکوں کا ایک گروپ اسکے سر پر جا پہنچا

”اور ہیرو اٹھو یہاں سے یہ ہماری سیٹ ہے“ان میں سے ایک بولا

”سنا نہیں تم نے اٹھو یہاں سے“اب کی بار دوسرا بولا

”لگتا ہے یہ ایسے نہیں مانے گا“تیسرا والا اسکا گریبان پکڑے مکہ مارنے والا تھا۔۔۔جب زرار نے اسکا ہاتھ تھام لیا اور مروڑ ڈالا

"ہاتھ قابو میں رکھو۔۔۔۔۔" وارننگ دیتے وہ بولا

ساری کلاس اب شوق اور حیرانگی سے اس ڈرامہ کو دیکھ رہی تھی

"تیری تو۔۔۔۔" اب کی باران چاروں سے زرار سے ہاتھا پائی شروع کر دی

زرار کا ہاتھ برے طریقے سے زخمی ہوا تھا

"یہ کیا ہو رہا ہے ؟" کلاس میں آتے ٹیچر نے حیرت سے پوچھا

زرار نے ایک جھٹکے سے خود کو چھڑوایا اور بیگ اٹھائے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔ سروج بھی اسکے پیچھے بھاگی۔۔۔۔۔ وہ دونوں قدرے ویران گوشے پر جا کر رکے

زرار ایک بینچ پر جا بیٹھا اور اپنے ہاتھ کا معائنہ کرنے لگا

"تم ٹھیک ہوں؟" سروج نے فکر مندی سے پوچھا

"تمہیں ٹھیک لگ رہا ہوں؟" زرار نے اسکے بے تکے سوال کا جواب دیا

"تمہیں پٹی کروانے کی ضرورت ہے۔۔۔ایک منٹ ہاں" کہتے ہی سروج اسکے برابر جا بیٹھی اور اسکا ہاتھ تھامے اچھے سے معائنہ کر کے۔۔۔۔۔۔اسے پانی کی بوتل اور ٹیشو نکالا اور آرام سے اسکا زخم صاف کیا

"ویسے میں نے تمہیں پہلے نہیں دیکھا" سروج نے بات شروع کی

”میں نے لاسٹ ویک جوائن کیا تھا۔۔۔وہ دونوں مجھے ریگنگ کے نام پر شراب پلا رہے تھے“زرار نے اس دن والی بات بتائی

”اوہ۔۔۔۔مگر اب تم فکر مت کروں، عمیر نے سب کچھ سنبھال لیا ہے“سروج بولی تو اسکی آنکھوں میں ایک انوکھی چمک اور چہرے پر مسکان۔۔۔زرار پہلی ہی نظر میں اسکے دل کے حال سے واقف ہو گیا تھا

”خیر یہ بتاؤ۔تم کیا یونہی اکیلے رہتے ہوں؟۔۔میرا مطلب تمہارا کوئی دوست نہیں؟“ سروج نے پوچھا

”میرا کوئی دوست نہیں سوائے ایک کے“زرار نے جواب دیا

”اچھا وہ کون؟“اب سروج اسکے ہاتھ پر پٹی باندھ رہی تھی

"میرا بھائی۔۔۔۔ میرا دوست۔۔۔۔۔۔۔۔ میرا دل۔۔۔۔۔۔۔ میرا رازدار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میرا اچھے برے کا ساتھی۔۔۔۔۔۔۔ میرا کزن موسی" کتنی محبت تھی زرار کے لہجے میں

"یہاں کوئی دوست ہے؟" سروج نے سوال کیا

"نہیں"

"کیوں؟"

"کیونکہ میں ایک بیسٹ ہوں۔۔۔۔۔۔۔ اور بیسٹ دوست نہیں بناتا" زرار کا لہجہ سرد تھا

"مجھسے دوستی کروں گے؟" سروج کے ایکدم سوال کرنے پر وہ چونکا

"اب دیکھو نا مجھے بھی ایک مہینہ ہو گیا ہے یہاں آئے مگر کوئی دوستی نہیں کرتا" وہ منہ بنائے بولی

"اور تمہیں کیوں لگتا ہے کہ میں تم سے دوستی کروں گا؟" زرار نے آبرو اچکائے سوال کیا

"کیونکہ اگر میں تمہیں بری لگتی تو اس وقت تم اپنی چوٹ کا لحاظ کیے بنا مجھے بھی ٹھوک دیتے" وہ ہنسی

زرار کے ہونٹوں کو ہلکی سی مسکان چھو کر ختم ہو گئی

"آل ڈن۔۔۔۔ تمہاری پٹی ہو گئی ہے۔۔۔۔اب میں چلتی ہوں اور ہاں میری آفر پر غور کرنا" وہ اٹھ کر وہاں سے چل دی

”اپنے دوست کے ساتھ نہیں جاؤ گے“زرار کی بات پر سروج نے خوشی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے اسے دیکھا

”کیا نہیں چلنا“زرار نے سوال کیا

”آفکورس چلنا ہے“وہ ہنستے بولی

اور یوں ہوا آغاز ایک ایسی دوستی کا جس کی مثال دنیا میں آج تک کہی نہیں ملتی

”بھابھی سو گئی کیا؟“ابراہیم کو لیے روم میں اینٹر ہوتی ھدی نے زرار سے پوچھا

”ہاں“

”تمہارے مہمان چلے گئے؟“ زرار نے سوال کیا

”جی چلے گئے“

”ویسے ایک سوال پوچھوں؟“ ھدی ہچکچائی

”پوچھو“ زرار نے اجازت دی

”وہ آپ کے چاچا چاچی ہے نا۔۔۔ ندا کے مام ڈیڈ۔۔۔۔ بھابھی نے بتایا تھا کہ ندا آپ کی کزن ہے۔۔۔۔۔۔۔ تو پھر آپ ان سے کیوں نہیں ملے۔۔۔۔۔۔ انہیں برا لگا ہو گا“

ھدی نے سمجھانا چاہا

”وہ میرے کیا ہے اور کیا نہیں اس کا تم سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔۔ اپنی حد میں رہو۔۔۔۔۔۔ زیادہ سر مت چڑھو۔۔۔۔۔۔۔۔ اور میری وجہ سے کس کو کتنا برا لگتا ہے اٹس نان آف یور کنسرن“ اسے ایک پل لگا تھا بیسٹ کے روپ میں آنے میں

اور ھدی کو سناتے وہ تیزی سے وہاں سے چلا گیا

انجانے میں ہی سہی مگر ھدی نے اسکے پرانے زخموں کو تازہ کر دیا تھا۔۔۔ جو آج بھی اس اتنی ہی تکلیف دیتے تھے۔

سروج ہسپتال سے ڈیسچارج ہو چکی تھی۔۔۔۔زرار ھدی کیساتھ بحث کے بعد ہسپتال نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔نجانے کیوں مگر ھدی کو اسکی فکر ہو رہی تھی۔۔۔۔مگر وہ یہ بات کسی سے بھی شیئر نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔

"یہ لے بھابھی گرما گرم سوپ" اسکے آگے سوپ رکھے ھدی بولی

"یار ھدی پھر سے نہیں۔۔۔" سروج زچ ہو چکی تھی سوپ پی پی کر

"پینا تو پڑے گا" ھدی نے اسکی ایک نا سنتے ہوئے اسے سوپ پلا کر دم لیا

"اچھا اب یہ سب چھوڑو اور جا کر سو جاؤ۔کل یونی بھی جانا ہے تم نے" سروج نے اسے بھگایا

"میں یونی نہیں جارہی۔۔" ٹی۔وی کے سامنے بیٹھے ھدی مزے سے بولی

"کیوں؟" سروج نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا

"کیونکہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تو آپ کو ریسٹ چاہیے اور ابراہیم کو کون سنبھالے گا؟" ھدی نے وجہ پیش کی

"کوئی ضرورت نہیں ہے میرے یا ابراہیم کے بارے میں فکر مند ہونے کی ایگزامز سر پر ہے اور محترمہ کو یونی نہیں جانا۔۔۔۔۔۔۔۔چلو چپ چاپ جاؤ کمرے میں تم کل یونی جا رہی ہوں" سروج نے گویا بات ختم کر دی

"بھابھی۔۔۔" ھدی منمنائی

”ھدی!!“سروج نے آنکھیں دکھائی تو دھپ سے صوفہ سے اٹھتی ھدی کمرے میں چل دی

اسے معلوم تھا سروج نے منع کر دیا سو کر دیا۔اور اب اسے یونی جانا ہی ہو گا

سروج ھدی کی اس حرکت پر مسکرا دی مگر ساتھ ہی اسکے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی

”تم کل آجانا ھدی تمہارے ساتھ یونی جائے گی“یہ میسج زرار کے نمبر پر بھیجتے وہ آرام سے آنکھیں موند گئی جب جھٹ سے رپلائے آیا

”میں تمہارا نوکر۔۔۔۔یا تمہاری اس نند کا بے بی سیٹر نہیں ہوں“زرار کا رپلائے پڑھ کر سروج آں کھیں گھما کر رہ گئی

زرا رسے اسے یہی امید تھی وہ انسان کبھی بھی سیدھا جواب نہیں دے سکتا تھا۔۔۔شائد اپنی توہین محسوس کرتا تھا وہ

موسی کا دماغ حد درجہ الجھا ہوا تھا۔۔۔وہ کیا کرے؟ کیا نا کرے؟ سب کچھ سمجھ سے باہر تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسکا دل اور دماغ کسی بھی طور یہ ماننے پر راضی نا تھا کہ سروج جیسی لڑکی بھی کسی سے کوئی ناجائز رشتہ رکھ سکتی ہے

اپنی ساری سوچیں جھٹکتا وہ نیچے ڈائنگ میں آیا جہاں بحث گفتگو موضوع سروج ہی تھی

"بے چاری بچی مجھ سے تو اسکی حالت نا دیکھی گئی۔۔۔ کتنی کمزور لگ رہی تھی وہ" مسز علی تاسف سے بولی

"سہی کہا مجھے تو خود افسوس ہو رہا ہے اس پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ صدیق اور جلال گھٹیا ہے مجھے معلوم تھا مگر اتنا گر جائے گے امید نہیں تھی" مسٹر علی تاسف سے بولے

"ویسے یاد آیا وہ لوگ کہاں گئے؟" مسز علی نے جلال اور صدیق صاحب کے بارے میں پوچھا۔۔۔۔وہ لوگ تو یوں غائب تھے جیسے انکا اس سے سب کوئی تعلق ہی نا ہوں

"بھاگ گئے" مسٹر علی چبا چبا کر بولے۔۔۔اتنے میں موسی انکے پاس آ بیٹھا اور پلیٹ میں چاول ڈالے کھانا شروع ہو گیا

"کہاں؟" مسز علی نے حیرانگی سے پوچھا

"بیلجیم۔۔۔پورا خاندان" مسٹر علی نے جواب دیا

”مجھے کم از کم اشنا سے ایسی امید نا تھی“مسز علی نے تاسف سے ھدی کی پھو پھو کے بارے میں بات کی

”خیر جو بھی ہے۔۔۔۔۔فلوقت تو ان بچیوں کو ہماری ضرورت ہے، اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ اور ندا یا تو ان کے گھر چلی جائے کرے یا پھر انہیں یہاں بلالیا کرے تا کہ بچیوں کا دل بہل جائے“مسٹر علی نے کھاتے تجویز پیش کی

”ضرور کیوں نہیں“مسز علی نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا۔۔۔۔۔اتنے میں ندا جو اتنی دیر ان سب باتوں سے لاتعلق بیٹھی تھی ایک جھٹکے سے اٹھی اور کھانا چھوڑتی اپنے کمرے کی جانب چل دی

”اسے کیا ہوا ہے؟“وہ دونوں میاں بیوی حیران ہوئے

”ڈیڈ مجھے ایک بات کرنی ہے آپ سے“موسی نے انہیں متوجہ کیا

”ہاں بولو سن رہا ہوں“انہوں نے اجازت دی

”ڈیڈ میں نے مائنڈ بنالیا ہے بزنس جوائن کرنے کا“موسی نے سنجیدگی سے اپنا فیصلہ سنایا

”کیا تم سچ کہہ رہے ہوں؟“علی زماد نے تصدیق چاہی۔۔۔انہیں اپنے سپوت سے کوئی خاص امیدیں ناتھی

”سو فیصد سچ ڈیڈ۔۔۔۔۔۔۔۔اور میں نے اپنی پہلی ڈیل کس کے ساتھ کرنی ہے وہ بھی سوچ لیا ہے“موسی نے بات آگے بڑھائی

"اچھا کس سے؟" علی صاحب نے حیرت سے سوال کیا

"یاسین انڈسٹریز کی اونر سروج حیدر کے ساتھ"

"سروج کے ساتھ؟ مگر کیوں؟" نجانے کیوں مگر انہیں موسی کا انداز اور لہجہ بدلا بدلا لگا

"کیونکہ اب اسکے ساتھ کوئی کام نہیں کرے گا" وہ بے فکر انداز میں بولا

علی زماد نے ابرو اچکائے اس بات کا مطلب پوچھا

"اوکم آن ڈیڈ۔۔۔۔۔ جو کچھ پچھلے دنوں میں ہو چکا ہے اس سے آپ کو لگتا ہے کہ اب کوئی یاسین انڈسٹریز کے ساتھ ڈیل کرنا چاہے گا؟ اور ویسے بھی آپ کی انفارمیشن کے لیے اگر آپ نے نیوز نہیں دیکھی تو یاسین انڈسٹریز کے شیئرز بہت برے سے گرے ہیں اس

سکینڈیل کے بعد۔۔۔اور میں تو صرف مدد کرنا چاہتا ہوں" وہ آرامدہ حالت میں انکو سب انفارمیشن دے رہا تھا۔۔۔۔جبکہ علی زماد کے ماتھے کے بل گہرے ہو گئے تھے

"کیا صرف مدد ہی ریزن ہے یا کوئی اور وجہ بھی ہے اس ڈیل کی؟" وہ بھی باپ تھے اسکے اسکی رگ رگ سے واقف تھے

بھلا موسی جیسے انسان کو کب کسی کا احساس ہونے لگا

"بتادوں گا جلد ہی بتادوں گا اتنی بھی کیا جلدی ہے" پر اسرار سی مسکان لیے وہ کھانا ختم کیے واپس چلا گیا

علی زماد کی پر سوچ نظروں نے پیچھے سے دور تک اسکا پیچھا کیا

”بیگم صاحبہ اپنے لاڈلے پر زرا نظر رکھا کیجیے“ علی زماد موسی کی پشت کو تھیکی نظروں سے گھورتے بولے

”افف آپ بھی نا ہر وقت میرے چاند کے پیچھے پڑے رہتے ہیں“ وہ منہ بنائے بولی

”مجھے ڈر ہے کہ تمہارا یہ چاند کسی دن کوئی چاند چڑھا ہی نا دے“ وہ بھی کھانے سے فارغ ہوتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے

”ایک کپ چائے لے آئیے گا“ وہ انہیں چائے کا بولتے کمرے کی جانب چل دیے

صبح سویرے اسکی آنکھ موبائل کے بجنے پر کھلی تھی اور وہ جو میٹھی نیند کا مزہ لے رہی تھی۔۔۔۔۔۔جی بھر کر بدمزہ ہوئی

”ہیلو!!“نیند سے ڈوبی آواز میں وہ موبائل کان کو لگائے بولی

”میں آدھے گھنٹے تک تمہارے فلیٹ کے نیچے آرہا ہوں۔۔۔۔۔۔تیار رہنا“اور فون کھٹاک سے بند ہو گیا

ھدی نے حیرانگی سے آنکھیں واہ کیے موبائل کی طرف دیکھا تو ایک جھٹکے سے اپنے بستر سے اچھلی،موبائل پر کالر کے نام پر ”بیسٹ“پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا

زرار سے اسنے نمبر ہسپتال میں ایکسچینج کیا تھا

"یہ۔۔۔۔یہ۔۔۔یہ؟یہ کیا ہو رہا ہے؟"وہ سر پکڑ کر بستر پر بیٹھ گئی

ایک بار پھر سے اسکا موبائل بجنے لگا

"سر پکڑ کر بیٹھ جانے سے نا تو میری گاڑی کا پیٹر ول ختم ہو جانا ہے اور نا ہی کچھ ایسا جس کی وجہ سے میں تمہیں لینے نا آپاؤ۔۔۔۔۔جلدی تیار ہو جاؤ تمہارے پاس صرف پچیس منٹ بچے ہیں۔۔۔۔زرا سی دیر اور دیکھنا ھدی یاسین میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں"زرار کی آواز سنتے ہی ھدی کو چکر سے آنے لگ گئے

وہ زرار کو اتنا تو جان چکی تھی کہ اگر وہ لیٹ ہوتی تو اسنے واقعی اسکا حشر نشر کر کے رکھ دینا تھا

تیزی سے بیڈ سے اٹھتے وہ واشروم میں گئی اور تیار ہونے لگ گئی۔۔۔۔۔۔ کچن میں آتے اسنے تیزی سے ہاتھ چلائے اور ساتھ ہی ساتھ وہ وال کلاک پر بھی نظر ڈال لیتی جو اس بات کی نشاندہی کر رہا تھا کہ اسکے پاس وقت کم ہے

ابراہیم کا فیڈر بنانے کے بعد۔۔۔۔۔۔۔ اسنے جلدی سے چائے کے ساتھ سروج کے لیے بڑید اور فرائی ایگ کا ناشتہ بنایا اور اپنے لیے اسنے پراٹھا اور آملیٹ بنا کر ڈھک دیا

اسکے پاس صرف دو منٹ تھے۔۔۔۔ وہ جلدی سے سروج کے کمرے میں ناشتہ لیکر داخل ہوئی

"بھابھی یہ آپکا اور ابراہیم کا ناشتہ۔۔۔۔۔۔۔ میں لیٹ ہو رہی یونی جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ وہ بیسٹ مجھے لینے آرہا ہے وہ بھی زبردستی اگر نا گئی تو میرا حشر نشر کردے گا۔۔۔۔ آپ ناشتہ کرلیجیے گا۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ اللہ صرف ایک منٹ رہ گیا ہے جا رہی

ہوں۔۔۔۔۔اللہ حافظ۔۔۔۔۔۔ٹیک کیر"سروج سے بات کرتے وہ وال کلاک کی طرف دیکھ کر بولی اور اسکی سنے بنا تیزی سے کچن میں گئی جہاں اسنے اپنے انڈے پراٹھے کارول بنایا اور بیگ اٹھائے وہ تیزی سے لفٹ کی جانب بھاگی

سروج تو پیچھے سے ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسکی ساری کاروائی دیکھ رہی تھی

"اللہ!!!زرار"سروج صرف اتنا ہی بول پائی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک آدھے گھنٹے کے اندر وہ اسکی بلڈنگ میں آگیا تھا۔۔۔۔۔اسنے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھا ٹائم اوپر ہو رہا تھا اور پھر سامنے کی طرف دیکھا جو وہاں نیتی کا نپتی سی اپنی گاڑی کی جانب اسے آتی دکھائی

اسکا سانس پھولا ہوا تھا یقیناوہ بھاگ کر آئی تھی۔۔۔زرار کی نظر اسکے سینڈیلز پر گئی جن کے سٹریپس بھی بند نا تھے۔۔۔۔۔۔اور بالوں کو دیکھ تو صاف پتا چل رہا تھا کہ انہیں ہاتھ سے ہی کنگھی کیا گیا ہے

اسکو ھدی کی حالت پر افسوس کے ساتھ ساتھ ہنسی بھی آئی

"اففف میری معصوم محبت" وہ زیرلب بولا

ھدی نے جلدی سے کار کا دروازہ کھولا اور فرنٹ سیٹ میں اسکے برابر بیٹھے، سیٹ سے پشت ٹکائے، آنکھیں موندے وہ لمبی لمبی سانسیں لینے لگی۔۔۔اس وقت وہ یہ بھول چکی تھی وہ کہاں ہے اور کس کے ساتھ ہے

زرار جو اسکی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا کھل کر مسکرا دیا

"کیا ریس لگا کر آئی ہوں۔۔۔۔۔سانسیں کیوں اتنی پھولی ہوئی ہیں؟" لہجے کو مصنوئی طور پر سخت بنائے اسنے پوچھا

ھدی نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولی تو اسے دیکھا جو اپنی سیٹ کے ساتھ سائڈ ٹیک لگائے، بازو باندھے۔۔۔۔۔فرصت سے ھدی کو دیکھ رہا تھا

"وہ۔۔وہ۔۔وہ یونی جانا ہے لیٹ ہو رہا ہے" نظریں نیچی کیے اسنے زرار کو بتایا

"کیا سچ میں دیر ہو رہی ہے؟" اسکی طرف جھکے زرار نے پوچھا

"ہاں۔" نظریں نیچی کیے اسنے ویسے ہی جواب دیا

زرار کی نظریں اب اسکے ہاتھ میں پکڑے رول پر گئی،اسنے ایک جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے رول کھینچا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

ھدی تو اسکی اس حرکت پر ششر رہ گئی

وہ حیرانگی سے زرار کو دیکھنے لگی جو مزے سے اسکے رول کے بائٹ لے رہا تھا

"یہ۔۔یہ میرا ہے"وہ منمنائی

مگر زرار نے تو مزے سے سارا پراٹھا کھایا

"ہاں کچھ کہہ رہی تھی تم؟" پراٹھا کھانے کے بعد وہ اب ھدی کی جانب متوجہ ہوا۔ جس کی للچائی نظریں اب خالی ریپر کی طرف تھی

"کچھ نہیں" زرار کے سوال پر اسنے نفی میں سر ہلایا

"اوکے" زرار نے کندھے اچکائے گاڑی سٹارٹ کر لی

سروج ابھی ابھی ابراہیم کے کپڑے چینج کر کے ہٹی تھی، اسے گھر میں رہ کر بوریت سی ہونے لگی تھی

اتنے میں اسنے اپنے ماں باپ کو کال ملائی اور گھنٹہ ان سے باتیں کرنے کے بعد وہ پھر سے بور ہونے لگی

ایک نظر وال کلاک پر ڈال کر اسنے فیصلہ کیا اور ریڈی ہو کر ابراہیم کو ساتھ لیے آفس کی راہ لی۔۔۔حالانکہ اسکی صحت ابھی کچھ خاص بہتر نا تھی مگر پھر بھی کچھ ایسے معاملات تھے جنہیں اسے سلجھانا تھا اسی لیے آفس کے لیے نکل گئی

آفس میں داخل ہوتے ہی سب کو مارننگ وش کیے وہ اپنے روم کی طرف بڑھ گئی

تھوڑی دیر بعد اسکی سیکٹریری اندر داخل ہوئی

”گڈ مارننگ میم“

”گڈ مارننگ مس اسرا۔۔۔۔۔۔۔مجھے فورا سے عاطف صاحب کے ساتھ ڈیل کی جو فائل ہے وہ لا دے“ اپنی کرسی پر بیٹھتے وہ بولی

”وہ میم۔۔۔۔وہ دراصل“ اسرا ہچکچائی

”اینی پرابلم مس اسرا؟“ سروج نے ایک ابرو اچکائے پوچھا

”میم وہ مسٹر عاطف اور دوسری جتنے بھی ڈیلرز تھے ان سب نے ہمارے ساتھ کسی بھی قسم کی ڈیل کرنے سے منع کر دیا ہے نا صرف یہ بلکہ مارکٹ میں ہمارے شئیرز بھی بہت برے سے گرے ہیں“ اسرا نے ایک سانس میں ساری بات کی اور ساتھ ہی سروج کی طرف دیکھ کر اسکے تاثرات جانچنے کی کوشش کرنے لگی

سروج کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا

"اس کے علاوہ کچھ اور مس اسرا؟" سروج نے سوال کیا

"وہ میم دراصل بہت سے امپلائیں کمپنی چھوڑنے کی بات کر رہے تھے۔۔۔۔اور آپ کے آنے کا انتظار تھا تاکہ وہ ریزائن کر سکیں" اسرا کی بات سن کر سروج نے خود کو کمپوز کیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر اسرا کو باہر آنے کا اشارہ کرتی وہ باہر چل دی

سارہ سٹاف اسے دیکھ کر ایک جگہ اکٹھا ہو گیا تھا

سروج نے ان سب کو دیکھ کر ایک سانس خارج کی اور اپنی بات شروع کی

”میں جانتی ہوں کہ اس وقت آپ سب کیا سوچ رہے ہوں گے؟۔۔۔۔کمپنی کے شیرز گر گئے ہیں۔۔۔۔۔۔کوئی پروجیکٹ پاس نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت جلد ہی کمپنی خسارے میں جانے والی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے کوئی اور نقصان ہوں کمپنی چھوڑ دیتے ہیں“سروج نے ایک سانس میں ساری بات ختم کی

”آئی نو کے جو حالات بگڑے ہیں وہ اتنی جلدی ٹھیک نہیں ہو سکتے۔۔۔۔۔مگر ہم لوگ کوشش تو کر سکتے ہیں نا؟ محنت کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امید کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔کہ بہت جلد ہمیں کوئی ڈیل مل جائے؟“سروج نے اپنی جانب سے انہیں مائل کرنے کی پوری کوشش کی

”تو پھر آپکو کوشش جاری رکھنی چاہیے کیونکہ اللہ نے آپ کی سن لی ہے“ایک جانی پہچانی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

نظریں اٹھی تو سامنے دیکھ کر اسکا منہ بن گیا۔۔۔۔۔۔۔وہ سامنے ہی تو تھا

"مسٹر علی زماد آپ یہاں؟"لہجہ نارمل رکھے سروج نے موسی سے پوچھا

تھری پیس بلیک سوٹ۔۔۔۔۔۔۔آنکھوں پر نیلا چشمہ لگائے وہ اپنے چہرے پر ہمہ تن موجود رہنے والی مخصوص سی مسکراہٹ لیے اسکے سامنے آکھڑا ہوا

لمبے بالوں کا اسنے جوڑا بنایا ہوا تھا

"اب جہاں آپ وہاں ہم"ایک ادا سے بولتے اسنے اپنا چشمہ اتارا

"ایکسکیوز می!!"پورے سٹاف کے سامنے ایسی بات پر سروج چبا چبا کر بولی

”مس سروج اب ہم آفس میں چلے گے تو میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ میں یہاں کیوں ہوں“ پورے سٹاف پر نظریں ڈالے اسنے بات کی

”ہمم چلو“ سروج نے اسنے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا

”یہ کون تھا یار ؟“ انکے آفس میں جانے کے بعد ایک لڑکی نے دوسری سے پوچھا

”ہیرو“ دوسری لڑکی سحر انگیز لہجے میں بولی

کل رات سے ھدی نے کچھ نہیں کھایا تھا اور صبح کا ناشتہ بھی وہ "بیسٹ" کھا گیا۔۔۔۔۔اب ستم یہ کہ وہ اپنا پاؤچ بھی گھر بھول آئی تھی۔۔۔۔۔۔اس وقت اسے شدید بھوک لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔اسے لگ رہا تھا کہ اگر اسنے اب کچھ نا کھایا تو وہ مر جائے گی

پریکٹیکل کی وجہ سے وہ کلاس روم سے باہر تھی اور اسکا بیگ کلاس میں ہی تھی

وہ واپس جا کر اپنی سیٹ پر بیٹھی اور اس میں سے اپنی سکیچ بوک دھونڈنے لگی جب اسکے ہاتھ میں کچھ آیا

ایک پل کو تو اسکی آنکھیں حیرت اور ڈر کے مارے کھل گئی مگر جب باہر نکالا تو وہ تین چکن رول تھے

ھدی کی آنکھیں بھوک سے چمک اٹھی

اسنے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور کسی کو نا پا کر تیزی سے رول کا کور اتارا اور کھانا شروع کر دیا

اسے کتنی بھوک لگی تھی اسکے کھانے کی سپیڈ کو دیکھتے ہوئے دروازے کی اوٹ میں چھپے زرار کو اندازہ ہو گیا تھا

زرار کو اسکے کھانے پر ہنسی تو آئی مگر ساتھ ہی ساتھ خود پر غصہ بھی جو اسنے حد ی کو تنگ کرنے کے ے لیے اسکا ناشتہ کھالیا

مگر وہ کیا کرتا وہ مجبور تھا اپنی فطرت سے۔۔۔۔۔وہ اسے ایسا ہی دیکھنا چاہتا تھا اپنے اشاروں پر اپنی محبت کو چلانا زرار کو سکون دیتا تھا

ھدی نے ایک سے ڈیڑھ رول کھا کر باقی احتیاط سے واپس بیگ میں رکھ دیا اور دوبارہ سے ارد گرد دیکھ کر پر سکون سی سکیچ بوک پر جھک گئی

زرار بھی تھوڑی دیر بعد واپس اپنی کلاس کی طرف چل دیا

موسی سروج کے پیچھے پیچھے اسکے آفس میں داخل ہوا جب نظریں بے ساختہ صوفہ پر بیٹھے کار سے کھیلتے ابراہیم پر گئی ایک پل کو موسی راہ میں رک گیا اور غور سے اسے دیکھنے لگا

"ماہم "موسی ابراہیم کو دیکھ کر بولا جبکہ موبائل پر میسج ٹائپ کرتی سروج کے ہاتھ کانپ اٹھے

وہ بلکل ماہم جیسا تھا۔۔۔۔۔۔ موسی دھوکہ نہیں کھاسکتا تھا ہر گز نہیں۔۔۔۔۔۔۔ وہ تو ماہم کی کاپی تھا

یہ کیا ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ موسی کا دماغ پھٹنے کو تھا

"مسٹر موسی؟"سروج نے اسے ہلایا

"یس؟"موسی نے سوالیہ انداز میں پوچھا

"مسٹر موسی آپ یہاں کیوں آئے ہیں وجہ بتانا پسند کرے گے؟"سروج نے اپنی سیٹ پر بیٹھتے اس سے پوچھا

"ڈیٹ کی آفر کرنے"موسی اسکے سامنے بیٹھتے بولا

”مسٹر موسی لہجہ!!!!!!“ سروج نے تنبیہ کی

”ایک ڈیل کرنا چاہتا ہوں آپ کے ساتھ“ موسی نے بات کا آغاز کیا

”میرے ساتھ مگر کیوں؟“ سروج نے حیرت سے پوچھا

”میں بزنس میں نیا ہوں اور کسی پر جلد بھروسہ نہیں کر سکتا۔۔۔۔اور آپ کو بھی اس وقت اپنے بزنس کو سنبھالنا ہے تو یہ ایک اچھی اوفر ہے“ موسی نے وجہ بیان کی

سروج نے اسکی بات سمجھ کر سر اثبات میں ہلا دیا

”تو آپ کے پاس کوئی آئیڈیا بھی ہو گا۔۔۔۔ ہے نا؟“ سروج نے سوال کیا

موسی کھل کر مسکرایا۔۔۔۔اسے معلوم تھا کہ سروج کبھی بھی انکار نہیں کرے گی فلحال اسکے پاس کوئی راستہ نہیں تھا کہ وہ انکار کرسکتی

”جی بلکل آئیڈیا تو ہے بس آپ بتائے کہ میٹنگ کب کی رکھے؟“موسی نے پروفیشنل انداز میں پوچھا

”لیٹس کپ اٹ اوور کمنگ فرائڈے۔۔۔۔مینزڈے آفٹر ٹومارو“سروج کی بات پر موسی نے متفق ہو کر سر ہلادیا

”اوکے اب مجھے اجازت مل کر اچھا لگا مس سروج۔۔۔۔۔بائے داوے اب آپ کیسا فیل کر رہی ہے؟“موسی نے لگے ہاتھوں اسکی طبیعت کے بارے میں پوچھ لیا

"جی بہتر "سروج نے مدھم لہجے میں جواب دیا

"اب مجھے اجازت" کہتے ہی موسی دروازے کی طرف چل دیا

"ویسے آپکا بیٹا۔۔۔۔۔"موسی جاتے جاتے ایک دم پلٹا اور ابراہیم کے بارے میں کچھ بولتے سروج کے چہرے کو دیکھا جس کا رنگ نچڑ گیا تھا

"میرا بیٹا؟"سروج نے کانپتی آواز پر قابو پائے پوچھا

"آپکا بیٹا آپ جیسا تو بلکل بھی نہیں ہے۔۔۔ضرور اپنے والد پر گیا ہو گا۔۔۔۔ہے نا؟"
موسی کے سوال پر سروج کے لیے دوسرا سانس لینا محال ہو گیا

"جج۔۔جی۔۔۔۔ابراہیم اپنے ڈیڈ پر گیا ہے"سروج نے بامشکل مسکراتے جواب دیا

"ہاں وہ تو نظر آرہا ہے" موسیٰ نے طنزیہ مسکراہٹ لیے جواب دیا اور باہر کو چل دیا

پیچھے کھڑی سروج ایک دم سے اپنی کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھی

"یا میرے اللہ۔۔۔اگر اسے شک ہو گیا۔۔۔۔۔۔اگر اسے سچ پتا چل گیا تو؟" سر ہاتھوں میں گرائے وہ خود سے بولی

"نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں ایسا نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔انکل نے وعدہ کیا تھا کہ وہ کسی کو کچھ نہیں بتائے گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور میں نے بھی تو عمیر سے وعدہ کیا تھا نا کہ میں ہمیشہ ابراہیم کو اپنے پاس رکھوں گی" وہ خود سے بولی

نجانے کتنے راز۔۔۔۔۔۔۔ کتنی کہانیاں۔۔۔۔۔۔۔ کتنے موڑ ہیں جن سے میں انجان ہوں۔۔۔

پورا راستہ موسی کا دماغ ابراہیم میں اٹکا رہا

"تو کیا وہ سچ میں ماہم کا بیٹا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر کیسے؟" موسی کا دماغ خراب ہو رہا تھا

اسنے گاڑی سائڈ پر روکی اور سٹرینگ کے ساتھ سر ٹکا لیا

ماہم۔۔۔۔۔۔۔۔ سروج۔۔۔۔۔۔ ابراہیم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زرار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ندا۔۔

۔۔۔۔۔۔ ھدی۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر

یہ سب لوگ ایک دوسرے سے جڑے تھے۔۔۔۔۔ مگر جو غائب تھا وہ تھا وہ ایک خاص سرا جس سے یہ سب جڑے ہوئے تھے

"مائز؟ ایک بات بتانی ہے تمہیں" انگلیاں مروڑتی عمارہ اس سے مخاطب ہوئی جو اپنی محبوبہ میں گم تھا

"بھونکو" تمیز کے دائرے میں رہتے ہوئے خاصہ بدتمیزانہ لہجہ تھا اسکا

عمارہ دانت پیس کر رہ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر خیر کیا؟ انسان اپنی دوستی کی وجہ سے ہی جانا جاتا ہے۔۔۔ اور عمارہ جتنی بدتمیز تھی تو مائز جیسا دوست بھی ڈیزرو کرتی تھی

"اوہو۔۔۔پہلے اسے تو چھوڑو" اسکے منہ میں جاتی فرائز کو واپس پلیٹ پر پٹکتی وہ جھنجھلائی آواز میں بولی

"کیا ہے؟" مائز چڑا

"میری منگنی چول انسان" وہ بھی اسی کے لہجے میں بولی

"اچھا ٹھیک۔۔۔ایک۔۔ایک منٹ کیا؟ کیا کہا تم نے تمہاری منگنی۔۔۔۔۔منگنی وہ بھی تمہاری۔۔۔۔۔کب؟ کیسے؟ کس کے ساتھ؟" مائز کی تو آنکھیں باہر نکل آئی تھی

"اب بتاؤ بھی کیا گڑ منہ میں رکھا ہے جو بولتی بند ہو گئی ہے کس سے کر رہی ہوں؟" مائز نے اسکو دونوں کندھوں سے ہلا کر پوچھا

”اُف جاہل بتا رہی ہوں چھوڑو تو سہی“ خود کو آزاد کرواتے وہ بولی

”ہاں بتا جلدی۔۔۔ میرے پیٹ میں درد اٹھ رہا ہے“ مائز خالص زنانہ انداز میں بولا۔۔۔۔ عمارہ سر نفی میں ہلا کر رہ گئی

”مراد سے“ عمارہ نے سر جھکائے ہلکی آواز میں جواب دیا

”مراد!!! کیا!!!!! مراد؟ دماغ ٹھیک ہے تیرا سر پر چوٹ تو نہیں لگی۔۔۔۔۔ وہ؟ وہ ماس کمیونیکیشن کا مراد؟“ مائز اتنی اونچی چیخا کے پوری کینٹین کی عوام ان کی طرف متوجہ ہو گئی

”ششش آہستہ“ عمارہ نے اسے چپ کروانے کی کوشش کی

”کیا آہستہ ہاں؟ کیا آہستہ۔۔۔۔۔ نہیں عمارہ بی بی نہیں۔۔۔۔۔ تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے تم نے دشمن سے دوستی کر کے دوست کو پرایا کر دیا۔۔۔۔۔ تم تو دوست اور دشمن میں فرق بھول چکی ہوں۔۔۔۔بے وفا“ مائز کا ڈرامہ اپنے عروج پر تھا

”تمہاری دوست کو دوست اور دشمن میں کتنا فرق معلوم ہے وہ تو میں دیکھ چکا ہوں“ یہ آواز مراد کی تھی جو تب سے ان دونوں کا ڈرامہ بیزار سی شکل لیے دیکھ رہا تھا

”مراد!!“ عمارہ کے ہونٹ ہلے۔۔۔ جبکہ مائز کا منہ بن گیا

مراد نے چونک کر عمارہ دیکھا۔۔۔۔ آج اسکا نام عمارہ کے ہونٹوں سے ایک الگ انداز میں ادا ہوا تھا۔۔۔۔۔ مراد نے اسے دیکھا جو یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں میں آج مراد کو دیکھ کر بے زاری یا کوفت جیسا کوئی جزبہ نہیں ابھرا تھا بلکہ ان

آنکھوں میں تو کوئی اور ہی جزبہ تھا جسے مراد جان چکا تھا۔۔۔۔۔ایک خوبصورت مسکراہٹ اسکے چہرے پر کھل اٹھی

تو آخر کار اسنے اسے حاصل کر لیا تھا۔۔۔۔۔۔ عمارہ سلطان کو مراد شمشیر سے محبت ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ مراد شمشیر نے اپنی محبت حاصل کر لی تھی مانو پوری دنیا حاصل کر لی تھی

ھدی کی کلاسز ختم ہو گئی تھی۔۔۔۔اسی لیے وہ جلد از جلد گھر جانا چاہتہ تھی

"اوئے کہاں چلی" راستے میں اسکا ٹکڑاؤ فریحہ سے ہو گیا

"کچھ نہیں وہ گھر جا رہی ہوں" ھدی نے جواب دیا

"وہ تو ٹھیک ہے مگر اتنے دنوں سے کہاں تھی؟ یونی بھی نہیں آئی؟" فریحہ نے سوال کیا

"وہ کچھ ذاتی مسائل" ھدی نے جواب دیا

"اوکے اچھا۔۔۔ چلو چھوڑو سب کچھ ایسا کروں میرے ساتھ کینٹین چلو بعد میں گھر چلی جانا" فریحہ اسکا ہاتھ پکڑے کینٹین کی طرف روانہ ہوئی

"مگر گھر۔۔۔۔۔" ھدی نے بولنا چاہا

"او ہو تمہارے کونسا بچے ہیں جو گھر ویٹ کر رہے ہو گیں" فریحہ لاپرواہی سے بولتی وہ اسے کینٹین کی طرف لے گئی

سروج سے مل کر موسی نے یونی کی طرف گاڑی موڑ دی۔۔۔۔۔اسے اپنی کچھ اسائنمنٹ جمع کروانی تھی

"کیا بات ہے عمارہ سلطان تمہاری آنکھیں بہت چمک رہی ہیں آج؟ کہی مراد شمشیر سے محبت کی طرف پہلا قدم تو نہیں؟"اسکی ٹیبل پر تھوڑا سے جھکتے مراد نے سوال کیا

"کیا؟ کیا بکواس کر رہے ہوں دماغ تو نہیں خراب ہو گیا؟"عمارہ گڑبڑائی سی بولی

مائر تو دوبارہ سے اپنی فرائز کی طرف متوجہ ہو گیا

اب میاں بیوی راضی تو بھلا کیا کرے گا قاضی

"مان لو عمارہ سلطان۔۔۔۔۔میں بھی اعتراف کرتا ہوں تم سے محبت کا۔۔۔۔۔۔اور یقین مانو محبت کا اعتراف دنیا کا سب سے خوش کن احساس ہے" اسکی آنکھوں میں جھانکتے وہ محبت بھرے لہجے میں گویا ہوئی

"واؤ۔۔واؤ۔۔واؤ۔۔۔یہاں تو لائیو رومانٹک مووی چل رہی ہے" تالیاں مارتے زرار انکی ٹیبل کی جانب آیا

"زرار؟" مراد نے حیران نظروں سے اسے دیکھا

”ارے رک کیوں گئے۔۔۔۔۔۔۔کنٹینوناں۔۔۔۔۔دیکھو سب انجوائے کر رہے ہیں۔۔۔۔ویسے رومانس کے نام صرف ڈائیلاگ بازی ہی ہو گی یا کوئی عملی نمونہ بھی دکھایا جائے گا؟“زرار کی طنز میں ڈوبی آواز

مراد کا غصے سے پارہ چڑھ گیا

”کیا بکواس کر رہے ہوں؟ ہوش میں تو ہوں تم“ مراد تو اسکا گریبان پکڑنے کے در پر تھا

”بکواس؟ مراد صاحب میں تو گھٹیا بول رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔تم نے تو گھٹیا حرکت کی تھی۔۔۔۔۔۔۔تم لوگ یہاں خوشیاں منا رہے ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔زندگی جی رہے ہوں اور دوسری جانب کوئی تم لوگوں کی وجہ سے کسی کی زندگی ہی ختم ہونے کے در پر آگئی۔۔۔۔۔۔واہ مراد۔۔۔۔واہ عمارہ۔۔۔۔۔بہت بہت مبارک ہوں تم دونوں کو“

زرار کے طنز کے تیر ان دونوں کے سروں پر سے گزرے

"زرار کیا بول رہے ہوں مجھے سمجھ نہیں آرہا" عمارہ حیران ہوئی

"عمارہ بی بی اب تو آپ کو کچھ سمجھ آئے گا بھی نہیں" زرار تیکھی نظریں کیا بولا

"پہلیاں مت بجھاؤ زرار جو کہنا سیدھا سیدھا بول" مراد خود کمپوز کرتے بولا

"یہ ٹھیک ہے مراد صاحب۔۔۔ کرے کوئی بھرے کوئی۔۔۔ پھر تیور بھی بھرنے والے کو ہی دکھا رہے ہوں"

"میں نے کہا پہلیاں مت بجھواؤ زرار"

”تو سنو عمارہ بی بی محبت تم نے کی جلال سے۔۔۔۔دھوکہ تمہیں ملا۔۔۔۔۔اور سزا کسی اور کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غلطی تمہاری اور قصوروار کوئی اور؟ واؤ عمارہ بی بی واہ“

”زرار مجھے سمجھ نہیں آرہی کیا کہہ رہے ہوں؟“

”ہاں پانچ سال کی بچی ہوں نا تم تو جو کچھ معلوم نہیں“ زرار کے طنز ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے

کینٹین کی طرف آتی فریحہ اور ھدی بھی باخوبی سب کچھ سن رہی تھیں۔۔۔اس طرف آتے موسی کے قدم بھی اپنی جگہ جم گئے تھے

زرار کی باتیں اس وقت صرف موسی کو سمجھ آرہی تھی

”تم کس کی زندگی کی بات کر رہے ہوں اور بھلا میرے اور جلال کے قصے کا اس سے کیا تعلق“عمارہ کے پلے کچھ نا پڑا

”یقین مانو عمارہ اگر تم لڑکی نا ہوتی تو میں اس وقت تم پر ہاتھ اٹھانے میں زرا دیر نا لگاتا۔۔۔ شکر مناؤ کہ میں عورت ذات پر ہاتھ نہیں اٹھاتا۔۔۔ بچ گئی تم“زرار کی اس بات پر ھدی اور فریحہ کا منہ کھل گیا

”جھوٹا“ھدی کی آنکھیں باہر کو آ گئی۔۔۔اس نے اپنے ایک گال پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔ اسے وہ تھپڑ یاد آیا جو زرار نے اسے مارا تھا

”کمینہ“فریحہ بڑبڑائی۔۔۔اسے وہ رات یاد آئی جب زرار نے زور سے اسکا سر دیوار میں مارا تھا

”اور ہاں جہاں تک بات ہے کہ میں کیا بول رہا ہوں اور کیا نہیں تو یہ تمہیں موسی بہت اچھے سے سمجھا دے گا“ عمارہ کو موسی کی جانب راغب کرتے وہ ھدی کی جانب بڑھا

”چلو چلے“ اسکا بازو پکڑتے وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا

یہ منظر موسی نے حقارت بھری نظروں سے دیکھا

”اس ھدی کا کچھ کرنا ہی پڑے گا“ موسی بڑبڑایا

”موسی؟ یہ زرار کیا کہہ کر گیا ہے؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا“

”بکواس کر رہا تھا“ مراد غصے سے بڑبڑایا

”بکواس نہیں سچ بول کر گیا ہے“موسی سپاٹ لہجے میں بولا

”تمہارے بدلے کی قیمت کسی اور نے بہت برے سے چکائی ہے عمارہ“وہ عمارہ کی جانب دیکھ کر بولا

”موسی صاف صاف بولو آخر کیا بات ہے ؟“عمارہ نے پریشانی سے پوچھا

”یہاں نہیں کہی اور چلتے ہیں“موسی نے ایک نظر سب لوگوں کو دیکھا جو تجسس کے مارے انکی طرف متوجہ تھے

”ہمم چلو“مراد نے تائید کی۔۔۔

”ویسے شرم تو نہیں آتی نا تمہیں“مائز کے سر پر کھڑی وہ دانت پیستے بولی

”کون میں؟“ مائز نے حیرانگی سے خود کی طرف اشارہ کیا

”اور نہیں میں“ فریحہ کے لیے جل کر بولی

”میں نے ایسا کیا کیا ہے جو شرم کرو؟“ مائز ٹرخ کر بولا

”یہاں ابھی تمہارے سامنے اتنا تماشہ ہو گیا اور تم چپ رہے اپنی دوست کا ساتھ نہیں دیا؟“ فریحہ کو غصہ آگیا

”دیکھو یار پہلی بات تو یہ کہ زرار کبھی بنا مطلب کسی سے الجھتا نہیں اور دوسری بات یہ کہ میں پرائے پھڈے میں ٹانگ نہیں اڑاتا“ کہتے ہی مائز نے اشارے سے ویٹر کو ایک اور پلیٹ فرائز لانے کو کہا

"یہاں تو سب کے سب ایک سے ایک بڑھ کر ڈھیٹ اور سر پھرے ہیں" فریحہ پیر پٹکتے وہاں سے چل دی۔۔۔۔۔ جبکہ مائز کندھے اچکاتا فرائز پر جھک گیا۔۔۔

ھدی نے پورا راستہ خاموشی میں کاٹا تھا۔۔۔ زرار ڈرائیو کرتے ایک نظر اسے بھی دیکھ لیتا جو منہ پھلائے باہر دیکھ رہی تھی

"تمہیں کیا ہوا ہے؟" زرار نے آبرو اچکا کر پوچھا

"بات مت کرے مجھ سے" منہ دوسری طرف کیے اسنے جواب دیا

”کیا میں تمہارے حکم کا غلام ہوں؟ نہیں نا؟ تو پھر بتاؤ کیا ہوا ہے؟“زرار نے تھوڑا سا لہجہ سخت بنایا

”آپ بہت بڑے جھوٹے ہیں“ھدی بولی

”میں نے کیا جھوٹ بولا؟“زرار حیران ہوا

”ہوں!!! تو عمارہ سے کیا کہہ رہے تھے؟ میں لڑکیوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتا۔۔۔۔۔ جھوٹے۔۔۔ تو مجھ پر کیوں اٹھایا؟ میں کیا لڑکی نہیں“ھدی کی بات پر زرار نے بامشکل اپنا قہقہہ روکا

”کیوٹ“اسکے گال پر چٹکی بھرتے وہ بولا

ھدی زرار کی اس قدر فرینکنیس پر حیران رہ گئی

"آپ!!!"

"جاؤ تمہارا گھر آ گیا ہے "اس سے پہلے ھدی بات پوری کرتی زرار نے گاڑی اسکی بلنڈنگ کے پارکنگ میں روکی

ھدی گھورتی نگاہوں سے گاڑی سے باہر نکلی اور دو ہی منٹ میں یہ جا وہ جا

"ہمم سو میرے پیارے آہل وقت آ گیا ہے کہ میں تمہیں اپنی ھد ھد سے ملواؤ" زرار مسکرا کر بولا

”مجھے کچھ بتاؤ گے موسی؟“عمارہ، مراد اور موسی ایک خالی کلاس روم میں تھے اس وقت

”جلال سروج کا دیور ہے عمارہ“موسی بولا

”واٹ؟ جلال اور سروج۔۔۔ مگر کیسے۔۔۔۔۔اور یہ جوزر ار بول رہا تھا وہ۔۔۔۔۔۔“ عمارہ پریشان ہوئی، حیران تو مراد بھی ہوا تھا

”مطلب تو کیا کہنا چاہتا موسی کھل کر بتا“مراد نے پوچھا

موسی نے پارٹی کی رات سے لیکر سروج کے ہارٹ اٹیک، اور پھر بزنس ڈاؤن ہونے والی ساری کہانی ان دونوں کو سنا دی

عمارہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی

”یہ۔۔۔یہ سب کیا ہو گیا میں ایسا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔مجھے تو معلوم بھی نہیں کہ سروج اور جلال۔۔۔۔“عمارہ سے آگے کچھ بولا نا گیا

”معلوم تو مجھے بھی نہیں تھا۔۔۔۔مگر جلال کی اس وڈیو کی وجہ سے اب بزنس میں موجود تمام لوگوں کو یہی لگتا ہیں کہ سروج بھی ان سب میں اسکے ساتھ ملوث تھی اور اسی وجہ سے یہ سب ہوا“موسی سرد سانس خارج کرتے بولا

”اب؟اب کیا ہو گا؟“عمارہ نے فکرمندی سے موسی سے پوچھا

”کفارا“موسی بولا

''مگر کیسے؟''اب کی بار مراد نے مداخلت کی

''بزنس کے ذریعے''موسی نے کندھے اچکائے

''سمجھ نہیں آئی''مراد بولا

''سمپل سی بات ہے تم دونوں اپنے اپنے ڈیڈ کو کنوینس کروں گے کہ وہ یاسین انڈسٹریز کے ساتھ ڈیل کرے۔۔۔اور انہیں منانا ہے ہر صورت میں۔۔۔۔۔ سروج کا بزنس ڈوب رہا ہے اس وقت اور میں چاہتا ہوں کہ ہم سب اس پر بنا احسان جتائے اسکی مدد کرے''موسی کی بات پر ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا

''کیا ہم مدد کر سکتے ہیں؟''دروازے پر کھڑے مائز اور اسکے ساتھ زبردستی کی کھڑی فریحہ کو دیکھ وہ تینوں چونکے

مائر نے اسے کینٹین سے باہر جالیا تھا اور اپنے ساتھ زبردستی وہ اسے موسی لوگوں کے پاس لے آیا تھا

مگر ایک کام مائر نے سب کی نظروں سے بچ کر کیا تھا اور وہ تھا زرار کو کال

"تم مگر تم مدد کیوں کروں گے۔۔۔ آخر کو تم نے تھوڑی نا کچھ کیا ہے" موسی نے حیرانگی سے پوچھا

"تو؟ ضروری ہے کہ آپ دوسرے کی مدد صرف کفارے کے طور پر کرنا چاہوں۔۔۔۔۔۔ میں کیا سروج کی مدد ویسے ہی نہیں کر سکتا" مائر نے کندھے اچکائے پوچھا

"ضرور کیوں نہیں کر سکتے ہوں" موسی مسکراہ کر بولا

"تو پھر ڈیسائڈ ہو گیا اب ہم سب سروج کی مدد کرے گے۔۔۔۔ مگر اپنے طریقے سے بنا اسے بتائے۔۔۔۔ڈن؟" موسی نے ہاتھ آگے کیے پوچھا

"ڈن" مراد، عمارہ اور مائز نے ایک زبان ہوتے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا

"تم نہیں کروں گی؟" مائز نے فریحہ سے ہاتھ پوچھا

"آہ!!!ڈن" فریحہ نے مارے بندھے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا

ایک خوشی تھی جو موسی نے محسوس کی، ایک سکون تھا جو اسکی روح کو ملا تھا

مجھے نہیں معلوم کیوں سروج مگر موسی علی زماد اعتراف کرتا ہے کہ تم اس کے لیے خاص ہوتی جارہی ہوں

بہت خاص، اتنی خاص کہ اسے اب تمہارے معملے میں اپنا دل بے قابو ہوتا محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔اور اب موسی ایک فیصلہ کرچکا ہے اور وہ ہے تمہیں اسکی زندگی میں شامل کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔مگر اس سے پہلے میں اس شخص سے بدلہ ضرور لوں گا، جس کی وجہ سے تم نے اور میری بہن نے اتنا کچھ سہا۔۔۔۔۔۔میں جانتا ہوں ھدی تمہارے لیے اہم مگر اس معاملے میں کچھ نہیں کرسکتا اسے اپنے بھائی کے کیے کا بدلا چکانا ہو گا

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

دل مسافر

قسط نمبر ۳۰

از قلم قانتہ خدیجہ

”مجھے کال کرنے کی وجہ؟“زرار نے مائز سے پوچھا

”کیا تم نے سنا نہیں کہ وہ سب کفارا ادا کرنا چاہتے ہیں“مائز نے شکوہ کیا

”ان کی غلطی تھی انہیں کرنا چاہیے احسان نہیں کیا انہوں نے“زرار نے بے تاثر لہجے میں جواب دیا

”مجھے اصل وجہ بتاؤ“زرار نے پوچھا

”کیا اصل وجہ؟“مائز انجان بنا

”ایک بات میری کان کھول کر سن لو مائز اور موسی کے دماغ میں بٹھا دوں۔۔۔۔۔۔

اسے کہوں سروج سے دور رہے میں بے وقوف یا بچہ نہیں ہوں۔۔۔۔۔ جو سمجھ نا پاؤں“

زرار لب بھینچے بولا

”کیا مطلب“ مائز کے پلے کچھ نا پڑا

”کچھ نہیں بس اس سے کہوں سروج سے دور رہے اور اپنے دل کو بھی سنبھال

رکھے۔۔۔۔۔۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں“ کہتے ہی زرار نے کال کاٹ دی

”پاگل ہے کیا یہ ؟“ مائز موبائل کو دیکھ کر بولا

زرار کی نظریں اب ہسپتال سے نکلتے اس ڈاکٹر پر تھی

سروج کی وجہ سے اس نے اس ڈاکٹر کو چھوڑا ہوا تھا کیونکہ سروج کا کیس اسی کے پاس تھا

مگر اب وقت آ گیا تھا کہ وہ اسکا حشر نشر کر دے۔۔۔۔ بھلا یہ ڈاکٹر کون ہوتا ہے اس کی

ھد ھد پر کمنٹ پاس کرنے والا

یہ بات کرنے والا کہ وہ خوبصورت ہے بھی یا نہیں

زرار کا غصہ ایک دم پھر سے بڑھ گیا

گاڑی سٹارٹ کیے اسنے اس ڈاکٹر کی کار کے پیچھے لگادی

ایک قدرے سنسان جگہ پر جا کر زرار نے ڈاکٹر کی کار کو اوور ٹیک کیا اور اب اپنی کار سے راستہ بلاک کر دیا

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔۔او بھائی صاحب اپنی گاڑی ہٹاؤ آگے سے" ڈاکٹر اپنی کار سے نکل کر زرار کی کار کے بند شیشے کھٹکھٹا کر بولا

ایک دم سے اسے اپنے پیچھے کوئی محسوس ہوا

اور بنا سمجھنے کا موقع دیے۔۔۔۔ایک دم سے اس ڈاکٹر کا سر کار کے بونٹ پر دے مارا۔۔۔۔چہرے پر کالا ماسک چڑھائے وہ ڈاکٹر کو کی درگت بنا رہا تھا

"بچاؤ کوئی ہے۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔کوئی ہے" ڈاکٹر خود کا بچاؤ کرنے کی کوشش کرنے لگا مگر زرار نے اسے ایسا کوئی موقع نا دیا

ڈاکٹر کا سر پھٹ چکا تھا۔۔۔۔۔۔ناک اور منہ سے بھی خون بہہ رہا تھا۔۔۔۔وہ بے ہوش ہونے کے در پر تھا

"یہ مار تمہیں اچھے سے یاد دلائے گی کہ تم کون ہوں اور دوسروں پر تنقید کرنے سے پہلے اب تم اپنی شکل آئینے میں دیکھنا نہیں بھولوں گے" زرار نے اسکا چہرہ اتنا بگاڑ دیا تھا کہ واقعی میں اسکی شکل بگڑ کر رہ گئی تھی۔

عمارہ کی ہاں پر سلطان صاحب نے آج گھر میں مراد اور اسکے ماں باپ کو ڈنر پر بلوایا تھا انکے مطابق کہ آج ہی منگنی کی رسم بھی ادا کر دی جائے اور پھر بعد میں ایک گرینڈ پارٹی رکھ کر آفیشلی انکا رشتہ ڈکلیر کر دیا جائے

کھانا لگ چکا تھا۔۔۔۔سب لوگ ٹیبل پر کھانے کے لیے اکٹھے تھے

سب لوگ کھانے میں مصروف تھے سوائے عمارہ کے

"اففف" وہ جھنجھلا اٹھی تھی، سب لوگ اس وقت کھانے کی ٹیبل پر جمع تھے، اور ایک وہ تھی جسے یہی نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ اسکا سیدھا ہاتھ کونسا ہے اور الٹا کونسا۔

ٹیبل کے نیچے دونوں ہاتھ کیے کبھی وہ اپنے سیدھے ہاتھ کو دیکھتی تو کبھی الٹے کو مگر سیدھا کونسا ہے اور الٹا کونسا، کھانا کس ہاتھ سے کھانا ہے اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

”آہم“ ساتھ بیٹھے مراد نے جب یہ کاروائی دیکھی تو گلہ ہلکے سے کھنکھارتے اسے اپنی طرف متوجہ کیے اسنے سیدھے ہاتھ سے پانی کا گلاس لبوں کو لگالیا، مقصد صرف عمارہ کو سیدھے ہاتھ کے بارے میں بتانا تھا

مراد کا ہاتھ دیکھ کر وہ چونکی اور پرجوش سی بریانی پلیٹ میں ڈالے اب اپنی ساری توجہ کھانے کی طرف کیے مزے لیکر کھانے لگی۔

”تم مجھے بعد میں شکریہ ادا کر سکتی ہوں“ سب کو اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ دیکھ اسنے ہولے سے اسکے کان میں سرگوشی کی، اور مسکراتا دوبارہ اپنے کھانے سے انصاف کرنے لگا

عمارہ تو اسکی اس قدر نزدیکی پر سرخ انار ہو چکی تھی

مراد کے لیے بدلتے اپنے احساسات اور جذبات وہ خود بھی نہیں سمجھ پارہی تھی

مگر جو بھی تھا وہ اب مطمئن تھی اور پرسکون بھی

مگر ایک اور وجود بھی تھا جسے اسے مطمئن کرنا تھا

اسنے مراد کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اور مسکراہ کر دوبارہ اپنی پلیٹ پر جھک گئی

"اللہ آج تو بہت دیر ہو گئی" آفس کی بلڈنگ سے بڑبڑاتی نکلتے وہ اپنی کار کی طرف بڑھی

مگر کار کی طرف جا کر اسے جھٹکا لگا کیونکہ اسکا ایک ٹائز پنکچر تھا

"یا اللہ اب یہ کیا نئی مصیبت ہے" وہ ہاتھ ہوا میں جھنجھلائے بولی

"مس نیلم خیریت آپ یہاں؟" حسیب جو ابھی پارکنگ میں آیا تھا اسے وہاں دیکھ کر حیران رہ گیا

"اینی پرابلم؟" اسکے پریشان چہرے کو دیکھ کر اسنے پوچھا

"نو سر۔۔۔۔۔۔۔۔ آئی مین یس سر۔۔۔۔وہ ٹائر پنکچر ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔اور میں آلریڈی لیٹ ہو چکی ہوں" وہ حسیب کو پریشانی بتاتے بولی

حسیب کے ساتھ کام کرتے ان دونوں کے درمیان اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی

اب وہ ایک دوسرے کو سمجھنے لگ گئے تھے

حسیب نے اس سے پہلے ہی مائر کے حوالے سے معافی مانگ لی تھی

نیلم کو بھی حسیب سے اور کوئی مسئلہ نہیں تھا وہ ایک اچھا انسان تھا

"دونٹ وری آپ ایسا کرے میرے ساتھ چلے میں چھوڑ دوں گا" حسیب نے جواب دیا

"میں؟ مگر کیسے؟" نیلم نے ارد گرد نظر دوڑائی آفس کے کچھ ورکرز ابھی وہی موجود تھے

"مس نیلم اس وقت گھر جانا زیادہ امپورٹینٹ ہے یا پھر لوگوں کی سوچ؟" حسیب کی بات پر وہ شرمندہ ہو گئی

"چلے؟" حسیب نے پھر سے سوال کیا

"چلے" نیلم بولتے ہی اسکی کار میں بیٹھ گئی

"ڈیڈ بات کرنی ہے آپ سے" عمارہ ہچکچا کر بولی

"مجھے بھی" مراد نے شمشیر صاحب کو متوجہ کیا

"جی بیٹا کہیے" سلطان صاحب نے اجازت دی

اب مراد اور عمارہ نے ایک دوسرے کو دیکھ کر بات پہلے شروع کرنے کا اشارہ کر رہے تھے

"اوکے فائن ڈیڈ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری انگیجمنٹ بڑے لیول پر ہوں اور اسکی لائیو کوریج ہوں۔۔۔" عمارہ نے بات شروع کی

"ارے بس اتنی سی بات "سلطان صاحب پر سکون ہوئے

"ہاں مگر کچھ اور بھی ہے "عمارہ مزید آگے بولی

"اب کیا؟"

"آپ لوگ یاسین انڈسٹریز کے بارے میں جانتے ہیں؟" مراد نے بات کا آغاز کیا

"یاسین انڈسٹریز؟؟ او اچھا مسٹر یاسین کی کمپنی۔۔۔۔۔۔ہاں بھئی جانتے ہیں نا بہت اچھے تھے وہ مگر انکی بہو۔۔۔۔۔۔۔۔صد افسوس ہے ایسے لڑکی پر۔۔۔۔۔۔۔"مسٹر شمشیر بولے

"وہ ایسی نہیں ہے" مراد نے انکی بات کاٹی

"اوکے ہمیں آپ کو کچھ بتانا ہے" مراد خود کو کمپوز کرتے بولا

"ہاں کہوں "سلطان صاحب اب کچھ سیریس ہوئے تھے

پھر مراد نے الف تا یے سب کچھ انہیں سنا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔سلطان صاحب بیچ میں ایک آدھ سخت نگاہ عمارہ پر بھی ڈال لیتے۔۔۔۔۔۔۔اسکا تو جھکا سر اٹھ ہی نہیں رہا تھا

"اب تم کیا چاہتے ہوں؟" شمشیر صاحب نے سوال کیا

"میں۔۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اب آپ لوگوں کے بچوں نے جو غلطی کی ہے اسے سدھارے اور اسی لیے ہم چاہتے کہ اب آپ لوگ ایک ڈیل کرے یاسین انڈسٹریز کے ساتھ" مراد نے بات مکمل کی

"اور ہم چاہتے ہیں کہ فنکشن بھی اسی لیے گرینڈ رکھا جائے تاکہ ہم میڈیا کہ ذریعے یہ بات پھیلا دے کہ سروج کا اس سب سے کوئی تعلق نہیں تھا اور نا ہی یاسین انڈسٹریز کی مارکٹ ویلیو کم ہوئی ہے" عمارہ نے بات مکمل کی

"ہمم تم کیا کہتے ہوں سلطان؟" شمشیر صاحب نے ان سے پوچھا

"مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی" سلطان صاحب حیران ہوئے

"ڈیڈ پلیز ہماری بات تو مان کر دیکھے سروج بہت اچھی ہے ڈیڈ۔۔۔۔۔۔ آپ کو خوشی ہوگی اس کے ساتھ کام کر کے" عمارہ نے یقین دلایا

"عمارہ تم کیا جانتی ہوں بزنس کے بارے میں" انہوں نے آبرو اچکا کر پوچھا

"ڈیڈ پلیز۔۔۔۔" اسنے منت کی

"اوکے" سلطان صاحب نے ہار مان لی

"او تھینکیو" خوشی سے دمکتے چہرے کے ساتھ وہ کھل اٹھی

"وائے آر یوں لیٹ؟"

(آپ دیر سے کیوں آئے؟)

زرار جو ابھی گھر میں داخل ہوا تھا، اچانک لائٹس اون ہوئی اور صوفہ پر بیٹھے آہل نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اس سے سوال کیا

"وائے آر یو سٹل اپ؟"

(تم ابھی تک کیوں جاگ رہے ہوں؟)

زرار نے الٹا اس سے سوال کیا

"فرسٹ آنسر مائی کویسچن"

(پہلے میرے سوال کا جواب دے)

آہل نے پھر آبرو اچکا کر پوچھا

"آئی واز ود مائی۔۔۔۔"

"ودیور؟"

"او کے آئی واز ود مائی چھوٹی"

(میں اپنی حد حد کے ساتھ تھا)

زرار نے مسکراہٹ دبائے جواب دیا

"واٹ!!!!ریئلی" آہل اچھل پڑا

"سو وین آر یو گو ئینگ ٹو لیٹ ہر میٹ می؟"

(تو آپ اسے مجھ سے کب ملوا رہے ہیں؟)

آہل نے چہک کر سوال کیا

"سون مائی بردر سون"

(بہت جلد)

"بٹ سٹل وین؟"

(مگر پھر بھی کب؟)

آہل بے صبرا ہوا

"کمنگ سیٹر ڈے"

(اس ہفتے کو)

"آر یو سیریس؟"

(کیا آپ سچ بول رہے ہیں؟)

"یس آئی ایم؟"

(ہاں بلکل سچ)

واؤ۔۔۔۔۔ آئی ایم ریئلی ایکسائیٹڈ

(مجھے واقعی میں انتظار ہے)

می ٹو

(مجھے بھی)

"ناؤ اٹس ٹائم ٹو سلیپ"

(چلو اب سونے کا وقت ہو گیا ہے)

زرار آہل کو لیے اپنے ساتھ کمرے کی جانب چلا گیا

"میں اندر آسکتا ہوں ؟" موسی نے دروازے پر دستک دیے مسز علی سے اجازت مانگی

"ارے موسی آؤ نا" اس وقت صرف وہ کمرے میں تھی

"مام بات کرنی ہے آپ سے" موسی ہچکچایا

"ارے کروں نا۔۔۔۔۔۔ آجاؤ"

"مام مجھے شادی کرنی ہے" موسی نے ایک سانس میں بات ختم کی

"ہے؟؟؟؟؟" مسز علی کا تو مارے حیرت منہ کھل گیا

"کس سے ؟" مسز علی نے حیرت پر قابو پاتے پوچھا

"سروج سے" نظریں نیچی کیے اس نے جواب دیا

"مجھے ڈر ہے کہ تمہارا یہ چاند کسی دن کوئی چاند چڑھا ہی نا دے"

مسز علی کے دماغ میں اپنے شوہر کے الفاظ گونجے

انہوں نے بے بسی سے اپنے بیٹے کو دیکھا جو واقعی چاند چڑھانے کے در پر تھا

"موسی۔۔۔ سروج؟" مسز علی بولی

”جی مام سروج“موسی نے زور دیا اپنی بات پر

”مگر بیٹا وہ تو بیوہ ہے۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔اور ایک بیٹا بھی ہے اسکا“مسز علی بولی

”مام تو کیا کوئی مسئلہ ہے؟“موسی جی بھر کر بد مزہ ہوا بیوہ والی بات پر

”کیا آپ کو سروج پسند نہیں“اب کی بار وہ سیریس تھا

”ایسی بات نہیں ہے مجھے وہ پسند ہے مگر۔۔۔“

”مگر آپ کو وہ میری بیوی کے طور پر پسند نہیں“موسی نے بات مکمل کی

”موسی!!!“انہوں نے پکارا

”ایم سوری مام مگر میں شادی کروں گا تو صرف سروج سے“

”ڈو یو لو ہر؟“موسی نے حیرانگی سے اپنی ماں کو دیکھا اسے ان سے اس سوال کی امید نا تھی

”ٹیل می موسی ڈو یو لو ہر؟“

”یس مام۔۔۔۔۔۔۔آئی ڈو“بولتے ہی وہ باہر چل دیا

اسے سروج سے محبت نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔مگر اسے وہ چاہیے تھی ہر حال میں۔۔۔۔۔اس وقت تو موسی خود بھی اپنے جذبات نہیں سمجھ پا رہا تھا

وہ ایک جلد از جلد اپنے کمرے کی جانب گیا،اور ایک کال ملائی

"ایک کام ہے" موسی کال کرتے ہی بول

"بہت جلد وہ آخری سرا میرے ہاتھ لگ جائے گا جس سے تم سب جڑے ہوں"

"اور پھر ہر ایک کو اس کا بدلا چکانا ہو گا جو جو میری بہن کا قصوروار ہے" اسکی آنکھوں میں نفرت کے سوا کچھ نا تھا

"ماپی سنے نا مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے" مائزہ زہرا سے بولا

"جی میری جان بولو" اسے کھانا کھلاتے انہوں نے پوچھا

"ماپی میری نا ایک فرینڈ ہے اور اس وقت وہ پرابلم میں ہے تو مجھے اس کی ہیلپ کرنی ہے"

”یہ تو بہت اچھی بات ہے“

”ہاں مگر اسکی مدد کرنے کے لیے مجھے آپ کی مدد چاہیے“

”میری مدد؟؟مگر میں کیا کر سکتی ہوں؟“

”بتاتا ہوں نا“

اور پھر مائز نے الف تا یے ساری بات زہرا کو بتا دی کو اب افسوس بھری نظروں سے مائز کو دیکھ رہی تھی

”ماپی وہ بہت اچھی ہے۔۔۔آپ پلیز اسکی ہیلپ کرے نا“مائز نے اصرار کیا

"ماپی کیا سوچ رہی ہے؟" ان کا جواب ناپا کر مائرنے پوچھا

"سوچ رہی ہوں کے بے چاری کے ساتھ کتنا برا ہوا ہے۔۔۔۔۔ڈونٹ وری اگر وہ تمہاری فرینڈ ہے تو ضرور اچھی ہوگی اور ہم اسکی مدد ضرور کرے گے" زہرا کے ماننے پر مائرنے خوشی سے انہیں گلے لگایا

"ہمم برا تو بہت ہوا اسکے ساتھ مگر کیا واقعی میں اس پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے؟" حسیب جو کافی پی رہا تھا فریحہ سے سروج کے بارے میں سن کر پوچھنے لگا

"بھائی آپ بے شک زہرا آپا سے پوچھ لے وہ بھی مدد کر رہی ہے" فریحہ نے زہرا کا نام لیا

”ہمم اگر میم مدد کر رہی ہے تو میں ضرور مدد کروں گا“ حسیب نے ہامی بھر لی

”او تھینکیو سو مچ بھائی“ فریحہ خوشی سے چہکی اور سٹڈی سے باہر چلی گئی

”بھائی یہ اسے کیا ہوا؟“ عبداللہ جو ابھی سٹڈی میں داخل ہوا تھا فریحہ کو دیکھ کر پوچھنے لگا

”اسے چھوڑو اپنا بتاؤ آجکل بہت چکر لگ رہے ہیں تمہارے پنجاب کالج کے“ حسیب نے کڑی نگاہوں سے اس سے پوچھا جس پر وہ گڑبڑا گیا

”نہیں بھائی ایسی بات تو نہیں“ عبداللہ نے نفی میں سر ہلایا

”تو پھر؟“حسیب نے پوچھا

”ہالا وہی لڑکی ہے نا جس سے تم یونیورسٹی ٹائم سے پسند کرتے ہوں؟“حسیب نے عبداللہ سے پوچھا

”بھائی وہ۔۔۔۔۔۔۔۔“عبداللہ ہچکچایا

”ہاں یا ناں؟“حسیب پوچھا

”ہاں“عبداللہ نے سر جھکا کر اقرار کیا

”کیا وہ تمہیں پسند کرتی ہے؟“حسیب نے دوبارہ سوال کیا

"وہ کرتی تھی" عبداللہ پل بھر میں سنجیدہ ہوا

"تو اب کیوں نہیں؟" حسیب نے ایک اور سوال کیا

"بھائی بعد میں بات کرے گے مجھے جانا ہے" وہ کہتا کمرے سے باہر چلا گیا

حسیب جانتا تھا کہ کوئی بہت بڑی بات ہے جو ان میں ہوئی ہے مگر فلحال اسنے انہیں چھیڑنا ضروری نا سمجھا

آنکھیں موندے اب وہ نیلم کے بارے میں سوچنے لگا ایک مسکراہٹ آگئی اسکے لبوں پر

"بھابھی آپ آج جائے گی یونی؟" ھدی نے سوال کیا

"نہیں میرا چند ایگزامز آنے والے ہیں اب میں پیپر زدینے ہی جاؤ گی" سروج نے جواب دیا

"اوکے بھابھی اللہ حافظ" ھدی کمرے سے باہر نکل کر جانے لگی جب سروج کی آواز پر رکی

"ویسے ھدی جاؤ گی کیسے؟" سروج نے سوال کیا

"کیب میں" ھدی نے سادہ سا جواب دیا

"کل بھی کیب سے گئی تھی؟" سروج کے سوال پر ایک پل کو وہ سٹپٹا گئی

”میں۔۔۔۔۔۔۔میں چلتی ہوں بھابھی“ کہتے ہی وہ تیزی سے بھاگ گئی

سروج اسکے جاتے ہی ہنس پڑی

”پاگل“ سروج نے نفی میں سر ہلایا

”تو کیا خیال ہے شہزادہ غلفام چلے آفس؟ آپکے آفس؟“ ابراہیم کو باہوں میں اٹھائے اسنے چٹاچٹ پیار کیا

ابراہیم کھلکھلا کر ہنس دیا

"اوئے کب سے کال کر رہا ہوں کہاں تھا تو؟" مائز نے موسی کے سر پر کھڑے سوال کیا

"کہیں نہیں یہی تھا" موسی کا لہجہ بیزار سا تھا

"کیا ہوا ہے؟" مائز نے دوبارہ پوچھا

"مائز تو میرا دوست ہے نا؟" موسی نے سوال کیا

"تجھے شک ہے؟"

"ہاں ہے اسی لیے پوچھا ہے" موسی نے بے تاثر لہجے میں جواب دیا

"اچھا چل بول کیا کروں کے تجھے یقین آجائے "مائزنے آستینیں چڑھائے پوچھا

"بتاتا ہوں تجھے "موسی کی مسکرایا

"اسے دیکھ رہا ہے تو؟ "اسنے ھدی کی طرف اشارہ کیا

"کون ھدی؟ "مائزنے سوال کیا

"ہاں"

"اسے کیا؟ "مائزنے حیرانگی سے پوچھا

"وقت آ گیا ہے کہ اب میں اپنا بدلہ لے لو" موسی کا لہجہ پل بھر میں سخت ہوا

"موسی یار تو سیریس ہے؟" مائز نے آنکھیں بڑے کیے پوچھا

"ہاں کیوں؟" موسی نے کندھے اچکائے پوچھا

"تو پھر وہ کل کیا تھا؟" مائز نے دوبارہ پوچھا

"کیا تھا؟"

"وہی سروج کی مدد۔۔۔ موسی وہ کیا تھا"

"ہاں تو وہ سروج تھی۔۔۔ بدلہ ھدی سے لینا ہے سروج سے نہیں"

"اور سروج سے کیوں نہیں"

"کیونکہ اس سے مجھے شادی کرنی ہے"

"بدلے کے لیے؟"

"نہیں دل کے لیے" موسی نے جواب دیا

"اور تجھے لگتا ہے کہ ھدی سے بدلے کے بعد وہ تجھ سے شادی کو راضی ہو جائے گی؟" مائز نے حیرانگی سے پوچھا

”تو دعا کر کے جو میں سوچ رہا ہوں اگر سب ویسا ہو جائے تو سروج کو میرا ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا“

”اور اگر ویسا نا ہوا تو؟“مائز نے خدشہ پیش کیا

”تو بھی سروج میری ہے مائز سروج موسی کی ہے“موسی کا لہجہ مائز کو بہت کچھ سمجھا چکا تھا

”محبت کر بیٹھے ہوں؟“مائز نے سوال کیا

”بکواس نہیں کروں اور اب جیسا کہوں ویسا کرنا اوکے“

مائز کو سارا پلان بتانے کے بعد موسی پر سکون تھا

"موسی تو ایک لڑکی کی عزت کے ساتھ کھیل رہا ہے" مائز تو اسکا پلان سن کر حیران رہ گیا

"اسکا بھائی بھی کھیلا تھا میری بہن کی عزت کے ساتھ"

"مگر موسی۔۔۔۔"

"تو رہنے دے مائز اگر ماہم تیری بہن ہوتی تو ضرور مدد کرتا مگر وہ تو صرف میری بہن تھی نا" موسی نے اسے ایموشنلی بلیک میل کیا

"ماہم میری بہن تھی موسی اور اب میں وہی کروں گا جو تو نے کہا ہے" مائز اسکی باتوں میں آگیا تھا

"ویری گڈ۔۔۔۔اب ایسا کر تو پلان پر عمل کر اور میں چلا آفس"

"تو آفس کیا کرنے جا رہا ہے" مائز نے ہڑبڑا کر پوچھا

"تیری ہونے والی بھابھی سے ملنے" موسی نے جواب دیا

"اور میں یہاں کیا کروں گا؟" مائز نے دانت پیستے پوچھا

"تو اپنی دوستی کا ثبوت دے" موسی نے اسے چڑایا اور یہ جا وہ جا

"کمینہ" مائز اب ھدی کی طرف متوجہ ہوا جو فریحہ سے بات کر رہی تھی

”تم معصوم ہوں ھدی مگر تمہارا بھائی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔افسوس کے تم اسکا کیا چکاؤ گی۔۔۔۔۔میں نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کچھ ایسا ہوں۔۔۔۔۔مگر پھر، میری بہن بھی معصوم اور بے قصور تھی اس کے ساتھ بھی ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا“مائز نم آنکھوں سے اسے دیکھتے بولا

”میم مے آئی کم ان؟“اسرا نے ناک کرکے پوچھا

”یس کم ان“

”کیا بات ہے مس اسرا بہت خوش لگ رہی ہے آپ؟“سروج جو لیپ ٹاپ پر کام کر رہی تھی اس سے پوچھنے لگی

”میم خوشی کی ہی بات ہے“

”اچھا ذرا مجھے بھی پتا چلے؟“ سروج نے پوچھا

”میم ہمیں پروجیکٹ آفر ہوئے ہیں وہ بھی ایک نہیں چار چار۔۔۔۔۔۔اور چاروں کمپنیز بہت بڑی ہے میم“ اسرا کا سانس پھولا ہوا

”سیریسلی؟“ سروج کے چہرے پر خوشی اور سکون کے آثار نمایاں ہوئے

”یس میم اور وہ سب ہم سے ڈیل کرنا چاہتے ہیں“

”تو مس اسرا فلحال تو میری میٹنگ ہے کل مسٹر زماد سے آپ نیکسٹ منتھ میں آپ میٹنگ رکھ لے“ سروج نے پلین بتایا

”اوکے میم“ اسرا نے اثبات میں سر ہلایا

”اور مس اسرا“

”یس میم؟“

”پورے سٹاف کو بتا دے آپ تا کہ سب لوگ دوبارہ فارم میں آجائے“

”اوکے میم“

مزید آدھا گھنٹہ گزرا تھا جب سروج کو کال آئی

"یس؟" سروج نے سوال کیا

"میم وہ مسٹر زماد آئے آپ سے ملنے"

"مسٹر زماد؟"

"یس میم"

"او کے انہیں اندر بھیج دے" سروج نے اجازت دی

تھوڑی دیر بعد موسی دروازہ ناک کر کے اندر آیا

"گڈ مارننگ مس حیدر" موسی مسکرا کر بولا

"گڈ مارننگ مسٹر زماد۔۔۔۔۔ ہیو آ سیٹ" پروفیشل انداز میں بولتے اسنے موسی کو بیٹھنے کو کہا

"سو کچھ منگواؤ کافی چائے؟"

"کافی" موسی نے جواب دیا

"او کے"

"جی ایک کافی اور ایک چائے" سروج نے انٹر کام پر آرڈر کیا

"اور بتائے مسٹر زماد آج آپ کا آنا کیسے ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ آئی مین میٹنگ تو کل ہے نا تو پھر آج کیسے؟"

"مجھے آپ سے ایک ڈیل کرنی ہے؟" اسکی سنجیدگی سروج کو ٹھٹکنے پر مجبور کر گئی

"ہمم" اسنے صرف سر ہلا کر اجازت دی

"شادی کریں گی مجھ سے؟" بے ساختہ سوال پر سروج کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔اسنے حیرت سے موسی کو دیکھا

وہ سنجیدہ تھا۔۔۔۔۔۔۔ مطلب کہ یہ مذاق نا تھا

”مسٹر زمادیہ کیسا گھٹیا مذاق ہے؟“سروج غصے پر قابو پاتے بولی

”میں سیریس ہوں“موسی نے جواب دیا

”مسٹر زمادا اگر آپ کو کوئی اور بات نہیں کرنی تو آپ جاسکتے ہیں“سروج نے جواب دیا

”میں جواب لیے بنا نہیں جاؤ گا“موسی کرسی پر پھیل کر بیٹھ گیا

”اور میرا جواب ناں ہے“سروج سخت لہجے میں بولی

”آپ انکار کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے مس حیدر“

"نہیں تو کیا آپ ڈیل کینسل کر دے گے۔۔۔۔۔او مائی گاڈ مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیے تھا" سروج ہاتھ ہوا میں جھلائے بولی

"نہیں مس حیدر پھر آپ کے اپنوں کو اسکی قیمت چکانا ہو گی" موسی اسے وارن کرتا باہر چلا گیا

"گھٹیا انسان" سروج سر جھٹک کر بولی

"مس ھدی یاسین؟"

"یس؟" پیچھے سے آواز آنے پر اسنے مڑ کر دیکھا تو ایک لڑکے کو پایا

"مس ھدی آپ کو زرار بھائی نے بلایا ہے بیک پر" وہ لڑکا بولا

"ممم۔۔۔۔مجھے۔۔۔۔۔۔۔ مگر کیوں؟" ھدی حیران ہوئی

"مجھے نہیں پتا" اسنے کندھے اچکائے

"اچھا میں چلتی ہوں" کہتے ہی وہ بیک پر گئی مگر وہاں کسی کو نا پایا

"ضرور مذاق ہو گا" وہ خود سے بولی

اس سے پہلے کے وہ واپس جاتی کسی نے زور سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اور وہاں موجود سٹور روم کی طرف اسے لے گیا

مائر نے اس وقت ماسک پہنا ہوا تھا اسی لیے ھدی اسے پہچان نا پائی

ھدی کی اتنی تگ ودو کے بعد بھی مائر نے اسے سٹور میں بند کر دیا اور باہر سے تالا لگا دیا

"آئی ایم سوری ھدی مگر یہ سب ماہم کے لیے" اپنے آنسو اندر اتار تا مائر خود سے بولا

زرار جب سے یونی آیا تھا اسنے ایک پل کو بھی ھدی کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ یونی آئی تھی یہ تو وہ جانتا تھا مگر اسے ابھی تک کیوں نہیں ملی۔۔۔۔ غصے سے اسکا برا حال ہوا تھا

"مائی ڈئیر ھدا ھدا اب تم مجھ سے بچ کر دکھاؤ" سرخ آنکھوں سے وہ ھدی سے بولا

سروج موسی کی دھمکی کو مذاق کا رخ دیے اپنے کام میں مگن رہی۔۔۔۔۔اسکی اسٹینٹ اسے بتا چکی تھی کہ موسی نے کل کی میٹنگ کی ٹائمنگ بتا دی تھی

"یہ شخص ایک دم بکواس انسان ہے۔۔۔۔۔۔فضول شخص۔۔۔۔۔۔اگلی بار کوئی ایسی حرکت کی تو انکل کو شکایت کروں گی اسکی۔۔۔۔۔۔سمجھتا کیا ہے خود کو" بڑبڑاتے ہوئے وہ ابراہیم کو اٹھائے اپنی کار میں لے آئی

"اوہ شٹ!! اتنا ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔۔ گھر چلنا ہے ورنہ ھدی پھوپھو ناراض ہو جائے گی" سروج نے گھر کی طرف راہ لی

"کوئی ہے پلیز دروازہ کھولو۔۔۔۔۔۔پلیز کھولو۔۔۔۔۔۔کوئی ہے۔۔۔۔ ممم۔۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔۔۔کک۔۔۔کوئی تو کھولو۔۔۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔۔۔بھابھی۔۔۔۔۔۔سروج بھابھی۔۔۔۔۔۔زرار۔۔۔۔۔۔۔۔۔کوئی تو آؤ۔۔۔۔۔بیسٹ پلیز تم ہی آجاؤ۔۔۔۔۔۔پلیز آجاؤ" روتے ہوئے وہ دروازے کے ساتھ لگ گئی

"پپپ۔۔۔پلیز۔۔۔کک۔۔۔کوئی۔۔۔آجاؤ" کہتے ہی وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی

”ہیلو کام ہو گیا؟“موسی نے مائز سے پوچھا

”ہاں“مائز نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا

”تجھے کیا ہوا ہے؟“موسی نے حیرانگی سے پوچھا

”کچھ نہیں تیرا کام ہو گیا ہے“

”تو ناراض ہے“موسی نے گہرا سانس لیکر پوچھا

”نہیں موسی بھلا میں کیوں ناراض ہونے لگا تجھ سے۔۔۔۔۔۔۔اور ہاں میں جا رہا ہوں ھدی کو وہاں سے نکالنے“

"مائز تو نے اپنی دوستی کا واسطہ دیا تھا۔۔۔۔۔۔ مت بھول کے اسکے بھائی نے کیا کیا تھا"

"بھائی بھائی بھائی۔۔۔۔۔۔ بس کردے موسی کچھ تو شرم کر۔۔۔۔۔۔ تو تو انسانیت کے بھی درجے سے گر رہا ہے۔۔۔۔۔۔ ارے جو کچھ اسکے بھائی نے کیا وہ سزا پا چکا ہے۔۔۔۔ مر چکا ہے وہ شخص۔۔۔۔۔۔ اور تو کون ہوتا ہے سزا دینے والا۔۔۔۔۔۔۔ کیا تجھے لگتا ہے کہ تیری بہن کا وہ گنہگار زمین کے نیچے عیاشی کر رہا ہوں گا۔۔۔۔۔۔ نہیں موسی وہ وہاں سزا پا رہا ہو گا۔۔۔۔ اپنے کیے کی جو اسنے کیا ہے مگر تو۔۔۔۔۔۔"

"خیر میں جا رہا ہوں ھدی کو بچانے" کہتے ہی مائز نے کال کاٹ دی

موسی کتنی ہی دیر موبائل کو دیکھتا رہا

”میری ماہم بھی تو معصوم تھی مائز۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم لوگ نہیں سمجھو گے۔۔۔۔۔کوئی نہیں سمجھے گا۔۔۔۔۔۔ آآاااااااااااا“ اسنے دیوار گیر شیشہ توڑ ڈالا، آنکھوں سے آنسو سیلاب کی مانند بہہ رہے تھے

”یہ کیا ھدی ابھی تک گھر نہیں آئی“ سروج گھر کو بند پا کر حیران ہوئی۔۔۔۔۔۔۔ اسنے کال کی مگر کسی نے اٹھائی نہیں

”ضرور زرار کے ساتھ ہو گی“ سروج نے زرار کو کال ملائی

”ہیلو زرار کیسے ہوں؟“

”میں ٹھیک ہوں تم سناؤ؟“ زرار نے بیزار لہجے میں پوچھا

”میری چھوڑو ھدی کہاں ہے ابھی تک گھر نہیں پہنچی تمہارے ساتھ ہے تو اسے گھر چھوڑ جاؤ“ سروج پریشان لہجے میں بولی

”ایک منٹ ھدی گھر نہیں آئی؟“ زرار نے اچانک پوچھا

”ہاں نہیں آئی۔۔۔۔ تمہارے ساتھ ہے نا؟“ سروج نے پوچھا

”نہیں میرے ساتھ تو نہیں ہے“ زرار نے جواب دیا

”زرار مذاق مت کرو سمجھے اور اسے فورا گھر چھوڑنے آؤ“

"سروج ھدی میرے ساتھ نہیں ہے" زرار نے ایک ایک لفظ چبا کر ادا کیا

"زرار ھدی ابھی تک گھر نہیں۔۔۔۔۔۔ میں نے اسکے نمبر پر کال کی وہ اٹھا نہیں رہی۔۔۔۔۔۔ زرار کچھ کروں" سروج رونے لگ گئی

"اوکے ڈونٹ وری میں کچھ کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ تم یہ بتاؤ کہ ھدی یونی آئی تھی؟" زرار نے پوچھا

"ہاں"

"اوکے فکر مت کروں کچھ کرتا ہوں"

زرار لب بھینچے ڈرائیونگ میں مصروف تھا۔۔۔۔اسنے سب سے پہلے گاڑی یونی کی طرف موڑلی

"تمہیں کچھ نہیں ہوگا ھدھد کچھ بھی نہیں" زرار خود سے بولا

"یا اللہ ھدی کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھنا" سروج نے دعا کی

"آئی ایم سوری موسی۔۔۔۔۔۔۔۔۔مگر ہر بار ایک معصوم پر ہوئے ظلم کی سزا دوسرے معصوم کو ملے یہ ضروری نہیں" گاڑی چلاتے مائز نے سوچا

"مجھے معاف کردوں ماہم میں تمہارا بدلہ نہیں لے پایا" روتے ہوئے موسی نے ماہم کی تصویر کو گلے سے لگالیا۔

”ھدی۔۔۔۔ھدی۔۔۔۔ کہاں ہوں تم؟ ھدی یہ میں ہوں زرار۔۔۔۔۔۔ ھدی؟“ یونی کے گراؤنڈ میں کھڑا وہ چلا رہا تھا

”صاحب،صاحب۔۔۔ میری بات سنیے سب چلے گئے ہیں“ گارڈ نے آ کر اسے اطلاع دی

”جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔۔ اوکے۔۔۔۔۔۔۔ جلدی کروں سب کلاسز کھولو مجھے ہر ایک روم چیک کرنا ہے“ زرار حلق کے بل چلایا

”مگر صاحب۔۔۔“

”جو کہاں ہے وہ کروں۔۔۔۔۔۔۔ جلدی“ اسکی دھاڑ پر سب گارڈز سہم گئیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یا اللہ ھدی کہاں جا سکتی ہے۔۔۔۔۔۔اللہ یہ آزمائشیں کب کم ہوگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔
میرے اللہ اسے اپنے حفظ و ایمان میں رکھنا"سروج کا برا حال ہو چکا تھا ھدی کے بارے میں سوچ سوچ کر

مائز جب یونی پہنچا تھا تو یونی کھلی دیکھ کر حیران رہ گیا۔۔۔وہ تیزی سے اندر گیا جہاں زرار کھڑا سب گارڈز پر چلا رہا تھا

زرار کو دیکھ کر مائز کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا

ایک پل کو دل چاہا کے واپس مڑ جائے۔۔۔۔۔۔۔مگر ھدی کی حالت زرار کے ڈر پر حاوی ہو گئی

"زرار۔۔۔۔۔۔۔رک میں جانتا ہوں ھدی کہاں ہے" مائز پیچھے سے آتا اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے بولا

"بتا مجھے کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔بتا مجھے کہاں ہے میری ھدی۔۔۔۔۔۔۔بتا مجھے" مائز کا کالر پکڑے وہ غرایا

"چل آ میرے ساتھ" مائز اسکے ہاتھ اپنے کالر سے ہٹائے اسے یونی کی پچھلی طرف لے گیا

رات کے وقت تو یہ جگہ اور سنسان اور خوفناک ہو گئی تھی

"ھدی۔۔۔۔۔ ھدی۔۔۔۔۔ کہاں ہے وہ؟" زرار کی آنکھیں لال ہو چکی تھی

"گارڈز فوراً ٹارچ لیکر آؤ یہاں" زرار کے حکم پر وہ لوگ فوراً ٹارچ لیے وہاں آئے

"زرار؟۔۔۔۔" ھدی جس کی آنکھیں ہلکی ہلکی کھلی تھی اسنے زرار کو آواز دی۔۔۔۔۔۔۔ مگر یہ آواز ایک سرگوشی سے زیادہ نا تھی

"زرار۔۔۔۔۔ بب۔۔۔ بچا۔۔۔ لو۔۔۔ زز۔۔۔ زرار" ھدی روئی تو ایک ہچکی بند گئی

"بتا مجھے کہاں ہے وہ؟" زرار نے ایک بار پھر مائز کا کالر پکڑے پوچھا

"وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ اس۔۔۔۔"

”کیا وہ وہاں؟ کیا وہ وہ لگا رکھی ہے۔۔۔۔۔۔۔بتا مجھے کہاں ہے وہ؟“زرار چلایا

”سٹور روم میں“مائز ندامت سے نظریں نیچی کیے بولا

زرار نے ایک جھٹکے سے اسے دور دھکیلا اور اب وہ سٹور روم کی طرف لپکا

سٹور روم پر تالا لگا دیکھ کر اسکے دماغ کا میٹر ایک بار پھر گھومنے کو تھا۔۔۔۔۔۔۔مگر خود پر قابو کیے اسنے وہاں سے لوہے کی ایک راڈ اٹھائی اور تالے پر دے ماری

ایک جھٹکے سے تالا ٹوٹا،زرار نے جلد از جلد کنڈی کھولی اور اندر داخل ہوا

اندھیرا ہونے کی وجہ سے اسے کچھ نظر نا آیا۔۔۔۔جب ایک گارڈ ٹارچ لیکر اندر داخل ہوا

ٹارچ کی روشنی میں سامنے کا منظر دیکھ کر زرار کا دل کٹ کر رہ گیا

ھدی زمین پر بے ہوش پڑی تھی۔۔۔۔۔۔زرار اسکے پاس جا کر بیٹھا تو اسکا چہرہ دیکھا جو ڈر، خوف اور رونے کی وجہ سے پیلا ہو گیا تھا

"ھدی!!!"زرار نے ہلکی سی آواز میں اسے ہلایا

"ھدی اٹھو۔۔۔۔۔۔دیکھو میں آگیا ہوں نا۔۔۔۔اٹھ جاؤ"زرار اسے باہوں میں لیے بولا

"زز۔۔۔زرار"ھدی ہلکا سا بڑبڑائی

"ہاں"زرار نے اسے خود میں بھینچ لیا

”سر جلدی کرے انہیں ہوسپٹل لیکر جائیے، انکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔انہیں ڈاکٹر کی ضرورت ہے“ گارڈ کے بولنے پر اسنے ھدی کو باہوں میں اٹھایا اور باہر کی جانب چل دیا

”زرار!!“ مائز نے آواز دی

”میں بھی ساتھ چلتا ہوں“ کہتے ہی مائز اسکے ساتھ چل دیا

زرار کو اس وقت مائز سے کوئی مطلب نا تھا۔۔۔۔۔اسے صرف ھدی کی فکر تھی

''یا اللہ ھدی کہاں ہو گی، زرار کی ابھی کوئی کال کیوں نہیں آئی؟'' سروج کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا تھا

''ھدی کہاں ہو سکتی ہے؟'' وہ یہی سوچتی یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھی

''کہی موسی؟؟؟'' اس سے آگے وہ کچھ سوچ ناپائی

ہوسپٹل آتے ہی ھدی کو ایمرجنسی میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔۔۔۔

اب صرف مائز اور زرار ہی وہاں تھے

"باہر آؤ" زرار بے لچک لہجے میں بولا

"زرار۔۔وہ!!!" مائز نے کچھ بولنا چاہا

"اگر تم نہیں چاہتے کے ہوسپٹل میں کوئی ڈرامہ لگے تو باہر آؤ" زرار کے لہجے پر مائز کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں اس وقت ہوسپٹل سے ذرا سائڈ پر گراؤنڈ میں کھڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہاں کسی کا آنا جانا نا تھا

"زرار وہ۔۔"

”کیوں؟“

”زرار!!“

”کیوں کیا ایسا۔۔۔ کیا دشمنی تھی تمہاری اس سے کیوں کیا ایسا؟“ زرار نے خود پر ضبط کرتے پوچھا

”یار زرار۔۔۔ مذاق میں بند کیا تھا۔۔۔ قسم“ اس سے پہلے کے مائز کچھ بول پاتا، زرار نے بنا کچھ بولنے کا موقع دیا اس پر مکوں کی برسات کردی

”پھر سے پوچھ رہا ہوں کیوں کیا؟ بتا مجھے؟“ زرار کا غصہ کسی طور بھی کم ہونے کا نام نا لے رہا تھا

"زرار بات سن میری غلط فہمی ہو گئی تھی۔۔۔"مائز مار کھاتا بولا

"بول کیوں کیا۔۔۔یا پھر کس کے کہنے پر کیا بتا مجھے "زرار پاگل ہو چکا تھا وہ کسی بھی طور قابو میں نا آرہا تھا

مگر مائز بھی ڈھیٹ بنا مار کھاتا رہا اگر وہ غلطی سے بھی موسی کا نام لے لیتا تو واقعی میں ایک جنگ کا آغاز ہو جاتا

اتنے میں زرار کا موبائل بجا۔۔۔۔اسنے دیکھا تو سروج کا نمبر تھا

پہلے اسنے سوچا کہ کاٹ دے مگر پھر اسکی پریشانی کا سوچتے اسنے کال اٹھالی

”ہیلو زرار۔۔۔۔۔۔۔ زرار مجھے۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ ھدی کے غائب ہونے کے پیچھے موسی کا ہاتھ ہے۔۔۔۔۔۔ اس نے۔۔۔۔۔۔۔ اس نے مجھے شادی کی آفر کی تھی۔۔۔۔ اور کہا اگر انکار ہوا تو میرے اپنوں کو بھگتنا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔ اسی نے کچھ کیا ہو گا زرار۔۔۔۔۔ پلیز زرار ھدی کو ڈھونڈ لو پلیز زرار“ سروج کی بات پوری ہوتے ہی زرار نے کال کاٹ دی، اور زمین پر لیٹے مائز کو دیکھا

اسکی آنکھیں لال انگارہ ہو چکی تھی

وہ مائز کے برابر زمین پر بیٹھا جواب لمبے لمبے سانس لے رہا تھا

”موسی کو بتا دوں مائز کے اب اسے زرار احمد زماد کے قہر سے کوئی بچا نہیں سکتا“ زرار کی بات پر مائز کی آنکھیں پوری کھل گیئں

زرار صرف کنفرم کرنا چاہتا تھا کہ اس کے پیچھے موسی کا ہاتھ تھا نہیں۔ اسی لیے اس نے جان بوجھ کر مائز کے سامنے موسی کا نام لیا مگر مائز کے ری ایکشن نے اسکے شک کو یقین میں بدل دیا

زرار نے ضبط سے آنکھیں بند کر لی۔۔۔۔ اسنے اپنی مٹھیاں بھینچ لی تھی

مائز کو وہی چھوڑتا وہ دوبارہ ہوسپٹل کے اندر داخل ہوا

اسنے وارڈ بوائے کو بتا کر مائز کی بھی مرہم پٹی کروادی تھی

ھدی کو ایمر جنسی میں گئے گھنٹہ ہو گیا تھا

"ڈاکٹر "زرار مخاطب ہوا

"ٹینشن مت لے۔۔۔۔۔بس زرا ساڈپریشن اور ڈر تھا۔۔۔۔۔ساتھ ہی ساتھ ڈائٹ میں بھی لاپرواہی برتی گئی تھی۔۔۔۔۔اب آپ کا پیشنٹ خطرے سے باہر ہے "زرار نے شکر کا سانس لیا

"میں مل لو؟"زرار نے اجازت چاہی

"جی بلکل آپ مل سکتے ہے "ڈاکٹر کی اجازت ملتے ہی وہ تیزی سے روم میں داخل ہوا جہاں ھدی آنکھیں کھولے کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔زرار کو آتے دیکھ کر اسنے آنکھیں پھیر لی

اسکی حرکت پر زرار نا چاہتے بھی مسکرا دیا

''اب طبیعت کیسی ہے ؟''زرار نے اس کے پاس بیٹھتے پوچھا

''آپ سے مطلب'' ھدی نے منہ دوسری طرف کیے جواب دیا

''کیوں بھی مجھ سے مطلب کیوں نہیں؟''زرار نے مصنوئی حیرت سے پوچھا

''جی جی آپ سے ہی تو مطلب ہو گا آخر کو آپ کی ہی وجہ سے آج میں یہاں ہوں'' اچانک اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی

''میری وجہ سے ؟ میں نے کیا کیا ہے ؟''زرار یکدم پریشان ہوا

”بچے مت بنے مجھے آپ نے ہی بلوایا تھا وہاں۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔ اور پھر وہاں بند کر دیا ۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔۔۔ آپ بہت برے ہیں“ کہتے ہی اسنے ہچکیوں کی صورت میں رونا شروع کر دیا

”ھدی۔۔۔۔۔ ھدی ادھر دیکھو میری طرف“ زرار نے اسکا ہاتھ زبردستی پکڑ کر چہرہ اپنی طرف کروایا۔۔۔۔۔ جس پر ھدی نے آنکھیں بند کر لی

”ھدی آئی پرامس میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔ مجھے تو پتا بھی نہیں تھا کہ تم یونی آئی ہوں۔۔۔۔ مجھے تو سروج کے کال کرنے پر پتا چلا تھا“ کچھ بھی ہو جائے مگر زرار اسکے دل سے اپنے بارے میں ہر غلط فہمی دور کر دینا چاہتا تھا

”اگر آپ نہیں تو پھر کون؟۔۔۔ آہ“ ھدی کے دماغ میں تکلیف شروع ہو گئی تھی

"اسے چھوڑو یہ بتاؤ کہ تم نے مجھے یا سروج کو کال کیوں نہیں کی؟"

"میں۔۔میں ڈر گئی تھی۔۔۔کک۔۔۔۔کچھ سمجھ ن۔۔۔نہیں آیا" آنسو پھر سے بہنے لگ گئے

"او کے او کے اچھا بس اب چپ۔۔۔۔۔ابھی تھوڑی دیر میں سروج آئے گی تم اسے نہیں بتاؤ گی سٹور والی بات" زرار نے وارن کیا

"کیوں؟ کیوں نا بتاؤ" ھدی چڑھ کر بولی

"کیونکہ وہ پریشان ہو جائے گی میری ھد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم جانتی ہوں نا پہلے ابراہیم، پھر آفس وہ کتنی ٹینشن میں تھی۔۔۔۔اب تم اسے مزید ٹینشن دینا چاہتی ہوں؟" زرار کے سوال پر اسنے نفی میں سر ہلایا

”تو بس جو میں کہوں اس پرہاں کہنا او کے“زرار بچوں کی طرح اسے سمجھا رہی تھی اور ھدی ایک اچھی بچی کی طرح اسکی ہر بات سمجھ کرہاں میں سر ہلا رہی تھی

”زرار“ایک دم اسکے بلانے پر زرار نے چونک کر اسے دیکھا آج پہلی بار ھدی نے اسکے سامنے اسکا نام لیا تھا

”زرار“اس بار اسنے اسکا بازو پکڑ کر ہلایا

”ہاں؟“زرار نے چونک کر پوچھا

”زرار مجھے وہاں کوئی کیوں بند کرے گا میں نے۔۔۔۔۔میں نے کیا کیا ہے؟میں تو کسی سے نہیں لڑتی نا تنگ کرتی ہوں“ھدی نے اس سے پوچھا

”لڑتی تو تم واقعی کسی سے نہیں ہوں ہاں مگر تنگ ضرور کیا ہے“ زرار مسکراہٹ دبائے بولا

”جھوٹے کسے تنگ کیا ہے؟“ ھدی بھڑک کر بولی

”مجھے۔۔۔۔۔۔۔ مجھے کرتی ہوں تنگ وہ بھی بہت زیادہ“ زرار شوخ لہجے میں بولا

”کب میں نے کب کیا؟ ہر بات تو مانتی ہوں“ وہ سر نیچے کیے بولی

”یہ بھی سچ ہے“ اسکی بات سے اتفاق کرتا زرار سر اثبات میں ہلائے بولا

”آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں؟“ ھدی کو توہین کا احساس ہوا

"ہاں" وللہ زرار اور اسکا سچ

"بہت برے ہے آپ" ھدی نے اسے جتلایا

"تمہارا ہی ہوں" اسکی بات پر زرار منہ میں بڑبڑایا

"کیا کہاں؟" ھدی نے پوچھا

"آں کچھ نہیں تم آرام کروں میں تمہاری ماں اور اپنی ساس۔۔۔۔۔ میرا مطلب سروج کو کال کرکے بتادوں" اسے بیڈ پر لٹاتے احتیاط سے اس پر کمبل ٹھیک کرتے وہ باہر چلا گیا

"بیسٹ" اسکے جاتے ہی ھدی منہ بنائے بولی

"میں نے سن لیا" دروازے سے باہر نکلتا زرار بولا

"میں نے سن لیا" منہ بنائے ھدی نے اسکی نقل اتاری

"زرار" وہ جو سروج کو کال کر کے ہٹا تھا مائز کی آواز سن کر پلٹا

"تم گئے نہیں" زرار نے تیکھے لہجے میں پوچھا

"بس جا رہا ہوں" مائز نے شرمندگی سے سر نا اٹھایا

"انسان کو ایسا کام کرنا نہیں چاہیے کہ بعد میں شرمندہ ہونا پڑے" زرار نے اسکے جھکے سر پر چوٹ کی

"معاف کر دے یار۔۔۔۔ غلطی ہو گئی" مائز شرمندہ سا بولا

"کر دیا معاف مگر صرف اسی لیے کہ تو نے میری ھدی کو بچایا تھا" زرار اسکے سامنے آکھڑا ہوا

"اور موسی کو بھی کر دے" مائز ہمت جتاتے بولا۔۔۔۔ جب زرار نے ایک ہاتھ اٹھائے اسے آگے بولنے سے منع کر دیا

"اسے معاف کر دے زرار اس نے جو کچھ کیا وہ ماہم کے لیے کیا تھا" مائز نے وجہ پیش کی

"اور میں جواب اسکے ساتھ کروں گا وہ میری ھدی کے لیے ہو گا" زرار بے تاثر لہجے میں بولا

"زرار تو کچھ نہیں جانتا۔۔۔۔ ھدی کا بھائی۔۔۔۔۔۔ اسکا بھائی زرار وہ۔۔۔ وہ ماہم کا گنہگار ہے" مائز نے جیسے اس پر دھماکہ کیا مگر زرار پر سکون رہا

"کون گنہگار اور کون معصوم ہے یہ میں اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔۔ اور یقین مان مائز اب موسی کو مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا بتا دینا اسے" مائز کو سائڈ پر دھکا دیے وہ اندر چلا گیا

مائز حیرت سے زرار کو دیکھنے لگا۔۔۔۔ کچھ تو تھا جس سے وہ بھی ناواقف تھا۔۔۔۔۔۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ بات ماہم کی ہوں اور زرار اسے اگنور کر دے۔۔۔۔۔ مگر کیا؟۔۔۔۔۔۔ خیر یہ مائز کی جگہ نا تھی سچ جاننے کی۔۔۔۔ وہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا۔

”ھدی تم ٹھیک ہوں نا۔۔۔۔ سچی نا کچھ کھانا پینا تو نہیں۔۔۔ کہی درد تو نہیں ہو رہا نا؟“ یہ سوال سروج پچھلے آدھے گھنٹے میں دس بار پوچھ چکی تھی

زرار بیز ارسا دیوا سے ٹیک لگائے یہ فضول کی حرکتیں دیکھ کر عجیب عجیب منہ بنا رہا تھا۔۔۔۔ جبکہ اسکے بازوؤں میں موجود ابراہیم اسکو دیکھ کر ویسے ہی منہ بنا رہا تھا، اور ساتھ ہی ساتھ زرار کے گال بھی کھینچنے لگ گیا

زرار نے اسے گھوری سے نوازہ تو ابراہیم بھی اسے گھورنے لگ گیا۔۔۔ اسکا مقصد زرار کو اپنی طرف متوجہ کرنا تھا، مگر جب کوئی حل نا نکل سکا تو ابراہیم صاحب نے وہ کر دیا جو آج تک اسکی ماں کے علاوہ کوئی نہیں کر سکا تھا

اسنے اپنے چھوٹے مگر بھاری ہاتھ کا ایک تھپڑ کھینچ کر زرار کے منہ پر دے مارا۔۔۔۔۔
اور کھلکھلا دیا

زرار تو زرار۔۔۔۔ سروج اور ھدی بھی آنکھیں پھیلائے اس چھوٹے ابراھیم کو دیکھنے لگی جو
اب اپنے کارنامے پر خوشی سے اچھل رہا تھا

"آں میرا بچہ۔۔۔۔۔۔۔ مما پراؤڈ آف یوں مائی بے بی" ابراھیم کے گال چومتے وہ
زرار کو دیکھنے لگی جس کی نظریں ابراھیم کو قتل کرنے کے در پر تھی

ساتھ ہی نظریں ھدی پر گئی جو اپنی مسکراہٹ روکنے کی ناکام سے کوشش کر رہی تھی

”تمہیں بہت ہنسی آرہی ہے؟“ زرار نے ھدی سے سوال کیا، جس نے مدد طلب نگاہوں سے سروج کو دیکھا

”خبر دار جو تم نے میری بہن کو ڈرایا تو“ سروج کے کہنے پر ھدی بھی شیرنی بنی گردن اکڑائے اسے دیکھنے لگی

تب ایک دعا زرار کے دل سے نکلی۔۔۔۔۔۔اسکی یہ چھوٹی سی فیملی ہمیشہ ایسے ہی خوش رہے، ہر مصیبت، ہر آفت سے دور

سروج ابراہیم کو لیے واپس چلی گئی تھی، زرار اب ھدی کے پاس رکا ہوا تھا۔ اسنے آہل کو کال کر کے صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا

"زرار۔۔۔۔۔ ایک بات پوچھو؟" ھدی نے زرار کو بلایا جو جوئی میگزین پڑھ رہا تھا

"پوچھو؟" زرار نے اجازت دی

"بھابھی نے بتایا کہ آپ مجھے پہلے سے ہی جانتے ہیں۔۔۔۔ ہم کسی کنسرٹ پر ملے تھے۔۔۔۔۔۔۔ مگر مجھے یاد نہیں آرہا ہے" ھدی کے سوال پر وہ ہلکا سا مسکرایا

اور ماضی کا وہ دن نظروں کے سامنے آگیا جب وہ پہلی بار اپنی ھدھد سے ملا تھا

آج انکی یونی میں کنسرٹ تھا، مگر زرار صاحب نے نا جانے کی قسم کھا رکھی تھی۔۔۔۔۔

ندا اور ھدی دونوں نے کا پلان تھا کنسرٹ میں آنے کا مگر زرار کے انکار پر انکا پلان خراب ہو گیا تھا

"یار ھدی اذی تو مان ہی نہیں رہے" ندا فون پر بیزار سا بولی

"تو مناؤں نا ندا پلیز۔۔۔۔" ھدی اداس لہجے میں بولی

"نہیں مان رہے نا یار" ندا جی بھر کر بدمزہ ہوئی

"یار ایسا کروں تم بات کروں نا" ندا اچانک بولی

"میں؟ مگر میں کیسے؟" ھدی گڑبڑائی

”ھدی پلیز نا شائد وہ مان جائے“ ندا کی منت بھری آواز پر وہ مان گئی

”اچھا رکو میں ابھی اذی سے تمہاری بات کرواتی ہوں“ ندا موبائل لیے تیزی سے لاؤنج میں بیٹھے زرار کے پاس گئی

”اذی یہ لے آپ کے لیے“ ندا نے موبائل پکڑایا

”میرے لیے مگر کون؟“ زرار حیران ہوا

”ارے پکڑے تو نا“ ندا نے زبردستی موبائل اسکے ہاتھ میں تھمایا

”ہیلو؟“ زرار بولا۔۔۔۔۔۔ جبکہ دوسری طرف موجود ھدی اپنے لب کچلنے لگ گئی

”ہیلو کون ؟“زرار نے ندا کو ایک نظر دیکھ کر پھر پوچھا

”اا۔۔۔اذی؟“ھدی کی آواز پر زرار چونکا

”جی آپ کون ؟“

”میں۔۔۔۔۔میں ھدی“

”کون میں ھدی“زرار جھنجھلایا

”میں ندا کی دوست۔۔۔۔۔۔۔اذی پلیز اذی ندا کو کنسرٹ میں لے آئے نا پلیز پلیز۔۔۔۔۔ہمارے ابھی پیپرز ختم ہوئے ہیں ہم اب فری ہے۔۔۔۔۔۔۔ملے بھی نہیں ہیں اتنے دنوں سے اور پھر عاطف اسلم آرہا ہے۔۔۔۔۔آپ اسے لے آئے نا۔۔۔۔۔۔۔

آپ جانتے ہے عاطف ہمارا کرش ہے۔۔۔۔۔۔۔پلیز ہمارے کرش سے ملنے کا موقع کرش مت کرے۔۔۔۔پلیز پلیز" ھدی کی منت پر اسنے ندا کو دیکھا جو اسکے سامنے بچوں سا منہ بنائے کھڑی تھی

"او کے" کہتے ہی زرار نے کال بند کر دی

"او تھینکیو سو مچ ازی آپ سب سے اچھے ہوں" اسکے دونوں گال کھینچتے ندا جھٹ سے کمرے میں بھاگ گئی

"پاگل" زرار مسکراتا بولا

اور اس کال والی لڑکی کے بارے میں سوچنے لگ گیا

"کرش" یہ پہلا نام تھا جو اسنے ھدی کو دیا تھا۔

زرار ندا کو کنسرٹ میں لے آیا تھا۔۔۔۔ لوگوں کا ہجوم دیکھ کر اسکا منہ بن گیا تھا، سب لوگ عاطف اسلم سے ملنے کو پاگل ہوئے جا رہیں تھے۔۔۔ اور ایک وہ تھا سب سے بیزار ۔۔۔۔۔۔۔ خیر وہ دوسروں کو کیا کہتا اسکی تو خود کی بہن پاگل ہونے کے در پر تھی، اسنے ندا کو دیکھا جو عاطف کو سننے پاگل ہونے کو تھی

"ندا۔۔۔ ندا۔۔۔ ندا!!!!" زرار نے اسے بلایا مگر جب اسنے نا سنا تو چلایا

"ہاں۔۔۔۔ ہاں کیا ہوا اذی؟" ندا کانپ گئی

"تمہاری وہ دوست نہیں آئی؟" زرار نے بیزار سا منہ بنائے پوچھا

"کون دوست؟" ندا نے حیرانگی سے پوچھا

"ارے وہی کال والی وہ کرش" زرار نے بتایا

"اوہ اچھا اادی۔۔۔۔جی اذی میری بات ہوئی تھی وہ دس منٹ میں آئے گی اپنے بھیا کے ساتھ" ندا اسے بتائے دوبارہ سٹیج کی طرف دیکھنے لگی جہاں ایک لوکل سنگر گانا گا رہا تھا۔۔۔۔وہ ایک اپکمنگ سنگر تھا۔۔۔جو ابھی ابھر رہا تھا اور یونی والے اسے سپونسر کر رہے تھے

"اللہ یہ جاتا کیوں نہیں ہے کان کے پردے پھاڑے گا کیا۔۔۔افففف سر دکھنے لگ گیا ہے میرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔یا اللہ اوئے دفع ہو جا۔۔۔۔۔۔۔۔عاطف کو بھیج" زرار تو اپنی بہن کی زبان کے جوہر دیکھ کر حیران رہ گیا

"ندا!!!!" زرار کا لہجہ وارننگ والا تھا

”اوپس۔۔۔سوری“زبان دانتوں میں دبائے وہ بولی

”بی ہیو یور سیلف“زرار نے انگلی اٹھائے تنبیہ کی

”او کے“ندا تھوڑا سا سر جھکائے بولی

”زرار“اپنے نام کی پکار پر اسنے پیچھے دیکھا تو سروج اور عمیرا اسی کی طرف آ رہیں تھے۔۔۔۔مگر ان کے ساتھ ایک تیسرا وجود بھی تھا

”ھدی!!!“ندا ایک دم چلاتے اس سے لپٹ گئی

”ندا!!“ھدی بھی اتنے ہی زور سے چلائی

وہ دونوں ایک دوسرے کو گلے لگائے اچھلنے لگی

”سائیکوز!!!“ زرا ربڑبڑایا اور ساتھ ہی ساتھ اسنے ھدی کا جائزہ لیا بے بی پنک ٹاپ کے ساتھ وائٹ جینز، بے بی پنک ہیر بینڈ اور شیوز پہنے اسے کہی سے بھی وہ کالج کی سٹوڈنٹ نہیں لگ رہی تھی

”ھدی کم ہیر“ عمیر نے ھدی کو بلایا

”جی بھائی“ ھدی عمیر کے پاس آکھڑی ہوئی

”زرا اس سے ملوں یہ ہے میرا بے بی ایلیفینٹ۔۔۔مائی سسٹر ھدی یاسین۔۔۔“ ھدی کے گال کھینچتے عمیر محبت سے بولا

"اور ھدی یہ ہے زرار میرا جونیئر اور سروج کا فرینڈ" عمیر نے انکا انٹرو کروایا

"السلام علیکم !!!" ھدی کے سلام پر زرار نے حیرت سے اسے دیکھا اسے امید نا تھی کہ اتنی کہ ایلیٹ کلاس کی لڑکی سلام لے گی اس سے

"وعلیکم السلام !!" زرار نے مسکراہ کر جواب دیا

"ہیلو عمیر !!" ندا عمیر کو دیکھتے فورا بولی

"السلام علیکم ندا کیسی ہوں؟" عمیر نے پوچھا

"میں بلکل ٹھیک" ندا عمیر کو دیکھے جا رہی تھیں۔۔۔۔۔اگر زرار کا دھیان ندا کی طرف ہوتا تو وہ ندا کی عمیر کے لیے محبت کو ضرور محسوس کر لیتا

"ندا چلے؟" ھدی نے اسے ہلایا

"ہاں چلو" ندا ھدی کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ لے گئی

"ہمم ھدی۔۔۔۔۔۔بے بی ایلیفینٹ" زرار ہنسا، جس پر ھدی نے مڑ کر اسے گھورا اور ساتھ ہی ساتھ عمیر کو بھی

"اوئے مذاق مت کروں" سروج اسکے سر پر ایک چماٹ مارتے بولی

"او کے ماما" زرار نے سر اثبات میں ہلایا

یونہی زرار کی کئی بار ھدی سے ملاقات ہوئی تھی مگر صرف زرار ہی تھا جسے یہ ملاقات بھاتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

”تو یوں ہوئی تھی ہماری پہلی ملاقات“ زرار نے اسے تحمل سے سب کچھ بتایا

”تو زرار پھر جب بھائی کی منگنی ہوئی تھی اور پھر نکاح تو آپ کہاں تھے؟ اور آپ تو ندا کے کزن ہے نا تو پھر اس سے پوچھے نا کہ وہ مجھ سے ناراض کیوں ہے؟“ ھدی کی بات پر زرار کو تکلیف محسوس ہوئی یہ تو وقت تھا جب وہ اپنا سب کچھ کھو چکا تھا۔۔۔۔۔ رشتے، دوست، ماں باپ، بھائی بہن سب کچھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

”نہیں میں منگنی پر آیا تھا مگر تم نے نوٹ نہیں کیا تم اداس تھی بہت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے وجہ معلوم نہیں مگر تم خاصی ویک لگ رہی تھی مجھے۔۔۔۔۔ کوئی وجہ؟“زرار نے اس سے پوچھا

”ہاں وہ تب ندا نے مجھ سے لڑائی کی اور ہماری دوستی ٹوٹ گئی تھی۔۔۔۔ میں نے اسے منایا بھی تھا مگر اسنے دوستی ختم کر لی پتہ نہیں کیوں؟“ھدی نے اداس لہجے میں بتایا

”کیوں تم نے کچھ کہا تھا اسے کیا؟“زرار نے تفتیشی انداز میں پوچھا

”نہیں میں نے تو بس اسے بھیا کی منگنی کا کارڈ دیا تھا اور پھر پتہ نہیں کیا ہوا وہ لڑنا شروع ہو گئی“ ھدی کی بات پر زرار کو اپنا شک یقین میں بدلتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔ یعنی واقعی میں ندا عمیر میں انٹرسٹڈ تھی

"اچھا چلو آرام کروں بہت ہو گئی باتیں" ھدی کو لٹاتے اس پر لحاف اوڑھتے زرار نے لائٹ اوف کر دی

"بی ریڈی موسی علی زماد۔۔۔۔۔" زرار کی آنکھیں سخت پتھریلی ہو گئی تھی، پہلے والی نرمی کا عنصر نمایاں تک نا تھا

صبح سویرے علی زماد ناشتے کی ٹیبل پر تھے، جب مسز علی ان کے پاس آ بیٹھی۔۔۔۔۔ وہ چور نظروں سے اپنے شوہر کو دیکھنے لگی

"کیا کوئی بات ہے بیگم" علی زماد نے ان کی چوری پکڑ لی تھی

”ہاں۔۔۔۔وہ نہیں۔۔۔۔وہ میرا مطلب ہاں“وہ گڑبڑا گئی

”کیا بات ہے بیگم سب کچھ ٹھیک تو ہے نا؟“علی صاحب نے پوچھا

”وہ۔۔۔وہ بات کرنی ہے آپ سے“مسز علی ہچکچاتے بولی

”جی بیگم کہیے“

”گڈ مارننگ مام۔۔۔۔ گڈ مارننگ ڈیڈ“اتنے میں ندا نے انہیں جوائن کیا

”مارننگ بچے“

”مارننگ بیٹا“

ان دونوں نے جواب دیا

”جی تو آپ کیا کہہ رہی تھی“علی زماد پھر انکی طرف متوجہ ہوئے

”مجھے آپ سے موسی کے حوالے سے بات کرنی ہے“

”موسی کے حوالے سے؟“

”میرا مطلب موسی کی شادی کے حوالے سے“

”موسی کی شادی؟“

”ہاں وہ۔۔۔۔وہ شادی کرنا چاہتا ہے“مسز علی نے بتایا

”یہ اسنے تم سے خود کہاں ؟“علی صاحب نے اچھنبے سے پوچھا،انکا بیٹا اتنا اچھا تو تھا نہیں کہ وہ شادی جیسے رشتے میں اتنی جلدی بندھ جائے

”مگر ابھی اسکی عمر ہی کیا ہے۔۔۔پڑھائی تو مکمل کرلے پہلے “علی صاحب نے جواب دیا

”ویسے لڑکی کون ہے مام؟“مزے سے ناشتہ کرتی ندا نے پوچھا

”وہ۔۔دراصل۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔“مسز علی کو سمجھ نا آئی کے کیسے بتائے

”اب بتا بھی دیں بیگم کہی کوئی گوری تو نہیں پسند کرلی ؟“علی صاحب نے ہنستے بولی

”سروج۔۔۔۔۔۔۔۔ سروج سے شادی کرنا چاہتا ہے وہ“ بمب تھا یا کیا ندا اور علی صاحب دونوں نے حیرانگی سے انہیں دیکھا

”بیگم !!!“

”مام !!“

وہ دونوں باپ بیٹی چونک گئے

”سچ بول رہی ہوں۔۔۔۔۔۔ اسنے مجھے کہاں تھا کہ شادی کرنی ہے اور سروج سے کرنی ہے اسکے علاوہ کسی سے نہیں کرنی“ مسز علی نے موسی کے نادر خیالات ان تک پہنچا دیے تھے

”ایسا ہر گز نہیں ہو گا بھائی اس سے شادی نہیں کر سکتے“ ندا ایک دم غصے سے بولی

”ندا۔۔۔جاؤ اپنے بھائی کو بلواؤ بات کرتا ہوں میں اس سے۔۔۔۔۔۔۔۔یہ شخص تو واقعی چاند چڑھانے کے در پر ہے“علی زماد سر جھٹک کر بولے،جبکہ ندا پیر پٹختے وہاں سے چل دی

\-

مائز رات کو گھر لوٹا تو سب سو چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔مگر صبح ہوتے ہی اسکی کلاس لگ چکی تھی سب بہنوں کے ہاتھوں مگر مائز نے سٹریٹ کرائم کی کہانی بنا کر سب کو مطمئن کر دیا

سب بہنیں تو اسکی آؤ بھگت میں مصروف تھی جبکہ مائز کو صرف موسی کی ٹینشن لگی ہوئی تھی

سروج آج ابراہیم کو لیکر یونی گئی ہوئی تھی۔۔۔۔ آدھی یونی کے لڑکوں کو تو جب سروج کے بیوہ ہونے کا علم ہوا تو وہ دل پر پتھر باندھ کر رہ گئے

"سروج!!" عمارہ نے ہچکچا کر اسے پکارا

"جی؟" سروج نے حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا، پھر زور دینے پر اسے عمارہ یاد آ گئی

"وہ میں عمارہ!!"

"اوہ تم!!!" سروج نے اسے پہچان لیا تھا

"آؤ بیٹھو" سروج نے اسے آفر کی

"سوری!!" وہ دونوں اکٹھے بولی

"سوری عمارہ۔۔۔۔۔۔ یقین مانو میں۔۔۔میں نہیں جانتی تھی کہ جلال یہ سب کرے گا۔۔۔بلیو می مجھے کچھ معلوم نا تھا۔۔۔۔۔ آئی ایم ریئلی سوری" عمارہ سروج کو دیکھ کر حیران رہ گئی، اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود بھی وہ لڑکی معافی مانگ رہی تھی۔۔۔۔ عمارہ نے جلدی سے سر نفی میں ہلایا

"نو آئی ایم سوری سروج میری وجہ سے تمہارا بزنس، تمہاری فیملی۔۔۔ تم خود اتنا افیکٹ ہوئی۔۔۔۔ ریئلی سوری" عمارہ کی آنکھیں نم تھی

”اوئے اٹس اوکے۔۔۔ جو تم نے کیا وہ ٹھیک تھا۔۔۔۔۔ تمہاری نیت غلط نہیں تھی“

سروج کی بات پر وہ مسکرا دی

”فرینڈز؟“عمارہ نے اچانک ہاتھ آگے کیا

”ہنہ؟“سروج نے حیرانگی سے دیکھا

”پلیز!!“عمارہ نے آنکھیں پٹپٹائی

”اوکے فرینڈز“سروج نے ہنستے اس سے ہاتھ ملا لیا

”ویسے یہ تمہارا بیٹا ہے؟“عمارہ نے ابراہیم کو دیکھ کر پوچھا

”ہاں“ سروج نے سرہاں میں ہلایا

”بہت کیوٹ ہے یار میں پکڑ لو“ اور فوراً سے اسنے ابراہیم کو گود میں لے لیا، جو عمارہ کو آنکھیں بڑی کیے دیکھنے لگا

”اچھا اب میں چلتی ہوں۔۔۔۔میری کلاس کا ٹائم ہے“ عمارہ ابراہیم کو سروج کو پکڑاتی وہاں سے چل دی، جب اسے راستے میں مائز ملا

”ہاں!!! یہ تمہیں کیا ہوا ہے؟“ عمارہ نے مائز سے پوچھا

”مجھے چھوڑو یہ بتاؤ تم سروج سے کیا بات کر رہی تھی؟“ مائز نے سوال کیا

”اوہ میں تو اس سے معافی مانگنے اور دوستی کرنے گئی تھی“

"اچھا پھر کیسی لگی؟" مائزنے سوال کیا

"بہت اچھی۔۔۔۔بہت زیادہ اچھی۔۔۔۔جانتے ہوں اسکی غلطی نہیں تھی پھر بھی اسنے معافی مانگی۔۔۔۔ہے نا حیرانگی کی بات"

"بات تو واقعی حیرانگی کی ہے" مائزنے جواب دیا

"اس سے ایسے ہی دوستی رکھنا، مزے میں رہوں گی"

"کیا مطلب؟" عمارہ نے پوچھا

”مطلب یہ کہ موسی صاحب کی وائف ٹوبی ہے یہ محترمہ“ مائز نے آرام سے اس پر دھماکہ کیا

”واٹ؟“

اب وہ دونوں چائے پی رہے تھے جب عمارہ کو اچھو لگ گیا

”جی“

”سروج مان گئی؟“

”مان جاتی اگر یہ سالا انسان بن کر رہتا“ مائز بڑبڑایا

”کیا بولے؟“

”ارے کچھ نہیں یار چھوڑو“

”مام ڈیڈ بلوایا آپ لوگوں نے؟“موسی ندا کے اٹھانے پر نیچے آیا تھا

”آؤ بیٹھو شہزادے بات کرنی ہے تم سے“علی صاحب کا لہجہ اور اتنا شیریں وہ بھی موسی کے لیے اسے ہضم نا ہوا

”اینی پرابلم ڈیڈ؟“

"سنا ہے صاجنرادے کو شادی کرنی ہے؟" انکی بات پر موسی نے اپنی ماں کو دیکھا جنہوں نے نظریں پھیر لی

"شادی تو سب کرنی ہوتی ہے ڈیڈ۔۔۔۔ آپ نے بھی کی تھی۔۔۔۔۔ اب مجھے بھی کرنی ہے" موسی نے سادہ سا جواب دیا

"اور کس سے کرنی ہے؟" علی صاحب نے طنزیہ لہجے میں پوچھا

"جنہوں نے یہ بتا دیا کرنی ہے۔۔۔۔۔ انہیں سے پوچھ لے کس سے کرنی ہے" موسی اپنی ماں کو دیکھتے بولا

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔۔۔۔ کیا دنیا میں لڑکیوں کا فقدان ہو گیا ہے جو تمہیں شادی کو سروج ہی ملی تھی" علی صاحب ایک دم سے طیش میں آ کر بولے

”کیوں سروج میں کیا مسئلہ ہے؟“موسی نے حیرانگی سے پوچھا

”تمہیں نہیں معلوم کے کیا مسئلہ ہے؟ بیوہ ہے وہ موسی“

”تو؟اس دنیا میں لاکھوں بیوہ کی شادیاں ہوتی ہے۔۔۔۔۔اٹس ناٹ آ بیگ ڈیل“موسی نے آرام سے کندھے اچکائے جواب دیا

”اٹس آ بیگ ڈیل موسی۔۔۔۔۔۔فورمی اٹس آ بیگ ڈیل“علی صاحب غصے سے پھنکارتے وہاں سے چل دیے،اور مسز علی ان کے پیچھے چل دی

"یہ کیا تھا بھائی۔۔۔۔آپ ایسا کیسے کر سکتے ہے۔۔۔۔اس لڑکی سے شادی۔۔۔۔۔۔۔ جو کہ آپ کے مطابق ہماری بہن کے گنہگار کی بیوی ہے۔۔۔بتائے مجھے کیا سوچ کا آپ نے یہ فیصلہ کیا؟" ندا تو چیخ پڑی

"آواز نیچی ندا اور زرا تمیز سے بڑا بھائی ہوں تمہارا بھولو مت۔۔۔۔۔اور مجھے کب کیا کرنا ہے اور کیسے کرنے ہے یہ میں تم سے بہتر سمجھ سکتا ہوں۔۔۔۔۔ تو آئندہ سے تمیز کے دائرے میں رہنا سمجھی" ندا کو وارن کرتے باسکٹ سے سیب اٹھائے موسی اپنے کمرے کی جانب چل دیا

ندا پیچھے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی

اسے نفرت تھی اس سروج سے جس نے پہلے اس سے اسکی محبت چھین لی اور اب اسکا بھائی

”تمہیں میں کبھی بھی اس گھر میں نہیں آنے دوں گی سروج، اور اگر آگئی تو میں تمہیں یہاں ٹکنے نہیں دوں گی“ خود سے عہد کرتے اسنے غصے سے موسی کے کمرے کی طرف دیکھا

یونی میں ایگزامز شروع ہو چکے تھے۔۔۔ ھدی بھی اب ٹھیک ہو گئی تھی۔--------

زرار نے فلحال ایگزامز کی وجہ سے خود کو قابو میں رکھا ہوا تھا

سروج کی میٹنگز میں اسے سب پروجیکٹ مل گئے تھے اور اب آفس کا پورا اسٹاف دن رات ایک کیے کمپنی کو دوبارہ کھڑا کرنے کے لیے کام کر رہا تھا

موسی نے بھی فلحال سروج کو تنگ نہیں کیا تھا۔۔۔اور سروج بھی موسی کی دھمکی کو اسکا بیہودہ مذاق سمجھ کر بھول چکی تھی

اسے زرار نے ھدی کے حوالے سے سچ نہیں بتایا تھا

آج ان سب کا آخری پیپر تھا۔۔۔۔سٹوڈنٹس تو یوں شکر منا رہے تھے جیسے صبح نو کی گئی بجلی رات دس بجے آنے پر بے چارے پاکستانی شکر مناتے ہیں

موسی نے ان دونوں میں کسی سے بھی بات نا کی تھی۔۔۔یہاں تک کے مائز سے بھی نہیں

سیٹی کی دھن بجاتے موسی اپنی کار کی طرف بڑھا۔۔۔۔اس بات سے انجان کے کیسے ایک وجود اسکا پیچھا کر رہا تھا۔۔۔مگر موسی شائد اتنا بھی انجان نہیں تھا

"تم باہر آسکتے ہوں زرار چھپ کر پیچھا مت کروں"موسی تمسخرانہ بولا

"میں تو چھپ کر پیچھا کرتا ہوں، مگر تم تو وار کرتے ہوں موسی علی زماد"زرار دانت پیستے بولا

"جو جیسا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی کرتا ہوں"موسی آرام سے بولا

اگر ماہم کا بدلا لینا تھا تو سب سے پہلے اسے زرار کے سامنے مضبوط ہونا تھا

"مگر اب کی بار تم نے غلط کیا موسی تمہیں میں نے پہلے بھی سمجھایا تھا نا"

”میں یہاں تمہاری سننے نہیں آیا زرار میں وہی کروں گا جو میرا دل چاہے گا“

”تو اب میں بھی وہی کروں گا جو مجھے بہت پہلے کر دینا چاہیے تھا“

زرار سخت لہجے میں بولتا موسی کی طرف بڑھا اور اسے سنبھلنے کا موقع دیے بنا اس پر حملہ کر دیا

موسی نے اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کی مگر زرار پر تو جنون سوار ہو چکا تھا۔۔۔ اتنے دنوں سے خود پر کیا ضبط ٹوٹ رہا تھا

وہ دے پر دے موسی کے چہرے پر مکوں کی برسات کر رہا تھا

"منع کیا تھا نا اس سے دور رہ۔۔۔۔ کیوں نہیں مانی میری بات"

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری ھدی کو ہاتھ لگانے کی۔۔۔۔ کیسے ہوئی تمہاری ہمت ایسا کرنے کی؟" وہ اسکا کالر دبوچے غرایا

"دیکھو زرار میری بات۔۔۔۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ بول پاتا زرار نے زوردار مکا اسکے منہ پر مارا

"میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ میری ھدی سے دور رہنا۔۔۔۔۔ وہ میری ہے۔۔۔ مگر تم نے اسے تکلیف دی۔ تم نے میری محبت کو تکلیف دی۔۔۔۔۔۔۔۔ تم نے اسے مارنے کی کوشش کی۔۔۔۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑو گا۔۔۔۔۔ اب تمہیں بھی مرنا ہو گا۔۔۔۔ مرنا ہو گا تمہیں۔۔۔۔ تمہیں زندہ رہنے کا حق نہیں۔۔۔ گڈبائے موسی علی

زمادہ۔۔۔۔۔۔ فورایور اینڈ ایور (ہمیشہ ہمیشہ کے لیے)" یہ کہتے ہی وہ لوہے کی راڈ اٹھائے موسی کی طرف بڑھا۔۔۔۔ جو خون میں لت پت زمین پر لیٹا اپنی آخری سانسیں گن رہا تھا

لوہے کی راڈ لیے اسنے موسی کے جسم پر مارنا شروع کر دیے۔۔۔۔۔یہاں تک کے موسی بے ہوش ہو گیا تھا

"پارکنگ میں آؤ اور اپنے دوست کو لے جاؤ۔۔ اگر چاہتے ہوں کہ وہ زندہ رہے" مائز کو میسج کرتے وہ آرام سے وہاں سے چل دیا۔۔۔یہ جانے بغیر وہ ایک بار پھر سے زرار سے بیسٹ بن چکا تھا

یہ جانے بغیر کہ اسکی ھدی اسے اس روپ میں دیکھ چکی تھی

ھدی اور سروج کو گھر جانا تھا اسی لیے سروج اسے پارکنگ میں بھیجے خود ایک ضروری کال کرنے گئی تھی۔۔۔ مگر جو ھدی نے دیکھا اس کے بعد زرار اسکی نظروں میں پھر سے وہی بیسٹ بن چکا تھا جس سے وہ پہلے دن ملی تھی

"آئی ہیٹ یو زرار۔۔۔۔۔ آئی ہیٹ یو" ھدی خود سے بولی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مائز پارکنگ میں پہنچا تو اسے موسی کہی نظر نا آیا۔۔۔۔۔۔۔۔بہت کچھ غلط ہونے کا احساس اس پر غالب آ گیا

اسنے ادھر ادھر دیکھا تو اسے آخر موسی کا زخمی وجود مل گیا تھا

مائر نے جلدی سے اسے اٹھایا اور ہسپتال لے گیا

زرار نے اپنا کہا کر دکھایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے کہاں تھا کہ وہ موسی کو نہیں چھوڑے گا۔۔۔اور واقعی اسنے نا چھوڑنے والی قسم پوری کر دی تھی۔

موسی کو ہسپتال لیجاتے ہی آئی۔سی۔یو میں لیجایا گیا تھا۔۔۔۔۔اسکی حالت بہت بری تھی۔۔۔۔۔مائر کی پوری شرٹ خون سے داغدار ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ایسے میں اسنے سب سے پہلے موسی کے ماں باپ کو کال کر کے بلوایا تھا

موسی کے گھر والوں پر تو مانوں قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔۔۔۔۔۔یہ سیدھا سیدھا پولیس کیس تھا مگر علی زماد نے اپنے سورسز کا استعمال کر کے ایسا کچھ بھی نہیں ہونے دیا تھا

مائزنے سب کو یہی بتایا تھا کہ کچھ گنڈوں سے موسی کی ہاتھاپائی ہو گئی تھی۔۔۔۔ مگر اسکا نظریں چرانا علی زماد سے مخفی نا رہا۔۔۔۔۔ انہیں سو فیصد یقین تھا کہ اصل بات کچھ اور ہے، مگر وہ خاموش رہے

"ڈاکٹر میرا بیٹا؟" علی زماد نے ڈاکٹر سے پوچھا

"دیکھے پیشنٹ کی حالت خاصی کریٹیکل ہے۔۔۔۔ خون کی بھی بہت کمی ہے۔۔۔۔۔۔ آپ پلیز جلدی سے او نیگیٹیو بلڈ کا انتظام کرے" ڈاکٹر کی بات پر علی زماد کرسی پر ڈھ گئے جبکہ مسز علی کو مائز نے سنبھالا ہوا تھا۔۔۔۔۔ ندا کا بھی رورو کر برا حال تھا

"خون خون کا انتظام کرنا ہے" یہ سوچتے ہی علی صاحب اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔۔۔۔ ان میں سے کسی کا بھی بلڈ گروپ موسی سے میچ نہیں کر رہا تھا

اتنی محنت کے باوجود بھی وہ موسی کے لیے خون ارینج نہیں کر پائے تھے

"آپ لوگوں نے خون ارینج کر لیا؟"ڈاکٹر نے ایک بار دوبارہ آ کر پوچھا۔۔۔ جس پر علی صاحب کا سر نفی میں ہلا

"دیکھیے خون کا انتظام کرے .بہت ضروری ہے پیشنٹ کی حالت بگڑ رہی ہے"ڈاکٹر انہیں سمجھانے لگا

"یا اللہ"مسز علی سیٹ پر بیٹھ گئی

"اب کیا ہو گا۔۔۔۔ کہاں سے کرے گے خون کا بندوبست"آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے

”میں دوں گا خون“تیسری آواز پر سب نے مڑ کر دیکھا تو زرار کو پا کر حیرت کا جھٹکا لگا جو آرام سے ببل چبانے میں مصروف تھا

”میرا بلڈ گروپ او نیگیٹیو ہے میں دوں گا خون“زرار ان سب کو اگنور کیے ڈاکٹر کے سامنے آ کر بولا

علی زماد کو اب یاد آیا کہ زرار اور موسی کا بلڈ گروپ سیم ہے۔۔۔۔۔انہوں نے محبت سے اپنے بھتیجے کو دیکھا جو انہیں اگنور کرتا ڈاکٹر کے ساتھ چل دیا

زرار کے جسم سے نکالا گیا خون اب موسی کے جسم میں منتقل کیا جا رہا تھا

مائز تو حیران پریشان ساساری سچویشن سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ کیا یہ وہی زرار تھا جس نے موسی کو مار ڈالنے میں کوئی کسر نا چھوڑی تھی اور اب وہی زرار اسے بچانے آیا تھا

زرار کیا کر رہا تھا یا کرنے کی کوشش میں تھا مائز کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی

"زرار میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے کہ علی صاحب کچھ بول پاتے زرار نے ہاتھ کہ اشارے سے انہیں بولنے سے روک دیا اور وار ننگ زدہ لہجے میں انگلی کو نفی میں ہلاتا وہاں سے چل دیا

ڈاکٹر زکے مطابق انہیں دوبارہ بھی زرار کے بلڈ کی ضرورت ہو سکتی تھی اسی لیے وہ اپنا نمبر دیے وہاں سے چل دیا

یونی سے آ کر ھدی کمرے میں بند ہو گئی تھی اسے زرار سے سہی معنوں میں خوف آ رہا تھا

”ھدی۔۔۔ ھدی۔۔۔۔۔ چندا دروازہ کھولو۔۔ کھانے کا وقت ہو گیا ہے“ سروج دروازہ ناک کرتے بولی

”آئی بھابھی“ ھدی جلدی سے بولتی واشروم میں جا گھسی اور اچھے سے منہ دھونے کے بعد کھانے کی ٹیبل پر آ گئی

وہ دونوں ابھی کھانا کھا کر ہٹی تھی کہ دوڑ بیل بجی

سروج نے دروازہ کھولا تو سامنے زرار تھا۔۔۔۔ سروج کو وہ کچھ ٹھیک نا لگا

”زرار؟“ سروج کے بولنے پر ھدی نے کانپنا شروع کر دیا۔۔۔۔اسنے زرار کو دیکھا جسکی آنکھیں لال اور رنگ پیلا ہو رہا تھا

”زرار تم ٹھیک تو ہوں نا؟“ سروج کے پوچھنے پر اسنے سر نفی میں ہلایا اور آکر صوفہ پر بیٹھ گیا

ھدی نے بھی اسے دیکھا جو بیمار لگ رہا تھا

”زرار کیا ہوا ہے بتاؤ تو سہی“ سروج کو فکر ہونے لگی۔۔۔۔فکر تو ھدی کو بھی ہو رہی تھی

اس سے پہلے کے سروج کو وہ کچھ بتاتا۔۔۔۔سروج کو عمارہ کی کال آئی جس نے اسے موسی کی حالت اور پھر زرار کا اسے خون دینے کے بارے میں بتایا

"اف یہ پاگل شخص۔۔۔۔۔۔۔۔ خود کو پتہ نہیں ہیرو سمجھتا ہے۔۔۔۔۔۔ بیٹھو یہاں جوس اور کھانا لاتی ہوں تمہارے لیے" سروج اس سے بولی

"کیا ہوا بھابھی؟" ھدیٰ نے دھیمی آواز میں پوچھا

"کچھ نہیں۔۔۔ موسی کافی کریٹیکل کنڈیشن میں ہوسپٹلائز ہوا تھا اور زرار نے اسے بلڈ ڈونیٹ کیا تھا۔۔۔ اور پھر صاحبزادے خون کی تین تین بوتلیں دینے کے باوجود بھی ڈرائیونگ کر کے یہاں تک آئے ہے۔۔۔۔۔ میں اس کے لیے جوس لاتی ہوں تم رکو اس کے پاس" سروج کی بات پر زرار نے بند ہوتی آنکھوں سے ھدیٰ کو دیکھا جسکے چہرے کا رنگ ایکدم پیلا ہو گیا تھا

"مگر بھابھی۔۔۔۔۔"

”ھد ھد یہی رک جاؤ۔۔۔ آئی نیڈ یو۔۔۔۔ پلیز تم مت چھوڑو“ بند ہوتی آنکھوں سے زرار نے منت کی تو ھدی نے حیرانگی سے اسے دیکھا

”کیا ہوں تم زرار۔۔۔۔ کیا سمجھوں میں تمہیں۔۔۔۔۔۔ کبھی کبھی اتنے اپنے لگتے ہوں اور کبھی کبھی بلکل پرائے۔۔۔۔۔۔ بعض اوقات دل چاہتا ہے تم سے ہر بات کرنے کو اور کبھی کبھی ڈر لگتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آخر ہو کیا تم۔۔۔۔۔۔۔۔ پہلے مارتے ہوں پھر بچاتے ہوں۔۔۔۔ مجھے ڈر لگتا ہے تم سے زرار بہت زیادہ“ ھدی سرگوشی نما آواز میں بولتے اسکے پاس بیٹھ گئی

سروج نے زرار کو اچھا کھانا کھلایا تھا اور ساتھ ہی ساتھ ڈاکٹر کو بلوا کر بھی چیک اپ کروالیا تھا

زرار اور سروج کو عمارہ کے ذریعے پتا چل چکا تھا کہ موسی اب خطرے سے باہر ہے

جب تک زرار سروج کے فلیٹ میں رہا ھدی اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی۔۔۔۔۔

زرار کو بے چینی سی ہونے لگی تھی، اسے نجانے کیوں مگر ھدی کی شکوہ کرتی نظروں سے

ڈر لگ رہا تھا

مگر شکوہ کس چیز کا کس بات کا۔۔۔۔۔۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا

موسی کو ہوش آچکا تھا اور اسنے بھی وہی کہانی سنائی تھی جو مائرہ نے سب کو سنائی

تھی۔۔۔۔۔۔ موسی کو باتوں باتوں میں پتہ چلا تھا کہ اسکی زندگی بچانے والا کوئی اور نہیں

بلکہ زرار ہی تھا۔۔۔۔ موسی کو یہ بات جان کے بے حد، بے انتہا خوشی ہوئی تھی۔۔۔۔

اسے اس بات کا غم نا تھا کہ زرار نے اسے مرنے دیا۔۔۔۔ نہیں اگر اسے موسی کو مارنا ہوتا تو وہ کبھی بھی اسے زندہ نا چھوڑتا اور نا ہی مائز کو وہاں بلواتا

مگر ایک چیز جو موسی نے جانی تھی وہ تھا زرار کا ھدی کو لیکر جنون، پاگل پن۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اس کے لیے کتنی خاص تھی زرار بہت اچھے سے موسی کو بتا چکا تھا

موسی خطرے سے تو باہر تھا مگر حالت ابھی بھی سٹیبل نہیں تھی

یونی کے تمام سٹوڈنٹس جو کہ موسی کے جاننے والے تھے وہ وقتاً فوقتاً اسکا حال احوال پوچھنے آرہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

مگر موسی کو جس کی تلاش تھی وہ نظروں سے اوجھل۔۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا کسی کی تلاش میں ہے؟" مائز نے اس سے پوچھا جو دروازے کو دیکھے جارہا تھا

"ہاں" موسی نے جواب دیا

"کون سروج؟" مائز ہنس کر بولا تو موسی بھی ہنس دیا

"نہیں وہ نہیں۔۔۔۔وہ تو آئے گی معلوم ہے مجھے مگر تلاش کسی اور کی ہے" موسی نے مائز کو جواب دیا

"سروج نہیں تو پھر کون؟" مائز نے حیرانگی سے پوچھا

"زرار" موسی نے پرسکون سے لہجے میں جواب دیا

”موسی تیرا دماغ تو نہیں خراب وہ نہیں آئے گا“ مائز لمبی سانس خارج کرتے بولا

”وہ آئے گا ضرور آئے گا“ موسی اتنی امید سے بولا کہ مائز چپ رہ گیا

”اچھا میں گھر جا رہا ہوں تھوڑی دیر کے لیے فریش ہو کر آتا ہوں“ مائز موسی نے بولا

موسی کے والدین اور بہن کو وہ گھر بھیج چکا تھا

”ہوں“ موسی نے فقط سر ہلایا

مائز جا چکا تھا

”آنا تو تمہیں پڑے گا ہی ڈیئر بردر“ یہ کہتے ہی موسی نے اپنے زخموں کی پٹی اتارنا شروع کر دی اور ہاتھ سے ڈرپ کی سرنج نکال دی

اسنے اپنے زخم یوں کریدے کے آدھے گھنٹے تک اسکا بستر لہولہان ہو گیا تھا

اتنے میں راؤنڈ پر آئی نرس نے یہ دیکھا تو فوراً ڈاکٹر کے پاس بھاگی

موسی کی حالت کے پیش نظر زرار کو دوبارہ بلڈ دینے کے لیے بلوایا گیا جس پر وہ آرام سے چلا گیا

سروج کو موسی کے بارے میں سن کر افسوس ہوا تھا مگر ابھی تک وہ اس سے ملنے نا جا پائی تھی۔۔۔۔۔

جو بھی تھا موسی اسکا پروجیکٹ پارٹنر اور اسکے بہت اچھے انکل کا بیٹا تھا۔۔۔۔ اسی لیے اسنے موسی کی عیادت کا سوچا

موسی اور زرار کو ایک ہی روم میں رکھا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ زرار کی باڈی سے خون ڈائریکٹ موسی کے جسم میں منتقل ہو رہا تھا

تھوڑی دیر بعد موسی کو ہوش آیا تو اسنے آس پاس نظریں دوڑائی جب نظر سامنے ساتھ ہی بیڈ پر لیٹے زرار پر گئی تو وہ کھل کر مسکرایا

”کیسے ہوں؟“موسی نے بڑے لگاؤ سے پوچھا۔۔۔۔۔ مگر جواب خاموشی

”چلو مجھ سے ہی پوچھ لو کہ میں کیسا ہوں“موسی پھر سے بولا مگر پھر سے خاموشی

”یااللہ کچھ تو بول لو بے شک گالیاں ہی نکال لوں“موسی اسے بولنے پر اکسا رہا تھا مگر وہ زرا ر ہی کیا جو کسی کی باتوں میں آجائے

سروج موسی کے کمرے کے باہر کھڑی تھی اس میں اندر جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔ پہلے تو واپس جانے کا سوچا مگر پھر ہمت جٹائی اور اندر جانے کا فیصلہ کرلیا

سروج تھوڑا سا ہچکچائی مگر پھر اندر چلی گئی

"زرار؟" سروج نے اسے حیرانگی سے دیکھا مگر پھر سمجھ گئی اسکے یہاں آنے کی وجہ

موسی کی نظریں سروج پر تھی جو ملنے تو پکا اسے آئی تھی مگر اب مل زرار کو رہی تھی

وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے

کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

موسی کمرے کا جائزہ لیتے مزے سے بولا۔۔۔۔۔۔ جس پر سروج کو شرمندگی نے آن گھیرا۔۔۔۔۔۔۔ وہ آخر کو ملنے تو موسی سے ہی آئی تھی

"بیٹھو" اسے یونہی کھڑا دیکھ کر اسنے پیشکش کی اور وہ بھی اسکی بات مانتے ہوئے بیڈ کے پاس پڑے سٹول پر بیٹھ گئی

"تمہیں کچھ کہنا ہے؟" اسکی طرف دیکھتے مسکراہٹ ضبط کیے وہ بولا جو کہ اب انگلیاں چٹکھانے میں مصروف تھی

"ہاں وہ کیسے ہوں؟" آخر کار اسنے ہمت کرتے اس سے سوال کر ہی لیا

"تم نے حال پوچھ لیا ہے بس اب جلد ٹھیک ہو جاؤ گا" شوخ لہجے میں بولا جبکہ سروج تو اسکے انداز پر کڑھ کر رہ گئی

"بستر مرگ پر آ گیا، مگر شرم نا آئی" جلتی کڑھتی وہ اسے دیکھ کر بولی، جس کے سر، دائیں بازو اور ٹانگ پر چوٹ آئی تھی، اور بائیں ہاتھ پر لگی ڈرپ جو کہ اسے خون پہنچا رہی تھی۔

سروج کی نظر اس کے ہاتھ پر سے ہوتی اس کے ساتھ والے بیڈ پر لیٹے زرار پر گئی جس کے ہاتھ پر بھی ڈرپ لگی تھی، جو زرار کے جسم سے خون لیکر موسی کے جسم میں پہنچا رہی تھی اسنے زرار کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے بند دروازے کو دیکھا اور حیرانگی سے پھر سے زرار کو دیکھا، وہ سمجھ نہیں رہی تھی کہ آخر بند دروازے پر ایسا کیا تھا۔

"تم مجھے ملنے آئی تھی نا تو میری طرف دیکھو وہاں کونسا تمہارا مینا بازار لگا ہوا ہے" اسے یوں زرار کو تکتے دیکھ کر موسی سنجیدہ لہجے میں بولا جبکہ زرار کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آکر چلی گئی

"میں۔۔ میں اب چلتی ہوں" بیگ کندھے پر سیدھا کیے وہ بنا کچھ اور کہے باہر چلدی

"خدا حافظ، دھیان سے جانا" نجانے کیسے موسی کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے کہ وہ خود بھی حیران رہ گیا، جھٹکہ تو سروج کو بھی لگا تھا جو راستے میں ہی رک گئی اور پھر بنا کچھ کہے تیزی سے باہر کو لپکی۔

اسکے جانے کے بعد موسی نے ایک نظر ساتھ والے بیڈ پر لیٹے زرار کو دیکھا تو اسکے ماتھے پر بل نمودار ہو گئے۔

"تم کیوں مسکرا رہے ہوں" ایک آبرو اچکائے اسنے زرار کو دیکھا، جسکا چہرہ بلکل سپاٹ تھا، وہ نہیں مسکرا رہا تھا کوئی اور دیکھتا تو یہی کہتا مگر سامنے والا کوئی اور نہیں موسی علی زماد تھا اور وہ جانتا تھا کہ زرار مسکرا رہا ہے اسکی آنکھوں میں وہ مسکراہٹ دیکھ چکا تھا۔

"کچھ جل رہا ہے؟" زرار نے جواب دیا

”کیا جل رہا ہے؟“موسی نے دوبدو سوال کیا

”تمہارا دل، جلن ہوئی نا جب سروج نے تمہیں کوئی امپورٹینس نہیں دی“زرار کا تیر اس قدر نشانے پر تھا کہ موسی کا دل چاہا کہ وہ اسکا وہی حشر کر دے جس حال میں وہ اس وقت خود تھا، مگر موسی کو اس بستر پر پہنچانے والا بھی تو زرار ہی تھا۔

موسی جو راز زرار سے چھپانا چاہتا تھا وہ تھا اپنی دلی کیفیت سروج کو لیکر مگر زرار اسکا راز اتنی آسانی سے پالے گا وہ کڑھ کر رہ گیا تھا۔

ایک بات تو اب کنفرم تھی کہ زرار کچھ بھی ہو جائے سروج کو موسی کی کبھی نہیں ہونے دے گا۔۔۔۔۔۔ مگر موسی نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سروج کو پا کر رہے گا

ہر کسی کا اسے سروج سے دور کرنا۔۔۔۔۔ سروج اب موسی کے لیے ایک ضد بن چکی تھی جسے وہ کسی بھی صورت پوری کرنا چاہتا تھا

سروج جو باہر کو جا رہی تھی اچانک سے ایک طرف سے کچھ آوازیں سن کر مڑی اسنے وہاں عمارہ اور مائز کو پایا جو کسی بات پر بحث کر رہے تھے

"کیا تم واقعی سچ بول رہے ہوں؟" عمارہ حیرت زدہ لہجے میں بولی

"تو کیا تمہیں اس وقت مذاق کے موڈ میں لگ رہا ہوں میں؟" مائز نے اس سے سوال کیا

”اسکا مطلب موسی کا یہ حال کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ باذات خود زرار ہے“عمارہ کو تو یقین ہی نا ہوا

”جی ہاں“مائرہ نے اثبات میں سر ہلایا

بہت کچھ تھا جو سروج کو جاننا تھا اسی لیے وہ اب ان دونوں کے سامنے جا کھڑی ہوئی

”سروج؟“عمارہ بولی

”مجھے جاننا ہے سب کچھ وہ بھی سچ“انہیں بولنے کا موقع دیے بنا سروج سخت لہجے میں بولی

”ہمم تو تمہارے مطابق موسی کو اس حالت میں پہنچانے والا زرار ہے؟“وہ تینوں ہسپتال کی کینٹین میں بیٹھے چائے سے لطف اندوز ہو رہے تھے جب سروج بولی

"ہاں" مائز نے سر ہلایا

"وجہ؟" سروج نے وجہ پوچھی

"وہ مجھے نہیں پتہ" مائز نے نظریں چرائی۔۔۔۔ سروج کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آگئی وہ جانتی تھی کہ مائز کچھ چھپا رہا ہے مگر اس نے زور دینا ضروری نا سمجھا

"چلو ٹھیک ہے پھر میں چلتی ہوں اللہ حافظ" سروج بیگ کندھے پر ٹکائے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور وہاں سے چلی گئی

"اس بکواس کا مطلب جان سکتا ہوں میں؟" موسیٰ زرا سے تیکھے لہجے میں پوچھنے لگا

”بکواس نہیں حقیقت موسی علی زماد۔۔۔۔۔۔۔ مگر بڑی غلط جگہ دل لگایا ہے تم نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور سروج تو تمہیں کبھی بھی نہیں ملے گی“ زرار اسکی حالت سے حظ اٹھاتے بولا

”غلط فہمی ہے تمہاری“ موسی بڑبڑایا

”کونسی یہ کہ تمہیں سروج سے محبت ہو رہی ہے یا یہ کہ سروج تمہیں نہیں ملے گی“ زرار نے اسے پھر سے جلایا

”تم یہاں سے کب جاؤ گے؟“ موسی نے دانت پیستے پوچھا

”پہلے تو ارادہ تھا جانے کا مگر اب سوچ رہا ہوں کیوں نا آج رات یہی گزار لوں؟ کیوں خیال ہے تمہارا؟“زرار نے ایک آبرو اچکا کر پوچھے

”میرے خیالات کتنے نیک ہوتے ہیں ان کا تمہیں اندازہ ہے شائد؟“موسی طنزیہ بولا

”بات تو سہی ہے اگر نیک خیالات کے مالک ہوتے تو یقین مانو آج اس بستر پر نا ہوتے“زرار پھر سے اسے آگ لگانے میں کامیاب ہو چکا تھا

”کمینہ“موسی بڑبڑایا

”تم سے کم“زرار کا جواب حاضر تھا

"کیا سوچ رہا ہے تو؟" مائز نے اسے پانی اور دوا پکڑاتے پوچھا۔۔۔۔۔۔زرار جا چکا تھا اور اب کمرے میں صرف موسی، مائز اور عمارہ تھیں۔۔۔۔۔

"زرار کے بارے میں" موسی بولا

"اسکے بارے میں کیا؟" عمارہ نے سوال کیا

عمارہ کو مائز ماہم اور عمیر سے لیکر ھدی تک سب کچھ بتا چکا تھا اور اب عمارہ بھی زرار کے موسی کو پیٹنے کی وجہ جانتی تھی

"یہی کہ مجھے اسکی محبت پر وار نہیں کرنا چاہیے تھا" موسی نے ان دونوں کو دیکھ کر جواب دیا

"تو فائنلی تونے بدلہ نالینے کا فیصلہ کر لیا۔۔۔۔ تھینکس گاڈ" مائز نے شکر منایا

"تجھے کس نے کہا میں بدلہ نہیں لوں گا" موسی نے حیرانگی سے پوچھا

"میں بدلہ ضرور لوں گا مگر اس بار وار زرار کی محبت پر نہیں بلکہ دوستی پر ہو گا" موسی بے لچک لہجے میں بولا

"مطلب؟" مائز کو کچھ غلط ہونے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی

"بتاتا ہوں۔۔۔۔ عمارہ تم سروج کو کسی بھی طرح کنوینس کروں کہ وہ تمہارے ساتھ مجھے ہسپتال ملنے آئے ایک دو دن تک اور تم مائز۔۔۔۔ تم سروج کے پیچھے سے اسکے گھر جاؤ

گے اور تمہیں کچھ بھی کر کے کسی بھی طرح سے سروج کے بیٹے ابراہیم کے بال یا ناخن لیکر آنے ہیں" موسی کے دماغ میں کیا چل رہا تھا کسی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی

"مگر وہ کیوں؟" عمارہ حیران ہوئی

"وقت آنے پر بتا دوں گا ابھی بس اتنا ہی کروں جتنا کہاں ہے میں نے" موسی ان دونوں کو دیکھ کر بولا

"دیکھ موسی سروج کو کسی بھی قسم کی تکلیف۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"فکر مت کروں اسے کسی بھی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی بلکہ اب تو ہر کسی کی تکالیف کا مداوا کرنے کا وقت آ گیا ہے اور یقین مانو اب میں کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کروں گا" موسی کی بات پر وہ دونوں سر ہلا کر رہ گئے

موسی کو اب ہسپتال میں رکے چار دن ہو چلے تھے۔۔۔۔۔ ایسے میں کبھی اس کے پاس اسکے گھر میں سے کوئی رات گزار لیتا تو کبھی مائز

مراد شہر سے باہر ایک پروجیکٹ کے سلسلے میں گیا تھا اور اب واپسی پر اسے موسی کا علم ہوا تو اسنے اس سے ملنے کا پلان بنایا۔۔۔۔۔ ساتھ ہی ساتھ اسنے عمارہ کا بھی کال کر کے ہسپتال آنے کا کہہ دیا تھا

عمارہ اس وقت یونی میں تھی سروج بھی آج یونی آئی ہوئی تھی۔۔۔۔ ھدی کی کوئی کلاس نہیں تھی تو وہ چھٹی پر تھی

مراد کی کال سن کر عمارہ کا دماغ کام کرنا شروع ہو گیا تھا

اسے کسی بھی طرح سے سروج کو ہسپتال لیکر جانا تھا

یہی سوچتے وہ اپنی کار کے پاس آ کھڑی ہوئی اور پھر کچھ سوچتے ہوئے اسنے بالوں سے پن نکال کر گاڑی کا ٹائر پنکچر کر دیا

اور اب معصوم سا منہ بنائے وہ ادھر ادھر ٹہلنے لگی جب اچانک سروج کی کار اسکے پاس آ کر رکی

"ارے عمارہ تم یہاں اینی پرابلم ؟" سروج نے سوال کیا

"ہاں وہ یار میں واقعی میں پرابلم میں ہوں" عمارہ بیچارہ سا منہ بنائے بولی

”کیوں کیا ہوا؟“ سروج یکدم پریشان ہوئی

”وہ دراصل مجھے جانا ہے موسی سے ملنے ہوسپٹل مراد بھی وہی آئے گا ڈائریکٹ اور اب میری گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا ہے سمجھ نہیں آرہی کیا کروں؟ آج تو مائز بھی نہیں آیا یونی“ عمارہ واقعی میں پریشان تھی

”او ہو یہ تو بہت برا ہو گیا“ سروج کو برا فیل ہوا

”تم ایسا کروں میرے ساتھ آجاؤ میں تمہیں ڈراپ کر دوں گی“ سروج نے حل پیش کیا

عمارہ کا تو دل چاہا کہ بھنگڑے ڈالے مگر خاموش رہی

”ارے نہیں سروج تمہارے گھر کا روٹ دوسری طرف ہے اور ہوسپٹل دوسری طرف ہے۔۔۔۔۔۔ نہیں تم رہنے دوں“ عمارہ نے رسمی طور پر ٹالا

”ارے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا تم آجاؤ“ سروج مسکرا کر بولی اور عمارہ اپنا بیگ اٹھائے اسکے ساتھ کار میں آبیٹھی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

ھدی لاؤنج میں ابراہیم کے ساتھ کارٹون دیکھنے میں مصروف تھی اور ساتھ ہی ساتھ بڑی ہوشیاری سے اسنے ابراہیم کے ناخن کاٹ ڈالے تھے۔۔۔۔۔۔۔اور اب ایک عزیم کام سرانجام دینے کے بعد وہ پرسکون تھی جب گھر کی بیل بجی

”اس وقت کون ہو گا؟“ ھدی نے حیرانگی سے سوچا

چپل پاؤں میں اڑستی وہ دروازے کی جانب بڑھی

ہول سے اسنے دیکھا تو مائز کو وہاں دیکھ کر حیران رہ گئی

"السلام علیکم" ھدی نے دروازہ کھول کر سلام کیا

"وعلیکم السلام" مائز مسکراہ کر بولا

"آپ یہاں؟" ھدی نے سوال کیا

"میں اندر آجاؤ؟" مائز نے اجازت چاہی

"جی جی ضرور" ھدی فوراسائڈ پر ہو گئی

ھدی اسے لاؤنج میں لے آئی جہاں ابراہیم بیٹھا کارٹون دیکھ رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ گنگنا بھی رہا تھا

"آیئے بیٹھے" مائزاب سنگل صوفہ پر بیٹھ گیا تھا

"اہمم وہ پانی۔۔۔پانی ملے گا؟" ھدی ہاں میں سر ہلاتی کچن کی جانب چل دی

مائزاب غور سے ابراہیم کو دیکھ رہا تھا جواب مائز کو گھور رہا تھا۔۔۔۔۔۔مائز نے سامنے ٹیبل پر دیکھا تو ایکدم اسکی آنکھیں چمکی۔۔۔اسنے ایک بار ابراہیم کے چھوٹے ہاتھوں کو پکڑ کر دیکھا جن کی تراش خراش ہوئی تھی اور پھر ٹیبل پر پڑے نیل کٹر اور ناخنوں کو دیکھا۔۔۔۔وہ ناخن سو فیصد ابراہیم کے تھے

"اسنے تو خود مشکل آسان کر دی" وہ بڑبڑایا اور پھر پاکٹ سے ٹیشو نکال کر دو تین کٹے ناخن اٹھا کر اس میں رکھ کر پاکٹ میں ٹیشو دوبارہ ڈال دیا

"شکریہ" ھدی کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیکر وہ بولا

"وہ۔۔۔وہ آپ کو کوئی کام تھا؟" ھدی نے سوال کیا

"ہاں وہ دراصل مجھے موسی نے بھیجا تھا وہ سروج سے کوئی فائل لینی تھی۔۔۔۔دراصل موسی کوئی پروجیکٹ پر کام کر رہا ہے سروج کے ساتھ تو اسی لیے چاہیے تھی" مائز نے بروقت کہانی گڑھی

"فائل؟ مگر مجھے تو کسی فائل کا معلوم نہیں۔۔" ھدی نے نفی میں سر ہلایا

"اوہ اچھاااا۔۔۔۔ تو پھر سروج کب تک آئے گی؟" مائز نے دوبارہ پوچھا

"وہ تو نہیں پتا" ھدی نے نفی میں سر ہلایا

"اچھا چلو میں چلتا ہوں یہاں سے گزر رہا تھا تو سوچا کہ پوچھ لو فائل کا" مائز بولتے ہی دروازے کی جانب بڑھ گیا

"اور ہاں سیر یسلی سوری میری وجہ سے تم ڈسٹرب ہوئی" مائز معزرت خواں لہجے میں بولا

"ارے نہیں کوئی بات نہیں" ھدی مسکراہ کر بولی

”چلو ٹھیک ہے اللہ حافظ“ مائزوہاں سے چلتا بنا اسکا کام ہو چکا تھا یا یوں کہنا بہتر تھا کہ ھدی نے خود وہ کام کرنے میں مدد کی تھی

”تھینکیو ونس اگین سروج“ عمارہ مسکرا کر بولی

”نو پرابلم“ سروج نے جواب دیا

”او کے اب میں چلتی ہوں“ ہوسپٹل کے سامنے گاڑی روکتے سروج بولی

”ارے کہاں چلی؟“ عمارہ نے پوچھا

”گھر!!“سروج نے جواب دیا

”یار اب اگر یہاں تک آ گئی ہوں تو اندر آکر ایک بار مل بھی لوں موسی سے۔۔۔دیکھو اچھا نہیں لگتا نا اور اگر باتوں باتوں میں مجھ سے اگر یہ بات نکل گئی نا کہ تم چھوڑنے آئی تھی تو برا لگے گا“عمارہ نے ہر طرح سے اسے منانا چاہا

سروج نے پر سوچ نظروں سے اسے دیکھا اور سر ہاں میں ہلا دیا

”ارے مراد کی کال آ رہی ہے تم یہ پکڑ کر اندر جاؤ میں اسکے ساتھ آتی ہوں“عمارہ نے تیزی سے اسے بوکے پکڑایا اور باہر کو بھاگ گئی۔۔۔۔جبکہ سروج رکو رکو کرتی رہ گئی

خیر مرتا کیا نا کرتا سروج ہمت باندھتی موسی کے کمرے میں داخل ہو گئی

موسی جو کسی سوچ کے تحت کھڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا اسنے اچانک دروازے کی طرف دیکھا تو سروج کو وہاں پا کر چونک گیا

اس سے پہلے کے وہ کچھ سمجھ پاتا اسکے نمبر پر عمارہ کا میسج آیا

”کام کر دیا ہے میں نے تمہارا۔۔۔ اب آگے کیا کرنا ہے وہ تمہاری مرضی“ عمارہ کے میسج پر وہ جی جان سے جھوم اٹھا۔۔۔ پھر نظریں اٹھائے کتنے ہی پل اسکو دیکھتا رہا جو اب اسکی نظروں سے کنفیوز سی کمرے کا معائنہ کر رہی تھی

”معائنہ کر لیا ہوں تو اندر آجاؤ“ موسی شرارت بھرے لہجے میں بولا

"ہاں۔۔۔وہ۔۔۔۔میں۔" سروج کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا بولے

"ویسے اگر معائنہ کرنے کا اتنا ہی شوق تھا تو میرا کر لیتی۔۔ آخر کو بیمار تو میں ہوں نا"

موسی کی بات پر اب کی بار وہ کچھ نا بولی

"یہ میرے لیے ہیں؟" اسکے ہاتھ میں موجود بوکے کی طرف اشارہ کیے اسنے پوچھا

"ہاں" سروج نے سر اثبات میں ہلایا

"تو مجھے دے بھی دوں" موسی کے بولتے ہی اسنے تیزی سے بوکے اسے پکڑایا اور اسکے بیڈ سے دو قدم پیچھے ہوئی

”ویسے اگر پھول لانے ہی تھے تو اصلی لے آتی ان نکلی پھولوں کا میں نے کیا کرنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہارے پھول بتا رہے ہیں کہ تم دل سے نہیں آئی ہوں“ پھولوں کو سونگھ کر موسی بولا تو سروج نے دانت پچکچائے

”میں چلتی ہو“ سروج فٹ سے بولی

”رکو!!“ موسی کی آواز پر وہ ناچاہتے بھی رک گئی

”کیا؟“ سروج نے پوچھا

”یار اب اگر آ گئی ہوں تو تھوڑی دیر کے لیے کمپنی بھی دے دوں بور ہو رہا ہوں“ موسی معصوم شکل بنا کر بولا

”بھلا میں تمہیں کیا کمپنی دے سکتی ہوں؟“سروج حیران ہوئی

”چلو کمپنی نا سہی تو اس پروجیکٹ پر ہی بات کر لیتے ہیں جو مل کر شروع کرنا ہے ہمیں“ موسی نجانے کیوں مگر اسے روکنا چاہتا تھا

”پروجیکٹ ڈسکیشن اور یہاں۔۔۔۔۔آئی مین ہمارے پاس تو فائل بھی نہیں ہے“ سروج نے جواز پیش کیا

”میرے پاس ہے“موسی مسکرایا،اور فائل ساتھ ٹیبل پر پڑے بیگ میں سے نکال کر سروج کو تھمادی

یہ فائل تب سے موسی مائز کے ذریعے اپنے گھر سے منگوا چکا تھا

قدرت بھی فلحال موسی کے ساتھ تھی

"آؤ بیٹھ جاؤ قسم سے کاٹتا نہیں ہوں میں" موسی کی بکواس کو نظر انداز کرتے سروج نے جھٹکے سے اس سے فائل کھینچی اور سامنے صوفہ پر جا بیٹھی، جبکہ موسی اسکی اس حرکت پر سر جھٹک کر ہنسا

تھوڑی دیر بعد جب موسی نے اسکی طرف دیکھا تو سروج کو فائل پڑھنے میں گم پایا۔۔۔۔ سروج کو پیاس لگی تھی وہ بار بار اپنے لب زبان کے ذریعے تر کر رہی تھی

موسی نے اپنے ڈھکے ہوئے جوس کے گلاس کو دیکھا اور ساتھ ہی نیند کی دوائی کو۔۔۔۔۔۔۔ سروج کی نظروں سے بچ کر اسنے نہایت صفائی سے جوس میں ایک گولی ڈال دی

"یہ لو" موسی نے جوس اسکی طرف بڑھایا

"نہیں شکریہ" سروج نے انکار کیا

"لے لو مجھے معلوم ہے تمہیں پیاس لگی ہے" موسی کی بات پر زرا سا شرمندہ ہوتے اسنے گلاس پکڑ لیا

"تم نے ھدی کو بتایا اپنے یہاں ہونے کا آئی مین کے کافی وقت سے تم یہی ہوں؟" موسی نے سوال کیا

"ہاں میسج کر دیا تھا کہ لیٹ آؤ گی" سروج فائل پر نظریں گاڑھے بولی

اس وقت اسکے دماغ سے یہ بات بلکل نکل چکی تھی کہ وہ یہاں عمارہ کے انسسٹ کرنے پر اسکے ساتھ آئی تھی

جوس کا گلاس خالی کر کے اسنے موسی کو پکڑا دیا

تھوڑی دیر میں اسے اپنا سر بھاری محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔۔فائل بند کر کے سائڈ پر رکھے اسنے آنکھیں موندے صوفہ کی بیک پشت سے ٹیک لگا لی اور اب ہلکے سے اپنی کن پیٹیوں کا مساج کرنے لگی

مگر بند آنکھیں مزید بھاری ہوتی گئی۔۔۔۔۔۔۔اور بہت جلد ہی اسے نیند کی وادیوں میں لے گئی

تکیے کو تھوڑا اونچے کیے اس سے ٹیک لگائے وہ بائیں جانب کی طرف کروٹ لیے. بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ دنیا جہاں سے بے خبر غیر آرام دہ طریقے سے سو رہی تھی، موسی تو خود اپنی دلی کیفیت پر حیران تھا جو پچھلے تین گھنٹوں سے اسی پوزیشن میں لیٹے اپنی چوٹ کی پرواہ کیے بنا اسے دیکھے جا رہا تھا، اپنے اوپر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کرتے سروج بھی نیند سے جاگی اسنے آنکھیں ملتے ہوئے سامنے دیکھا جو اب بھی اسے ویسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا اور اپنی چوری پکڑی جانے پر زرہ سا بھی شرمندہ نہیں نظر آ رہا تھا۔ سروج تو پہلے بوجھل دماغ سے سب کچھ یاد کرنے لگ گئی۔۔۔۔ اور پھر یاد آنے پر آنکھیں بڑی کیے دوبارہ موسی کو دیکھنے لگی

"ایسے کیا گھور رہے ہو تم" وہ تڑخ کر بولی

"تمہیں دیکھ رہا ہوں، کتنی اچھی لگ رہی ہوں نا یوں میرے پاس، بلکل اپنی اپنی سی"

موسی اور اسکا فلرٹی لہجہ وہ آنکھیں گھما کر رہ گئی

”لیکن مجھے افسوس ہو رہا ہے“ وہ بے چارگی سے بولا جبکہ سروج نے آبرو اچکا کر مطلب پوچھا

”کاش یہاں اس وقت ہم اس گندے سے ہسپتال کے روم کی بجائے اپنے بیڈ روم میں ہوتے“۔۔۔

”ہمارا بیڈ روم۔۔۔۔۔ کیا ملب ہے اس بکواس کا“ سروج غصے سے چیخی

”آفکورس مجھ سے شادی کے بعد تمہارا اور میرا بیڈ روم ہمارا ہی کہلائے گا“

موسی کی اس بے باک بات پر سروج کو اپنے گال دہکتے محسوس ہوئے۔۔۔۔۔۔ سروج کو موسی سے دوبارہ اس بے ہودہ مذاق کی امید نہیں تھی

اسنے دل میں ہزار صلوتیں عمارہ کو سنادی جو اسے یوں یہاں چھوڑ کر نجانے اب کہاں غائب تھی، مگر اسے خود پر بھی غصہ آرہا تھا کہ وہ کیسے اس شخص کی موجودگی میں اتنی بے خبری سے سو سکتی ہے

”ارے کہاں جارہی ہوں ؟“اسے صوفہ سے اٹھتا دیکھ کر وہ جلدی سے بولا

”ارے میں تم سے پوچھ رہا ہوں “کوئی جواب ناپا کر وہ دوبارہ بولا

”سروج حیدر کیا آپ بتانا پسند کرے گی کہ آپ کہاں جارہی ہے ؟“میٹھے لہجے میں وہ لفظ چبا چبا کر بولا

”سروج عمیر۔۔ سروج عمیر نام ہے میرا نا کہ سروج حیدر، سمجھ آئی“انگلی اٹھاتے وہ بولی

"میں تو سروج حیدر ہی بولو گا کرلوں جو کرنا ہے" چڑانے والی مسکراہٹ کے ساتھ وہ بولا۔

"بائے داوے بیوٹیفل لیڈی تم بتانا پسند کروں گی کہ کہاں جا رہی ہوں؟" اسنے دوبارہ پوچھا

"تمہیں شرم نہیں آتی کسی بھی لڑکی سے ایسے بات کرتے ہوئے، مت بھولو کہ میں بیو۔۔۔۔"

"ہاں ہاں پتا ہے کہ تم بیوہ ہوں، یہ دیکھو یار یہ میرے جڑے ہاتھ، بس کردوں قسم سے میں تھک چکا ہوں یہ بیوہ والی بات سن سن کر، کان پک گئے ہیں میرے کچھ مجھ بیچارے پر رحم کروں"

”تم۔۔۔کتنے گھٹیا، بدتمیز اور اخلاق سے گرے ہوئے انسان ہو تم“ اسے سمجھ نا آئی وہ کیا کرے

”واللہ ابھی بامشکل ہی تین سے چار گھنٹے ہوئے ہیں تمہیں میرے ساتھ اور کتنے اچھے سے جان گئی ہوں تم مجھے“ موسی کی آنکھوں میں واضح شرارت ناچ رہی تھی

”اگر تم اتنے اچھے سے ہی مجھے سمجھتی رہی نا تو مجھے شک ہے سروج حیدر کہ تمہیں سروج موسی علی زماد بننے سے کوئی بھی روک نہیں سکے گا تم خود بھی نہیں“ اسکے لہجے کی پختگی ایک پل کو تو سروج کو ساکت کر گئی۔

”ایسا کبھی بھی نہیں ہو گا“ اسنے اپنے لہجے کو مضبوط بنانے کی ناکام سی کوشش کی

”اور اگر میں نے ایسا کر دیا؟“ کتنا پختہ لہجا تھا اسکا۔

"تم جانتے ہوں کیا مجھے اس وقت شدید افسوس ہو رہا ہے کہ زرار نے صرف تمہارا بازو کیوں توڑا اور سر کیوں پھوڑا، تمہارا حل مار پیٹ نہیں ہے بلکہ یہ لمبی اور قینچی سے بھی تیز زبان ہے جسے کاٹ دینا چاہیے" کہتے ہی وہ کمرے سے باہر نکلی اور زوردار آواز میں دروازہ بند کیا جبکہ موسی دل کھول کر ہنسا تھا۔

سروج کے جاتے ہی موسی نے مائز کو کال کی

"کہاں ہوں؟"

"ہوسپٹل ہوں ابھی سروج کو نکلتے دیکھا بس آرہا ہوں" مائز بولا

”ہمم سہی“موسی نے ابھی موبائل رکھا ہی تھا کہ مائز اندر داخل ہوا

”کام ہو گیا؟“موسی نے بے چینی سے پوچھا

”بلکل میرے یار ہو گیا“مائز نے جیب سے ٹیشو نکالے موسی کے آگے رکھ دیا

موسی نے ٹیشو کا احتیاط سے کھولا تو اندر ناخن پا کر خوش ہو گیا

”اب آگے کیا کرنا ہے؟“مائز نے سوال کیا

”اب جو بھی کرو گا میں خود کروں گا“موسی ناخن ہاتھ میں پکڑے ایک جذب سے بولا۔

موسی نے ہسپتال کی انتظامیہ کو پیسے دے کر خفیہ طور پر ابراہیم کے ناخن اور اپنے خون کا سیمپل دے کر ڈی۔این۔اے ٹیسٹ کروایا تھا

اب انتظار تھا تو بس رپورٹس کا

موسی کو آج ڈسچارج ہو جانا تھا اور رپورٹس بھی آج ہی ملنی تھی

"مسٹر موسی رپورٹس آچکی ہے" ڈاکٹر اسکے روم میں انویلپ لیے داخل ہوا

"سچ میں"

''جی یہ لے'' ڈاکٹر نے رپورٹس موسی کی طرف بڑھائی

موسی نے جلدی سے رپورٹس کھولی تو اسے اپنا شک یقین میں بدلتا نظر تا آیا

ڈی۔این۔اے رپورٹس سے بات واضع ہو گئی تھی کہ ابراہیم سروج کا نہیں بلکہ ماہم کا بیٹا ہے

''میرا وعدہ ہے تم سے ماہم کے اب میں تمہارے ہر دکھ کا مداوا کروں گا'' موسی خود سے عہد کرتے بولا

موسی گھر آ گیا تھا اور پہلے سے زیادہ خاموش بھی ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔ اسنے اس دن کے بعد سے سروج کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر علی صاحب کو یہی بات ٹینشن دیے جا رہی تھی

انہیں جلد از جلد موسی کے حوالے سے کوئی اہم فیصلہ کرنا تھا

موسی کی ٹانگ پر چوٹ زیادہ آئی تھی اسی وجہ سے وہ سٹک کی مدد سے چلتا پھرتا تھا۔۔۔۔۔ اسکا سارا سامان بھی نیچے گیسٹ روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا

رات کے کھانے کے بعد وہ سب لاؤنج میں بیٹھے چائے پی رہے تھے جب علی زماد نے ایک تصویر موسی کے سامنے رکھی

"موسی یہ لڑکی دیکھو کیسی ہے؟" علی صاحب نے سوال کیا

"اچھی ہے ڈیڈ" ایک نظر تصویر دیکھ کر وہ ٹی۔وی پر چلتی مووی کی طرف متوجہ ہو گیا

"یہ کون ہے ڈیڈ؟" ندا نے سوال کیا

”میرے دوست کی بیٹی ہے۔۔۔۔ماشا اللہ سے بچی ڈاکٹر بن رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔احسان اب اپنی بیٹی کا رشتہ کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔وہ چاہتا ہے کہ اب وہ اپنی بیٹی کی شادی کردے۔۔۔۔۔۔۔مجھے تو بچی بہت اچھی لگی“علی صاحب تفصیل سے بولتے موسی کو دیکھے گئے جو بلکل پرسکون سا بیٹھا تھا

”تو اس میں ہم کیا کرے؟“موسی نے سوال کیا

”تم بتاؤ تمہیں لڑکی کیسی لگی؟“علی صاحب نے دو ٹوک لہجے میں پوچھا

”شادی تو آپکو کرنی ہے ڈیڈ مجھسے کیوں پوچھ رہے ہیں؟ ویسے بھی آپ کو تو بچی اچھی لگی ہے تو میرا کیا؟“موسی مسکراہٹ دباتے بولا

”میں نے یہ لڑکی تمہارے لیے پسند کی ہے موسی“علی صاحب خود پر قابو پاتے بولے

”چچچ۔۔۔۔۔۔ سوری ڈیڈ پھر تو آپ لیٹ ہو گئے میں آلریڈی اپنے لیے لڑکی پسند کر چکا ہوں۔۔۔۔اب تو دو ہی طریقے بچتے ہیں۔۔۔۔۔۔یا تو آپ خود اس اچھی بچی کو اپنے نکاح میں لے آئے یا پھر اسکی شادی کی فکر اسکے ماں باپ کو کرنے دے“موسی تیر پر تیر چلاتا گیا

”اور میں بھی تمہیں بتا چکا ہوں کہ تمہاری شادی کبھی بھی وہاں نہیں ہو گی جہاں تم چاہتے ہوں“علی صاحب دانت پیستے بولے

”یہ تو وقت بتائے گا ڈیڈ۔۔۔۔اور یقین مانے آپ خود اس شادی پر راضی ہو گے“موسی نے دوبدو جواب دیا

”میری مرضی کو چھوڑو برخودار پہلے اسکی رضا تو حاصل کر لو۔۔۔۔ جس کے ساتھ کا خواب تم سجائے بیٹھے ہوں“ علی صاحب تمسخرانہ بولے تو موسی ہنس دیا

”اسکی فکر مت کرے ڈیڈ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صرف ایک مہینہ ڈیڈ۔۔۔۔۔۔۔ صرف ایک مہینہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک مہینے بعد سروج اس گھر میں میری بیوی اور آپ کی بہو کے طور پر آپ کو نظر آئے گی اور وہ بھی سب کی دلی رضامندی سے“ یہ کہتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور سٹک کا سہارا لیتے اپنے کمرے کی جانب چل دیا

علی صاحب تو اسکے اس قدر پختہ لہجے پر فکر مند ہو گئے تھے۔۔۔۔

آج ایک بار پھر وہ یاسین ولا کے باہر کھڑا تھا

"او صاحب تم پھر سے آ گیا؟" وہاں کھڑا وہ چوکیدار موسی کو دیکھ کر منہ بنائے بولا

"ہاں ام کو تم کا یاد ستا رہا تھا" موسی دانت پیستے بولا

"کیا کام سے آیا ہے تم یہاں؟" چوکیدار نے تفتیشی لہجے میں پوچھا

"موسی صاحب آپ ارے آئیے نا" ہیڈ میڈ نے ایک بار پھر موسی کو چوکیدار سے بچا کر اندر بلوا لیا

اندر داخل ہوتے ہی موسی نے ایک نظر پیچھے دیکھا جہاں چوکیدار اپنی کرسی پر جا بیٹھا تھا

"گھر میں تمہارے علاوہ کوئی اور تو نہیں؟" موسی نے اس سے سوال کیا

"نہیں سر" میڈ نے سر نفی میں ہلایا

"ہمم ویری گڈ۔۔۔۔۔۔۔۔یہ لو" اسے شاباشی دیتے پانچ۔ پانچ ہزار کے کئی نوٹ اسکے ہاتھ میں رکھ دیے۔۔۔۔۔۔ جسے لیتی وہ خوشی سے وہاں سے چلی گئی

"سنو اپنے کواٹر میں جاؤ اور تب تک یہاں نا آنا جب تک میں نا بلاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔ سمجھی" موسی نے انگلی اٹھائے وارن کیا

"جی سر" وہ سر اثبات میں ہلاتی وہاں سے چلی گئی

موسی نے ایک بار پھر عمیر کے کمرے کی جانب قدم بڑھائے

کمرے میں داخل ہوتے ہی اسنے الماری کھولی اور اسکے سائڈ پر بنا سیکریٹ خانہ کھولا

موسی نے اسکے اندر ہاتھ ڈالا مگر خانہ بلکل خالی تھا۔۔۔۔۔ وہ منہ بناتے ہاتھ باہر نکالنے لگا تھا جب اسکا ہاتھ خانے کی سائڈ پر لگا اور اسے کچھ محسوس ہوا

موسی نے ایک دو جتن کرنے کے بعد ہاتھ باہر نکالا تو ہاتھ میں ایک خاکی لفافہ تھا

"یہ کیا؟" موسی حیران ہوا اور تیزی سے لفافہ کھولا۔۔۔۔۔ مگر اسے اپنے زمین و آسمان گھومتے محسوس ہوئے

وہ نکاح نامہ تھا۔۔۔۔۔۔۔ مگر عمیر اور سروج کا نہیں۔۔۔۔۔۔۔ بلکہ عمیر اور ماہم کا۔۔۔۔ جو ایک سال پہلے ہوئے تھا

"یہ۔۔۔یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" موسی کو کچھ سمجھ نہیں آیا

اسنے تیزی سے نکاح نامہ جیب میں ڈالا اور گھر سے باہر نکل گیا

موسی تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا اسنے الماری کا پٹ کھول کر عمیر کی فائل نکالی جس میں اسکی سب انفارمیشن تھی

فائل کے مطابق عمیر سات مہینے پہلے دبئی گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جبکہ ماہم پچھلے سال سے لاپتہ تھی

عمیر کا اچانک دبئی جانا۔۔۔۔۔۔۔ماہم کا پچھلے ایک سال سے لاپتہ ہونا۔۔۔۔۔اور پھر ابراہیم۔۔۔۔۔

ابراہیم کی عمر اب پانچ ماہ تھی اور ماہم کی موت کو بھی پانچ مہینے ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور وہی دوسری طرف عمیر اور سروج کا نکاح بھی پانچ ماہ پہلے ہوئے تھا

اسکا دماغ سن ہونے لگا تھا کانوں میں ماہم کی روتی آواز گونج رہی تھی

"بھیا۔۔۔۔۔ بھیا اسنے دھوکہ دیا مجھے بھیا۔۔۔۔۔۔میں اس سے محبت کرتی تھی مگر اسنے میرا استعمال کیا۔۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔وہ کسی اور کے ساتھ کمیٹڈ ہے بھیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مار ڈالا اسنے مجھے۔۔۔۔۔مار ڈالا آپ کی ماہم کو اسکی محبت نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سب کچھ ختم ہو گیا بھیا۔۔۔۔۔۔سب کچھ "ماہم کی روتی آواز موسی کو بے چین کیے ہوئے تھی

"ماہم!!!" وہ یکدم دھاڑا اور کانچ کا شیشہ پرفیوم کی بوتل سے توڑ ڈالا

\-

سروج نے بیل کی آواز سنی تو تیزی سے دروازہ کھولا مگر کسی کو نا پا کر حیران ہوئی۔۔۔۔

مگر جب دروازے پر روز کا بوکے دیکھا تو حیران رہ گئی

وہ بوکے اٹھائے اندر لے آئی

"ارے بھابھی یہ کیا؟ یہ کہاں سے آیا ہے؟" ھدی پھول دیکھ کر حیران ہوئی

"پتہ نہیں دروازہ کھولا تو بوکے وہاں پہلے سے تھا" سروج نے جواب دیا

"کوئی کارڈ وغیرہ؟" ھدی نے سوال کیا

"نہیں کچھ بھی نہیں صرف بوکے ہے" سروج بوکے کو ادھر ادھر کرتے بولی

"عجیب ہے" ھدی نے کہا

"ہمم۔۔۔۔۔۔ چھوڑو ضرور مذاق کیا ہو گا کسی نے" سروج نے اسکی توجہ ہٹائی

"تم ریڈی ہو جاؤ پھر یونی کے لیے نکلنا ہے" سروج کی بات پر وہ سر ہلاتے کمرے میں چل دی

سروج کے موبائل پر میسج ٹون بجی اسنے موبائل دیکھا تو وہاں ایک میسج تھا

میسج کھول کر پڑھا تو ماتھے پر بل پڑ گئے

"امید ہے یہ پھول آپ کے شایان شان ہو گے" موسی کی طرف سے آیا میسج پڑھ کر سروج کا دماغ گھوم گیا تھا

"بد تمیز" صبح ہی صبح سروج کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔۔۔۔

اور پھر ایسا روزانہ ہونے لگا۔۔۔۔ روزانہ صبح،شام اور رات کو سروج کے لیے ایک بوکے آتا

صرف یہی نہیں بلکہ ایک بوکے سروج کے آفس بھی بھیجا جاتا

اب تو سروج کا غصے سے برا حال تھا

وہ دندناتی موسی کے آفس میں داخل ہوئی اور بنا ادھر ادھر دیکھے ڈائریکٹ اسکے روم میں داخل ہو گئی

''تمہارا مسئلہ کیا ہے؟''موسی کے سر پر پہنچ کر وہ چیخی

موسی نے ایک نظر اسکے پیچھے دیکھا جہاں گارڈز اندر آرہے تھے۔۔۔۔اسنے ہاتھ کے اشارے سے انہیں آنے سے روکا اور پھر ہاتھ کے اشارے سے ہی واپس جانے کو کہا

''آؤ بیٹھو''موسی نے آفر کی

''بیٹھنے نہیں آئی تمہیں صرف یہ سمجھانے آئی ہوں کہ اپنی یہ چھچھوری حرکتیں چھوڑ دوں''سروج مٹھی بھینچے غصے پر قابو پاتے بولی

”چھچھوری حرکت میں نے کیا کیا؟“موسی معصوم بنا

”تم نے کیا کیا؟واؤ۔۔۔۔۔۔۔ ایکسٹریملی واؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم نے کچھ نہیں کیا تو یہ پھول بھیجنے والی چھچھوری حرکت سے کیا مطلب اخذ کروں میں؟“بازو سینے پر باندھے سروج نے جواب طلب کیا

”اب میری محبت کو چھچھوری حرکت تو مت کہوں۔۔۔۔۔ اتنی محبت اور محنت سے روزانہ خود تمہارے لیے پھول چن کر انکا بوکے بنوا کر بھیجتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حالانکہ میری حالت مجھے اجازت دیتی نہیں ہے“موسی نے تو الٹا اس سے گلہ کیا

”بڑا احسان کرتے ہوں“سروج دانت پیستے بولی

”میں تمہیں پہلی اور آخری باروارن کرنے آئی ہوں موسیٰ علی زماد اپنی یہ حرکتیں چھوڑ دوں۔۔۔۔۔۔ آخر تم چاہتے کیا ہوں کیوں میرے پیچھے پڑے ہوں؟“سروج موسیٰ کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ کر بولی

”تم جانتی ہوں سروج میں تم سے کیا چاہتا ہوں۔۔۔۔مان جاؤ تم“موسیٰ آرام سے بولا

”تم میرا جواب جانتے ہوں“سروج ٹیبل پر ہاتھ مارتے بولی

”اور اگر میں تمہارا انکار ہاں میں بدل دوں تو؟“موسیٰ نے ابرو اچکائے پوچھا

”ناممکن“سروج تمسخرانہ ہنسی

”فائن سروج تم نے میرے لیے کوئی اور آپشن نہیں چھوڑا۔۔۔۔۔ایسا ہے تو پھر ایسا ہی سہی“موسی نے اپنے ٹیبل کے ڈراسے ایک فائل نکال کر سروج کے سامنے رکھ دی

”یہ کیا ہے ؟“سروج نے حیران نظروں سے پوچھا

”خود کھول کر دیکھ لو“موسی نے فائل اسکی طرف بڑھائی

آج تک صرف موسی کو جھٹکے لگے تھے مگر آج سروج کو لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ ڈی۔این۔اے رپورٹ تھی سروج اور ابراہیم کی۔

جس کے مطابق ابراہیم سروج کا بیٹا نہیں تھا

سروج کو اپنے پیروں سے زمین نکلتی محسوس ہوئی

"یہ۔۔۔یہ کیا ہے؟" سروج کے ہونٹ خشک ہو گئے

"پڑھی لکھی ہوں تم۔۔۔ خود سمجھ جاؤ" موسی اسکی حالت دیکھ کر بولا

"یہ۔۔یہ۔۔۔ کیسے۔۔۔۔۔کب کیا تم نے" سروج کو سمجھ نہیں آئی

موسی کو یاد تھا کہ جس دن اسنے سروج کو نیند کی گولی ملا جوس پلایا تھا اسی دن کیسے اسنے اسکے کچھ بال لیکر اپنے ساتھ ساتھ اسکی بھی ڈی۔این۔اے رپورٹ حاصل کی تھی

سروج کانپ رہی تھی

"ارے ارے تم تو ابھی سے کانپنا شروع ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ ابھی تو تمہیں کچھ اور بھی دکھانا ہے"

بولتے ہی موسی نے ایک اور فائل اسکے آگے رکھ دی۔۔۔۔۔۔۔ سروج نے جلدی سے فائل کھولی تو آنکھیں مزید پھیل گئی

ابراہیم اور موسی کا ڈی۔این۔اے میچ کر رہا تھا

"ویسے کتنی عجیب بات ہے نا سروج، ابراہیم بیٹا تمہارا ہے مگر ڈی۔این۔اے مجھ سے میچ کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ آئی مین معجزہ ہو گیا نا یہ تو"

"یہ جھوٹ ہے۔۔۔یہ" ہذیانی کیفیت میں چلاتے اسنے دونوں فائلز پھاڑ دی

”ارے ارے ریلیکس یار یہ تو صرف مووی کا ٹریلر اور سٹارٹ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اب تو انٹرول کی باری ہے۔۔۔۔۔۔یہ لو“اور اب کی بار موسی نے اسکو ایک اینویلپ پکڑایا

سروج کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہمت کر کے اسنے انویلپ پکڑا اور کانپتے ہاتھوں سے کھولنے لگی

انویلپ کے اندر موجود صفحہ دیکھ کر سروج کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی۔۔۔۔۔۔وہ نکاح نامہ تھا اس کا اور عمیر کا

سروج نے نظریں اٹھائے موسی کو دیکھا۔۔۔۔۔۔موسی نے خاموشی سے ایک اور انولیپ اسکے سامنے رکھ دیا

سروج نے وہ کھولا تو اس میں ابراہیم کا برتھ سرٹیفیکیٹ تھا

”ویسے کتنی حیرت کی بات ہے ناسروج تمہارا بیٹا تمہاری شادی سے پہلے ہی اس دنیا میں آگیا کیسے؟ہاؤ از اٹ پاسیبل ؟ تمہارا نکاح بھی پانچ مہینے پہلے ہوا تمہارا بیٹا بھی پانچ ماہ کا ہے۔۔۔۔۔۔۔ کیا شادی کے ساتھ ہی ہو گیا تھا“موسی کے لفظ ہتوڑے کی مانند سروج پر برس رہے تھے

”او پلیز اب یہ مت کہنا کہ یہ نکاح نامہ بھی جھوٹا ہے“موسی آگے کو ہو کر بیٹھا اور سروج کا منہ کھولتا دیکھ کر بولا

”ابھی تو ایک اور بھی سرپرائز ہے تمہارے لیے“موسی طنزیہ مسکرا رہا تھا

”کیا؟“سروج نے بے ساختہ پوچھا

"یہ لو سروج اس مووی کا اینڈ"

اور اب پھینکا تھا موسی نے آخری پتا

سروج کی ہمت اب جواب دے رہی تھی مگر پھر بھی اسنے اس کاغذ کو کھولا

ایک اور نکاح نامہ دولہا وہی مگر دلہن کوئی اور

آنکھوں میں جمع پانی قطرہ قطرہ بہنے لگا

"کیا چاہتے ہوں موسی" وہ تھکی آواز میں بولی

"اگر سچ بولوں گا تو یقین کروں گی؟" موسی نے تھوڑا سا آگے ہو کر پوچھا

"پتا نہیں" سروج بولی

"تو سنو سروج حیدر تمہیں چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہارا ساتھ چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ تمہیں اپنا بنانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اپنی پوری زندگی تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں"

سروج نے موسیٰ کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔ موسیٰ کے الفاظ پر اسکو یقین نہیں تھا مگر اسکی آنکھیں تو کچھ اور کہہ رہی تھی

وہ سیریس تھا۔۔۔۔۔۔۔

کیا کیا نا دیکھا تھا سروج حیدر نے ان آنکھوں میں

چاہت۔۔۔۔۔اپنائیت۔۔۔۔۔۔اور سب سے بڑھ کر محبت

نہیں یہ نہیں ہو سکتا ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا

موسی علی زماد سروج حیدر سے محبت نہیں کر سکتا

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔۔سنا تم نے مر کر بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سن لو موسی علی زماد۔۔۔۔۔۔
میں مر جاؤں گی مگر ایسا کبھی نہیں ہو گا"سروج چیختی ہوئی اسکے ٹیبل پر موجود ساری
چیزیں گرا چکی تھی

"شوق سے کرو، جو کرنا چاہتی ہوں کر لوں۔۔۔۔۔۔ مگر مجھے جواب ہاں میں
چاہیے۔۔۔۔۔جا سکتی ہوں اب تم"موسی نے اسے اجازت دی

"اور اگر جواب ہاں میں نا ہوا تو؟" سروج نے ڈر ظاہر کیا

"تو مجھے ڈر ہے سروج کہ ہماری اگلی ملاقات کورٹ میں ہوگی" موسی کی وارننگ پر سروج اندر تک کانپ گئی تھی

سروج کب اسکی بلڈنگ سے باہر نکلی۔۔۔۔ کب وہ فلیٹ میں پہنچی اسے کچھ پتا نہیں چلا

سروج گھر آکر نا تو روئی اور نا ہی چلائی بلکہ پوری رات وہ ایک ہی نقطے پر سوچتی رہی

ہمت جواب دے گئی تو موبائل اٹھایا اور زرار کو کال ملادی

"ملنا ہے تم سے گھر آجاؤ" اور سروج نے موبائل بند کر دیا

زرار بھی آدھے گھنٹے میں سروج کے پاس پہنچ چکا تھا

"سروج کیا ہوا ہے؟" زرار اسکی حالت دیکھ کر حیران رہ گیا

"سب کچھ ختم ہو گیا زرار۔۔۔۔۔۔ میری آنکھوں کے سامنے سب کچھ ختم ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ میں کچھ بھی نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔۔ کچھ بھی نہیں" وہ زرد پڑتے رنگ کے ساتھ بولی

"سروج کیا ہوا ہے؟ بتاؤ مجھے آخر ہوا کیا ہے؟"

"اسے سب کچھ پتا چل گیا ہے زرار۔۔۔۔۔ سب کچھ"

”کسے سروج؟ کس کی بات کر رہی ہوں“ زرار پریشان ہوا

”موسی۔۔۔زرار اسے سب کچھ پتا چل گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر، ماہم، ابراہیم وہ سب راز پا گیا ہے“ سروج کی بات پر زرار بھی اپنی جگہ جم کر رہ گیا

”وہ کہتا ہے میں اسکی ہو جاؤں زرار نہیں تو وہ چھین لے گا مجھ سے ابراہیم کو۔۔۔۔۔۔“

سروج کی بات پر زرار کا غصہ مزید بڑھ گیا

”کیا کہا اسنے سروج؟“ زرار نے پوچھا

”اگر اسکی بات نہیں مانی تو کورٹ تک جائے گا زرار۔۔۔۔۔۔۔۔ کورٹ کا مطلب جانتے ہوں نا زرار سب کچھ ختم ہو جائے گا سب کچھ“

"کچھ نہیں ہو گا سروج بلیو می کچھ بھی نہیں ہو گا" زرار نے مانو یقین دلایا

"کیسے کر لوں بلیو زرار۔۔۔۔۔ کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔۔ سب کچھ ہاتھوں سے نکل رہا ہے سب کچھ" وہ سر گھٹنوں میں دیے رو دی

زرار تو بے بسی سے اسے دیکھے جا رہا تھا

اگلی صبح زرار جتنی جلدی ہو سکے اتنی جلدی یونی پہنچا تھا

ھدی اس سب قصے سے لاعلم تھی۔۔۔۔۔ اور اسکا لاعلم ہونا ہی بہتر تھا

زرار کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ آج موسی کا کام تمام کر ہی دے مگر خود پر قابو کیے رکھا

کاریڈور اس وقت بلکل خالی تھا۔۔۔۔ جب زرار نے موسی کو دوسری طرف سے آتے دیکھا

وہ تیز تیز چلتا اسکے سامنے آ کھڑا ہوا

زرار کو دیکھ کر موسی نے پرسکون سی سانس خارج کی

"تمہارا ہی انتظار تھا مجھے۔۔۔۔۔ مل آئے اپنی دوست سے؟" موسی طنزیہ بولا

دوسری طرف سے آتے مائز، فریحہ اور عمارہ اپنے راستے میں رک گئے انہیں دیکھ کر

"بہت مزہ آتا ہے نا تمہیں دوسروں کی زندگیوں کو اجیرن کر کے" زرار نے سپاٹ لہجے میں پوچھا

"آہ یقین مان میرے بھائی۔۔۔۔۔اٹ از دا بیسٹ فیلینگ ان دا ورلڈ" موسی دل پر ہاتھ رکھے بولا

"سروج تمہاری کبھی بھی نہیں ہوگی موسی" تپا دینے والی مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ بولا

"اگر سروج میری نا ہوئی نا زرار تو یاد رکھنا ھدی کو بھی میں کبھی تمہارا ہونے نہیں دوں گا" دل جلا دینے والی مسکراہٹ تھی اسکی

"ہم دیکھے گے موسی علی زماد" اسنے چیلنج کیا

”کیوں نہیں زرار احمد زماد“ چیلنج قبول کیا گیا

”کیا ان بیوٹیز کو پتا ہے کہ دو بیسٹ ان کے پیچھے پڑ چکے ہیں“ عمارہ کے پوچھنے پر مائز نے سر نفی میں ہلایا اور عمارہ تو ایک لمبی سانس کھینچ کر رہ گئی

”اللہ بھلا کرے انکا“ عمارہ نے دعا کی

”اور ہمارا بھی“ مسکینوں جیسی صورت بنائے مائز بولا

”یہ تو خدا اور وقت ہی جانتا ہے کہ کس کا بھلا ہو گا اور کس کا برا“ موسی اور زرار کو یوں آمنے سامنے دیکھ فریحہ سپاٹ لہجے میں بولی، جبکہ عمارہ اور مائز تو ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر رہ گئے

زرار سے بات کر کے سروج خود کو بہت حد تک کمپوز کر چکی تھی۔۔۔۔۔ ھدی ابراہیم کو لیے پارک گئی ہوئی تھی۔

اتنے پر دروازے پر ہوئی بیل پر سروج چونک گئی

اسے ڈر تھا کہ کہی وہ موسی نا ہوں

دروازہ پر بیل لگاتار بجتی جارہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ سروج دروازے کو تکے جارہی تھی جب اسکا موبائل بجا اسے ڈر کر فون دیکھا تو اس پر ڈیڈ کالنگ لکھا شو ہو رہا تھا

"اا۔۔۔السلام علیکم" خود کو کمپوز کرتے اسنے کال رسیو کی

”سروج بیٹا کہاں ہوں؟“ حیدر صاحب نے جلدی سے سوال کیا

”گگ۔۔ گھر“ سروج نے حیرت سے جواب دیا

”تو جان دروازہ کھولو“ حیدر صاحب کے بولتے ہی سروج نے جلدی سے کال بند کی اور تیزی سے دروازے کی جانب لپکی

دروازہ کھولتے ہی اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ تیزی سے اپنے ماں باپ سے لپٹ گئی۔۔۔۔ جو اسے سرپرائز دینے پاکستان آئیں تھے

”ماما۔۔۔۔پاپا“ وہ باری باری دونوں کے گلے لگی

”آپ دونوں یہاں؟“ اسے حیرت ہوئی

”بھئی اندر تو آنے دوں“

وہ دونوں اندر داخل ہوتے ہی لاؤنج میں موجود صوفہ پر جا بیٹھے

”بھئی تمہاری ماں اور میں نے سوچا کہ جب ہماری بچی یہاں ہے۔۔۔ تو ہم وہاں رہ کر کیا کریں گے۔۔۔ اسی لیے ہم سب کچھ وائنڈ اپ کر کے یہاں واپس آ گئے ہیں“ حیدر صاحب کی بات پر سروج نے حیرت سے اپنی ماں کو دیکھا جنہوں نے سر ہاں میں ہلا دیا

”بھابھی“ ھدی سروج کو آواز دیتی لاؤنج میں داخل ہوئی مگر سامنے بیٹھے نفوس کو دیکھ کر پہلے چونکی اور پھر جذبز سی ہو گئی

سروج کی مام کی نیچر حسن پرست تھی

اسی لیے وہ ھدی سے بات کرنا پسند نہیں کرتی تھی انہیں ھدی اپنے عام نقوش کے باعث کچھ خاص پسند نہیں تھی

"السلام علیکم "ابراہیم کو گلے سے لگائے اسے سلام کیا

"وعلیکم السلام "ان دونوں نے خوش دلی سے جواب دیا

سروج کے جانے کے بعد اسکی مام نے وقت گزاری کے لیے دینی مدرسہ جوائن کر لیا تھا

مگر وہاں ان پر بہت سے حقیقت آشکار ہوئی تھی

اور اسی سبب انہیں یاد آتا تھا کہ کیسے وہ ھدی کے نقوش پر طنز کرتی۔۔۔۔یاسب کے سامنے اسے ٹپس دینا شروع کر دیتی

انہیں ابراہیم کے لیے بھی برا لگا جسکے بارے میں وہ سخت الفاظ استعمال کرتے وقت زرا بھی برا محسوس نہیں کرتی تھی

"ھدی یہاں آؤ" مسز حیدر کی آواز پر وہ چونکی

"جی میں؟" اسے حیرانگی ہوئی

"ہاں تم۔۔۔۔۔یہاں آؤ" ان کے اتنے پیار سے بلانے پر اسنے سروج کی جانب دیکھا جس کے سرہاں میں ہلانے پر وہ انکی طرف بڑھی

”کیسی ہے میری بیٹی؟“ اسکا ماتھا چومتے انہوں نے پوچھا۔

ھدی کی آنکھیں بھیگ گئیں

”کیا ہوا؟“ مسز حیدر نے حیرانگی سے پوچھا

”کچھ نہیں ماما کی یاد آ گئی“ وہ آنسو صاف کرتے بولی

”ارے میں ہوں نا آپکی ماما۔۔۔۔۔۔۔۔بس اب نہیں رونا ٹھیک ہے“ اسکو محبت سے اپنے ساتھ لگاتے وہ بولی

ھدی انکی آغوش میں آتے ہی پر سکون سی آنکھیں موند گئی

ابراہیم تو ھدی کو ان کے پاس دیکھ انکی طرف لپکا اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کی مدد سے ھدی کو ان سے دور کرنے لگا اور پھر اسکے پاس گود میں بیٹھ کر گلے لگالیا

"اللہ دیکھو ذرا پھپھو کا دیوانہ" سروج ہنس کر بولی تو سب ہنس دیے

"اممم بھابھی وہ دراصل کچھ شاپنگ کرنی تھی تو میں ابراہیم کو اپنے ساتھ مال لیجاؤ؟" ھدی نے ہچکچا کر پوچھا

"جی چند الیجاؤ۔۔۔۔۔بلکہ ایسا کروں میرا پرس لیکر آؤ ذرا" سروج کی بات ھدی سرہاں میں ہلاتی اسکے کمرے میں چلی گئی

"ماما پاپا میں چائے لیکر آئی اوکے" سروج یہ کہتے ہی کچن کی جانب چل دی۔

”سروج یہ کیا تھا؟“حیدر صاحب نے حیرانگی سے پوچھا

”کیا ڈیڈ ؟“سروج پریشان ہوئی

”بیٹا یہ پیسوں والی حرکت“حیدر صاحب نے ھدی کی طرف اشارا کیا

”اسے برا لگا ہوں گا سروج تم سے یوں پیسے مانگنا“مسز حیدر بھی بولی

”ماما یہ آپ کیا کہہ رہی ہے ھدی میری بہن ہے اور اسے برا کیوں لگے گا؟“سروج نے حیرانگی سے سوال کیا

”شاید تم نے دیکھا نہیں تھا سروج مگر وہ بچی ہچکچا رہی تھی“

”مگر ڈیڈا اگر ایسی بات تھی تو ھدی کو مجھے بتا دینا چاہیے تھا نا“

”بیٹا تم اسے ہم سے بہتر جانتی ہوں۔۔۔۔۔وہ کبھی بھی خود نہیں بولتی۔۔ تم ایسا کیوں نہیں کرتی کہ اسے ایک کریڈیٹ اور ایک ڈیبیٹ کارڈ بنا دوں“ حیدر صاحب کی بات پر سروج نے پر سوچ انداز میں سرہاں میں ہلایا۔

”اپس سوری“ ھدی جو شاپنگ بیگ اٹھائے ابراہیم کو گلے سے لگائے آگے بڑھ رہی تھی کسی سے ٹکرا کر فورا بولی

”اٹس اوکے ویسے بھی کیوٹ لڑکیوں کو میں کچھ نہیں کہتا“ جو بھی تھا نہایت فلرٹی تھا

ھدی اگنور کرتی کار کی جانب بڑھ گئی

ھدی نے دروازہ کھولنا چاہا تو وہ جام ہو چکا تھا

ایک بار۔۔۔۔۔دو بار۔۔۔۔۔۔ تین بار اسنے ٹرائی کیا مگر کوئی فائدہ نہیں

"ہے اینی پرابلم ؟" ھدی نے مڑ کر دیکھا تو اسی لڑکے کو پایا

"وہ۔۔۔وہ لاک نہیں کھل رہا" ھدی نے پریشانی بتائی

"آپ ایسا کرے ذرا سائڈ پر ہو" ھدی کو ایک سائڈ پر کرتا اب وہ مہارت سے لاک چیک کرنے لگا اور ٹھیک دو منٹ کے اندر اندر لاک کھل گیا

ھدی تو حیران رہ گئی

"یہ کیسے کھولا آپ نے؟" ھدی نے تجسس سے پوچھا

"میں سی۔ آئی۔ ڈی دیکھتا ہوں اسی لیے"

"واٹ"

اب کی بار وہ دونوں ہنسنے لگے

"تھینکیو میری مدد کرنے کے لیے" ھدی تشکر آمیز لہجے میں بولی

"یور ویلکم مائی لیڈی" سینے پر ہاتھ رکھے وہ تھوڑا آگے کو ہو کر بولا تو ھدی کھلکھلا دی

"اللہ حافظ"

ھدی وہاں سے چل دی۔۔۔۔۔۔۔ جبکہ پیچھے کھڑا وہ لڑکا بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا

"کیوٹ" ھدی کو دیکھ کر وہ بولا

\---------------

"سروج؟"

"جی؟"

”بیٹا وہ دراصل بات کرنی ہے تم سے ایک امپورٹینٹ“ حیدر صاحب بولے

”جی بابا کہیے“

”بیٹا تم نے کیا سوچا ہوا ہے اپنی لائف کے بارے میں؟“

”بابا سوچنا کیا ہے۔۔۔۔ بس بزنس اور گھر“ وہ آرام سے کندھے اچکائے بولی

”اور شادی؟“ انہوں نے سوال کیا۔۔۔۔۔۔ سروج کا چہرہ سپاٹ ہو گیا اس لفظ پر

”وہ ہو چکی ہے بابا“ سروج کی بات پر حیدر صاحب سانس خارج کر کے رہ گئے

"سروج ایک رشتہ آیا ہے تمہارے لیے۔۔۔۔۔لڑکا دبئی میں ہوتا ہے۔۔۔۔ویل سیٹیلڈ ہے اور اسے ابراہیم کے حوالے سے بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔دیکھو بیٹا تھوڑا سوچوں سمجھو۔۔۔۔مجھے اور تمہاری ماں کو تمہاری فکر لگی رہتی ہے۔۔۔۔۔۔آخر کو ایک ہی اولاد ہوں تم ہماری" حیدر صاحب اسے سمجھاتے بولے

"بابا؟" سروج نے کچھ بولنا چاہا

"پلیز بیٹا اپنے لیے نا سہی ابراہیم کے لیے ہی" وہ متانت بھرے لہجے میں بولے

"اوکے" یہ کہتے ہی وہ تیزی سے کمرے کی جانب چل دی

یہ دیکھے بغیر کے مین دروازے پر کھڑا موسی سب باتیں سن چکا تھا اور اب آنکھیں لال انگارہ ہو چکی تھی

خود کو کمپوز کرتا وہ اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔۔۔جہاں اسے حیدر صاحب ملے

"السلام علیم"موسی نے سلام کیا

"وعلیکم السلام۔۔۔۔۔۔جی بیٹا آپ کون؟"حیدر صاحب نے حیرانگی سے اسکے حلیے کا جائزہ لیتے سوال کیا

"انکل دراصل میں سروج کا بزنس پارٹنر اور کلاس فیلو ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔علی زماد کا بیٹا"

"ماشااللہ ماشااللہ تم علی کے بیٹے ہوں۔۔۔۔۔مل کر خوشی ہوئی بیٹا۔۔۔آؤ بیٹھو بیٹا" حیدر صاحب موسی سے بغلگیر ہوئے بولے

”ارے نہیں انکل سروج کو بلوا دے اس سے فائل لینی تھی میں نے“ وہ عاجزی سے بولا

”بیٹا سروج تو اپنے روم میں ہے تم دیکھ لو جا کر“ انکی اجازت پر موسی کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ فورا فو چکر ہو جائے

”ارے نہیں انکل اچھا نہیں لگتا آپ یہاں سروج کو باہر لاؤنج میں بلا لے“

”تم علی کے بیٹے ہوں موسی اور مجھے اس کے بیٹے پر پورا یقین ہے۔۔۔۔۔۔۔ تم جا سکتے ہوں“

”چلے انکل جیسی آپ کی مرضی۔۔۔۔۔۔ ویسے انکل روم کونسا ہے؟“

”جی بیٹا رائٹ والا“ وہ اسے بتاتے نیوز کی طرف متوجہ ہو گئے

\-----------------

"کم ان" دروازہ ناک ہونے پر سروج بولی

موسی نے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ لاک کر دیا

"تم۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہوں" سروج اسے دیکھ کر بھڑک اٹھی

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں اندر کس نے آنے دیا؟"

"سسسرجی نے" موسی آرام سے بولا

"میں کہانا دفع ہو جاؤ سنا نہیں تم نے؟"

"نہیں نہیں سنا۔۔۔۔۔۔۔۔اب تم میری بات سنو اور غور سے سنو سروج حیدر اس دبئی والے رشتے پر انکار کر رہی ہوں تم" موسی اسے دونوں کندھوں سے تھامے بولا

"اور اگر نا انکار کروں تو؟" سروج نے گویا چیلنج کیا

موسی نے ایک دم اسے دیوار سے لگایا اور اسکے بے حد قریب آگیا۔۔۔۔۔سروج تو اس افتاد پر بھوکلا گئی

"یہ کیا بدتمیزی ہے" وہ غصے سے پھنکاری

"ایک بات یاد رکھنا سروج حیدر تمہیں خاص موسیٰ علی کے لیے بنایا گیا ہے، میرے علاوہ کسی اور کو دیکھنا تو کیا سوچنا بھی تم پر حرام ہے" اسے دیوار کے ساتھ لگائے، دونوں ہاتھ اسکے چہرے کے قریب کیے، فرار کے سارے راستے بند کرتا اب وہ ہلکے سے اسکے کان میں بول رہا تھا، جبکہ اسکا تو اس وقت سارا بدن کانپ رہا تھا، آنکھیں بند کیے وہ بس اسکے جانے کی دعائیں مانگ رہی تھی۔

"تم مجھ پر کوئی حق نہیں رکھتے جو یو مجھ پر اپنی مرضی چلاتے بنوں گے" غصے میں کانپتی آواز کے ساتھ اسے پیچھے دھکا دینے کی ناکام کوشش کرتے وہ بولی۔

"کوئی بات نہیں بہت جلد تم پر سارے حق رکھنے کا حق میں حاصل کر لوں گا" ہولے سے اسکے گال کو چھوتا وہ بولا

"میں عمیر کی بیوہ ہوں اور ساری زندگی اسکے نام پر گزار دوں گی مگر تمہاری نہیں بنوں گی"
وہ چیخ کر بولی

"تم عمیر کی بیوہ تھی، اب تم موسی کی بیوی کہلائی جاؤ گی اور ساری زندگی میرے نام کے ساتھ رہوں گی، اور تمہیں تو میں اپنا بنا کر ہی دم لوں گا" مسکراتے ہوئے اسکے پاس سرگوشی کی گئی۔

سروج کا تو دل بند ہونے کو تھا، اور کتنے دکھ، کتنی اذیتیں اسکی منتظر تھی۔

"تمہیں میری ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا وہ زرا بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔ جو جی میں آئے کر کے دیکھ لو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم میری ہوں اور اپنی چیز میں کسی کو دیتا نہیں"

اسے کانپتا چھوڑ کر وہ ایک جھٹکے سے دروازہ کھولے وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔ جبکہ سروج دیوار سے ٹیک لگائے بیچے بیٹھتے۔۔۔۔ سر گھٹنوں میں دے گئ۔

تھوڑی دیر بعد وہ اٹھی اور فریش ہونے کی نیت سے واشروم کی جانب چل دی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

گاڑی میں بیٹھتے ہی موسی نے ایک کال ملائ

"ہیلو ہاں جو کام کہاں تھا وہ ہو گیا؟"

"مجھے وہ پیپرز جلد از جلد چاہیے۔۔۔۔۔اور سنو کسی اچھے اور پائیدار وکیل کو ہائر کرنا" کال بند کرتے ہی اسنے سامنے دیکھا جہاں ابھی ھدی کی کار آ کر رکی تھی

وہ ابراہیم کو اٹھائے اندر جارہی تھی

ابراہیم کو دیکھ کر موسی کی آنکھیں بھیگ گئی

"ماہم" وہ زیر لب بولا

اور گاڑی سٹارٹ کرتے وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کا کھانا کھا کر وہ سب سونے چل دیے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ھدی اب سروج کے روم میں شفٹ ہو گئی تھی

”بھابھی کل آپ یونی جائے گی؟“ ھدی نے سوال کیا

”ہاں“

”اوکے“

اور لائٹ اوف کرتے وہ دونوں نیند کی وادیوں میں چلی گئی

”آپ مجھے اپنی ھد ھد سے ملوانے والے تھے نا۔۔۔۔۔ کب ملوائے گے؟“ آہل نے سوال کیا

"ملوادوں گا ابھی کچھ بزی ہے وہ۔۔۔۔۔۔اسکی بھابھی کے گھر والے آئے ہیں ملنے اسی لیے" زرار نے جواب دیا

"آپ کے پاس صرف دو دن کا وقت ہے۔۔۔۔۔دو دن بعد مجھے وہ یہاں چاہیے" آہل کا لہجہ آرڈر دینے والا تھا

"اور کوئی حکم؟" زرار نے تپ کر پوچھا

"ابھی تو نہیں بعد میں سہی" آہل مزے سے کندھے اچکائے بولا

جبکہ زرار صبر کے گھونٹ پی کر رہ گیا

"اوئے مس کیوٹی پائے" ھدی جو کلاس کی جانب بڑھ رہی تھی ایک دم مڑ کر پیچھے دیکھا تو کل والے لڑکے کو دیکھ کر حیران رہ گئی

"آپ یہاں کیسے؟" ھدی حیران ہوئی

"بھئی یونیورسٹی میں کیا کر سکتا ہوں میں؟" اسنے ابرو اچکائے پوچھا

"بائے داوے تم کس ڈیپارٹمنٹ کی ہوں؟"

"بی۔ایس آرٹس اینڈ کرافٹ" ھدی نے بتایا

"اور تم؟"

"میں آئی۔ٹی کا ہوں"

"ویسے تمہارا نام کیا ہے؟"

"ھدی اور تمہارا؟"

"سلیمان"

"ویسے ہم کیا دوبارہ مل سکتے ہیں؟" سلمان نے پوچھا

"پتا نہیں" ھدی جواب دیتی اپنی کلاس میں چلی گئی

مگر پیچھے جلتے ہوئے زرار کو مزید جلا گئی تھی

مسٹر اور مسز حیدر کو اپنے گھر جانا تھا۔۔۔۔ان کا ارادہ یہ فلیٹ چھوڑ کر سروج اور ھدی کیساتھ اپنے گھر شفٹ ہونے کا تھا

مگر ایک مسئلہ تھا وہ ابراہیم کو اپنے ساتھ نہیں لیجا سکتے تھے اور نا ہی یہاں چھوڑ کر جا سکتے تھے

اتنے میں دروازے پر بیل ہوئی

"یہ اس وقت کون آسکتا ہے؟" مسز حیدر خود سے سوال کرتی دروازے کی جانب بڑھ گئی

"جی آپ کون؟" دروازہ کھول کر اپنے سامنے کھڑے عجیب سے لڑکے کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا

"السلام علیکم آنٹی" موسی نے جھٹ سوال کیا۔۔۔۔۔ آخر کو فیوچر کی ساس تھی اسکی

"وعلیکم السلام۔۔۔۔۔ جی کس سے ملنا ہے؟" انہوں نے سوال کیا

"ارے موسی بیٹا؟" پیچھے سے آتے حیدر صاحب حیرانگی سے بولے

"السلام علیکم انکل" موسی نے جھٹ انہیں سلام کیا

”وعلیکم اسلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ارے شہانہ اندر آنے دوں بچے کو“حیدر صاحب کے بولتے ہی موسی اندر آگیا

”حیدر آپ جانتے ہے اسے؟“

”جی بیگم یہ علی کا بیٹا ہے“انہوں نے جواب دیا

”علی۔۔۔۔۔۔۔۔اور علی بھائی۔۔۔۔یاسین بھائی کے دوست“وہ اچانک یاد کرتے بولی

”جی اور یہ نا صرف علی کا بیٹا۔۔۔۔بلکہ سروج کا پارٹنر اور دوست بھی ہے“

”ابھی تو نہیں مگر انشااللہ جلد پارٹنر بھی بن جاؤ گا“موس بڑبڑایا

"جی بیٹا کچھ کہاں؟"

"ارے نہیں آنٹی کچھ نہیں"

"اچھا چائے یا کافی؟"انہوں نے سوال کیا

"کافی"موسی نے جواب دیا

"بیٹا سروج تو یونی گئی ہے پھر تم یہاں؟"حیدر صاحب نے سوال کیا

"ارے انکل میں تو آپ لوگوں سے ملنے آیا تھا۔۔۔بلکہ یوں کہے کہ دعوت دینے آیا ہوں۔۔۔آپ اس ویک اینڈ ہمارے گھر آپ لوگوں کا ڈنر ہے"موسی نے اپنا کام کیا

”بیٹا دعوت۔۔۔۔۔۔۔۔ سروج کو بتایا تم نے؟“

”ارے نہیں انکل سروج کو مت بتائے گا۔۔۔۔ دراصل وہ ہماری چھوٹی سے لڑائی ہو گئی تھی تو بس سرپرائز دینا چاہتا ہوں اسے“موسی نے بروقت کہانی گڑھی

”جی ٹھیک بیٹا“

”ویسے ابراہیم گھر پر ہے؟“موسی نے سوال کیا

”جی بیٹا بیٹھو میں لیکر آیا“

اتنی ہی دیر میں مسز حیدر بھی کافی لے آئی

"یہ لو بھئی ملو میرے نواسے سے" ابراہیم موسی کو پکڑاتے وہ بولے

موسی نے کافی کا مگ ٹیبل پر رکھے ابراہیم کو پکڑ لیا۔۔۔۔۔ وہ غور سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔ اسکی آنکھیں بلکل موسی جیسی تھی۔۔۔۔ جبکہ ہونٹ اور ناک ماہم جیسی

"ویسے انکل اسکی آنکھیں بلکل میرے جیسی ہے نا۔۔ مطلب کے آئی کلر" موسی ایکدم بولا۔۔۔۔۔۔ حیدر صاحب نے بھی غور کی تو سر ہاں میں ہلایا

"ویسے یہ سروج سے تو بلکل بھی نہیں ملتا نا۔۔۔۔۔ مطلب کے اس کے نقش سروج جیسے نہیں ہے" موسی کی بات پر ان دونوں میاں بیوی کے چہرے کا رنگ بدلا۔۔۔۔۔۔ جو موسی نے بخوبی نوٹ کیا تھا

”وہ۔۔۔وہ۔۔۔دراصل یہ بلکل اپنے ڈیڈ پر گیا ہے“انہوں نے بتایا تو موسی نے سرہاں میں ہلادیا

”ویسے آپ لوگ کہی جارہے تھے؟“انکی تیاری دیکھ کر موسی نے پوچھا۔۔۔۔جس پر حیدر صاحب نے اپنے گھر کے حوالے سے بتایا

”اوہو پھر تو میں نے آپ لوگوں کو تنگ کیا نا“موسی کو شرمندگی ہوئی

”ارے نہیں بیٹا ایسا کوئی مسئلہ۔۔۔۔۔۔۔۔ویسے بھی ہم ابراہیم کو چھوڑ کر نہیں جاسکتے تھے۔۔۔تو رک گئے“شہانہ بیگم نے جواب دیا

”ویسے انکل آنٹی اگر آپ لوگ چاہے تو میں رک سکتا ہوں ابراہیم کے پاس آپ بے فکر ہو کر چلے جائے“موسی نے تجویز پیش کی

”ارے نہیں بیٹا۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں“ حیدر صاحب نے انکار کیا

”ارے انکل اب بیٹا بولا ہے تو بیٹا بننے کا موقع بھی دیجیے۔۔۔۔۔ آپ بے فکر ہو کر جائیے میں ہوں نا“ موسی کی بات پر کچھ کشمکش و پنج کے بعد وہ لوگ مان ہی گئے

واشروم کی طرف سے ہوتے ھدی پارکنگ کی طرف جا رہی تھی جب ایک جھٹکے سے اسکا بازو ایک مضبوط گرفت میں آیا اور اسے اندر کی طرف کھینچ لیا گیا

اس سے پہلے کے ھدی چیختی اسکے منہ پر مضبوطی سے ہاتھ رکھ کر اسے خاموش کروا دیا گیا

ھدی کو دیوار سے لگائے، زرار نے ایک ہاتھ سے اسکا منہ بند کر دیا اور دوسرے سے سروج کو کال ملانے لگا

"ھدی کو میں ڈراپ کر دوں گا سروج تم گھر جاؤ مجھے کچھ کام ہے ھدی سے" ھدی تو اسکی سخت آنکھیں دیکھ کر کانپ گئی تھی

"ہاں کچھ آئیڈیا چاہیے گھر کے لیے۔۔۔۔۔ تم چلی جاؤ میں اسے حفاظت سے گھر پہنچا دوں گا"

"ٹھیک ہے اللہ حافظ" زرار کی پر اسرار مسکراہٹ دیکھ کر ھدی اندر تک ڈر چکی تھی

نفی میں سر ہلاتے اسنے بولنے کی کوشش کی مگر زرار کی گرفت اسکے ہونٹوں پر مزید سخت ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ اسے اب سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی

ھدی کو یونی کا پہلا دن یاد آگیا تھا۔۔۔۔۔۔

جب زرار کو اسکی حالت قابل رحم لگی تو اسنے ھدی کو چھوڑ دیا۔۔۔۔۔۔ایک جھٹکے سے زرار سے علیحدہ ہوتے وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی

زرار بے تاثر کھڑا اسے دیکھنے لگا

"کون تھا وہ؟" ایک جھٹکے سے اسے دیوار سے لگائے زرار نے سوال کیا

"کلک۔۔۔۔کون" ھدی کانپ رہی تھی

"وہی جس سے صبح خوش گپیوں میں مصروف تھی۔۔۔۔۔کون تھا وہ" اس پر اپنی پکڑ مضبوط کرتے زرار نے سوال کیا

"کک۔۔۔کوئی نہیں" ھدی نے سر نفی میں ہلایا

"اچھاااااس کوئی نہیں سے اتنے اچھے پھر بات کیوں کر رہی تھی؟" زرار دھاڑا

"جواب دوں مجھے" زرار کی دھاڑ پر ھدی نے آنکھیں بند کرلی۔۔۔خوف سے وہ کپکپا رہی تھی

"دیکھو ھدی آخری بار اور پیار سے پوچھ رہا ہوں کون تھا وہ" اب کی بار زرار کا لہجہ دھیما تھا

"کل۔۔کل۔۔مال گئی تھی۔۔۔۔۔۔لاک۔۔۔گاڑی کا لاک جام ہو گیا تھا۔۔۔۔اسنے۔۔۔۔۔اسنے مدد کی تو۔۔۔۔۔۔۔تو صبح ملا۔۔۔۔مم۔۔میں نے صرف اتنا پوچھا کہ یہاں کیا کر رہا۔۔۔۔تو بتایا اسی یونی میں پڑھتا ہوں" آنکھیں بند کرتے ھدی نے جواب دیا

ھدی کا جواب سن کر زرار پیچھے کو ہوا اور بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا

"مجھے اگنور کیوں کر رہی تھی تم؟ پچھلے کتنے دنوں سے دیکھ رہا ہوں مجھ سے بھاگ کیوں رہی ہوں؟" زرار نے ایک بار اسکے سامنے کھڑے ہو کر سوال کیا

"مجھے سب پتا ہے" ھدی ہونٹ کاٹتے بولی

"کیا پتہ ہے؟"

”یہی کہ موسی۔۔۔ موسی بھائی کو آپ نے مارا۔۔۔۔ میں نے دیکھا تھا“ نظریں نیچے کیے اسنے جواب دیا

”اور کیا پتہ ہے؟“

”مجھے سٹور روم میں بھی آپ نے بند کیا تھا“

”ھدی ھدی ھدی میں تمہیں کیسے سمجھاؤ کہ میں نے تمہیں بند نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔۔ اور موسی کے ساتھ میں نے کیا کیا۔۔۔۔ کیا نہیں یہ تمہارا سر درد نہیں ہے“ زرار اسکے پاس دیوار پر مکا مارتے بولا

”اب تم اس لڑکے سے نہیں ملو گی“ زرار نے حکم دیا

ھدی کو غصہ آرہا تھا اب زرار پر مگر اسنے سوچ لیا تھا کہ وہ اب نہیں ڈرے گی

”میں ملوگی۔۔۔۔اور آپ مجھے نہیں روک سکتے“ زرار کو غصہ دلاتے وہ جلدی سے دروازے کی طرف بڑھی اور اسے کھولنے کی کوشش کرنے لگ گئی

”میں نے تمہیں کہا تھا ناھدی کے کوئی میری چیز کو چھوئے بھی تو مجھے برداشت نہیں پھر تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں تمہیں کسی اور کا ہونے دوں گا“ وہ جو دروازے کو لاک کھولنے کی کوشش کررہی تھی اپنے بلکل پاس سے اسکی آواز سن کر ھدی کی سانسیں تھم گئی۔

”میں کوئی چیز نہیں ہوں“ اپنی ڈر پر قابو پاتے وہ لہجہ مضبوط بنانے کی کوشش کرتے بولی

"پر میری تو ہوں نا" ھدی کی پیٹھ اسکی طرف تھی وہ اسے دیکھ نا سکی مگر اسے ایسا لگا کہ وہ مسکرایا تھا

"آپ میری جان کیوں نہیں چھوڑ دیتے" تھک ہار کر وہ بولی

"جان کو بھلا کوئی کیسے چھوڑ سکتا ہے" اب کی بار اسنے اسکی مسکراہٹ کو محسوس کیا تھا

"آپ کو مجھ سے کچھ نہیں ملے گا" ضبط کے آخری لمحے کو چھوتے وہ بولی

"مجھے تم سے کچھ چاہیے بھی نہیں میں ہوں نا تمہیں سب کچھ دینے کو" وہ قدم آگے بڑھاتا اب بلکل اسکے پیچھے آکھڑا ہوا تھا

"اور اگر آپ کو میں ہی نا ملی ؟" اسنے جانچنا چاہا

"ناممکن" فقط ایک لفظ میں اپنی بات مکمل کرتے اسے سائڈ پر کیے اسنے دروازے کا لاک اوپن کیا اور باہر نکل گیا۔

"کیوں آخر میں ہی کیوں" اسکے پیچھے وہ بس یہی سوچ سکی۔

"آجاؤ تمہیں گھر چھوڑ دوں میں دیر ہو رہی ہے" وہ ھدی کو بولتے آگے چل دیا

جبکہ ھدی پیچھے تھکے ہارے قدم اٹھاتے اس کے پیچھے چل دی

\-------------

"تم تم یہاں کیا کر رہے ہوں؟" وہ جو ابھی یونی سے تھکی ہاری لوٹی تھی اسے اپنے گھر میں پا کر غصے سے بولی

"کیا مطلب کیا کر رہا ہوں؟ اپنے بیٹے سے ملنے آیا ہوں" نظریں اسکے چہرے پر گاڑھے ابراہیم کو باہوں میں اٹھائے وہ بولا، جبکہ اسکا غصہ تو سوا نیزے پر پہنچ گیا

"یہ تمہارا بیٹا نہیں ہے سمجھے" غصے سے اسے وارن کرتے اسنے ابراہیم کو اسکی باہوں سے جھپٹا، جو ماں کی آغوش ملتے ہی پرسکون سا آنکھیں موند گیا

"تم نے سہی کہا یہ میرا بیٹا نہیں ہے، مگر سچ تو یہ ہے کہ یہ تمہارا بیٹا بھی نہیں ہے" دو قدم آگے بڑھائے اسکے قریب کھڑے ہو کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ بولا، جبکہ سامنے کھڑی ہستی کا تو چہرا اسفید پڑ گیا، یوں جیسے جسم سے سارا خون نچوڑ لیا گیا ہوں

”میری سزا کب ختم ہوگی؟“ آخر بے بسی سے وہ سسک اٹھی

”جب تم میری بن جاؤگی“ کہتے ہی اسکی آغوش میں لپٹے ابراہیم کے ماتھے پر بوسہ دیتے اسنے انگوٹھے کی مدد سے اسکی آنکھ سے بہتے ایک آنسو کو صاف کیا

”خیال رکھا کرو اپنا، اپنے لیے نا سہی تو میرے لیے ہی“ کہتے ہی اسکا گال تھپتھپاتا وہ وہاں سے چل دیا، جبکہ وہ تو بس ضبط سے آنکھیں میچ کر رہ گئی۔

”کل تیار رہنا تمہیں کہی لیکر جانا ہے“ ڈرائیونگ کرتا وہ ساتھ بیٹھی ھدی سے بولا

”کک۔۔ کہاں جانا ہے۔۔۔۔۔او کک۔۔۔۔ کس لیے“ اسنے ہمت کرتے پوچھا

”تمہیں کسی سے ملوانا ہے“ لہجہ ہنوز سپاٹ تھا

”مگر مجھے کسی سے نہیں ملنا“ ھدی دھیمی مگر سخت آواز میں بولی

”اور تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہاری بات مان لو گا“ ایک نظر اسے دیکھے وہ بولا

”اور آپ کو لگتا ہے کہ آپ مجھے اپنی بات منوالے گے؟“ ھدی نے سخت لہجے میں اس سے پوچھا

زرار نے ایکدم گاڑی ایک سائڈ پر روکی اور ھدی کا بازو میں اپنی سخت گرفت میں لے لیا۔۔۔۔ ھدی تڑپ اٹھی اسکی گرفت پر

"ڈونٹ یوٹرائے ٹوڈیرمی ھدی۔۔۔۔۔میں کیا کیا کر سکتا ہوں اسکا ٹریلر تو کیا پوری مووی تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہوں اور اب اگر تم نے میری بات نہیں مانی تو تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ میں کیا کر سکتا ہوں" اسکا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیے وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا اتنی سنجیدگی سے بولا کہ ھدی کے چہرے کا رنگ نچڑ گیا

"آہ" ایک سسکی اسکے منہ سے نکلی۔۔۔۔۔زرار نے جھٹکے سے اسے چھوڑا۔۔۔۔۔ ھدی کا سر کار کے دروازے کے ساتھ اتنی زور سے لگا کہ اسکی چیخ نکل گئی

زرار جو خود کو کافی حد تک کمپوز کر چکا تھا اب ھدی کی چیخ سن کر اسکی طرف متوجہ ہوا جو اب سر پکڑ کر بیٹھی ہوئی تھی

”ھدی کیا ہوا۔۔۔۔۔دکھاؤ مجھے کیا ہوا ہے“زرار نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کرنا چاہا مگر ھدی نے جھٹک دیا

”چھوڑے مجھے آپ۔۔۔۔۔آپ کو کیا مجھے کیا ہوا ہے۔۔۔۔برے ہے آپ بہت برے۔۔۔۔۔ہربار۔۔۔ہربار تکلیف دیتے ہے مجھے آپ۔۔۔۔۔آپ مطلبی ہے خود غرض ہے۔۔۔۔کسی کی تکلیف، کسی کا دکھ سے آپ کو کیا“روتے ہوئے وہ اپنے دل کا غبار نکال رہی تھی جبکہ زرار فرصت سے اسکی بچوں جیسی شکایات سن رہا تھا

زرار جان چکا تھا کہ اب یہ سپیکر جلدی بند نہیں ہوگا۔۔۔۔۔اسی لیے وہ کار سٹارٹ کیے اسے ڈاکٹر کے پاس لے گیا

اور پھر وہی ہوا جو زرار نے کہاں تھا پورا راستہ ھدی اسے اسکی غلطیاں گنواتی رہی

زرار اسکی سب شکاتیں سنتا رہا مگر تب تو حد ہو گئی جب ھدی نے دوبارہ سے اس پر سٹور روم میں بند کرنے والا الزام لگایا

دل چاہا دو تھپڑ کھینچ کر دے مارے اسے۔۔۔ مگر ہائے رے محبت۔۔۔ اب وہ صرف ھدی کی کینچی جیسی تیز جلتی زبان کے بند ہونے کا انتظار کر سکتا تھا

"آئنٹمنٹ لگا دی ہے میں نے۔۔۔۔۔ یہ ٹیبلیٹ لکھ کر دے رہی ہوں۔۔۔۔۔ مے بی رات میں پین ہو تو یہ دے دیجیے گا" ڈاکٹر ھدی کا چیک اپ کرنے کے بعد بولی

اتنے میں نرس جو ھدی کی ڈریسنگ کر رہی تھی اسکا ہاتھ غلطی سے ھدی کے بازو کو چھوا تو وہ چیخ اٹھی

"کیا ہوا؟" ڈاکٹر نے حیرانگی سے پوچھا

”وہ میرے بازو میں تکلیف ہو رہی ہے“ زرار پر شکوہ کناں نظریں ڈالے وہ ڈاکٹر سے بولی

زرار جو اسکی نظروں کا مطلب سمجھنے کی کوشش میں تھا اچانک چونکا اور اسکا ہاتھ پکڑ کو شرٹ کا بازو تھوڑا اوپر کیا تو خود پر غصہ آنے لگا

اسکا بازو برے طریقے سے لال ہو چکا تھا

زرار کی مضبوط پکڑ کے باعث اسکے بازوؤں میں تکلیف ہونے لگی تھی

ڈاکٹر نے دوبارہ سے اسکے بازوؤں کا جائزہ لینا شروع کر دیا تھا

"لگتا ہے بہت برے سے پکڑا گیا تھا۔۔۔ویسے یہ کس نے کیا" ڈاکٹر نے دوا لگاتے پوچھا

"بیسٹ نے" زرار کی طرف نظریں رکھے وہ دانت پیستے بولی

زرار اسکے اس طرح بولنے سے سر نیچے کیے اپنی مسکراہٹ دبانے لگا

"سوری" زرار ھدی سے بولا جو باہر دیکھنے میں مصروف تھی۔۔۔۔

خیر زرار کو وہ پوری طرح اگنور کر رہی تھی اور اب اسکی سوری پر بھی کچھ نہیں بولی تھی

"ھدی سوری بولانا" زرار پھر سے بولا

"کیا مجھ سے کچھ کہا؟" ھدی انجان بنی

"ہاں تم سے سوری کی میں نے" زرار قابو پاتے بولا

"واؤ تو مسٹر زرار عرف دا بیسٹ مجھ سے معافی مانگ رہے ہے واہ یہ تو گریٹ ہو گیا" ھدی طنزیہ بولی

"ویسے میں تو تمہیں معصوم سمجھتا تھا تم تو خاصی تیکھی مرچی نکلی"

"اس سے پہلے کہ آپ کو یہ مرچی چبانی پڑ جائے مجھے گھر چھوڑ کر آئے" ھدی نے تنبیہی انداز میں انگلی اٹھائی

"اس مرچی کو تو زندگی بھر چکھنے کی قسم کھا چکا ہوں میں" زرار خود سے بڑبڑایا اور ھدی کو لیے اسکے گھر کی طرف گامزن ہوا

حیدر صاحب اور مسز حیدر کی واپسی رات کو ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔ سروج ان سے پوچھنا چاہتی تھی وہ کیسے موسی کے پاس ابراہیم کو چھوڑ کر جا سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔ مگر جب کھانے کے درمیان اس نے موسی کے لیے ان کی زبانوں سے تعریف سن کر سروج کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ انہیں شیشے میں اتار چکا تھا

موسی ایسا کیوں کر رہا تھا سروج کو سب سمجھ آ رہی تھی مگر وہ اس بات کو بڑھانا نہیں چاہتی تھی اسی لیے خاموشی اختیار کر لی

”اچھا سچ یاد آیا سروج ھدی تم دونوں اس ویک اینڈ پر فری ہوں؟“ حیدر صاحب نے سوال کیا

جس پر دونوں نے سر اثبات میں ہلا دیا

”ویری گڈ تو بس آپ دونوں تیار رہنا میرا ایک دوست ہے اسکی طرف دعوت ہے ہماری اسی لیے آپ دونوں بھی ساتھ چلے گی“

”کونسا دوست؟“ سروج نے سوال کیا۔۔ جبکہ ھدی نے تو آرام سے سرہاں میں ہلا دیا

”ارے ہے ایک تم نہیں جانتی بس تم دونوں کو چلنا ہے اوکے“ موسی کی بات پر عمل کرتے وہ سروج کو اس بات سے لاعلم رکھے ہوئے تھے کہ وہ کہاں جا رہے ہیں

آئینے کے سامنے کھڑی ھدی غور سے اپنے زخم کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔ گھر آکر اسنے سب کو یہی بتایا تھا کہ گرنے کی وجہ سے اسے زخم آیا تھا

”کیا یہ زخم واقعی گرنے کی وجہ سے آیا ہے؟“ کمرے میں آتی سروج نے آنکھیں تیکھی کیے اس سے پوچھا

”جج۔۔۔جی“ ھدی گڑبڑا کر بولی

"دیکھو ھدی تم جانتی ہوں نا کہ تمہیں مجھ سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔۔اگر کسی نے تمہیں تنگ کیا ہے تو بتاؤ مجھے میں ہوں نا ہینڈل کرنے کے لیے" اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھامے سروج بولی

ھدی کو رشک آیا اپنی بھابھی پر

"بھابھی واقعی میں گر گئی تھی۔۔۔ آپ فکر مت کرے میں ابھی بڑی ہو گئی ہوں" سروج کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے وہ پر یقین لہجے میں بولی

"اچھا چلو اب سونے چلیے ورنہ وہ تمہارا لاڈلا جو ہے اسنے بھی سونا تمہارے بنا تو نیند آتی نہیں اسے" سروج سر جھٹک کر بولی

"آں۔۔۔ آپ جیلس ہو رہی ہے" ھدی ہنستے بولی تو سروج نے اسے زبردست گھوری سے نوازا جس پر اسنے اپنے کان پکڑ لیے

اور پھر ویسا ہی ہوا جیسا زرار نے چاہا تھا۔۔۔۔۔۔ ھدی اس وقت زرار کی کار میں بیٹھی منہ سجائے سامنے کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔

زرار اسے زبردستی اپنے ساتھ یونی سے لے آیا تھا۔۔۔۔ اور اب وہ خفا سی دونوں بازو سینے پر باندھے سیریس بیٹھی تھی

"اففف اب بس بھی کر دوں ھد ھد"

”میرا نام ھدی ہے۔۔۔۔۔۔ھدی یاسین“اسنے اصلاح کی

”ھدی زرار بنانے میں دیر نہیں لگاؤ گا“وہ خود سے بولا

”کیا کہاں سنا نہیں میں نے“ ھدی نے اسکو دیکھتے پوچھا

”تمہارے مطلب کی بات تھی بھی نہیں جو تم سنتی پھیروں“ بے شک وہ اسکی محبت تھی مگر اب زرار احمد زماد ھدی یاسین کے عشق میں اتنا بھی پاگل نہیں ہوا تھا کہ اسے سر پر چڑھا لے

”ہمم میں تو جیسے آپ کی ہی بات سننے بیٹھی ہوں نا“دوبارہ منہ بنائے وہ باہر دیکھنے لگی۔۔۔۔جبکہ زرار مگن سا ڈرائیو کرنے لگ گیا

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد وہ زرار کے گھر پہنچ چکے تھے۔۔۔

"آجاؤ" گاڑی سے نکلتے اسنے ھدی کو آنے کا اشارہ کیا

"بیسٹ اتنا بھی نہیں پتا کہ جب لڑکی گاڑی میں ساتھ ہوں تو اسکے لیے دروازہ خود کھولتے ہے" اونچی آواز میں وہ زرار کو سناتے بولی

اسکی بات سن کر ایک جاندار مسکراہٹ زرار کے لبوں پر آگئی

آہستہ آہستہ ہی سہی مگر اب ھدی زرار سے گھل مل رہی تھی۔۔۔۔ وہ بے دھڑک اپنی ہر بات اس سے کر دیتی تھی جو وہ سروج یا کسی اور سے نہیں کر سکتی تھی

زرار مڑا اور دروازہ کھول کر ھدی کو باہر آنے کا راستہ دیا

ھدی تو اپنی کامیابی پر مزے سے کندھے اچکاتے آگے کو چل دی

زرار ھدی کو گھر میں لے آیا تھا مگر اب اسے ڈر لگنے لگ گیا تھا جو بھی تھا اسے ایسے کسی پر بھی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے تھا

"آپ کے ماما پاپا کہاں ہے؟" ھدی نے زبان لبوں پر پھیرتی پوچھنے لگی

زرار کی پشت ھدی کی طرف تھی اسی لیے وہ اسکا گھبرایا چہرہ نہیں دیکھ سکا

"نہیں میرے ماما پاپا نہیں ہے" اسنے جواب دیا

"اور بہن بھائی؟" ھدی نے ایک اور سوال کیا

"ہاں وہ۔۔۔۔۔" زرار بولتے بولتے مڑا تو ھدی کا چہرہ دیکھنے لگا جس پر ڈر اور خوف واضع تھا۔۔۔۔۔۔وہ گھر کا جائزہ لے رہی تھی یعنی وہ اس پر یقین نہیں کرتی تھی اور اسے ڈر لگ رہا تھا

اچانک زرار کے دماغ میں ایک شیطانی سوچ آئی

"نہیں میرا کوئی بھائی یا بہن نہیں ہے" زرار نے سر نفی میں ہلایا

"اس وقت گھر میں کون کون ہے؟" ھدی نے ہاتھ مسلتے پوچھا

”میرے اور تمہارے علاوہ تو کوئی نہیں“ اسکی طرف چھوٹے چھوٹے قدم لیے وہ بولا

”مم۔۔۔ مگر آپ کو تو مجھے کسی سے ملوانا تھانا“ زرار کو اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ قدم پیچھے کو لینے لگی اور صوفہ پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی

”بعد میں مل لینا۔۔۔۔۔ فلحال میں اور تم۔۔۔۔“ بولتے ہی وہ خالی گھر کو دیکھنے لگا اور بلکل اسکے برابر میں بیٹھ گیا

ہم تم ایک کمرے میں بند ہوں اور چابی کھو جائے

ھدی کو زرار کے گنگنانے کی آواز آئی زرا سی نظریں پھیر کر دیکھا تو زرار فروٹ باسکٹ میں سے چھری اٹھائے مزے سے اسکی دھار والی سائڈ پر انگلی پھیر رہا تھا۔۔۔۔ ھدی

کے دیکھنے پر اسنے بھی اسے دیکھا جبکہ ھدی نے نظریں فورا پھیر لی اور تھوک نگلا۔۔۔۔۔
اب وہ باقاعدہ کانپنے لگی تھی

"ممم۔۔۔۔مجھے گھر جانا" وہ چھوئی موئی بنی بولی

"چلی جانا، اتنی بھی کیا جلدی ہے؟" زرار پر اسرار سا بولتا اسے پاس آنے لگا جبکہ ھدی نے خوف کے مارے آنکھیں بند کرلی

"برو؟" اچانک اسکے کانوں سے ایک انجانی آواز سنائی دی

ھدی نے آنکھیں کھولی تو سامنے ایک لڑکا سکول یونیفارم میں کھڑا تھا

"ہو پوئی" وہ ایکدم ایکسائٹڈ سا بولتا تیزی سے ھدی کی جانب لپکا

”اومائی گاڈ مجھے یقین نہیں ہو رہا کہ آپ یہاں ہو۔۔۔۔۔۔اتنا ویٹ تھا آپ سے ملنے کا“وہ ھدی اور زرار کے درمیان بیٹھتا اسے بتانے لگا

”یہ۔۔؟“ھدی نے زرار سے سوال کیا

”میرا بھائی“زرار آہل کو گلے لگاتے بولا

”اوہ“ھدی نے غصے بھری آنکھوں سے اب زرار کو دیکھا جو اپنی خوبصورت سی مسکراہٹ اسے دیکھا رہا تھا

”بیسٹ“وہ بڑبڑائی

اب وہ آہل کی طرف متوجہ ہوئی جو اسے نجانے کہاں کہاں کی باتیں کر رہا تھا

رات کو کھانے سے فری ہو کر اب زرار ھدی کو گھر چھوڑنے جا رہا تھا

"آہل بہت اچھا ہے۔۔۔۔بہت سویٹ اور کیوٹ" ھدی مزے سے زرار کو بتا رہی تھی

"اچھا اور آہل کا بھائی کیسا ہے؟" زرار نے سوال کیا

"ایکدم بیسٹ" ھدی فٹ بولی

زرار قہقہہ پوری گاڑی میں گونجا

”ویسے آپ اور آہل دونوں کی شکلیں میچ نہیں کرتی مطلب کی اسکی شکل کچھ انگریزوں جیسی بھی ہے“ ھدی نے بتایا

”کیونکہ ہم سگے بھائی نہیں کزنز ہیں۔۔۔۔۔۔ آہل میری ماموں کا بیٹا ہے۔۔۔۔ اسکی مام کینیڈا کی تھی۔۔۔۔۔۔ انکی دیتھ ہو گئی اور اب آہل میرے ساتھ ہوتا ہے“ زرار کی بات پر ھدی نے سرہاں میں ہلایا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

”وہ دیکھو وہ آرہی ہے“

”آج نہیں چھوڑے گے سالی کو“

فریحہ جم سے باہر نکل رہی تھی جب ماسک پہنے تین لڑکے اس کے آس پاس گھومنے لگے اس سے پہلے کے فریحہ کچھ کرتی وہ تینوں اس کے آس پاس گھیرا تنگ کرتے اسے مارنا شروع ہو گئے۔۔۔۔

وہ فریحہ کو ہاکی سٹیک سے مارنا شروع ہو گئے تھے

یہ وہی لڑکے تھے جن کی دھلائی فریحہ نے یونی کے سٹارٹ میں کی تھی مگر انہیں بدلہ لینا کا موقع اب ملا تھا

”اوئے چھوڑو اسے۔۔۔۔ کون ہوں تم لوگ“ مائز ذھرا آپا کہ کہنے پر فریحہ کو لینے آیا تھا

مائز کی آواز سنتے ہی وہ لوگ سرپٹ وہاں سے بھاگے۔۔۔۔۔۔ مائز انہیں چھوڑے فریحہ کو لیے ہسپتال کی جانب بھاگا

فریحہ کو زیادہ چوٹیں نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔ہاں مگر سر پر چوٹ لگی تھی

ڈاکٹر کے جاتے ہی مائز کمرے میں آیا اور فریحہ کو دیکھ کر ہنسنا شروع ہو گیا

"اللہ۔۔چوٹ میرے سر پر لگی ہے اور پاگلوں والی حرکتیں یہ کر رہا ہے" فریحہ نے سوچا

"کیا ہے ہنس کیوں رہے ہوں؟" فریحہ نے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا

"ارے نہیں یار میں تو اس لیے ہنس رہا ہوں کہ پہلے سروج۔۔۔ پھر ھدی۔۔۔۔ پھر میں۔۔۔۔۔۔اسکے بعد موسی اور اب تم۔۔۔۔۔۔ لگتا ہے سب باری باری ہسپتال کا چکر لگانے والے ہیں"

"شٹ اپ" فریحہ کو وہ بلکل بھی فنی نہیں لگا

"اچھا چلو گھر چلیے" اسکا ہاتھ تھامے وہ سہارا دیتے اسے ہسپتال سے باہر لے آیا

"مجھے آپ سب لوگوں کو کچھ بتانا ہے" موسی سٹڈی میں بیٹھا ان سب سے مخاطب ہوا

"اللہ خیر" علی زماد بولے

"میرے فرینڈ اور اسکی فیملی کو میں نے ڈنر پر انوائٹ کیا ہے اس ویک اینڈ"

"کونسا دوست؟" علی صاحب نے اچانک پوچھا

”پتہ چل جائے گا ڈیڈ۔۔۔۔ آپ لوگ بس ڈنر کی تیاری رکھے“موسی کہتے ہی کمرے سے باہر چلا گیا

”تمہارا بیٹا ضرور کچھ نا کچھ کرنے کے ارادے میں ہے مجھے تمہارے بیٹے پر یقین نہیں رہا“ علی صاحب اپنی بیگم کو دیکھ کر بولے

”مجھے بھی نہیں رہا“وہ بھی جوابا بولی

ویک اینڈ پر وہ سب موسی کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔۔۔۔

سروج کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔۔۔۔ مگر جیسے ہی گاڑی علی زمادولا کہ باہر رکی تو سروج آنکھیں حیرت کے مارے کھل گئی

"بابا یہ۔۔۔۔"

"آؤ بیٹا آجاؤ" وہ انہیں ساتھ لیے اندر داخل ہوئے

جتنی شاک میں سروج تھی اس سے زیادہ بڑا جھٹکا علی صاحب کو لگا انہوں نے موسی کو گھورا جس نے مزے سے کندھے اچکا دیے

"حیدر؟" علی صاحب بولے

"علی کیسے ہوں" انکے گلے لگے حیدر صاحب بولے

”تم یہاں مطلب کے موسی نے بتایا نہیں تھا کہ اسنے تمہیں دعوت پر بلایا تھا“

”سرپرائز ڈیڈ۔۔۔۔۔ آپ کو سرپرائز دینا چاہتا تھا“

”تو کیسا لگا سرپرائز؟“ موسی نے پوچھا

”بہت زور کا لگا“ موسی کو گھورتے وہ بولے جبکہ باقی سب اس بات پر ہنس دیے

ھدی ندا کو دیکھ کر خوشی خوشی اسکی طرف بڑھنے لگی تھی جبکہ ندا پیر پٹخ کر واک آؤٹ کر گئی

کھانا خوشحال ماحول میں کھایا گیا تھا ایسے میں صرف سروج اور علی صاحب کا ہی منہ بنا ہوا تھا

تھوڑی دیر بعد چائے کا دور چلا تو سروج ایکسکیوز کرتی باہر لان کی طرف چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ جب تھوڑی دیر بعد علی صاحب بھی اسکے پیچھے آئے

"سروج تم یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔۔۔ اور تم نے رو کا کیوں نہیں اپنے ماں باپ کو یہاں آنے سے؟" علی صاحب نے سوال کیا

"انکل مجھے تو خود بابا نے نہیں بتایا تھا کہ ہم یہاں آرہے تھے۔۔۔۔ ورنہ میں کبھی بھی یہاں نہیں آتی"

"یہ موسی کیا کرنا چاہ رہا ہے؟" علی صاحب پریشان ہوئے

”میرے والدین کو شیشے میں اتار کر مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے“علی صاحب نے حیرانگی سے سروج کی طرف دیکھا۔۔۔ تو گویا انکا چاند اس حد تک جا چکا تھا

”اسے سب پتا چکا ہے انکل۔۔۔۔۔ میری اور عمیر کے اصل نکاح سے لیکر۔۔۔۔ ابراہیم کا ماہم کا بیٹا ہونا سب پتا چل چکا ہے اسے۔۔۔۔۔اور اگر میں نے رشتے پر ہاں نہیں کی تو وہ ابراہیم کو بائے کورٹ حاصل کر لے گا“

سروج کی بات پر وہ مزید پریشان ہو گئے تھے

”مگر اسے سب کچھ کیسے پتا چلا؟“علی صاحب پریشان ہوئے

”وہ یاسین ولا گیا تھا دوبارچوکیدار نے بتایا اور جس میڈ نے مدد کی تھی وہ غائب ہے۔۔۔۔۔۔انکل آپکا بیٹا ایک بہت بڑی گیم کھیل گیا ہے ہمارے ساتھ“

”فکر مت کروں بیٹا میں اس لڑکے کو کوئی بھی بے وقوف حرکت نہیں کرنے دوں گا“ علی صاحب نے سمجھایا

”بھئی کیا بات چل رہی ہے سسر بہو میں“ ہاتھ میں چائے کا کپ لیے وہ بولا تو دونوں طرف سے گھوریاں ملی

سروج تو اس پر بنا ایک نظر ڈالے اندر کی طرف بڑھ گئی

ادائے بھی ہے، محبت بھی ہے، شرارت بھی ہے، میرے محبوب میں

سروج کی پیٹھ دیکھ کر موسی گنگنایا تو سروج صبر کے گھونٹ پی کر رہ گئی

اسے اپنے ڈیڈ کی طرف دیکھا جو ابھی تک اسے ہی گھور رہے تھے

”واٹ؟“

”نجانے تمہاری تربیت میں مجھ سے کہاں کمی رہ گئی“ وہ تاسف سے بولے

”یہی تو مسئلہ ہے ڈیڈ کہ میری تربیت آپ نے نہیں بوا نے کی ہے“ اپنے ہی باپ کو آگ لگاتا وہ مزے سے اندر چلا گیا

ھدی نے ندا سے ایک بار پھر بات کرنے کی کوشش کی مگر کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا

اگلے دن سروج یونی سے ڈائریکٹ آفس چلی گئی تھی۔۔۔۔۔وہ ابھی روم میں آکر بیٹھی ہی تھی کہ اسکی سکریٹری ناک کرتے اندر داخل ہوئی

"میم یہ انویلپ آیا ہے آپ کے لیے" اسکے ٹیبل پر لفافہ رکھتے وہ بولی

"اوکے یو کین گو" اسکی اجازت ملتے ہی سیکریٹری وہاں سے چلی گئی

"اللہ خیر کرے" اب تو اسے ڈر لگنے لگ گیا تھا ان انویلپ سے

سروج نے تیزی سے انویلپ کھولا تھا ہزار والٹ کا جھٹکا لگا

وہ کورٹ کے آرڈر تھے۔۔۔۔ موسی نے ابراہیم کی کسٹڈی کے لیے سروج پر کیس کیا تھا

تو گویا اسنے اپنا کہا سچ کر دکھایا

"موسی موسی کہاں ہوں تم؟" غصہ چہرے پر لیے علی زماد اندر داخل ہوئے

"ارے کیا ہوا؟" مسز علی حیران ہوئی

"کہاں ہے تمہارا بیٹا؟" علی صاحب غصے سے پھنکارے

"کیا ہوا ڈیڈ؟" نیند سے جاگتا موسی نیچے آئے پوچھنے لگا

”یہ کیا ہے ؟ہاں کیا ہے یہ ؟“انہوں نے موسی سے سوال کیا

”کورٹ کا لیٹر ہے“ وہ آرام سے بولا

”موسی یہ سب کیا ہو رہا ہے ؟“مسز علی نے پوچھا

”یہ کیا بتائے گا میں بتاتا ہوں تمہارے بیٹے نے ایک عزت دار گھرانے کی لڑکی پر کیس کیا ہے اسے کورٹ کا لیٹر اشیو کروایا ہے“ انکا غصہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

”محترم نے سروج پر کیس کیا ہے۔۔۔۔کورٹ کا نوٹس بھجوایا ہے اس بچی کو“علی صاحب غصے سے پھنکارے

”موسی!!!“مسز علی نے بے یقینی سے اپنے بیٹے کو دیکھا

"مام ڈیڈ نے آپ کو یہ تو بتا دیا کہ میں نے کیس کیا ہے۔۔۔۔۔۔ مگر کیوں یہ نہیں بتایا" ایک نظر علی صاحب کو دیکھ کر وہ مسز علی کے ہاتھ تھام کر انہیں صوفہ پر بٹھاتے بولا

"بکواس بند کروں اپنی" علی صاحب پھر سے غصے سے بولے

"مام آپ جانتی ہے سروج کے پاس ہماری ایک امانت ہے۔۔۔۔۔ اسکے پاس ہماری ماہم کی نشانی ہے۔۔۔۔۔۔ ہمارا خون ہے" وہ انکے سامنے بیٹھے بول رہا تھا

"موسی زبان بند کروں اپنی فضول مت بکوں" علی صاحب کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کچھ کر ڈالے

"موسی کیا کہہ رہے ہوں سمجھ نہیں آرہی مجھے" مسز علی حیرانگی سے بولی

”مام آپ جانتی ہے ابراہیم کون ہے؟ وہ آپکی ماہم کی اولاد ہے۔۔۔۔ آپکا نواسہ۔۔۔۔۔۔ ہاں مام میں سہی کہہ رہا ہوں“ انکی حیرت زدہ آنکھوں کو دیکھ کر وہ بولا

”آپ کو یاد ہے کہ آپ جب ہوسپٹل گئی تھی سروج سے ملنے تب آپ نے مجھے بتایا تھا کہ ابراہیم میں آپ کو کشش محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ آپکو اپنا لگا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنا ہی تھا مام بس ہم نے پہچاننے میں دیر کردی۔۔۔۔۔۔۔ مگر اب نہیں ہم اسے لے آئے گے واپس“ وہ ان کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھام کر بولا

”چاہے کوئی کچھ بھی کرے اب ہم ماہم کو ایک اور بار نہیں کھو سکتے“ ایک سخت نگاہ اپنے باپ پر ڈالے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا

علی صاحب پیچھے مٹھیاں بھینچ کر رہ گئے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سروج کے پیروں تلے زمین نکل گئی تھی کورٹ کا نوٹس دیکھ کر۔۔۔یہ کیسے۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا

وہ تیزی سے کمرے کی جانب بڑھی اور علی زماد کا نمبر ملایا

"السلام علیکم انکل۔۔۔۔۔۔۔یہ کیا ہے۔۔۔۔۔۔ موسی نے مجھے کورٹ کا نوٹس بجھوایا ہے"

"سروج فکر مت کروں سب ٹھیک ہو جائے گا میں بات کروں گا اس سے" علی صاحب کی آواز ابھری

"انکل آپ کیا بات کرے گے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ نوٹس بجھوا چکا ہے۔۔۔۔۔۔اور میں تو کیس بھی نہیں جیت پاؤ گی۔۔۔اب آپ نہیں بلکہ میں خود اس موسی نامی بلا سے مقابلہ کروں گی" وہ ٹھوس لہجے میں بولی

"تم کیا کرنے والی ہوں سروج؟"

"فلحال تو میں موسی سے ملنے جا رہی ہوں اسکے آفس" کال کاٹتے ہی اسنے اپنا بیگ اٹھایا اور موسی سے ملنے چل دی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

”میم آپ کہاں جا رہی ہے؟ آپ اندر نہیں جا سکتی۔۔۔ میں نے کہا نا سر میٹنگ میں ہے“ ریسپشنیسٹ اسکے پیچھے بھاگتی بولی جو سب نظر انداز کیے تیزی سے میٹنگ روم کی جانب بڑھ رہی تھی

”موسی علی زماد“ ایک جھٹکے سے دروازہ کھولتے وہ اندر داخل ہوئی

موسی اسے دیکھ کر پرسکون رہا۔۔۔۔اسے امید تھی کہ وہ ضرور آئے گی

ایک مسکان اس کے چہرے پر در آئی

”سوری سر میں نے میم کو روکنے کی کوشش کی مگر۔۔۔۔۔“

”اٹس اوکے آپ واپس اپنی جگہ پر جائیے“ موسی ریسیپشنیٹ کو کہتا سروج کی طرف مڑا جو ابھی تک اسے گھور رہی تھی

”آئی ایم سوری ایوری ون بٹ دا میٹنگ از کینسل۔۔۔۔۔۔۔ آئی ہوپ سو یو آل ڈونٹ مائنڈ۔۔۔لیو ناؤ“ موسی کے آرڈر پر وہ سب لوگ سرپٹ وہاں سے چلے گئے

سروج صبر سے ان کے جانے کا انتظار کرنے لگی

”یہ کیا بکواس ہے“ اسکے منہ پر کورٹ کا نوٹس مارتے وہ بولی

”ویری بیڈ سروج میں تو تمہیں ایک اچھی اور تمیز دار لڑکی سمجھتا تھا“ موسی نفی میں سر ہلائے بولا

”بکواس بند کروں اپنی۔۔۔۔۔اور تم کیس واپس لو گے“سروج اسے انگلی دکھاتے بولی

”کیوں لو میں کیس واپس ابراہیم میرا خون ہے۔۔۔۔۔میری بہن کا بیٹا ہے۔۔۔۔۔۔ ماہم ماں ہے اسکی“موسی آرام دہ سا بولا

”نہیں وہ اسکی ماں سنا تم نے نہیں ہے وہ اسکی ماں۔۔۔بچے کو جنم دینے سے کوئی عورت ماں نہیں بن جاتی۔۔۔۔۔ماں بننے کے لیے ہزار تکلیفیں سہنی پڑتی ہے ہے۔۔۔۔۔۔ قربانیاں دینی پڑتی ہے۔۔۔۔۔کیا کیا ہے تمہاری بہن نے جو وہ ابراہیم کی ماں بن گئی۔۔۔۔۔۔۔وہ ماہم نہیں سروج تھی جو راتوں کو جاگتی تھی اسکے لیے۔۔۔۔۔۔وہ ماہم نہیں سروج تھی جس کا دل تڑپ جاتا تھا ابراہیم کو تکلیف میں دیکھ کر۔۔۔۔۔۔وہ ماہم نہیں سروج تھی جو اپنوں سے لڑ گئی تھی ابراہیم کے لیے۔۔۔۔۔۔سنا تم نے“اسکا سانس پھول چکا تھا بولتے بولتے

”وہ سروج نہیں ماہم تھی جو کمزور تھی۔۔۔وہ سروج نہیں ماہم تھی جس نے اپنی اولاد کو دربدر کردیا۔۔۔۔وہ سروج نہیں ماہم تھی جس کے اپنے اس قابل نہیں تھے کہ وہ ان پر بھروسہ کر سکتی۔۔۔۔۔وہ سروج نہیں ماہم تھی جس نے اپنی اولاد کو ایک گناہ سمجھا“ سروج دھیمی آواز میں غرائی۔۔۔موسی کا چہرہ خفت سے سرخ ہو گیا

”بس!!!“موسی دھاڑا

”کیوں بس ہاں۔۔کس لیے بس۔۔۔سنو مجھے۔۔۔تمہیں سننا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔بتاؤ مجھے کیا جاگی ہو گی تمہاری بہن راتوں میں ابراہیم کے لیے۔۔۔۔کیا تڑپی ہو گی وہ اس کے لیے۔۔۔کیا وہ اسکے لیے خود کو قربان کر سکی۔۔۔۔۔صرف ایک وجود کو اس دنیا میں لے آنے سے کوئی عورت ماں نہیں بن جاتی۔۔۔۔۔تمہیں اللہ کا واسطہ موسی یہ دیکھو میرے جڑے ہاتھ مجھسے میرے بیٹے کو مت چھینو“آخر میں دھیمے لہجے کیسا تھ وہ ہاتھ اسکے سامنے جوڑتے اسکے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی

اسکا چہرہ آنسو سے بھیگ گیا تھا۔۔۔۔ موسی کو اس حالت پر افسوس ہوا مگر صرف ایک لمحے کے لیے۔۔۔۔ فلحال وہ کسی بھی قسم کے جذبات کو خود پر حاوی نہیں ہونے دے سکتا تھا

"تم چاہتی ہوں کہ میں ابراہیم کو تم سے مت چھینو؟" قدم اٹھاتے اسکے سامنے بیٹھتے موسی نے پوچھا

سروج نے اپنا سرہاں میں ہلادیا

"تو میری بات مان لو سروج۔۔۔۔۔۔ کرلوں مجھ سے شادی" موسی بولا تھا سروج نے حیرت سے اسے دیکھا

آہستہ آہستہ اسکی آنکھوں میں نفرت در آئی اور پھر غصہ

غصہ قابو کرنے کے لیے اسنے آنکھیں بند کی مگر پھر بھی کچھ نا ہو سکا

اسنے پھر سے موسی کو دیکھا اب کی بار آنکھوں میں نفرت کے ساتھ ساتھ نمی بھی تھی

موسی غور سے اسکی حالت دیکھنے لگا

آنکھوں کا اعتبار مت کرنا

یہ اٹھے تو قتل عام کرتی ہے

کوئی انکی نگاہوں پے پہرا لگا دو یارو

یہ نگاہوں سے ہی خنجر کا کام کرتی ہے

موسی ایسی حالت میں بھی اپنے ٹھرک پن سے باز نا آیا ایسا سروج کا سوچنا تھا

"کبھی نہیں موسی علی زماد۔۔۔۔۔ایسا کبھی بھی نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔نفرت ہے مجھے تم سے سنا تم نے" وہ چیختے ہی دروازے کی جانب بڑھی

اس سے پہلے کے دروازہ پار کرتی موسی نے سرعت سے اسکی کلائی تھامے اسے اپنے قریب کیا

"ایسا ہی ہو گا سروج دیکھنا تم۔۔۔۔تم میری ہی بنوں گی۔۔۔۔۔۔میں تو تمہیں تب بھی خود سے دور نہیں کر سکا جب لگا کہ تم سے نفرت ہے اور اب تو تمہارے لیے میرے

احساسات کچھ اور ہی ہے۔۔۔۔۔ خیر میں بھی کیا بول رہا ہوں۔۔ نفرت تو میں نے تم سے کبھی بھی نہیں کی سروج اور اب یہ جذبات یہ احساسات۔۔۔۔ نہیں سروج ہرگز نہیں میں تمہیں خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔۔ اور اب موسی علی زماد کو اس بات سے انکار نہیں کہ اسے تم سے محبت ہے سروج حیدر۔۔۔۔ محبت ہے اسے تم سے" اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے وہ اتنے جذب سے بولا کہ سروج کا رواں رواں کانپ اٹھا

"جاؤ گھر جا کر آرام سے دھیان سے سوچو اور پھر کال کر کے بتاؤ کہ مجھے کہ تم راضی ہو یا نہیں مگر تمہارا جواب جو بھی ہوں یہ سوچ کر دینا کہ آنا تو تمہیں میری دسترس میں ہی ہے" اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتا وہ بولا

سروج بنا کچھ کہے وہاں سے چل دی۔

سروج گھر پہنچی تو حیران رہ گئی لاؤنج میں وہ سب اسکے منتظر تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ سروج نے خود کو نارمل کیا

"کیا ہوا سب یہاں اکٹھے خیریت؟" سروج نے ان سے سوال کیا

"یہ کیا ہے سروج؟" حیدر صاحب نے اسکے سامنے کورٹ کے نوٹس کی کاپی رکھی جو انہیں فیکس کی گئی تھی

سروج کا رنگ سفید پڑ گیا تھا۔۔۔ موسی نے ہر طرف سے اسے گھیر لیا تھا

"بابا وہ یہ۔۔۔" سروج سے کچھ بولا نا گیا

"سروج سچ صرف سچ" حیدر صاحب کی تنبیہ پر وہ انہیں الف تا یے سب کچھ بتا چکی تھی

حیدر صاحب کا غصے کے مارے برا حال تھا۔۔۔۔ موسی کے بارے میں وہ کتنا غلط سوچتے تھے وہ۔۔۔۔۔ انکی آنکھوں میں وہ شخص دھول جھونکتا رہا

سروج کا رو رو کر برا حال تھا ھدی کے آنسو بھی جاری تھے سروج کو ساتھ لگائے وہ سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حیدر صاحب کے سمجھانے پر اگلے دن وہ دونوں یونی گئی تھی۔ ابراہیم گھر پر ہی تھا

موسی جانتا تھا کہ وہ حیدر صاحب کو نوٹس مل گیا ہو گا اور یہ بھی کہ سروج انہیں سب بتا چکی ہو گی مگر اب اسے انہیں اپنے طور پر راضی کرنا تھا

وہ اس وقت سروج کے گھر کے باہر کھڑا تھا جب شہانہ بیگم نے دروازہ کھولا۔۔ اسے دیکھتے ہی انہوں نے اپنے لب بھینچ لیے

"السلام علیکم آنٹی" اس نے سلام لیا

مگر کوئی جواب نہیں ملا

"کون ہے شہانہ؟" حیدر صاحب بولے مگر جب موسی کو دیکھا تو چہرے پر سختی آ گئی

"کیا میں اندر آجاؤ پلیز؟؟" اسکے سوال پر انہوں نے اسے راستہ دیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"مجھے یقین نہیں ہوتا کہ موسی ایسا کر سکتا ہے"زرار کا حال عجیب تھا

"مگر مجھے امید تھی میں نے اسکا جو روپ دیکھا ہے وہ تم نے نہیں دیکھا"سروج بولی

"کیسا روپ؟"زرار نے سوال کیا

"وہ تمہارا آئینہ ہے زرار۔۔۔ جو چاہیے سوچا ہیے۔۔۔ بلکل تمہاری طرح"سروج بولی تو زرار کے چہرے پر خفگی در آئی

"ایسے مت دیکھو سچ بول رہی ہوں" اسکے چہرے کے بگڑے زاویوں کو نظرانداز کرتے وہ بولی

"ہم تو کہہ لیا تم نے جو کہنا تھا اب جاؤ" حیدر صاحب دروازے کی طرف اشارہ کرتے بولے

"پلیز انکل پلیز آنٹی میری بات پر غور کیجیے گا۔۔۔۔ میں سروج کے ساتھ زبردستی نہیں کررہا۔۔۔ میں دل سے اسکے ساتھ رشتہ جوڑنا چاہتا ہوں۔۔۔ آپ خود سوچے اگر سروج کی شادی کہی اور ہوجاتی ہے تو کیا وہ ابراہیم کو چھوڑ دے گی یا پھر وہ شخص ابراہیم کو ویسا پیار دے پائے گا جس کا وہ حقدار ہے۔۔۔۔۔۔ ابراہیم میرا خون اور سروج محبت

ہے۔۔۔میں کسی کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں کروں گا" موسی تو کہہ کر چلا گیا مگر انہیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گیا تھا

موسی کو معلوم تھا کہ سروج کی کال نہیں آئے گی مگر پھر بھی ایک موہوم سی امید تھی۔۔۔مگر لاحاصل

"تو تم نے مشکل راستہ چنا۔۔۔کوئی بات نہیں بنتا تو تمہیں میرا ہی ہے" موبائل دیکھتا وہ جذب سے بولا

کل ہیرنگ تھی۔۔۔۔۔کل کورٹ کا فیصلہ ہو جانا تھا مگر سروج جانتی تھی کہ وہ جیت جائے گی۔۔۔۔ماہم نے خود اپنی اولاد سے دستبرداری دی تھی

”کیا تمہیں پکا یقین ہے کہ تم کیس جیت جاؤ گے؟“ہاتھ میں کوک کا کین پکڑے وہ دونوں گھر میں بنے سینما میں موی دیکھ رہے تھے

”سو فیصد یقین ہے“موسیٰ نے جواب دیا

”اور اگر سروج نے تم پر کیس کر دیا؟“مائز نے ایک اور سوال کیا

”کونسا کیس؟“موسیٰ نے حیرانگی سے پوچھا

”دیکھ موسیٰ تو نے ابراہیم کی کسٹڈی کے لیے کیس کیا ہے۔۔۔۔۔۔وہ تیری بہن کا بیٹا ہے تو ایسے میں وہ ھدی کے بھی بھائی کا بیٹا ہے۔۔۔۔ سروج نا سہی مگر ھدی تو کیس کر سکتی ہے نا کسٹڈی کا“ مائز نے اسے دوسرا رخ دیکھایا

”تمہیں کیا لگتا ہے کہ موسیٰ علی خان نے کچی گولیاں کھیل رکھی ہے۔۔۔۔۔۔ ھدی ابھی چھوٹی ہے مائز۔۔۔۔۔ سروج ھدی کی مینٹور ہے۔۔۔۔۔ جب تک وہ اکیس کی نہیں ہو جاتی سروج کے انڈر رہے گی وہ۔۔۔۔۔اور ایسے میں ایک ایسی لڑکی جو خود کسی اور کی کسٹڈی میں ہوں وہ بھلا کیسے کوئی کیس لڑ سکتی ہے“ موسیٰ کی مسکراہٹ مائز کو باور کروا چکی تھی کہ وہ سب کچھ پلان کر چکا ہے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

”تمام ثبوتوں اور گواہوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے ابراہیم عمیر کا سروج حیدر سے کوئی تعلق نہیں اور عدالت ابراہیم عمیر کی کسٹڈی موسی علی زماد کو سونپتی ہے۔۔۔۔۔چونکہ ھدی یاسین ابراہیم کے حوالے سے کسٹڈی کے لیے کیس کر سکتی ہے مگر وہ بھی تب جب تک وہ خود اکیس سال کی نہیں ہو جاتی تب تک ابراہیم کو ان کے ننھیال کے حوالے کیا جاتا ہے۔۔۔۔ دا کورٹ از ڈسمس“سنوائی ہوتے ہی سروج سن سی اپنی جگہ پر بیٹھی رہی۔۔۔۔۔۔علی صاحب نے افسوس سے اپنے بیٹے کو دیکھا جس کے چہرے پر فتح کی ایک الگ ہی چمک تھی۔۔۔۔۔ایک لیڈی کانسٹیبل سروج کے پاس آئی جس نے ابراہیم کو خود میں زور سے بھینچا ہوا تھا

”ن۔۔۔۔نہیں میں نہیں دوں گی۔۔۔۔۔۔دور ہو جاؤں میرے بیٹے سے“سروج چلائی۔۔۔۔سب اسکی طرف متوجہ ہو گئے

ندا نے شوق سے یہ ڈرامہ دیکھا تھا۔ آج وہ سروج سے اپنی ناکام محبت کا بدلا لے چکی تھی

”دیکھیے میم شرافت سے بچہ ہمارے حوالے کیجیے۔۔۔۔۔۔ ورنہ ہمیں دوسرے طریقے بھی آتے ہیں“ وہ اب زرا سختی سے بولی

”میں اپنا بچہ کسی کو نہیں دوں گی“ سروج کے چلانے سے ابراہیم بھی رونا شروع ہو گیا

اتنے میں زرار آگے آیا اور ابراہیم کو سروج سے کھینچتے موسی کی جانب لے گیا

”نہیں زرار نہیں۔۔۔ زرار مت کروں ایسا۔۔۔ زرار!!“ اس سے پہلے کے سروج کچھ اسکی طرف بڑھتی حیدر صاحب نے اسکا بازو پکڑ لیا

"بابا۔۔۔بابا دیکھے اسے روکے ناوہ میرے بچے کو لے جا رہے ہیں۔۔۔بابا میں مر جاؤں گی۔۔۔پلیز بابا۔۔۔۔بابا دیکھے اسے وہ رو رہا ہے" اپنی بیٹی کی ایسی حالت دیکھ کر انکا دل کٹ کر رہ گیا تھا مگر اب کی بار اسکی نا سننے کا فیصلہ وہ کر چکے تھے

"یہ لو موسی پکڑو اپنے خون کو اور ہاں اپنی نام نہاد جیت تمہیں مبارک ہوں۔۔۔امید ہے اب تم سروج یا ھدی کے راستے میں کبھی نہیں آو گے" ابراہیم کو موسی کے حوالے کرتے زرار وہاں سے چل دیا

"موسی !!!موسی !!!۔۔۔۔ تمہیں اللہ کا واسطہ میرا بچہ مجھے دے جاؤ موسی۔۔۔۔میں مر جاؤ گی۔۔۔موسی تمہیں واسطہ ہے اللہ کا۔۔۔۔۔۔۔ابراہیم !!!" گاڑی میں بیٹھتا موسی سروج کی چیخے سن رہا تھا

”ڈرائیور گاڑی چلاؤ“ڈرائیور کو حکم دیتے اسنے سائڈ مرر سے دیکھا جہاں سروج اسکی کار کے پیچھے پیچھے بھاگتے اب ٹھوکر لگنے سے نیچے گر گئی تھی۔۔ زمین پر بیٹھی وہ دھاڑے مار مار کر رونا شروع ہو گئی

موسی نے کرب سے آنکھیں بند کر لی تھی مگر پھر خود پر قابو پاتے پیچھے بیٹی ندا کے ہاتھوں میں ابراہیم کو دیکھا جو اب رو رو کر سو چکا تھا

”آئی پرامس یو سروج بہت جلد تمہیں ابراہیم واپس مل جائے گا“

سروج کی حالت غیر ہو چکی تھی۔۔۔۔۔وہ کب، کیسے، کس طرح گھر آئی اسے کچھ علم نا ہوا۔۔۔۔۔۔زرار راستے میں ڈاکٹر کو کال کر کے بلا چکا تھا

اب وہ اپنے کمرے میں سکون دینے والے انجیکشن کے زیر اثر سو رہی تھی

"مجھے معاف کر دوں حیدر میں شرمندہ ہو تم سے۔۔۔۔۔میری اولاد کی وجہ سے تمہاری بیٹی کو اتنا کچھ سہنا پڑا۔۔۔یقین مانو میں نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی مگر۔۔۔۔۔۔۔"

"آپ کی اولاد کی وجہ سے تو ہر بار کسی نا کسی کو کچھ نا کچھ سہنا پڑتا ہے مسٹر علی زماد۔۔۔۔۔۔ پھر چاہے وہ عمیر ہوں۔۔۔۔۔سروج ہوں۔۔۔ھدی ہوں یا میں۔۔۔۔کس کس سے معافی مانگتے پھرے گے" انکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی زرار انکی بات کاٹتے درشتگی سے بولا اور جھٹکے سے کمرے سے باہر چلا گیا

لاؤنج میں آیا تو ھدی بیٹھی نظر آئی۔۔۔۔۔وہ جانتا تھا کہ ھدی اس وقت کس کرب سے گزر رہی ہوگی

”زرار بھابھی“ ھدی زرار کو دیکھتے بولی اور اچانک آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے

”سروج کو کچھ نہیں ہو گا ھدی بلیو می“ اسکے ہاتھ تھامے وہ پر اعتماد لہجے میں بولا

”مگر بھابھی۔۔۔“

”یقین ہے نا مجھے پر؟“ زرار نے پوچھا تو ھدی کا سر ہاں میں ہل گیا

اب وہ زرار کے کندھے پر سر رکھے اسے بھگونے لگی جبکہ زرار آرام سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا

باہر کی طرف جاتے علی صاحب نے یہ منظر حیران کن آنکھوں سے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ زرار کہ چہرے پر غصے کا شائبہ تک نہیں تھا صرف فکر تھی

"مام۔۔۔مام دیکھیے کون آیا ہے" پر مسرت سا موسی لاؤنج میں داخل ہوتے بولا

"موسی میر ابراہیم؟" "مسز علی نے اس سے سوال کیا تو ندا نے آگے بڑھ کر سوئے ہوئے ابراہیم کو انکے بازوؤں میں دے دیا

انکی آنکھیں بھیگ گئی۔۔۔۔انہوں نے محبت سے ابراہیم کو چومنا شروع کر دیا یوں ابراہیم کی آنکھیں کھل گئی وہ آس پاس شناسا چہرے دیکھنے لگا مگر جب کوشش لاحاصل ہوئی تو اسنے رونا شروع کر دیا

مسز علی نے اسے چپ کروانے کی ہزار کوششیں کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا

موسی اور ندا بھی اسے اتنا روتا دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے۔۔۔۔رات تک ابراہیم کو تیز بخار چڑھ گیا تھا جو اترنے کا نام نہیں لے رہا تھا

ڈاکٹر نے آکر دوائی دی۔۔۔۔ماتھے پر پٹیاں بھی کی مگر پھر بھی بخار نہیں ٹوٹا۔۔۔۔۔۔

آخر کار موسی نے اسے ہسپتال لیجانے کا سوچا

”مجھے تو سمجھ نہیں آرہی کہ بیٹھے بٹھائے اسے اتنا تیز بخار کیسے چڑھ گیا؟“مسز علی پریشان سی بولی

”اجازت ہوں تو میں بولو“بوانے اجازت چاہی

”ارے بوا آپ کب سے اجازت مانگنے لگ گئی“مسز علی حیرانگی سے بولی

”کہنے کو تو چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔۔۔مگر ابراہیم کا علاج کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں ہے بیٹا۔۔۔۔بچے کا علاج ماں کے لمس میں ہوتا ہے۔۔۔۔ابراہیم بھی اس وقت اسی لمس کے لیے تڑپ رہا ہے اور وہ اسے اپنی ماں کے علاوہ کہی سے نہیں ملے گا“

"وہ بچہ سروج کو اسکے لمس کو قبول کرچکا ہے۔۔۔اب وہ کسی سے نہیں سنبھلے گا۔۔۔۔ میری مانے تو بچے کو اسکی ماں کے حوالے کر آئے" بوا تو وہاں سے کہہ کر چلی گئی۔۔۔۔ جبکہ ندا کا منہ بن گیا اور موسی پرسوچ نظروں میں بوا کو دیکھنے لگا

"ارے آپ آگئے" مسز علی اچانک علی زماد کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر بولی

"آپ کہاں تھے اتنی دیر لگادی" انہوں نے جواب نا پا کر دوبارہ سوال کیا

"اس بچی کے پاس تھا جس کی زندگی برباد کرنے میں اور اسے مارنے میں تمہارے بیٹے نے کوئی کسر نہیں چھوڑی" وہ لال انگارہ آنکھوں سے موسی کو گھورتے بولے

"جاؤ دیکھو اس بچی کی حالت۔۔۔۔ نیم مردہ۔۔۔ نیم پاگل ہو گئی ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔ چیخ رہی ہے چلا رہی ہے کہ اسکے بیٹے اسکے ابراہیم کو واپس لے آؤ۔۔۔ یقین مانو موسی اگر اسے

کچھ ہوا نا تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا“موسی کو انگلی دکھاتے وہ اپنے کمرے کی جانب چل دیے

ویسے تو موسی کا چہرہ سپاٹ رہا مگر سروج کی حالت کا سن کا اسکا دل دہل رہا تھا

”پرسوں میرا نکاح ہے سروج سے“موسی ایک فیصلہ لیتے ہوئے سب کے سروں پر دھماکہ کر گیا

”کیا کہاں؟“علی زماد تیزی سے پلٹتے اسکی سامنے آکھڑے ہوئے

”یہی کہ پرسوں میرا اور سروج کا نکاح اور ساتھ ہی رخصتی ہے۔۔۔۔ سروج کو ابراہیم چاہیے اور مجھے سروج۔۔۔۔ آپ لوگ نکاح کی تیاری کرلے“تمام گھر والوں کو اپنی جگہ منجمند چھوڑتا وہ ابراہیم کو لیے ہسپتال کی جانب چل دیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ابراہیم۔۔۔۔ میرا بچہ مت لیجاؤ۔۔۔۔۔۔ نہیں میں مرجاؤ گی۔۔۔۔۔۔۔۔ابراہیم"

ایک چیخ کے ساتھ وہ اٹھی۔۔۔۔اسے سب یاد آنے لگا۔۔۔۔۔وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور کمرہ لاک کر دیا

"سروج دروازہ کھولو" سب نے اسے پکارا

"نہیں مجھے میرا بیٹا لا کر دوں۔۔۔۔۔ میرا بیٹا چاہیے مجھے۔۔۔۔سنا سب نے مجھے میرا بیٹا چاہیے" حلق کے بل چلاتی وہ ایک بار پھر ہوش و حواس سے بیگانی ہو گئی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سروج پوری رات اور پورا دن کمرے میں بند رہی۔۔۔۔۔ایک ہی دن میں وہ صدیوں کی مسافر لگ رہی تھی

زرار ھدی کا مائنڈ ڈائیورٹ کرنے کی نیت سے اسے آہل سے ملوانے لے گیا تھا

موسی کو یہی وقت ٹھیک لگا تھا سروج سے ملنے کا

اس وقت وہ لاؤنج میں بیٹھا حیدر صاحب کا انتظار کر رہا تھا

انہیں آتا دیکھ کر اسنے لب کھولے ہی تھی کہ انہوں نے ہاتھ کہ اشارے سے اسے چپ کروادیا

"سلام لینے کی غلطی مت کرنا تمہاری جھوٹی سلامتی نہیں چاہیے" زندگی میں پہلی بار موسی شرمندہ ہوا تھا

"انکل میں سروج سے۔۔۔۔۔"

"ہاں پتا ہے آجاؤ" وہ پھر سے بات کاٹتے بولے۔۔ انکے سرد رویے پر موسی نے لب بھینچ لیے

"جاؤ دیکھ لو اسے شائد کے تمہاری جھوٹی انا کو تسکین مل جائے" سروج کے دروازے کے باہر کھڑے وہ اسے بولتے وہاں سے چلے گئے

موسی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا تو مکمل اندھیرا تھا۔۔۔۔ موبائل ٹارچ کے ذریعے اسنے لائٹس اون کی تو کمرہ خالی تھا جب اسے صوفہ کے پیچھے کچھ نظر آیا

قدم بڑھاتا وہ وہاں گیا تو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔۔۔۔۔۔وہ سروج تھی بکھرے حلیے میں۔۔اسکے سامنے ڈھیڑ ساری تصویریں تھی جو ابراہیم کی تھی

سروج نے اسے دیکھا۔۔۔پہلے تو آنکھیں بے جان رہی۔۔۔یہ بے جان آنکھیں موسی کو تڑپا گئی۔۔۔۔جب اچانک سروج کی آنکھوں میں شناسائی کی رمق ابھری اور ساتھ ہی نفرت عود آئی

"تم!! کیوں آئے ہوں یہاں۔۔۔۔کیا دیکھنے آئے ہوں کہ میں زندہ ہوں یا مر گئی۔۔۔۔ تو مبارک ہوں تم آج سروج کو مکمل طور پر مار چکے ہیں۔۔۔۔میرا بیٹا کہاں ہے؟ بتاؤ مجھے میرا بیٹا کہاں ہے موسی۔۔۔۔۔۔۔کہاں ہے وہ" اسکا گریبان پکڑے وہ غرائی

"ہوسپٹل میں" موسی صرف اتنا بول پایا۔۔۔سروج نے اسے بے یقین نظروں سے دیکھا

"مجھے اسے دیکھنا ہو گا" وہ باہر کو بھاگنے لگی تو موسی نے اسے پکڑ لیا

"ابراہیم سے ملنا ہے؟ ابراہیم واپس چاہیے؟" موسی کے سوال پر وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔۔۔۔۔

"تو ٹھیک ہے کل ہمارا نکاح ہے سروج اگر تم مان گئی تو میں ابراہیم تمہارے حوالے کر دوں گا۔۔۔ وہ ہمیشہ کے لیے تمہارا ہو گا۔۔۔ ورنہ ترستی رہنا اسے پوری زندگی دیکھنے کے لیے" موسی کا لہجہ سروج کو اس بات کا یقین دلا گیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے

"سوچوں سمجھوں اور جواب دوں رات تک کا وقت ہے تمہارے لیے"

"منظور ہے مجھے" سروج اچانک بولی جبکہ موسی کے باہر جاتے قدم اپنے راستے میں رک گئے

"کیا کہاں؟" موسی نے بے یقینی سے پوچھا

"میں نے کہاں مجھے منظور ہے۔۔۔۔اب تم جاسکتے ہوں" سروج نے دل مضبوط کر کے جواب دیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زرار کو جب سروج کے فیصلے کے بارے میں پتہ چلا تو وہ تیزی سے اسکے کمرے میں داخل ہوا

"کیا سن رہا ہوں میں؟"

"وہی جو سچ ہے" سروج سکون سے بولی

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا"

"ہاں بلکل ٹھکانے پر ہے" وہی اطمینان بھرا جواب

"تم یہ شادی نہیں کروں گی"

"اور کوئی آپشن نہیں زرار۔۔۔۔یہ کروں یا مروں والی سچویشن ہے۔۔۔۔۔۔۔۔یا تو اس سے شادی کر لوں یا ابراہیم کو بھول جاؤ۔۔۔اور میں ابراہیم کو ایسے نہیں چھوڑ

سکتی۔۔۔۔اب تک تو ابراہیم کی خبر ان لوگوں تک پہنچ چکی ہو گی وہ اسے مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گے"

"اور تم تمہارا کیا؟"زرار نے سوال کیا

"میرے لیے میرا بیٹا اہم ہے زرار اور کچھ نہیں۔۔۔۔جو جیسا ہو رہا ہے ہونے دوں۔۔۔۔۔ورنہ آخر میں سب خالی ہاتھ رہ جائے گے"سروج کی بات پر لب بھینچتے وہ وہاں سے چلا گیا جبکہ سروج کی آنکھیں آنسو سے لبریز ہو گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آنکھ کمبخت سے اس بزم میں آنسو نہ رکا

ایک قطرے نے ڈبویا مجھے دریا ہو کر

”تجھے کس نے ڈبو دیا؟“ مائز نے بے اختیار پوچھا

”سروج“ ایک حرفی جواب

”تو تکلیف کیوں ہو رہی ہے کل ہو تو جائے گی وہ تیری“ مائز نے کندھے اچکائے

”وہی تو مسئلہ ہے مائز۔۔۔وہ نہیں چاہیے مجھے اسکی محبت چاہیے“

”عجیب ہے تو پہلے وہ چاہیے تھی اب مل رہی ہے تو اسکی محبت چاہیے۔۔۔اب یہ کیا نیا ڈرامہ ہے؟“

"کوئی ڈرامہ نہیں ہے حقیقت ہے۔۔۔۔اگر مجھے وہ مل سکتی ہے تو اسکی محبت بھی مل سکتی ہے اور مجھے یقین ہے مجھے اسکی محبت مل جائے گی" موسی ایک جذب سے بولا

تجھ سے ملے نہ تھے تو تیری آرزو نہ تھی

ملے جو تجھ سے تو تیرے طلبگار ہو گئے

چاند کی روشنی کو دیکھتے وہ بولا۔۔۔۔

\-----------------

منہ ہاتھ دھو کر وہ باہر نکلی تو بیڈ پر سامان بیکھ کر رک گئی

"یہ سب کیا ہے؟" ماتھے پر بل ڈالے اسنے ھدی سے پوچھا

"آپ کے سسرال سے آیا ہے شادی کا جوڑا" ھدی پھیکا سا مسکرائی

"ھدی۔۔۔"

"ارے بیوٹیشن آ گئی آپ بیٹھے میں اسے لیکر آئی" سروج کی سنے بغیر وہ باہر چلی گئی۔۔۔۔ سروج نے سختی سے لب بھینچ لیے

برائڈیل ڈریس دیکھ کر ایک موتی اسکی آنکھ سے ٹوٹا۔۔کوئی مسئلہ بنائے بنا وہ واشروم میں چینج کرنے چلی گئی

"ماشااللہ" بیوٹیشن اسے تیار کر کے بے اختیار بولی۔۔۔روم میں اسکے ساتھ اس وقت عمارہ اور فریحہ تھی

کسی نے بھی اس سے کسی قسم کی کوئی بات نہیں کی تھی

ھدی ناک کر کے اندر آئی

"وہ لوگ آگئے ہیں۔۔۔آپ آجائے" ھدی اس سے نظریں ملائے بنا بولی

"ھدی ادھر آؤ" سروج نے اسے بلایا۔۔۔عمارہ اور فریحہ باہر چلی گئی

"جی" ھدی اسکے سامنے آکھڑی ہوئی مگر نظریں جھکی رہی

”ناراض ہوں؟“سروج نے پوچھا

ھدی نے سر نفی میں ہلایا

”پھر کیا ہوا ہے؟“سروج نے لاڈ سے پوچھا۔۔۔۔۔۔ھدی کی آنکھیں بھر آئی

”آپ چلی جائے گی مجھے چھوڑ کر۔۔۔۔۔مت جائے۔۔۔میں کیسے رہوں گی“ھدی روتے ہوئے بولی

”ھدی میری جان۔۔۔میرا چنداادھر دیکھو۔۔۔۔۔۔۔ھدی کے پاس تو ماما اور پاپا دونوں ہیں۔۔۔۔مگر ابراہیم کے پاس کوئی نہیں۔۔۔۔جانتی ہوں وہ بیمار ہے۔۔۔۔۔ہسپتال میں ہے۔۔۔۔۔ھدی کو اب بریو بننا ہے۔۔۔پلیز“سروج کی بات پر اسنے روتے ہوئے سرہاں میں ہلادیا۔۔۔۔

"مائی ڈورے مون" اسے محبت سے اپنے ساتھ لگاتی وہ بولی

نکاح کی تقریب لاؤنج میں رکھی گئی تھی۔۔۔ سروج کو لا کر موسی کے سامنے والے صوفہ پر بٹھا دیا۔۔۔۔۔ وہ بلکل ایک بے جان وجود کی طرح تھی۔۔۔۔۔۔۔ خالی آنکھیں، سوگوار حسن لیے۔۔۔۔ وہ بن کہے سب کو اپنے غم کی داستان سنا رہی تھی

نکاح خواں آچکا تھا۔۔۔ تو گویا صور پھونک کر روح قبض کرنے کا وقت آ گیا تھا۔۔۔۔ سروج کی نظریں جھک گئی تھی

"سروج حیدر ولد محمد حیدر آپ کا نکاح فی سکہ راج الوقت پچاس لاکھ حق مہر موسی علی زماد ولد علی زماد سے کیا جارہا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟" سروج کا دماغ خالی ہو چکا تھا۔۔۔ اچانک ماضی کے الفاظ کان کے پردوں میں گونجے

"کیا آپ کو عمیر یاسین ولد یاسین اقبال بمع حق مہر تیس لاکھ اپنے نکاح میں قبول میں ہے؟"

الفاظ یاد آتے ہی اسنے بے بسی سے آنکھیں موندلی۔۔۔ جب نگاہیں اٹھا کر سامنے دیکھا تو نظریں پلٹنے سے انکاری ہو گئی

"عمیر" ہونٹ ہلے۔۔۔۔ وہ عمیر تھا موسی نہیں۔۔۔۔۔ لبوں پر اپنے آپ مسکراہٹ آگئی۔۔۔۔۔ شہانہ بیگم نے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔۔۔۔ اب کی بار سامنے دیکھا تو آنکھوں میں چمکتی روشنی بجھ گئی

وہ خواب تھا۔۔۔وہاں عمیر نہیں تھا۔۔۔وہاں محبت نہیں تھی۔۔۔۔۔وہاں موسی تھا۔۔۔ضد تھی

سروج کی خالی آنکھیں دیکھ کر موسی نے سختی سے اپنے لب بھینچ لیے

"قبول ہے" سروج ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں بولی۔

نکاح ہو چکا تھا۔۔۔زرار پورے نکاح میں خاموش تماشائی بنا رہا۔

اب رخصتی کا وقت آن پہنچا تھا۔۔۔۔۔زرار نے موسی کو دیکھا جس کے چہرے پر چڑا دینے والی مسکراہٹ تھی

موسی سے ہوتے اسکی نظریں سروج پر گئی جس کی آنکھوں میں التجا تھا۔۔۔۔لب بھینچے

زرار آگے گیا اور چادر سے سروج کو ڈھانپ دیا

حیدر صاحب کے ہاتھوں رخصت ہوتے وہ موسی سنگ چلی گئی

کتنے ہی آنسوں تھے جو ان تینوں نے اپنے اندر اتارے تھے۔۔

ھدی کو لگا وہ ایک بار پھر یتیم ہو گئی

زرار کو لگا ایک بار پھر اس سے اسکا انمول رشتہ چھین گیا

اور سروج وہ تو بس ایک بے جان وجود تھی جو اپنی آخری آرام گاہ کی طرف گامزن تھی

رخصت ہوئے وہ زماد ولا میں آچکی تھی۔۔۔۔۔اسکی حالت کے زیر اثر موسی نے کسی بھی قسم کی رسم سے منع کر دیا تھا

ندا اور علی زماد تو آتے ہی اپنے اپنے کمروں میں بند ہو گئے تھے

ندا نفرت کی وجہ سے اور علی زماد وہ سروج سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہے تھے

مسز علی سروج کو موسی کے کمرے میں لے آئی تھی۔۔۔کمرے میں صرف پھولوں کے دو تین بو کے رکھے گئے تھے

"بیٹا تم آرام سے بیٹھو میں موسی کو بھیجتی ہوں" مسز علی کو سروج کی حالت دیکھ کر افسوس ہو رہا تھا

وہ بھی تو ماں تھی انکی بھی تو اولاد ان سے چھین لی گئی تھی۔۔۔ سروج کا ابراہیم کے لیے یوں تڑپنا انہیں موسی کے انتخاب پر رشک ہوا وہ واقعی میں ایک بے لوث لڑکی اور اچھی ماں تھی

”آنٹی ابراہیم وہ کہاں ہے؟ اسے بھیج دے۔۔۔ اسے میرے یا ھدی کے بنا رہنے کی عادت نہیں۔۔۔۔۔۔۔ وہ ضرور کل رویا ہو گا ہے نا۔۔۔۔۔۔ آپ پلیز اسے بھیج دے میرا دل۔۔۔۔۔ میں ملنا چاہتی ہوں اسے“ سروج کی بات پر وہ نظریں پھیر گئی۔۔۔۔ اب وہ کیا بتاتی کہ وہ ایک رات بھی اسکا دھیان نا رکھ سکی۔۔۔

”تم ریلیکس کروں میں بھیجتی ہوں اسے“ اسے دلاسہ دیتے وہ کمرے سے باہر لاؤنج میں چلی گئی۔۔۔۔۔۔ جہاں موسی کو گہری سوچ میں پایا

”کیا سوچ رہے ہوں؟“ اسکے پاس بیٹھتے انہوں نے پوچھا

"مام کیا میں نے غلط کیا؟" موسی نے انکی گود میں سر رکھے پوچھا

"ہاں موسی بہت غلط کیا تم نے" اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ بولی

"تو اب کیا کروں میں؟" معصوم بچے کی مانند سوال کیا اسنے

"غلط کو سہی کروں اسے احساس دلاؤ اپنی محبت کا" انہوں نے پیار سے سمجھایا

"اور اگر بدلے میں مجھے ویسی محبت نا ملی؟" اسنے خدشہ ظاہر کیا

”محبت میں کیسی سودے بازی موسی۔۔۔۔ محبت کے بدلے محبت ملے ایسا ضروری نہیں اور یہ محبت کا اصول بھی نہیں۔۔۔اگر اس سے محبت کرتے ہوں، بے غرض، بے لوث کروں“

”اب ماں کی گود سے نکلو اور بیوی کے پاس جاؤ۔۔۔۔وہ ابراہیم کا پوچھ رہی ہے“

”مجھے نہیں جانا“ اسنے منہ بنائے جواب دیا

”کیوں؟“ مسز علی نے پوچھا

”کیا اپنے جوان جہان بیٹے کو قتل کروانا چاہتی ہے؟“ اسنے گود سے سر اٹھاتے پوچھا

”استغفر اللہ کبھی تو اچھا بول لیا کروں۔۔۔۔۔اور چلو جلدی سے میری بہو کے پاس جاؤ“ اسکے سر پر چپت لگاتے انہوں نے کمرے میں بھیجا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنا لہنگا سنبھالتے وہ بیڈ سے اٹھی اور صوفہ کے پاس پڑے اپنے بیگ کے پاس پہنچی جس میں اسکے کپڑے رکھے تھے۔۔۔۔۔۔یہ کمرہ۔۔۔۔۔اسکا دم گھٹ رہا تھا۔۔۔۔۔وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ اس گھر میں تو رہے گی مگر وہ اور ابراہیم دوسرے کمرے میں رہے گے۔۔۔وہ موسی سے کسی بھی قسم کا تعلق استوار کرنے کے حق میں نہ تھی

اس سے پہلے کے وہ جھک کر اپنا سوٹ نکالتی ایک دم دروازہ کھلا

”ابراہیم“ وہ خوشی سے بولتے پیچھے مڑی مگر آنے والے کو دیکھ کر مسکراہٹ ایک دم سکڑ گئی

موسی جو اندر داخل ہوتے اسکے منہ سے ابراہیم کا نام سن چکا تھا اسکی سکڑتی مسکراہٹ کو دیکھ کر اسے افسوس ہوا مگر تمام سوچوں کو جھٹکتے وہ دروازہ بند کرتا اس سے ٹیک لگائے سروج کو دیکھنے لگا

بہاروں کی جان پر بن آئی

آج دیکھا ہے انہیں سرخ لباس میں

ایک جذب سے شعر بولتا۔۔۔۔۔قدم بڑھاتا وہ اسکی طرف آنے لگا۔۔۔سروج جو تب سے خود کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی اب اسے وحشت ہونے لگی تھی۔۔۔۔سروج کی یہ حالت موسیٰ سے مخفی نا رہی

"دیکھو قریب مت آنا میرے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا" دلہن کے سرخ جوڑے میں ملبوس اسکے دل پر قیامت ڈھاتے وہ بولی

"اور اگر میں قریب آؤ تو؟" وہ تو جیسے اسکی حالت سے لطف اندوز ہو رہا تھا

"تو؟ تو، تو۔۔۔تو میں اپنی جان دے دوگی" جب کچھ سمجھ نا آیا تو فروٹ باسکٹ میں رکھی چھری اٹھائے اپنی کلائی پر رکھتے وہ بولی

"بہت محبت ہے تمہیں عمیر سے" چھری کو دیکھتے اسنے سکون سے پوچھا

"ہاں بہت زیادہ سنا تم نے بہت زیادہ محبت ہے مجھے اس سے" وہ چیخی چلائی، جبکہ موسی تو دونوں بازوں سینے سے باندھے ابھی بھی آرام سے اسکی کاروائی دیکھ رہا تھا

"تم جانتی ہوں سروج موسی علی کے تم اپنی جان کیوں لینا چاہتی ہوں" وہ پر سکون سا بولا اور سروج اسے دیکھنے لگی

"تم اپنی جان اس لیے نہیں لینا چاہتی کے تم عمیر سے محبت کرتی تھی اور اسکے علاوہ کسی اور کی ہو نہیں سکتی، بلکہ اس لیے لینا چاہتی ہوں کیونکہ تمہیں موسی سے نفرت ہے اور تم اسکی کبھی ہو گی نہیں"

"مسئلہ عمیر سے محبت نہیں بلکہ موسی سے نفرت ہے جو تمہیں سکون میسر نہیں"

”موسی سے نفرت کی وجہ عمیر کی محبت نہیں بلکہ موسی کی ذات ہے جس میں تمہیں ہزار کھوٹ نظر آتے ہیں، مگر ایک بات یاد رکھنا اب جو بھی ہے تم موسی کی اور موسی تمہارا ہے، اور درمیان میں کسی تیسرے کی کوئی گنجائش نہیں“ اس کے ہاتھ سے چھری پکڑ کر ٹیبل پر رکھتے وہ بولا، جبکہ وہ حیران نظروں سے اسے دیکھے جا رہی تھی

”کیا نظر لگانے کا ارادہ ہے؟“ مسکراہٹ دباتے اسے خود کو گھورتے دیکھ کر وہ مسکرا کر بولا۔

چاند سے چہرے کا صدقہ بھی اتارا کیجیے

مشورہ ہے یہ میری جان گوارہ کیجیے

اسکی نفرت بھری آنکھوں میں دیکھتے وہ بولا

”فریش ہو جاؤ ابراہیم سے ملنے جانا ہے“ اسکا گال تھپکتا وہ اپنے کپڑے لیے دوسرے کمرے میں چلا گیا

”ھدی چلو کھانا کھالو“ اسے یونہی اداس بیٹھے دیکھ کر زرار بولا

”بھوک نہیں“ وہ سر نفی میں ہلاتے بولی

”میں پوچھ نہیں رہا بتا رہا ہوں“ زرار اسکے سامنے کھڑا بولا

”میں بھی بتا رہی ہوں“ ھدی نے ویسے ہی جواب دیا

”ٹھیک ہے مت کھاؤں مجھے کیا۔۔۔۔ ویسے بھی انکل آنٹی نے بھی نہیں کھایا تماری وجہ سے کیا ہو جائے گا اگر ایک دن وہ نا کھائے“ زرار مزے سے کندھے اچکاتے بولتا وہ وہاں سے چل دیا

”رکوں۔۔۔۔۔ چلو چلے“ ھدی اٹھتی اسکے ساتھ آ کھڑی ہوئی

سروج سے اسنے وعدہ کیا تھا کہ وہ انکا خیال رکھے گی

ھدی کے نانا کرنے کے باوجود بھی زرار اسے اچھا خاصہ کھلا چکا تھا

”اب کیوں رو رہی ہوں“ اسکی آنکھوں میں دوبارہ آنسو دیکھ کر زرار نے پوچھا

”نہیں کچھ نہیں“

”ھدی سچ بتاؤ“زرار سخت ہوا

”کچھ نہیں بس بھابھی کی یاد آ رہی ہے۔۔۔۔ آج ایک بار پھر خود کو یتیم محسوس کر رہی ہوں“

ھدی کی بات پر زرار نے لمبی سانس لی

”کیا تم مجھے اپنا مانتی ہوں؟“زرار نے اس سے سوال کیا

ھدی نے حیرانگی سے اسے دیکھا

"بتاؤ ھدی جواب دوں" زرار کی بات پر ھدی نے سرہاں میں ہلا دیا

"تو بس یقین کروں سروج خود کو سنبھال لے گی۔۔۔۔بہت مضبوط ہے وہ"

"اور میں؟" اسنے سوال کیا

"میں ہوں نا"

"شارخ خان ہے کیا آپ" ھدی نے منہ بنایا

"اچھا اب باتیں بہت ہو گئی جاؤ سو جاؤ" زرار اسے بولا

"ایک بات پوچھو؟"

"پوچھو"

"آپ بھابھی سے ناراض نہیں؟"

"ہوں نا مگر اس لیے نہیں کہ اس نے موسی سے شادی کی بلکہ اس لیے ہوں کہ وہ ہمیشہ دوسروں کے بارے میں سوچتی ہے۔۔۔۔مجھے غصہ تھا کہ ابراہیم اسکا سگا بیٹا تو نہیں تو پھر وہ اس کے لیے اس قدر تڑپ رہی تھی۔۔۔۔عجیب ہے ناوہ۔۔۔۔۔۔۔۔مگر اب میں اس سے ناراض نہیں ہوں جانتا ہوں کہ وہ اسے بچانا چاہتی ہے"زرار بولا تو ھدی نے سمجھ میں سر ہلا دیا

"چلو اب میرے چلنے کا وقت ہو گیا ہے تم دروازہ لاک کر لینا"اسے نصیحت کرتا وہ دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔۔جب ھدی بھی اسکے پیچھے چل دی

ہسپتال کے سامنے گاڑی کے رکتے ہی سروج جلدی سے باہر نکلی اور موسی کی جانب دیکھے بنا وہ اندر کی طرف بھاگ گئی۔۔۔ موسی اسکی جلدبازی دیکھ کر حیران رہ گیا

ریسیپشن سے چائلڈ وارڈ کا پوچھتے وہ تیزی سے اس جانب بڑھی

چائلڈ وارڈ میں داخل ہوتے ہی اسکے کانوں سے ابراہیم کے رونے کی آواز ٹکرائی۔۔۔۔۔۔ نرس اسے چپ کروانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی مگر بے سود

"ابراہیم" سروج نے جلدی سے اسے نرس سے چھینا اور اپنے گلے لگائے چپ کروانے لگی۔۔۔۔ شائد ابراہیم بھی ماں کا لمس پا گیا تھا اسی لیے بہت جلد ہی وہ چپ کر گیا تھا

موسی انہماک سے منظر دیکھ رہا تھا

ابراہیم نے بخار میں اپنے ہاتھ اٹھائے اور سروج کے منہ پر پھیرنے لگا۔۔ سروج نے اسکا چھوٹا سا ہاتھ چوم لیا تھا

”میری جان“ سروج نے اسے گلے لگا لیا

تھوڑی دیر میں ابراہیم سو چکا تھا۔۔۔۔ اسکا بخار اب بہت حد تک کم ہو چکا تھا

”سروج چلے“ موسی نے آکر اس سے پوچھا۔۔ جو ابراہیم کے پاس بیٹھی تھی

”کہاں؟“ سروج نے حیرانگی سے پوچھا

"سروج گھر" موسی کے جواب پر اسکی آنکھیں پھیل گئی

"دماغ خراب ہے تمہارا؟" آس پاس کا خیال کرتے وہ ہلکی آواز میں چیخی

"میرا بچہ یہاں ہوسپٹل میں ایڈمیٹ ہے اور تم چاہتے ہوں کہ میں گھر جاؤ"

"سروج ابراہیم کے پاس نرسز ہیں" موسی نے اختلاف کیا

"واؤ مسٹر موسی جسٹ واؤ۔۔۔ایک بات تو بتاؤ کیا تم شروع سے ہی اتنے بے حس ہوں؟۔۔۔۔۔ تمہیں جانا ہے تو جاؤ میں یہی رہوں گی اپنے بچے کے پاس" سروج کے دوٹوک الفاظ پر موسی سلگ اٹھا

"ٹھیک جیسی تمہاری مرضی" موسی بھی ویسے جواب دیتا باہر کی جانب چل دیا

سروج نے نفرت اور حقارت سے اسے دیکھا

موسی غصے میں نکل آیا تھا۔۔۔ مگر باہر نکلتے ہی وہ مسکرانے لگا۔۔۔۔۔۔۔ موسی جانتا تھا سروج کی ابراہیم کے لیے محبت مگر وہ پھر بھی اس کو جانچنے سے نا روک پایا تھا۔۔۔ اب اسکے سروج اور ابراہیم کے حوالے سے تمام خدشات دور ہو گئے تھے۔۔۔ سچ تو یہ تھا کہ کل پوری رات موسی ابراہیم کے پاس رہا تھا۔۔۔۔۔۔ اسے تکلیف ہوئی جب ندا نے انکار دیا تھا آنے کے لیے

خیر اب گھر جانے کا سوال تو پیدا ہی نہیں ہوتا تھا اسی لیے وہ کار میں بیٹھ گیا اور پوری رات وہی گزارنے کا سوچ چکا تھا

ابراہیم بلکل ٹھیک ہو گیا تھا۔۔۔۔اسے ڈسچارج مل گیا تھا۔۔۔۔ سروج کے پاس موبائل نہیں تھا پہلے اسکا ارادہ اپنے گھر جانے کا تھا مگر پارکنگ میں موسی کی کار دیکھ کر وہ حیران رہ گئی

"یہ کب آیا؟" سروج نے حیرانگی سے سوچا اور قدم اٹھاتی اسکی طرف بڑھی

ڈرائیونگ سیٹ کی طرف کی ونڈو اسنے ناک کی تب کہی جا کر نیند میں ڈوبے موسی کی آنکھ کھل گئی

ونڈو نیچے کیے اسنے حیرت سے سروج کو دیکھا

”تم پوری رات یہی تھے ؟“سروج نے حیرت سے اس سے پوچھا جواب گردن کو دائیں بائیں جھٹکا دیتا نیند بھگانے کی کوشش میں تھا

”ہاں۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔ہاں“موسی گڑبڑا کر بولا

”ہاں یا ناں؟“

”ہاں“وہ سپاٹ لہجے میں بولا

”ہمم“

گاڑی گھر کی طرف رواں تھی۔۔۔۔۔سروج اور موسی دونوں اپنی جگہ خاموش تھے۔۔۔۔ سروج کی گود میں موجود ابراہیم اب پر سکون سا سویا ہوا تھا

\- - - - - - - - - - - - - - - -

”ارے آگئے تم لوگ“ انہیں گھر میں داخل ہوتے دیکھ کر مسز علی بولی

”السلام علیکم“ سروج نے سب سے سلام لیا

”وعلیکم السلام۔۔۔۔۔۔ میرا بچہ کیسا ہے اب؟“ سروج کو جواب دیکر انہوں نے محبت سے ابراہیم کے بارے میں پوچھا

”الحمداللہ بلکل ٹھیک ہے“

”اچھا جاؤ فریش ہو جاؤ اور پھر آکر ناشتہ کر لینا“ جس پر سروج سرہاں میں ہلائے کمرے کی جانب بڑھ گئی

جب تک وہ کمرے میں پہنچی موسی نہانے جا چکا تھا

اسنے آرام سے ابراہیم کو بیڈ پر لٹایا اور موسی کا ویٹ کرنے لگی

ناشتے سے فارغ ہو کر سروج ابراہیم کے پاس جا رہی تھی جب ٹکراؤ ندا سے ہوا

”تو فائنلی تم یہاں آ گئی“ اس کا طنز بخوبی محسوس کرتے سروج نے اگنور کرنا چاہا

”یہ مت سمجھنا کہ تم زیادہ عرصہ یہاں ٹک جاؤ گی۔ بہت جلد ہی تم وہاں جانے والی ہوں جہاں سے آئی تھی“ ندا غصے سے بولی

”پہلی بات تو یہ کہ مجھے یہاں رہنے کا شوق نہیں اور دوسرا اگر تم واقعی میں مجھے یہاں سے نکال دوں گی تو یہ احسان میں تمہارا زندگی بھر نہیں بھولو گی۔۔۔۔۔۔ تیسرا کوشش کرنا کہ مجھے ھدی کے اکیس ہونے کے بعد ہی نکالنا تا کہ میں اپنا بچہ ساتھ لیجاؤ اور چوتھی اور آخری بات تم سے تمہارے پیچھے کھڑا تمہارا بھائی کرے گا۔۔۔ بیسٹ اوف لک“ موسی کی طرف اسکا دھیان کرواتے وہ مزے سے کمرے میں چلی گئی۔۔۔۔

ندا کا رنگ موسی کی سرد نگاہیں دیکھ کر اڑ چکا تھا۔۔۔۔۔ موسی نے پہلے ہی اسے صاف الفاظ میں وارن کیا تھا کہ وہ ایسی کوئی حرکت نا کرے جو اسے غصہ دلائے

”بھیا وہ میں۔۔۔۔“

”ایک لفظ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔ آخری بار وارن کر رہا ہوں کہ میرے پرسنل میٹرز سے دور رہوں“اسے انگلی دکھاتا وہ بھی سروج کے پیچھے چل دیا جبکہ ندا پیر پٹخ کر رہ گئی

۔۔۔۔۔۔۔

سروج کمرے میں آئی تو ابراہیم ہل رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ جاگ رہا تھا

”ماما کا بیٹا اٹھ جاؤ“اسکے پاس بیٹھے پیار سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرے وہ بولی

ابراہیم تھوڑا سا کسمایا اور آنکھیں کھولے سروج کو دیکھنے لگا اور پھر ہاتھ آگے کیے وہ چاہتا تھا کہ سروج اسے اٹھالے

سروج کے اٹھاتے ہی وہ پہلے تو اسے دیکھتا رہا پھر ایک دم ہاتھ اٹھا کر سروج کے چہرے پر دے مارا

"ہاہاہا" اندر آتے موسی کی ہنسی چھوٹ گئی یہ سین دیکھ کر

"ابراہیم!!" موسی کو گھور کر اسنے ابراہیم کو آنکھیں چھوٹی کیے دیکھا اور ناراضگی دکھاتے وہ دوسری جانب دیکھنے لگی

موسی پہلی بار اشتیاق سے یہ سب دیکھ رہا تھا

ابراہیم کے ہاتھ پر ڈرپ لگی ہونے کی وجہ سے اسے الجھن ہو رہی تھی۔۔۔۔۔اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے سروج کا چہرہ اپنی طرف کیے وہ سروج کو اپنی تکلیف کے بارے میں بتانے لگا

سروج اسکی بات یوں سن رہی تھی جیسے وہ واقعی میں سمجھ رہی ہوں

"میرے بے بی کو پین ہو رہا ہے" اسکا ہاتھ چومتے سروج نے پوچھا

"تمہیں کیسے پتہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟" اچانک موسی نے پوچھا

"ماں ہوں۔۔۔۔۔۔ماں سب سمجھ لیتی ہے" سروج نے بنا دیکھے جواب دیا

"اچھا پھر تو میں بھی اب باپ کے عہدے پر فائز ہو چکا ہوں تو مجھے بھی کوشش شروع کر دینی چاہیے سمجھنے کی" اسکے برابر میں بیٹھے موسی ابراہیم کو لیے بولا

”کیا ایسے مت دیکھوں تم ماں ہوں اسکی تو یوں تمہارے شوہر کی حیثیت سے باپ ہوا نا میں اسکا“ اسکی گھوری پر موسی مزے سے بولا

”تمہیں ابراہیم کا باپ بننا ہے تو شوق سے بنوں مگر میرے شوہر نہیں ہوں تم اور اگر شوہر بننے کا اتنا شوق ہے تو شوق سے دوسری شادی کر لوں“

”واللہ ایسی بیوی تو ہر کسی کو ملے جو خوشی خوشی دوسری شادی کی اجازت دیتی ہوں“ موسی اسکے پاس لیٹتے ابراہیم کو اپنے سینے پر بٹھائے بولا جو اب اسکے بٹن سے کھیل رہا تھا

”ظاہر سی بات ہے اب مجھے تو تم سے میاں بیوی جیسا رشتہ رکھنا نہیں تو اپنے حقوق کے لیے شوق سے دوسری شادی کر لوں“

"یار میں تو تمہیں ایوی میں معصوم سمجھتا تھا تم تو بے شرم بھی نکلی۔۔۔۔۔۔ابھی شادی ہوئے ایک دن پورا نہیں ہوا اور تم مجھ سے فری ہو گئی"موسی کی باتیں اسے تپا رہی تھی

"ابراہیم کو روم کونسا ہے؟"سروج نے اچانک بیڈ سے اٹھتے پوچھا

"کیوں؟"موسی نے بھنویں اچکائے سوال کیا

"کیونکہ مجھے اپنا سامان وہاں شفٹ کرنا ہے"

"اگر ایسی بات ہے تو ابراہیم کا روم یہی ہے"

"بکواس مت کروں"سروج تپی

”نا تو بکواس ہے اور نا ہی مذاق۔۔۔میں سیریس ہوں۔۔۔۔ابراہیم میرے ساتھ ہی رہے گا اور اسکی ماں بھی“ اسکو فیصلہ سناتے وہ یونی کے لیے تیار ہونے چلا گیا

جبکہ سروج اسے گھورنے لگی

”نظر بعد میں اتار لینا یونی کے لیے تیار ہو جاؤں“ موسی واشروم سے چلایا

”میں نہیں جا رہی ابراہیم کے ساتھ رہوں گی“ سروج نے جواب دیا

”چلو مرضی“ شیونگ جیل منہ پر ملتے وہ بولا

کچھ دیر بعد تولیہ منہ پر ملتے وہ باہر نکلا اور ایک جھٹکے سے تولیہ سروج کے منہ پر مارتا آئینے کے سامنے جا کھڑا ہوا

"یہ کیا بدتمیزی۔۔۔۔۔ہاہاہاہاہا" اس سے پہلے کے سروج بات پوری کرتی اسکا شیونگ چہرہ دیکھ کر پاگلوں جیسا ہنسنا شروع ہو گئی

"کیا مسئلہ ہے ہنس کیوں رہی ہوں" شیشے سے دیکھتے موسی نے نظریں تیکھی کیے پوچھا

"اپنی شکل غور سے دیکھو ایک دم شی میل لگ رہے ہوں" سروج پھر سے ہنسنا شروع ہو گئی۔۔۔ہاں مگر وہ موسی کو صاف صاف کھسرا صرف دماغ میں کہہ پائی

"تمہاری تو۔۔۔۔" موسی تیزی سے اسکی جانب آیا

"ہاں کیا کر لوں گے؟" سروج بھی جھٹکے سے اٹھتے اسکے برابر کھڑی ہو گئی

”مجھے منہ مت ہی لگاؤ تو بہتر ہے“موسی اسے انگلی دکھاتے بولا

”تم اس قابل بھی نہیں کہ میں تمہیں منہ لگاؤں“اسے ٹکا سا جواب دیتے وہ واشروم میں ٹاول رکھنے چلی گئی

”تمہاری ماں مجھے دن میں تارے دکھانے والی ہے چھوٹے“ابراہیم کو دیکھتے موسی بڑبڑایا

خیر اب تو بس خدا اسے رحم کی اپیل کر سکتا تھا

”نیچے آؤ“میسج کیا

”کیوں؟“ ریپلائے آیا

”تم یونی آج سے میرے ساتھ جاؤ گی“ پھر سے میسج

”مگر آج تو میں آف پر ہوں“ ریپلائے آیا

”کیوں؟“ اب کی بار یہاں سے سوال ہوا

”دل نہیں“ ریپلائے فورا آیا

”دل کی ایسی کی تیسی پندرہ منٹ دے رہا ہوں نیچے آؤ ورنہ میں نے اوپر آنے میں دیر نہیں لگانی“ اب کی بار سختی کا عنصر شامل تھا

”بیسٹ“ زبان چڑاتے ایموجی کے ساتھ رپلائے آیا

”صرف تمہارا“ وہ میسج پڑھتا خود سے بولا

ٹھیک پندرہ منٹ بعد وہ پھولے منہ کے ساتھ اسے آتی دکھائی دی

”منہ کیوں پھلایا ہوا ہے؟“ اسکے کار میں بیٹھتے ہی زرار نے سوال کیا

”بات مت کرے مجھ سے“

”اوکے ایز یور وش“ مزے سے کندھے اچکاتا وہ ڈرائیو کرنے لگا

ھدی نے کچھ پل انتظار کیا کہ شائد اب وہ اس سے وجہ پوچھے گا مگر وہ بھی زرار تھا

"آاااں" آخر وہ چلائی۔۔۔۔اور اپنی بک اسے مارنے لگی

"ھدی کیا کر رہی ہوں؟" زرار نے اس سے پوچھا

"میں تب سے ایسے بیٹھی ہوں اور آپ نے وجہ بھی نہیں پوچھی"

"پوچھا تو تھا تم نے انکار کر دیا"

"تو جب لڑکی ایک بار منع کر دے اسکا یہ مطلب تو نہیں کہ دوبارہ نہ پوچھے۔۔۔۔۔۔۔بلکہ بار بار پوچھے اور تب تک پوچھے جب تک وہ بتا نا دے" ھدی نے اسے پتے کی بات بتائی

”ھدی تم کس کی کمپنی میں رہ رہی ہوں؟ تم نے کب سے اتنا بولنا شروع کر دیا؟“ زرار تو اسکی چلتی زبان دیکھ کر حیران رہ گیا

”جی نہیں میں پہلے بھی بہت بولتی تھی مگر پھر کوئی تھا نہیں بات کرنے کے لیے“ وہ تھوڑا اداس ہو کر بولی

”اچھا کس سے کرتی تھی اتنی باتیں؟“ زرار نے مسکراہ کر اس سے پوچھا

”بھیا سے“ اس جواب پر زرار نے ایکدم سے گاڑی روکی

”کیا ہوا؟“ ھدی ایکدم پریشان ہوئی

"اللہ کے لیے کہہ دوں ھدی کہ تم مجھے اتنی باتیں اس لیے نہیں کر رہی کہ تمہیں مجھ میں اپنا بھائی نظر آتا ہے اور تم مجھے اپنا بھائی مانتی ہوں" زرار کے چہرے سے ڈر خوف واضع تھا۔۔۔۔جسے ھدی محسوس کر کے بے ساختہ ہنسنے لگی

"تو اس میں کیا پرابلم ہے؟" ھدی نے مسکراہٹ دبائے پوچھا

"ھدی اگر ایسا ہوا نا تو میں تمہیں اسی گاڑی سے کچل ڈالوں گا" زرار نظریں چھوٹی کیے بولا

"اور ایسا کیوں؟" اب کی بار وہ یونی کی حدود میں داخل ہو چکے تھے

"بکاز آئی لو یو" ایک جذب سے بولتے اسنے کار پارکنگ میں روکی اور مزے سے اسکی طرف کا دروازہ کھولا

ھدی اپنی جگہ سن بیٹھی رہی

"میڈم اب نکل بھی جاؤ" زرار جھنجھلایا

"یہ مذاق تھانا؟" گاڑی سے نکلتے اسکے پیچھے بھاگتی وہ بولی

"بلکل بھی نہیں" زرار نے جواب دیا

"مگر ایسے کیسے؟" ھدی کو کچھ سمجھ نہیں آئی

"تو تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں کیا اتنا ویلا ہوں جو ہر کسی کے لیے پک اینڈ ڈراپ سروس کھولیاں پھر ہسپتال میں رات گزارو۔۔۔۔۔۔ آفکورس تم میرے لیے امپورٹنٹ

ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔اور میری محبت بھی۔۔۔۔۔اسی لیے ابھی سے میرے حوالے سے سوچنا شروع کردوں" اسکو سمجھاتے اسنے آگے کو قدم بڑھائے جبکہ ھدی وہی کھڑی رہی

"اب سوچنے کا یہ مطلب نہیں کہ تم ابھی سے میرے حوالے سے خواب سجانا شروع کردوں" اسکی حالت پر چوٹ کرتے زرار بولا تو ھدی سٹپٹا گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ رہے تھے جب ھدی کی نظر موسی پر گئی

"ایک منٹ" زرار سے ہاتھ چھڑواتے وہ موسی کی طرف بھاگی

"بھائی" اسنے موسی کو آواز دی

موسی نے پلٹ کا دیکھا تو ھدی کی ہنسی نکل گئی اسکی شیو دیکھ کر

"کیا؟"موسی نے غصے سے پوچھا

"وہ بھابھی؟" ھدی نے ہچکچا کر پوچھا

"ہاں وہ سروج اب ولیمہ کے بعد سے جوائن کرے گی"موسی نے آرام سے جواب دیا

"اوہ"ھدی نے سمجھ کر سر ہلایا

"وہ۔۔۔وہ اب ٹھیک ہے نا؟"ھدی نے پھر سے سوال کیا

”ڈونٹ وری وہ اب میری بیوی ہے اور میں اسکا دھیان رکھوں گا“ ایک جتاتی نظر زرار پر ڈالتے وہ بولا

”اور ابراہیم؟“ اب کی بار اسکی آنکھوں میں آنسو تھے

”وہ بلکل ٹھیک ہے ھدی یقین کروں میرا“ اسکے سر کو تھپکتا وہ بولا

ھدی ایک دو اور باتیں کر کے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں چلی گئی جبکہ موسی اور زرار ایک دوسرے کو سرد نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

سروج اور موسی کا ریسپشن بخیر وعافیت ہو گیا تھا۔۔۔اب سروج کو دوبارہ سے یونی شروع کرنی تھی

موسی نے ابراہیم کو سمجھنا شروع کر دیا تھا

سب کچھ ٹھیک تھا مگر جو غلط تھا وہ تھا۔۔۔ موسی اور سروج میں بنی اجنبیت کی دیوار

اس دن کے بعد ان دونوں میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی

سلمان ھدی سے تعلقات بڑھانے کی کوشش میں تھا جو کہ زرار کی نظروں سے پوشیدہ نا تھے۔۔۔۔ مگر ھدی کا اس میں انٹرسٹ نا لینا زرار کو روکے ہوئے تھا

نداب بھی سروج کو آتے جاتے کچھ نا کچھ سنا دیتی مگر سروج کو پہلے دن کی طرح فرق نہیں پڑا

علی زماد نے موسی سے کوئی بات نہیں کی تھی البتہ سروج کے سامنے شرمندگی ظاہر کی تھی جس پر اسنے بھی انہیں معاف کر دیا تھا

مراد اور عمارہ کی منگنی بھی موسی اور سروج کے ریسپشن سے ایک دن پہلے ہو گئی تھی

اگر اب کچھ اچھا ہوا تھا تو وہ تھا حسیب کا نیلم کے لیے رشتہ مانگنا۔۔۔۔۔۔۔ایسے میں مائز اور فریحہ کا برا حال ہو چکا تھا

وہ دونوں سب کو انوائٹ کر کے گئے تھے شادی میں اور اب انکے دوسرے سمسٹر کے شروع میں ہی شادی طے پائی تھی

"اللہ اللہ لگتا ہے سب کام مجھ بیچاری کو ہی کرنے ہیں" گرین اور پیلے رنگ کا لہنگا پہنے وہ جنجھلا گئی

پھولوں کی ٹوکری ہاتھ میں پکڑے وہ لان کی طرف بڑھی جب اسکے سینڈل کا سٹرپ کھل گیا

"شٹ یار" وہ عین دروازے پر کھڑی تھی اسی لیے کچھ نا کر سکی جب اسے مائز اندر آتے نظر آیا

"مائز!!" فریحہ پکارا

بالوں کو ہاتھوں کی مدد سے سیٹ کرتے وہ اسکی طرف آیا

”بولوں؟“ اسنے پوچھا

”وہ میری سینڈل کا سٹریپ کھل گیا ہے یہ پکڑلوں میں نے سٹریپ باندھنا ہے“ اس سے پہلے کے وہ ٹوکری اسے پکڑاتی، مائز نیچے جھکا اور اسکا لہنگا تھوڑا سا اوپر کرتے سٹریپ باندھنے لگا

فریحہ تو سکتے میں آگئی

”ہو گیا“ اسکے سامنے کھڑا ہوتا نرم سی مسکراہٹ لیے وہ بولا اور فریحہ اعوان کو کلین بولڈ کر گیا

”کیا ہوا؟“ اسے اپنی طرف یوں تکتا پا کر وہ بولا

”کچھ نہیں“فریحہ کا سر نفی میں ہلا

”ایکسکیوز می !!“ سٹیج کی طرف جاتی سروج کو پیچھے سے پکارا گیا

”یس ؟“سروج نے منہ پیچھے کیا پوچھا

”سروج رائٹ ؟“عبداللہ نے اس سے پوچھا

”یس آئی ایم۔۔۔۔۔سوری آپ کو پہچانا نہیں ؟“سروج نے حیریت سے پوچھا

”سروج میں عبداللہ عمیر کا دوست ہم یونی میں ساتھ تھے“عبداللہ فورا بولا

”اوہ عبداللہ بھائی کیسے ہیں آپ ؟“سروج نے مسکرا کر مروتا پوچھا

”میں الحمداللہ بلکل ٹھیک تم کیسی ہوں اور ھدی وہ کیسی ہے؟“عبداللہ نے انکے بارے میں پوچھا

دور کھڑا موسی آنکھیں چھوٹی کیے یہ منظر دیکھ رہا تھا

”ایسے مت دیکھو وہ عمیر کا دوست اور فریحہ کا بھائی ہے“اسکے برابر میں کھڑے ہوئے زرار نے جواب دیا

”تم سے وضاحت مانگی؟“موسی نے اسے گھورا

”میں بن مانگے دینے کا عادی ہوں۔۔۔۔۔یو نو آئی ایم آ سیلف لیس پرسن (تم جانتے ہوں میں ایک بے غرض سا بندہ ہوں)“زرار نے مزے سے کندھے اچکائے جواب دیا

”تم نے کہا اور میں نے مان لیا۔۔۔۔۔واللہ“موسی تنک کر بولا

”مت مانو تمہارے ماننے سے مجھے موت تھوڑی ناواقع ہو جائے گی“زرار نے تو قسم کھائی تھی آج سب حساب برابر ا کرنے کا

”اس وقت میں تم سے لڑنے کے موڈ میں نہیں ہوں“موسی لمبی سانس خارج کیے بولا

”میں بھی۔۔۔۔۔مگر ایک ضروری بات کرنی ہے“زرار یکدم سیریس ہوا

”کیا؟“موسی بھی اسے دیکھ کر سیریس ہوا

"یہاں نہیں وہی جہاں ہم ملا کرتے تھے۔۔۔۔۔۔۔ ہمارا اسپاٹ" زرار ادھر ادھر نظریں گھمائیں بولا

"زرار!!" موسی نے اچانک پکارا

"ہمم"

"ھدی سے کہوں سروج کو بھابھی بولنا بند کردے اب اسے اپنا رشتہ بدلنا ہوگا اگر ایسا ہی رہا تو مجھے نہیں لگتا کہ ہم اپنی زندگی میں کبھی آگے بڑھ پائے گے" موسی کی بات زرار پر بہت کچھ واضع کر گئی تھی.

"دیکھ یار اگر وہ یونہی سروج کو بھابھی بلاتی رہی تو وہ ہمیشہ اپنے ماضی میں رہے گی۔۔۔ اسے اپنا حال اور مستقبل سنوارنے کا موقع نہیں ملے گا" موسی کی بات پر زرار نے سر ہلا دیا

موسی سچ بول رہا تھا

"اور ایک اور بات" موسی دوبارہ سے بولا

"اب کیا؟" زرار بے زار سا ہوا

"معاف کر دیا مجھے؟" موسی نے اب اسے دیکھ کر پوچھا

"کر دوں گا۔۔۔۔۔ جب وہ تجھے کر دے گی" اشارہ سروج کی طرف تھا

"یعنی کے نہ ہی سمجھو" موسی سر نفی میں ہلاتے بولا تو زرار کے چہرے پر ایک کھلی مسکراہٹ آ گئی

”کمینہ ہے تو ایک نمبر کا“ زرار مسکراتا چبا چبا کر بولا

”آخر کو بھائی کس کا ہوں“ موسی مزے سے کندھے اچکائے بولا

”چل اب جاوہ دیکھ تیری بیسٹی ہمیں ہی گھور رہی ہیں“ زرار کو وہاں سے چلتا کرنے کو اسنے سروج کی طرف دیکھا جواب انہیں ہی دیکھ رہی تھی

”ہاں ہاں جارہا ہوں۔۔۔۔ مرا نہیں جارہا تیرے لیے“ زرار مزے سے وہاں سے چلا گیا

”تم زرار سے کیا بات کر رہے تھے“ گھر جاتے ہی سروج کا تفتیشی موڈ اون ہو گیا

”میں کیوں بتاؤں؟“موسی نے ایک ابرو اچکائے سوال کیا

”تم!!“سروج اسکی طرف انگلی کرتے بولی

”کیا؟“موسی اسکی طرف بڑھتا بولا

”بھاڑ میں جاؤں“سروج اسے بولی

”تمہارے ساتھ ہی جاؤں گا“اسکا بازو پکڑے اپنے قریب کیا

”دیکھو موسی میری فیملی سے دور رہوں۔۔۔۔میں نہیں چاہتی کہ اب تمہارے وجہ سے کوئی اور بھی تکلیف سہے“سروج یکدم سیریس ہوئی

”اتنی بے اعتباری بھی ٹھیک نہیں مسز موسی“ اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھتے وہ بولا

سروج کی تو آنکھیں حیرت سے بڑی ہو گئی

”میں باہر جارہا ہوں لیٹ آؤ گا“ سوئے ہوئے ابراہیم کے گال اور ماتھا چومتے وہ کمرے سے باہر چلا گیا

”اب بتاؤں کیا مسئلہ ہوا ہے؟“ وہ ایک پارک میں بیٹھے تھے

”وہ لوگ واپس آگئے ہیں“ زرار نے اسے بتایا

”کب؟“پانی کی بوتل پر موسی کی گرفت سخت ہوئی

”مہینہ پہلے“زرار نے سامنے ہوا کے دوش پر جھولتے خالی جھولو کو دیکھا

”میں انہیں چھوڑو گا نہیں“موسی کی آنکھوں سے غصہ جھلک رہا تھا

”ابھی نہیں موسی یہ وقت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔وقت آنے دوں“

”اور وہ کب آئے گا؟؟“موسی نے تپ کر پوچھا

”آجائے گا انتظار کر“کہتے ہی زرار وہاں سے چل دیا

”زرار“موسی نے ایکدم اسے پکارا

”ہاں؟“زرار کے پوچھتے ہی موسی اسکے گلے لگ گیا

ایک پل کو تو زرار گڑبڑا گیا مگر پھر سنبھل کر اسے گلے لگایا

”چل چھوڑ دے مجھے اب فیلنگز آنے لگ گئی ہے“زرار بولا تو موسی ہنس دیا

”اب گھر جا“زرار اسے بولا

”کیا فائدہ میری بیوی کونسا جاگ رہی ہوں گی میرے لیے“موسی نے منہ بنایا

”ایٹ لیسٹ تیری بیوی تو ہے نا“

"ہاہاہا۔۔۔۔ تو تجھے جلن کیوں ہو رہی ہے؟" موسی ہنسا

"جلے میرا ابا ٹا کا جوتا" زرار کو اسکا ہنسنا برا لگا

"اب تو معاف کر دے" موسی پھر سے بولا

"جا کر دیا" زرار دل سے بولا تو موسی کی خوشی کا ٹھکانہ نا رہا

"تھینکیو تھینکیو سو وچ"

"اچھا بسسس" زرار بولا

وہ دونوں اب پرسکون تھے

موسی گھر آیا تو سروج اور ابراہیم کو سویا پایا

"مائی اینجلز" ان دونوں کے ماتھے کو چومتا وہ فریش ہونے واشروم میں چلا گیا

نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔۔۔اپنے لیے کافی بنا کر وہ چھت پر لے آیا تھا

ذہن کے پردے پر ولیمے کے دن والی فلم چلنے لگی

ماضی

موسی فریش ہونے کی نیت سے واشروم گیا جب اسکے کان کے پردوں سے دو آوازیں ٹکرائی۔۔۔۔موسی نے دیوار کی اوٹ سے دیکھا تو بے شک وہ زرار اور علی زماد تھے

"آپ نے ایسا کیوں کیا؟" زرار غصے سے بولا

"میں نے کوشش کی تھی روکنے کی" علی زماد فکرمندی سے بولے

"کوشش یہ کوشش تھی؟ موسی ابراہیم کو اپنا چکا ہے۔۔۔۔۔سب جان چکے ہیں کہ وہ کون ہے؟ اب تک یہ بات ان تک پہنچ گئی ہوگی" زرار غصے سے ادھر ادھر ٹہلتا بولا

"اب کیا ہوگا؟" علی زماد پریشانی سے بولے

”مجھے کیا پتہ“زرار کی پریشانی کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی

”یہ سب ماہم کی وجہ سے ہوا نا وہ ہمارا منہ کالا کرتی اور نا آج یہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔“

”بسسسس مسٹر زماد میری بہن نے غلطی کی مگر آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ اسکے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرے“زرار دھاڑا

”تمہاری وہ بہن میری بیٹی تھی“علی زماد بھی دوبدو بولے

”مگر آپ ایک ایسے باپ تھے جنہوں نے اسے اعتماد میں نہیں لیا“زرار کی بات وہ لب بھینچ کر رہ گئے

”کیا ہو رہا ہے یہاں؟“موسی جو تب سے چپ تھا اب بول اٹھا

”موسی تم یہاں؟“ علی زماد اچانک بولے

”کس کی بات ہو رہی ہے کون ہے جس سے ابرہیم کو خطرہ ہے اور ماہم نے ایسا بھی کیا کر دیا کہ آپ اس سے اتنا بدظن ہے؟“ موسی نے جواب چاہا

”موسی جاؤ یہاں سے“ علی زماد نے اسے بھیجنا چاہا

”اسے بھیجنے سے اچھا ہے کہ اسے سچ بتا دے“ زرار بولا

”تم چپ رہوں“ علی زماد نے زرار کو ڈپٹا

”ڈیڈ بتائے مجھے سچ کیا ہے“ موسی کو کچھ عجیب سا لگ رہا تھا

”موسی تم جاؤ۔۔“

”کیوں جائے وہ بتا کیوں نہیں دیتے آپ کے آپ کی ہٹ دھرمی اور خود غرضی کی بنا پر کیسے دو لوگوں کی زندگیاں برباد ہو گئیں“ زرار کے بولتے ہی موسی نے اسے حیران نظروں سے دیکھا

”ماہم خود اپنی مرضی سے گھر سے نہیں بھاگی تھی تمہارے ڈیڈ نے مجبور کیا تھا اسے کہ وہ گھر چھوڑ دے“ زرار غصے سے بولتا علی زماد کو دیکھنے لگا جواب نظریں نیچی کیے ہوئے تھے

”عمیر نے تمہاری بہن کو نہیں مارا موسی تمہارے سو کالڈ ڈیڈ کی انا نے اسے مارا ہے“ زرار کا غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا

”مجھے بتائے کیا ہوا تھا ماضی میں ایسا۔۔۔۔۔۔ آخر ہوا کیا تھا“ موسی اب چیخا

”یہ کیا بتائے گے میں تمہیں بتاتا ہوں“ زرار علی زماد کو دیکھ کر موسی سے بولا

زرار کو کسی کام سے عمیر کی طرف جانا تھا مگر ماہم کو اکیڈمی سے لینے کا وقت بھی ہو گیا تھا

ماہم کو اکیڈمی سے لیے وہ عمیر کی جانب چلا گیا

”زرار ہم کہاں جارہے ہیں؟“ گانے چلاتے ماہم نے پوچھا

"ایک دوست کی طرف کچھ کام ہے مجھے پھر گھر چلے گے" زرار کے بتانے پر ماہم نے سر ہلایا

عمیر کے گھر پہنچتے ہی انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھایا گیا تھا

"ماہم تم بیٹھو میں بس پانچ منٹ میں آیا" ماہم کو بولتا وہ عمیر کے روم کی طرف چلا گیا

لیکن اگر زرار کو اندازہ ہوتا کہ یہ پانچ منٹ کیسے ان کی زندگیاں بدل دے گے تو وہ کبھی ایسی حماقت نا کرتا

"جی جی ڈیڈ جی بس میں شاہ ویز کے ساتھ نکل رہا ہوں اوکے ڈیڈ" فون پر بات کرتا جلال ایک دم ڈائنگ روم میں داخل ہوا تو ماہم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی

"تم کون ہوں؟" ماہم جو دیکھ کر جلال نے سوال کیا

اسکی پرسنیلٹی۔۔۔۔۔۔اسکی آواز اگر وہ ایک اچھے کردار کا مالک ہوتا تو ضرور ہر لڑکی ایسے انسان کے ساتھ زندگی گزارنے کے خواب بنتی مگر وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"وہ میں ماہم" ماہم نے دھیمی آواز میں جواب دیا

"کون ماہم؟" جلال حیران ہوا

"وہ میرے بھائی یہاں اپنے دوست سے ملنے آئے ہے" ماہم کنفیوز ہو رہی تھا۔۔۔۔۔ جلال بخوبی اندازہ لگا سکتا تھا

"اوکے پھر آپ آرام سے بیٹھے" تمیز دار لہجے میں بولتا وہ آگے بڑھ گیا

"آپ کا نام" دل پر قابو نا پاتے وہ پوچھ بیٹھی

"جلال" وہ مسکرایا۔۔۔۔۔یقیناً یہ لڑکی بھی اسکی وجاہت پر مرمٹی تھی

"اور آپکا؟" اسنے ماہم سے سوال کیا

"میرا کیا؟" ماہم کنفیوز ہو گئی

"آپکا نام؟"

"ماہم علی زماد" ماہم نے اپنا تعارف کروایا

"مل کر خوشی ہوئی" اسے اپنے سحر میں جکڑے جلال بولا

ماہم ابھی تک جلال کے سحر سے نکل نہیں پائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آج وہ اکیڈمی خود ڈرائیو کر کے جا رہی تھی جب راستے میں اسکی گاڑی خراب ہو گئی تھی

وہ مدد کے لیے ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگی مگر خالی سڑک پر کوئی مدد نا ملی

"ماہم؟" اچانک ایک گاڑی اسکے پاس آ کر رکی اور جلال اندر سے نکل اسکے سامنے آیا

"تم یہاں خیریت؟" جلال نے سوال کیا

”جی وہ گاڑی خراب ہو گئی ہے“ ماہم نے لب کچلتے جواب دیا

”او ہو۔۔۔۔ تم ایسا کروں میری کار میں بیٹھ جاؤ میں تمہیں ڈراپ کر دوں گا اور گاڑی بھی ٹھیک کروادوں گا“ جلال کی بات اسے سہی لگی اور وہ فورا مان گئی

”کہاں جانا ہے؟“ جلال کے سوال پر اسنے اپنی اکیڈمی کا بتایا

”تھینکیو مدد کے لیے“ ماہم چور نظروں سے اسے دیکھتے بولی

”نو پرابلم“ جلال مسکرایا اور ماہم کا دل ایک بار پھر بے قابو ہو گیا

”ماہم کیا مجھے تمہارا نمبر مل سکتا ہے؟“ اسکی اکیڈمی کے باہر کار روکے جلال نے پوچھا

”کیوں؟“ ماہم حیران ہوئی

”گاڑی ٹھیک کروانے دی ہے وہ واپس چاہیے نا؟“ جلال کے سوال پر اسنے اسے اپنا نمبر دیا

یہ ایک اور قدم تھا ماہم کی بربادی کا

ماہم اور جلال میں رفتہ رفتہ بات چیت کا آغاز ہوا اور پھر چھپ کر ہونے والی ملاقاتیں

جلال کو جب سے ماہم کے بیک گراؤنڈ کا پتہ چلا تھا وہ دونوں ہاتھوں سے ماہم کو لوٹ رہا تھا

"جلال میں اب اور چھپ کر نہیں مل سکتی تم پلیز اپنے گھر والوں سے کہوں نا کہ وہ رشتہ بھیجے" ماہم کی بات پر جلال کا منہ بن گیا مگر ظاہر نا کیا

"ماہم رشتہ تو میں بھیج دوں مگر کیا تمہارے گھر والے مان جائے گے؟" جلال نے سوال کیا

"ہاں جلال وہ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں مان جائے گے وہ"

"نہیں ماہم وہ نہیں مانے گے ہمارا سٹیٹس دفرینس انہیں راضی نہیں کر پائے گا۔۔۔۔۔ تم ٹھہری ایک بزنس ٹائیکون کی بیٹی اور میں بس ایک عام سا مینیجر۔۔۔۔۔ جانتی ہوں آج بھی میرا دل دکھتا ہے جب میں اس عمیر کو یوں اپنے اوپر دیکھتا ہوں۔۔۔۔۔۔ زندگی لگادی میرے ڈیڈ نے اس بزنس کے لیے۔۔۔۔ میں اور ڈیڈ دن رات مل کرنا نا کا بزنس

سنبھالتے ہیں اور واہ واہ ماموں اور عمیر لیجاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم جانتی ہوں میں تو ان سے اس ظلم کے بعد بھی نفرت نہیں کر سکتا۔۔۔۔ بھائی ہے عمیر میرا۔۔۔۔ مگر وہ لوگ مجھے اور میری فیملی کو حقیر سمجھتے ہیں۔۔۔۔ تم جانتی ہوں نا کہ تمہارے ڈیڈ ماموں کے بہت اچھے دوست ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم اپنے ڈیڈ سے میرا نام لیے بنا میرا ذکر کروں یقین مانو وہ انکار کر دے گے صرف یاسین ماموں کے اس سٹیٹس ڈیفرینس کی سوچ کی وجہ سے"

جلال ماہم کو پورے طریقے سے اپنے جال میں پھانس چکا تھا

وہی ہوا جو جلال نے کہاں تھا ماہم نے گھر میں صرف علی زماد کو بتایا تھا کہ اسے ایک لڑکا پسند ہے اور وہ مینجیر کی پوسٹ پر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔یہاں غلطی علی زماد نے کی انہوں نے ماہم کو سمجھانے کی بجائے اس پر غصہ کیا اور اسے اس لڑکے سے ملنے سے منع کر دیا

علی زماد نے بیٹی کو منع تو کر دیا مگر وہ اپنی اولاد کی ہٹ دھرمی سے آگاہ تھے

انہوں نے کچھ سوچ سمجھ کر زرار کو بلایا اور اس سے ماہم سے شادی کا فیصلہ سنایا۔۔۔۔۔۔۔۔ جس پر زرار نے نہایت آرام سے انہیں انکار کر دیا۔۔۔۔

"ابو ماہم میری بہن کی طرح ہے اور میں نے ہمیشہ اسے ایسے ہی دیکھا ہے۔۔۔۔ اگر ماہم کی شادی مجھ سے ہوئی تو شائد یہ ہم دونوں کے ساتھ زیادتی ہے آپ ایک بار اس لڑکے سے مل لے"

علی زماد نے مسز علی سے بھی زرار اور ماہم کے متعلق بات کی تھی وہ بہت خوش تھی کیونکہ یہ انکی خواہش تھی۔۔۔۔۔ مگر زرار کے انکار پر انکا دل ٹوٹا تھا

انہی دنوں زرار کو معلوم ہوا کہ اسکے ماموں اور انکی بیوی کی موت ہو گئی تھی مہینہ پہلے ایک ایکسیڈینٹ میں اور اسکا کزن بردر آہل اس وقت زیر علاج ہے

زرار بنا کچھ کہے فوراسے ٹکٹ کروا کر باہر چلا گیا تھا

پیچھے جب ماہم کو اپنے اور زرار کے رشتے کے حوالے سے معلوم ہوا تو وہ مزید رنجیدہ ہو گئی اور جلال کے ساتھ بھاگنے کا پلین بنا لیا

علی زماد نے زرار کے انکار کو قبول کر لیا تھا مگر ماہم کے لیے وہ لڑکا!!۔۔وہ بضد تھے اس سے نا ملنے کے لیے۔۔۔۔۔۔ماہم نے بہت کوشش کی انہیں منانے کی مگر کچھ نا بن سکا۔۔۔۔۔ علی زماد نے اسکی شادی اپنے دوست کے بیٹے نعمان سے طہ کر دی تھی۔۔۔۔گویا انہوں نے ماہم کے لیے کوئی اوپشن نہیں چھوڑا تھا

ماہم گھر سے بھاگ گئی تھی، بنا کچھ کہے، کوئی پیغام دیے

مسز علی نے ان سب کا ذمہ دار زرار کے انکار کو ٹھہرایا۔۔۔وہ یہی سمجھتی رہی کہ ماہم زرار کے انکار اور اسکا کہی اور رشتہ ہونے کی وجہ سے گھر چھوڑ کر بھاگی ہے۔۔۔۔۔۔ جبکہ علی زماد اصل وجہ سے جانتے تھے مگر چپ رہے

زرار کی واپسی جب آہل کے ساتھ ہوئی تو اسے گھر سے نکال دیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔وجہ پتہ چلنے پر اسنے حیرانگی سے علی زماد کو دیکھا جو چپ رہے زرار کو نہ بچایا

زرار اسی دن سب کچھ چھوڑ کر آہل کو لیے ایک فلیٹ میں شفٹ ہو گیا تھا جو کہ اسکے ڈیڈ کا تھا۔۔۔۔۔۔زرار کے اکاؤنٹ میں تب اتنے پیسے تھے کہ وہ اپنا اور آہل کا خرچہ اٹھا لیتا۔۔۔۔۔۔۔وہ ایک قابل سٹوڈنٹ تھا جس کی بنا پر اسے سکولر شپ مل گیا اور ایک انٹر نیشنل فنڈ ایجنسی نے آہل کے ٹرٹمنٹ کا خرچہ اٹھالیا

”اگر اس سب میں جلال شامل ہے تو ابراہیم۔۔۔۔۔ماہم عمیر کو کیسے ملے؟“موسی بے چین ہوا

”بتاتا ہوں موسی سب کچھ بتاتا ہوں“زرار بولا

”عمیر اپنی شادی سے سات ماہ پہلے دبئی گیا تھا جہاں شادی کے بعد جلال نے ماہم کو رکھا ہوا تھا۔۔۔۔کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ ایک سال میں ماہم کہاں گئی اور نا ہی تمہارے ڈیڈ نے اسے ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی“

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماہم سے شادی کے بعد جلال اسے دبئی لے آیا تھا بظاہر تو وہ اسکا خیال رکھتا مگر وہ ماہم سے اکتا چکا تھا۔۔۔۔ماہم کو اب برداشت کرنے کی وجہ صرف اسکے وجود میں پل رہا وہ بچہ تھا جو جلال کو کڑوڑوں کا مالک بنا سکتا تھا

ماہم کا نواں مہینہ شروع ہو چکا تھا۔۔۔۔اسکا بی۔پی ہمیشہ ہائی رہتا تھا اسی لیے ڈاکٹرز نے اسے آرام کرنے کو کہاں تھا

آج جلال عمیر کی شادی کے لیے پاکستان واپس جا رہا تھا اسنے ماہم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسکے گھر والوں کو منا لے گا

جلال اپنا سامان پیک کیے ایک دم تیار تھا۔۔۔جب لینڈ لائن پر کال آئی

"ماہم کال آرہی ہے" جلال کی آواز پر اسنے ریسور اٹھایا

”ہیلو؟“

”السلام علیکم“ ایک نسوانی آواز ماہم کے کانوں سے ٹکرائی

”وعلیکم اسلام“ ماہم نے سوال کیا

”جلال سے بات ہو سکتی ہے؟“ دوسری طرف سے آواز آئی

”آپ کون؟“ ماہم نے سوال کیا

”میں مسز جلال“ دوسری جانب سے شمائلہ بولی

ماہم کو اپنے پیروں سے زمین کھسکتی محسوس ہوئی۔۔۔۔کال ڈسکنیکٹ ہو گئی تھی

"ماہم کس کی کال تھی؟"جلال نے سوال کیا

"تمہاری بیوی کی"شکوہ کناں نظروں سے وہ بولی۔۔۔۔۔جلال کا رنگ اڑ گیا تھا

"تم شادی شدہ ہوں وہ بھی پہلے سے ہی؟"ماہم نے سوال کیا

"ماہم میری بات۔۔۔"

"ہاں یا ناں"ماہم نے پوچھا

"ہاں۔۔۔۔"وقت آ گیا تھا کہ اب سچ سامنے آجائے

”کیوں کیوں کیا ایسا؟“ ماہم چیخی

”تم تو مجھ سے محبت کرتے ہوں نا جلال اسے چھوڑ دوں“ ماہم جلال کے بازو پکڑے بولی

”مگر میں اس سے محبت کرتا ہوں“ پگلا سیسہ اسکے کانوں میں وہ انڈیل گیا تھا

”اور وہ جو سب تھا“ ماہم نے بے یقینی سے پوچھا

”بکواس تھا۔۔۔ جھوٹ تھا۔۔۔۔ میں تھک گیا تھا اس عمیر کی چمچہ گیری کرتے۔۔۔۔۔ مگر کیا ملا کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔ پھر تم سے ملا۔۔۔۔۔۔۔ اتنے امیر باپ کی بیٹی بھلا کیسے جانے دیتا تمہیں۔۔۔۔۔ مگر اب تھک گیا ہوں میں تمہارے خرچے اٹھاتے اٹھاتے۔۔۔۔ سوچا تھا امیر رئیس کی بیٹی سے شادی کروں گا تو عیش میں

رہوں گا۔۔۔۔۔۔ کیا خاک عیش میں ہوں۔۔۔۔۔ الٹا عذاب بن گئی ہوں تم" ماہم کو دھکا دیتے جلال وہاں سے چلا گیا تھا

اس وقت اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا نا ماہم کی طبیعت نا اپنا بیٹا اسے بس اپنی فکر تھی۔۔۔۔ اب اسے اور ماہم کو نہیں سنبھالنا تھا اور نا ہی اس وجود کو

جلال پاکستان جا چکا تھا۔۔۔۔۔ ماہم کی طبیعت پیچھے بگڑ گئی تھی۔۔۔۔۔۔ اسکی حالت کے تحت اسکی ایک پڑوسن جو اتفاق سے اس سے ملنے آئی تھی وہ فوراً اسے ہسپتال لے گئی

عمیر وہاں اپنے ایک جاننے والے سے ملنے آیا تھا۔۔۔۔۔۔ ماہم کو وہاں دیکھ کر چونکا

عمیر نے ماہم کی پڑوسن سے اپنا تعارف کروا کر اسے واپس بھیج دیا اور خود ماہم کے پاس رک گیا

پانچ گھنٹوں کی تکلیف سہنے کے بعد ماہم نے ایک بہت خوبصورت اور صحت مند بچے کو جنم دیا تھا

"سر پیشنٹ کو روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے" ایک نرس نے آ کر عمیر کو بتایا

"اوکے" عمیر قدم اٹھاتا ماہم کے روم میں پہنچا جہاں وہ بے بسی کی مورت بنی ہوئی تھی

"ماہم؟" عمیر نے اسے پکارا

"تم یہاں؟ تمہاری مام بہت یاد کرتی ہے وہ بہت ٹینشن میں ہے" عمیر نے بات شروع کی

”مجھے میرے کیے کی سزا ملی ہے۔۔۔۔۔نا میں اس دوغلے انسان سے شادی کرتی اور نا ہی اپنے ماں باپ کا نام بدنام کرتی“ ماہم روئی

”کون ہے وہ ماہم جس کی خاطر۔۔۔۔۔۔“

”جلال صدیق۔۔۔آپکی پھپھو کا بیٹا“ عمیر کی آنکھیں حیرت سے بری ہوئی

ماہم نے اسے شروع سے لیکر آخر تک سب کچھ بتا دیا تھا

”ایک مدد کرے گے میری؟“ ماہم نے التجا کی

”بولو“ اپنے غصے پر قابو پاتے عمیر نے پوچھا

”میرا بچہ اس درندے کے حوالے مت کیجیے گا۔۔۔پلیز اسے اپنے ساتھ لیجائے“ ماہم نے ہاتھ جوڑ کر فریاد کی

”مگر میں کیسے؟“ عمیر کو سمجھ نا آیا

”پلیز!!!“ ماہم کی فریاد پر عمیر ابراہیم کو اپنے ساتھ لے آیا تھا

عمیر نے ماہم کو بھی آنے کا بولا مگر شائد وہ اپنے آخری وقت کے بارے مین جان چکی تھی اسی لیے انکار کر دیا

اسی رات ماہم نے ہمت کر کے موسی کو کال کی۔۔۔۔ مگر کال وائس میل میں چلی گئی تھی

”موسی!! میں ماہم۔۔۔۔۔جانتی ہوں ناراض ہو گے اور پریشان بھی۔۔۔۔۔۔۔

سب۔۔سب ختم ہو گیا موسی۔۔۔۔اسنے کہاں وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا وہ وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔۔اسنے دھوکہ دیا مجھے موسی چھوڑ دیا۔۔۔۔۔ تمہاری بہن کو بے آبرو کر دیا۔۔۔۔۔۔۔ موسی!!۔۔۔۔۔۔۔۔وہ عع۔۔۔۔۔ عمیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔“اور ماہم کی سانسیں تھم گئی

وہ موسی کو بتانا چاہتی تھی کہ کیسے عمیر نے اسکی مدد کی مگر کچھ نا کہہ پائی

ماہم کی بد قسمتی یہ تھی کہ اسے اپنی سر زمین نا مل سکی دفن ہونے کو

ماہم کی تمام رسومات ادا کرنے کے بعد عمیر ابراہیم کو لیے پاکستان آچکا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مگر اسنے انتظامیہ کو پیسے دیے تھے کہ اگر کوئی بھی ماہم کے حوالے سے سوال کرے تو کچھ مت بتائے

موسی کو جب تک میسج ملا دیر ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔وہ دبئی گیا مگر اسے کچھ نا ملا۔۔۔ماہم کی پڑوسن بھی شفٹ ہو گئی تھی

اسے معلوم تھا تو صرف اتنا کہ اسکی بہن نے عمیر کا نام لیا تھا

اسنے دبئی کے تمام ہسپتال چھان مارے مگر ماہم کے متعلق کچھ نا ملا۔۔۔۔۔۔۔موسی نے کوشش کی اور عمیر کے بارے میں ڈھونڈنا شروع کر دیا اسے جو انفارمیشن ملی اس پر کوئی بھی عمیر نامی انسان پورا نہیں اترا۔۔۔۔۔۔۔اور آخری کوشش کے نتیجے میں اسے معلوم ہوا کہ ایک بزنس مین عمیر یاسین یہاں آیا تھا دبئی میں اسکی واپسی اسی دن ہوئی تھی جس دن ماہم مری تھی اور یہی بات موسی کو یقین دلانے کو کافی تھی کہ وہ وہی عمیر تھا

ائیر پورٹ سے نکلتے ہی تیز ہوا کے جھونکوں نے اسکا استقبال کیا، اسکے ہونٹوں پر جو ایک مخصوص قسم کی مسکراہٹ ہمیشہ رہا کرتی تھی وہ آج کہی غائب تھی، اپنی آغوش میں لپٹے اس نومولود بچے کو دیکھ کر ایک سرد سانس خارج کرتے ہوئے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

”السلام علیکم بابا“ اڈھیر عمر کار ڈرائیور اسکے سامنے سر جھکائے ادب سے بولا

”وعلیکم السلام چاچا، کیسے ہے آپ اور باقی سب کیسے ہیں؟“ گاڑی میں سامان رکھواتے وہ اب بیک سیٹ پر بیٹھ گیا، جب کے ڈرائیور نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی

”سب الحمد اللہ ٹھیک بابا، بس آپ کے آنے کا انتظار تھا، گھر میں زور و شور سے آپکے اور سروج بی بی کے ویاہ کی تیاری ہو رہی ہے“

”سروج!“ لبوں سے یہ نام ادا ہوتے ہی اسکے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی، جب اسنے اپنی آغوش میں لپٹے اس وجود کو دیکھا

”کیا وہ اسے اپنا لے گی؟“ وہ سوچنے لگا

”نہیں کیا وہ اس سب کے بعد مجھے اپنا لے گی؟“ ایک اور سوچ دماغ پر حاوی ہوئی

”میں تمہیں کسی قیمت پر بھی خود سے دور نہیں جانے دوں گا سروج“ خود سے عہد کرتے وہ آنکھیں موند گیا۔

ایئر پورٹ سے نکلے انہیں تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جب ایک تیز رفتار ٹرک سامنے سے آتا انکی گاڑی کے ساتھ ٹکڑا گیا

ڈرائیور تو موقع پر ہی جان دے گیا تھا جبکہ عمیر نے ابراہیم کو بچالیا تھا

مگر خود بہت زخمی ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔اسے فوراً ہسپتال لیجایا گیا تھا

اسکے نام پر صرف سروج سے ملنے کی فریاد تھی۔۔۔۔۔دونوں گھروں میں جب خبر پہنچی تو ایک کہرام برپا ہو گیا تھا۔

عمیر سروج سے ملنا چاہتا تھا۔۔۔انہی دنوں آہل کی طبیعت بگڑ گئی اور زرار اسے ٹریٹمنٹ کے لیے باہر لے گیا تھا۔۔۔۔اسکا کسی سے بھی کوئی کانٹیکٹ نہیں تھا

عمیر نے سروج کے ساتھ ساتھ علی زماد سے بھی ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی جس کی وجہ کسی کو سمجھ نہیں آئی مگر سب مان گئے

مایوں کی دلہن کا جوڑا پہنے اپنے آس پاس سے بے خبر وہ اس وقت دیوانہ وار ہسپتال کے کوریڈور میں بھاگی جا رہی تھی، اسکی سانسیں پھول چکی تھی مگر وہ رکی نا، جب اسے یاسین صاحب ہسپتال کے ایک کمرے سے نکلتے ہوئے نظر آئے

"انکل!! عمیر؟" پھولی سانس اور آنسوؤں سے بھیگے چہرے کے ساتھ وہ صرف اتنا ہی پوچھ سکی، جبکہ اسکے جواب میں انہوں نے کمرے کی طرف اشارہ کر دیا اور ایک لمحے کا بھی انتظار کیے بغیر وہ اندر کی طرف بڑھ گئی جہاں اسکا پورا وجود پٹیوں میں جکڑا ہوا تھا

"عمیر!!" اسکی آواز سرگوشی سے زیادہ نا تھی

"یہاں آؤ" آنکھیں کھولے اسکو مایوں کے لباس میں دیکھتے ایک تکلیف دہ مسکراہٹ عمیر کے لبوں کو چھو گئی، اور اسے اپنے پاس بلانے کا اشارہ کیا

"عمیر" اسکا نام دوبارہ پکارتے اسکی ہچکی بندھ گئی

"سروج؟"

"ہممم"

"مجھ سے محبت کرتی ہوں نا؟" اسنے سوال کیا جس پر سروج نے سر اثبات میں ہلا دیا

"مجھ پر بھروسہ ہے نا؟" ایک اور سوال اور وہی جواب

"پھر مجھ سے ایک وعدہ لینا ہو گا تمہیں؟"

"کیسا وعدہ؟"

"ہمیشہ ساتھ نبھانے کا"

"میں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہوں عمیر" اسکا ہاتھ تھامتے وہ محبت سے بولی

"سروج ماما، بابا اور میری ھدی کا بہت دھیان رکھنا ہے تم نے، تم جانتی ہوں نا وہ مجھے کتنے عزیز ہیں"

"عمیر ہم مل کر دھیان رکھے گے نا" عمیر کی بات نے اسکا دل دہلا دیا تھا، اپنی کانپتی زبان پر قابو پاتے وہ بولی

"نہیں مل کر نہیں وقت نہیں ہے میرے پاس" وہ ہولے سے بولا

"عمیر ایسے نا کہے"

”سروج مجھ پر کبھی شک مت کرنا،اور یاد رکھنا کے تمہارے عمیر نے تم سے سچی محبت کی تھی“

”عمیر کچھ نہیں ہو گا آپکو، آپ۔۔ آپ بلکل ٹھیک ہو جائے گے“اسکا پورا جسم ہچکولے کھا رہا تھا

”سروج۔۔ سروج یاد رکھنا میں۔۔ تم سے بہت محبت کر۔۔ کر۔۔ کرتا ہوں“

”عمیر ؟“اتنے میں علی زماد اندر داخل ہوئے

”انکل۔۔۔۔ کک۔۔۔۔کچھ بتانا ہے آپ کو۔۔۔۔۔“عمیر نے بولتے ہی کمرے میں آتی نرس کو اشارہ کیا جو امنے ساتھ ایک صحت مند بچہ لے آئی

”عمیر یہ ؟“سروج نے حیرت سے پوچھا

”یقین ہے نا؟“عمیر کے سوال پر اسنے سر ہاں میں ہلا دیا

”انکل یہ آپکا نواسہ ہے ماہم کا بیٹا وہ۔۔۔ وہ اب نہیں رہی دو دن پہلے ہی وہ چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔“عمیر نے ہلکے ہلکے سانس لیے بات کی مگر علی زماد کا چہرہ سخت رہا

"وہ میرے لیے بہت پہلے ہی مر چکی تھی عمیر اور اس بچے سے میرا کوئی تعلق نہیں۔۔ ہو سکے تو میری بیوی کو اس بات سے لاعلم رکھنا" کہتے ہی وہ وہاں سے چلے گئے

"سروج!!" عمیر نے پکارا

"ہنہ"

"سروج اس بچے کا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔۔۔ میں اسے اپنا نام دینا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی کو کبھی بھی یہ سچ معلوم نا ہوں کہ کہ یہ میرا نہیں بلکہ ماہم کا بیٹا ہے۔۔۔۔۔۔۔ ساتھ دوں گی میرا؟" عمیر نے آس سے پوچھا

"ہاں عمیر ہمیشہ ساتھ دوں گی بس آپ ٹھیک ہو جائے" وہ بولی

"شادی کروں گی مجھ سے؟" عمیر نے اچانک پوچھا

"ہماری شادی ہو گی عمیر۔۔۔" سروج نے جواب دیا

"نہیں ابھی۔۔۔۔۔۔ ابھی کروں گی؟"

"ابھی!!!"

"ہاں ابھی۔۔۔۔۔۔۔بہت حسرت ہے تمہارا نام اپنے نام کے ساتھ دیکھنے کی۔۔۔۔۔ آخری خواہش سمجھ کر پوری کر دوں"

"عمیر اللہ کا واسطہ ایسا نا بولے"

"تو پھر میں ہاں سمجھو؟" عمیر ہلکا سا مسکرایا

"ہاں" سروج نے سرہاں میں ہلایا

تھوڑی ہی دیر میں عمیر اور سروج کا نکاح ہو چکا تھا جس پر شہانہ بیگم خوش نہیں تھی

عمیر نے سب کو یہی بتایا تھا کہ ابراہیم اسکا اور ماہم کا بیٹا ہے۔۔۔۔۔۔کسی اور کے عمل کی سزا وہ اپنے حصے میں لے آیا تھا

یاسین صاحب بھی تمام حقیقت سے آگاہ تھے انہوں نے فوراسے عمیر اور ماہم کے نکاح کے جعلی پیپرز بنوائے تھے تاکہ کسی کو بھی کوئی کچھ کہنے کا موقع نا ملے

رات تک عمیر کی طبیعت بہت خراب ہو چکی تھی۔۔۔۔۔اسکی سانسیں مدھم ہوتے ہوتے آخر میں رک گئیں تھی

"عمیر اٹھے ناشتہ کر لے" سروج صبح صبح اسکے لیے ناشتہ لے آئی تھی

"عمیر اٹھے" اسنے عمیر کو ہلایا مگر کوئی حرکت نا ہوئی

"عمیر۔۔۔اٹھے۔۔۔۔ عمیر۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر یہ کیا مذاق ہے؟" سروج کا ہاتھ کانپ گیا اسنے مشین کی طرف دیکھا جہاں بس ایک سیدھی لائن تھی

"عع۔۔۔ عمیر۔۔۔۔۔۔ عع۔۔۔۔ عمیر۔۔۔اٹھو۔۔۔۔۔ عمیر ایسا نا کرے۔۔۔۔ عمیر اٹھا جائے نا۔۔۔۔۔۔۔۔ پلیز عمیر۔۔۔۔۔ عمیر!!!!!" سروج کی آہ و پکار پورے کاریڈوڑ میں گونج رہی تھی

"بابا۔۔۔ بابا دیکھیے نا عمیر کو کیا ہوا ہے؟" حیدر صاحب کے گلے لگے وہ روتی بولی

اتنے میں ڈاکٹر کمرے سے باہر نکلا

"آئی ایم سوری بٹ ہی از نو مور۔۔۔۔۔ ان کی دیتھ رات میں ہی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ ریئلی سوری" ڈاکٹر الفاظ ادا ہوتے ہی سروج کو اپنی دنیا گھومتی محسوس ہوئی تھی

"نن۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ عمیر!!!!!" سروج چلائی

موسی کے کان سائیں سائیں کرنے لگ گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔اسنے حیرت سے زرار کو دیکھا جواب اسے حقیقت سے آشنا کیے پرسکون انداز میں کرسی سے ٹیک لگا چکا تھا

"ڈیڈ آپ کا ماہم کی موت سے کیا تعلق ہے؟ آخر آپکی انا نے کیسے اسے ختم کیا؟" موسی نے صرف یہی سوال کیا

"موسی وہ۔۔۔۔۔" علی صاحب سے کچھ بولا نا گیا

"یہ بھی میں بتا دیتا ہوں۔۔۔۔ مسٹر زماد" زرار پھر سے دانت پیستا بولا

"ماہم نے تمہارے ڈیڈ کو کال کی تھی جس دل اس نے تمہیں کال کی۔۔۔۔۔۔ مگر انہوں نے اسکی بات سنے بنا یہ کہہ دیا کہ وہ پہلے سے ہی ان کے لیے مر چکی ہے اور انکا اس سے یا اس کے بیٹے سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔۔۔۔ ماہم کو جلال کی بے وفائی نے نہیں مارا تھا موسی۔۔۔۔۔ تمہارے سو کالڈ سپر ہیرو ڈیڈ کے الفاظوں نے مارا تھا" زرار کی بات پر موسی نے جن نظروں سے اپنے باپ کو دیکھا تھا وہ انہیں شرمندگی کے گڑھ میں ڈبونے کو کافی تھی

وہ نا تو اپنی بیٹی کو روک سکے، نا اپنے بیٹے جیسے بھتیجے کا دفاع کر سکے۔۔۔۔۔اب تو وہ اپنے خود کے بیٹے کی نظروں سے بھی گر گئے تھے

"ویل میرا کام یہاں ختم ہوا۔۔۔۔اب مجھے اجازت" زرار مزے سے وہاں سے چلا گیا

"موسی۔۔۔۔۔"

"نو ڈیڈ اب نہیں۔۔۔۔۔آپ سروج سے میری شادی کے خلاف اس وجہ سے نہیں تھے کہ آپ کو سروج کا بیوہ ہونا برا لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔بلکہ وجہ ابراہیم تھا۔۔۔۔ماہم تھی۔۔۔۔۔۔سوری ٹو سے ڈیڈ مگر اس سب میں ماہم کا کائی قصور نہیں۔۔۔مانا اس سے غلطی ہو گئی۔۔۔۔۔اسے غلط انسان سے محبت ہوئی مگر اسکو سمجھانے کی بجائے آپ نے کیا کیا؟ زور زبردستی۔۔۔۔واؤ ڈیڈ گریٹ۔۔۔۔۔۔یو نو واٹ۔۔۔۔۔مجھے آپ نے اب ان سب کے سامنے نظریں اٹھانے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نظریں ملانے کے قابل نہیں چھوڑا۔۔۔۔۔۔۔اور ڈیڈ زرار؟۔۔۔۔زرار کو بھی نہیں بخشا اپنی جھوٹی اور کھوکھلی انا کے باعث۔۔۔۔۔۔سیریسلی ڈیڈ" موسی کی الفاظ انہیں واقعی میں تکلیف دے رہے تھے

انہیں اپنی ہر غلطی کا احساس تھا اور اب شرمندگی بھی ہو رہی تھی مگر شائد اب وقت ہاتھوں سے نکل گیا تھا

ماضی سوچتے سوچتے موسی کو بہت دیر ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ہلکا ہلکا سویرا اب چڑھ آیا تھا ماضی کے تکلیف دہ یادوں سے نکل کر وہ نیچے آیا اور اپنی دنیا کو پرسکون دیکھ کر وہ بھی پرسکون ہو چکا تھا

"ھدی گڈ مورننگ"یونیورسٹی داخل ہوتے ہی سلمان اس سے ملا

اسے دیکھتے ہی ھدی کو زرار کی دھمکی یاد آگئی تھی۔۔۔۔اسی لیے اگنور کیے آگے بڑھی

"ارے ھدی میں تم سے بات کر رہا ہوں"سلمان اس کے سامنے آکر بولا

ھدی یکدم گڑبڑا گئی نظریں ادھر ادھر دوڑائی تو اسے موسی اور سروج اندر داخل ہوتے نظر آئے

"بھابھی"وہ ایکدم اونچا بولتی سروج کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔سروج اسے دیکھ کر چونکی

سلمان نے فلحال جانا ہی بہتر سمجھا

"ارے چندا کیا ہوا؟" اسے ساتھ لگائے سروج نے پوچھا

"وہ۔۔وہ آپ ابراہیم کو نہیں لائی؟" ھدی کے سوال پر وہ ہنسی

"ھدی اب ابراہیم کو یونی تو نہیں لا سکتی نا میں۔۔۔۔۔وہ گھر پر آنٹی کے پاس ہے"

سروج نے مسکراہ کر جواب دیا

"بھئی میں بھی یہی ہوں" موسی نے گلا کھنکھار کر انہیں متوجہ کیا

"السلام علیکم!!" اسنے روکھا سا سلام کیا

"وعلیکم السلام۔۔۔۔کیسی ہے میری بہن" ہنس کر اسکے سوال کا جواب دیے موسی نے پوچھا

سروج اور ھدی دونوں نے چونک کر اسے دیکھا

"کیا ایسے مت دیکھو میں تو بس سب ٹھیک کرنا چاہتا ہوں" اسنے وجہ دی جس پر دونوں کا منہ بن گیا

آج کا دن پر سکون گزرا تھا اب یونی سے اوف کا وقت تھا اور ایک بار پھر سلمان نامی بلا ھدی کے سامنے آن ٹپکی تھی

"ھدی کیا ہوا ہے صبح سے بات کرنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر تم ہوں کہ۔۔۔۔۔

اچھا چلو چھوڑو آؤ کافی پینے چلے" مزے سے اسکا ہاتھ پکڑتے وہ بولا

"سلمان میرا ہاتھ چھوڑو مجھے نہیں جانا" ھدی نے آرام سے بولی

"ارے ایسے کیسے۔۔۔۔۔۔۔۔"

"اسکا ہاتھ چھوڑو" اور ھدی نے آنکھیں بند کر لی

"تم کون ہوتے ہوں مجھے آرڈر دینے والے؟" سلمان نے اپنے سامنے کھڑے اس شخص سے پوچھا

"میں کیا ہوں یقین مانو تم جاننا نہیں چاہوں گے اسی لیے آخری بار بول رہا ہوں کہ ہاتھ چھوڑو میری فیانسی کا" زرار ضبط کرتے بولا

"فیانسی!!! واٹ آ جوک اور نہیں چھوڑ رہا ہاتھ کر لے جو کرنا ہے" سلمان اپنے انجام سے بے خبر مزے سے بولا

”یہ تو گیا“الفاظ موسی کے تھے

”اللہ رحم کرے“سروج بھی ساتھ ہی بولی

”بتاتا ہو تجھے کہ میں کیا کر سکتا ہوں“زرار سلمان کی طرف بڑھا اور ایک تھپڑ ہی کافی تھا اسے سبق سکھانے کو

سلمان کو تھپڑ اور مکوں سے نوازتا وہ ھدی کا ہاتھ تھامے ایگزیٹ کی طرف بڑھ گیا

”بیچارہ“موسی افسوس کرتا پارکنگ کی طرف بڑھ گیا

چھ ماہ بعد

آج ابراہیم کی پہلی سالگرہ تھی۔۔۔۔بہت بڑے پیمانے پر جشن رکھا گیا تھا

سروج اور موسی اس وقت شاپنگ سے واپس آرہے تھے

”موسی جلدی گاڑی چلاؤ“سروج دسویں بار بولی

”چلا تو رہا ہوں۔۔۔۔اب کیا اڑا لوں؟“موسی تنکا

انہیں تھوڑی دیر پہلے ہی مسز علی کی کال آئی تھی جن کے مطابق ابراہیم نے رو رو کر سارا گھر سر پر اٹھایا ہوا تھا

"ہاں کتنی تیز چلا رہے ہوں نظر آرہا ہے" سروج نے جوابی کاروائی کی

"ایسی بات ہے اب دیکھو" اور موسی نے سپیڈ بڑھادی

"موسی!!!!!!" سروج چلائی جب ایک وجود انکی گاڑی سے آٹکرایا

"یہ۔۔۔یہ کیا کیا۔۔۔ایسے گاڑی چلاتے ہے؟" سروج کانپنے لگی

"میں نے؟ میں نے کیا کیا ہے؟ تم نے ہی کہاں تھا تیز چلاؤ" موسی کے سچے الزامات پر سروج تڑپ اٹھی

"اب چونچ لڑانا بند کروں اور چلو باہر نکل کر دیکھے" سروج کی بات پر اس نے سرہاں میں ہلایا اور دونوں گاڑی سے باہر نکلے۔۔۔۔۔۔ موسی نے زمین پر پڑے بے ہوش وجود کو سیدھا کیا تو سروج کو کرنٹ لگا

"شمائلہ بھابھی؟" سروج کے لب ہلے

"تم انہیں جانتی ہوں؟؟" موسی نے پوچھا

"ہاں یہ جلال کی وائف ہے" سروج کے جواب پر موسی کی آنکھیں ضبط سے لال ہو گئی تھی

"موسی جلدی کروں بھابھی کو ہسپتال لیکر جانا ہے" سروج کی بات پر موسی نے اسکی مدد کی اور وہ شمائلہ کو ہسپتال لیکر چلے گئے

"دیکھیے پیشنٹ کی حالت بہت خراب ہے۔۔۔۔۔انہیں دیکھ کر لگ رہا ہے کہ انہیں بہت دنوں سے کچھ کھانے کو نہیں ملا اور نا ہی تازہ ہوا میں انہوں نے سانس لیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔وہ بہت ویک ہے۔۔۔۔۔۔۔اکثر ایسے کیس میں ایسا ہو جاتا ہے" ڈاکٹر کی بات پر وہ دونوں چونکے

"کیسا کیس؟ کیا مطلب؟" موسی نے حیرت سے سوال کیا

"آپ ان کے رشتہ دار ہیں۔۔۔۔آپ لوگ نہیں جانتے انکا مس کیرج ہوا ہے"

"پیشنٹ کو ہوش کب آئے گا؟" سروج نے سوال کیا

"دیکھیے ابھی تو وہ بہت ویک ہے کل تک ہوش آنے کے چانسز ہے" ڈاکٹر کہہ کر چلی گئی

"سروج تم ایسا کروں گاڑی میں جا کر بیٹھو میں تب تک ایک نرس کا ارینج کرواتا ہوں
اوکے"موسی کی بات پر اس نے سر ہلا دیا

رات تک تمام انتظامات ہو چکے تھے۔۔۔۔۔۔گارڈن کو اچھے سے پارٹی تھیم دی گئی تھی
سروج اب چھوٹے سے ابراہیم کو تیار کر رہی تھی جس نے اب تھوڑا بولنا اور چلنا
شروع کر دیا تھا
عجیب بچہ تھا وہ جس نے کرالینگ نہیں کی تھی بلکہ ڈائریکٹ چلنا شروع کیا تھا
"ارے یار سروج جلدی کر لوں سب ویٹ کر رہے ہیں"موسی اندر آتے بولا
"بس دو منٹ"وہ عجلت میں بولی یہ جانے بغیر کہ اب موسی اسکا تفصیلی جائزہ لینے میں مگن
تھا

"با۔۔۔"ابراہیم نے اسے پکارا
"جی بابا کی جان"اسکو پیار کرتے موسی نے پوچھا
"با۔۔مم"وہ موسی سے سروج کی بات کرتے بولا

”بیٹاماما تو کافی خوبصورت لگ رہی ہے۔۔۔۔۔۔ میں ایگری ہوں آپ کیساتھ“ سروج کو آنکھ مارتے موسی بولا تو وہ موسی کو آنکھیں دکھانے لگ گئی

موسی اور سروج کا رشتہ اب بہت حد تک سنبھل گیا تھا۔۔۔۔۔۔ اگر سروج کو اس سے محبت نہیں تھی تو نفرت بھی نہیں تھی

”جلدی کرے مسز موسی“ اسکے ماتھے پر لب رکھتے وہ بولا

فنکشن بہت اچھے سے چل رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ سب فنکشن میں موجود تھے۔۔۔۔۔ مراد اور عمارہ کی منگنی بھی ہو گئی تھی اور اب کچھ ہی دنوں میں انکا نکاح تھا۔۔۔۔۔۔۔ فریحہ مزید مائز کی محبت میں ڈوبتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔ زرار اور ھدی اب بہت قریب آگئے تھے۔۔۔۔۔ زرار حیدر صاحب سے اپنے جذبات ھدی کے حوالے سے بیان کر چکا تھا اور اب اسنے ان سے وعدہ لیا تھا کہ ھدی کا بی۔ ایس مکمل ہوتے ہی وہ ان کی شادی کروا دے گے۔۔۔۔۔ آج آہل بھی زرار کے ساتھ یہاں موجود تھا

ھدی جو ہاتھ میں ڈرنک پکڑے ابراہیم کی طرف بڑھ رہی تھی اچانک اسکا پیر مڑا اور ڈرنک پاس کھڑی ندا کے کپڑوں پر گر گئی

”یو ایڈیٹ“ ندا اتنی زور سے چلائی کہ سب انکی طرف متوجہ ہو گئے

”ماں باپ نے کچھ سکھایا بھی ہے کہ نہیں؟ اوہ سوری ماں باپ ہو گے تو سکھائے گے نا“

”ندا آئی ایم سوری غلطی سے ہو گیا مگر پلیز میرے ماما پاپا پر مت جاؤں“ ھدی آنسو ضبط کرتے بولی

”واٹ یو مین غلطی سے ہو گیا۔۔۔۔۔جانتی بھی ہوں کہ کتنا قیمتی تھا“ ندا چلائی۔۔۔۔اب بس ہو گئی تھی

”کیا فائدہ اتنے مہنگے کپڑے پہننے کا جب وہ آدھے ہوں“ ھدی اسکے عریاں بازوں پر چوٹ کرتے بولی

”اور ہاں جہاں اتنے پیسے ڈریس پر خرچ کیے تھے وہی تھوڑی بہت بازو پر بھی خرچ کرلیتی“ ھدی کی بات پر مہمان تو چھوڑو موسی کی بھی ہنسی نکل گئی

”او یو۔۔۔۔“ اس سے پہلے کے ندا کا تھپڑ ھدی کو پڑتا ایک سخت ہاتھ نے اسے روک دیا

”ہمت بھی مت کرنا ندا اور نہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا“ زرار کی بات پر ندا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

”آپ سے برا تو کوئی ویسے بھی نہیں ازی“ ندا کی بات زرار نے محسوس کی تھی

ماہم ہمیشہ موسی کو اپنا بھائی کہتی تھی۔۔۔۔اسی لیے ندا بھی جیلس ہو کر زرار کو اپنا بھائی بول دیتی اور زرار خوشی خوشی اس بات پر مان جاتا تھا

”کام کب تک ہو گا؟“ سپیکر سے بھاری آواز گونجی

”آج رات ہو جائے گا۔۔۔۔ویسے بھی فنکشن اپنے عروج پر ہے“ وہ کمینگی سے ہنسا

”کام ہو جانا چاہیے“ سختی سے تنبیہ کی گئی

”کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔۔۔۔ہو جائے گا کام“ وہ پر یقین لہجے میں بولا

”ویسے آپکی بیوی ملی“ ایاز نے مکار ہنسی ہنستے پوچھا

”پتہ نہیں سالی کہاں غائب ہوئی ہے۔۔۔۔۔ایک بار مل جائے سہی۔۔۔۔بس وہ سروج کے ہاتھ نا لگے“ جلال پریشان ہوا

”ارے فکر مت کروں کچھ نہیں ہو گا“ ایاز مزے سے ہاتھ جھلائے بولا

”ہمم ٹھیک ہے“ جلال کال بند کرتے مکاری سے ہنسا

”کیا بنا؟“ صدیق صاحب نے وہسکی کے گھونٹ پیتے پوچھا

”ڈونٹ وری ڈیڈ آپکا پوتا آج رات ہمارے پاس ہو گا اور پھر ہماری چاندنی۔۔۔“ اب کی بار دونوں باپ بیٹا مکاری سے ہنسنے لگ گئے

”کیا ہو رہا ہے یہ۔۔۔۔ اور زرار تم کیسے بات کر رہے ہوں ندا سے۔۔۔۔۔۔۔ یہ لڑکی۔۔ اسے چھوڑو ندا تو تمہارے خاندان کی ہے تو تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے ایسے زلیل کرنے کی۔۔۔“ مسز علی وہاں آتے غصے سے بولی

”میں نے سوچا تھا کہ تمہیں ایک اور موقع دوں گی تاکہ تم ہم سے جڑ سکوں۔۔۔۔۔ مگر تم نے اس لڑکی کی خاطر اپنے ہی خاندان کی لڑکی کو بے عزت کیا“

”نہیں میں نے اسے بے عزت کیا جس نے میری منگیتر۔۔۔۔۔۔ میری محبت۔۔۔۔۔۔ میری ہونے والی بیوی سے بدتمیزی کی۔۔۔۔۔۔ میں اسی کی عزت کروں گا جو میری ھدی کی عزت کرے گا“ زرار لفظ بہ لفظ جواب دیتے بولا

”اگر آپ چاہتی ہے کہ میں واقعی اس خاندان سے واپس جڑ جاؤں تو آپکو ھدی کی عزت کرنا ہوگی۔۔۔۔ عزت کرنا سکھانی ہوگی“ زرار الفاظوں زور ڈالتے بولا

”اگر تم دوبارہ اس گھر اس خاندان سے جڑنا چاہتے ہوں تو تو تمہیں اس لڑکی کو چھوڑ کر ندا سے شادی کرنا ہوگی“ انکی بات پر زرار نے ایک نظر ھدی کو دیکھا کو مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی اور دوسری نظر ندا کو دیکھا جس کے چہرے پر صاف صاف لکھا تھا کہ اسے زرار سے شادی نہیں کرنی

”اور اگر میں انکار کردوں؟“ اسنے جانچنا چاہا

”تو تم ابھی اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ“ بات گویا ختم کردی گئی

”ٹھیک جیسے آپ کی مرضی“ کندھے اچکاتا وہ ھدی کی طرف بڑھا اور اسکا تھامے وہاں سے چل دیا

"ایک منٹ زرار" موسی کی آواز پر اسکے قدم رکے

"تمہیں اسکی ضرورت ہے" موسی نے اپنی گاڑی کی چابی اسکی طرف اچھالی جسے زرار نے اپنے دائے ہاتھ سے کیچ کرلیا اور بائیں ہاتھ جس سے ھدی کی کلائی تھام رکھی تھی اس پر گرفت مضبوط کردی، جس پر وہ سسک اٹھی اور زخمی نگاہ سے زرار کو دیکھا جو یوں تھا جیسے کچھ ہوا ہی نا ہوں، وہ ھدی کو سزا دینا چاہتا تھا اور اس بار وہ اسکی مستحق بھی تھی وہ یہ جانتی تھی۔

زرار اور ھدی کے نکلنے کے دس منٹ بعد ہی اچانک پورے لان کی لائٹ چلی گئی تھی۔۔۔۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا

ابراہیم اس وقت پرام میں موجود تھا

"موسی!!!!" سروج ایک دم چلائی اور ساتھ ہی لائٹس اون ہو گئی

سب نے ایک وجود کو بھاگتے دیکھا

"سروج کیا ہوا؟" موسی جلدی سے اسکی طرف آیا

”موسی۔۔۔۔۔ابراہیم۔۔۔۔۔موسی وہ اسے لے گیا۔۔۔۔۔۔مجھے نہیں پتہ کون مگر وہ لے گیا کچھ کروں موسی“وہ اسکے گلے لگے وہ رونے لگی

”سروج لسن۔۔۔۔۔بات سنو میری۔۔۔۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔میں جاتا ہوں ابراہیم کو لیکر آؤں گا اوکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔فکر نہیں کرنی ٹھیک ہے۔۔۔۔۔میں جارہا ہوں اوکے ابراہیم کو لینے“سروج کو یقین دلاتے اسنے زرار کو کال کی اور باہر کی طرف بھاگا

”رکو موسی ہم بھی آتے ہیں“مائزاور مراد بھی اسکے ساتھ چل دیے جب کہ سروج کی حالت خراب ہوچکی تھی

ابھی سب کچھ کتنا ٹھیک تھا اور ایک پل لگا تھا سب خراب ہونے میں

”زرار“ھدی نے ہمت کیے اسے پکارا جس کے جبڑے سختی کے باعث بھینچے ہوئے تھے

”زرار میں۔۔۔۔۔“

”ناٹ ناؤ ھدی“ زرار نے انگلی دکھائے اسے تنبیہ کی

”زرار آئی ایم ریئلی سوری پلیز“ وہ رونے کے در پر تھی

”جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔۔ بولانا ابھی نہیں“ زرار اب کی بار چیخا۔۔۔۔ جس پر ھدی نے رونا شروع کر دیا

”چلو جی اب رونا سٹارٹ۔۔۔۔ بس یہی آتا ہے نا تمہیں رونا اور ڈرنا۔۔۔۔۔ کبھی لڑنا بھی سیکھو ھدی۔۔۔۔ ایٹلیسٹ کبھی تو خود کے لیے سٹینڈ لیا کروں“ زرار نے غصے سے سمجھایا

”آج لڑی تو تھی میں۔۔“ ھدی نے اسے یاد دلایا

”واؤ بہت لڑ لیا تم نے۔۔۔۔۔۔بہت سٹینڈ لیا تم نے۔۔۔۔۔۔۔سٹینڈ لو ھدی یو کہ کسی کی ہمت نا ہوں کہ وہ تمہیں کچھ کہنے کی غلطی بھی کر سکے“ زرار نے اسے سمجھایا

”اب کیا آپ بن جاؤ“ وہ ناراضگی سے بولی

”ہاں بن جاؤ۔۔۔۔ میری جیسی بن جاؤ۔۔۔۔۔۔۔ خیر میں بھی کس سے سر کھپا رہا ہوں۔۔۔۔۔۔یو نو واٹ ھدی۔۔۔۔۔ جسٹ لیو اٹ۔۔۔۔ مجھے بات ہی نہیں کرنی اب تم سے“ زرار کا غصہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

اتنے میں اسکے موبائل پر آہل کی کال آنا شروع ہو گئی

”گاڈ آہل کو کیسے بھول گیا“ وہ خود سے بڑبڑایا

”یس بڈی“ زرار خود پر قابو پاتے بولا

”واٹ۔۔۔۔۔ہاؤ۔۔۔۔۔۔ آل رائٹ آئی ایم کمنگ“ زرار نے کار کی سپیڈ تیز کر دی اور جلدی سے یو ٹرن لیا

”زرار“ ھدی کی ڈری ہوئی آواز اسے سنائی دی۔۔۔وہ تیز ڈرائیو سے ڈرتی تھی۔۔۔تب سے جب سے اسکے ماں باپ کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا

”زرار کیا ہوا ہے؟“ ھدی پریشان ہوئی

”ھدی اس وقت ہمیں زمادو لا جانا ہے۔۔۔پرابلم ہو گئی ہے“

”کیسی پرابلم؟“

”ھدی ابراہیم۔۔۔۔۔۔۔ابراہیم کو کسی نے اغواہ کرلیا ہے۔۔۔۔۔۔ ہمیں فوراجانا ہو گا واپس۔۔۔۔“

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

موسی، مراد اور مائز نے ارد گرد کا سارا ایریا دیکھ لیا تھا مگر کوئی نام و نشان نا ملا

سروج کی حالت خراب ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔ حیدر صاحب اور شہانہ بیگم اسے سنبھال رہے تھے

مراد پولیس کو کال کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ پولیس کو صرف پندرہ منٹ لگے تھے وہاں آنے میں

موسی نے تمام تر صورتحال انہیں بتادی تھی۔۔۔۔۔ سی۔سی۔ٹی۔وی فوٹیج، گرز سب کچھ دیکھنے کے باوجود بھی کچھ حاصل نہیں ہوا تھا

موسی کو یقین تھا کہ یہ کام کس کا ہو گا

”آپ کو کیا لگتا ہے یہ سب کس نے کیا ہو گا؟“ پولیس نے موسی سے پوچھا

”جلال صدیق“ موسی جبڑے بھینچے بولا

”اور آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے؟“ پولیس نے دوبارہ پوچھا

”جس پر موسی نے انہیں صرف ضروری باتیں بتائی“

"دیکھیے مسٹر زمادیہ کیس خاصہ پیچیدہ ہے اور چونکہ وہ شخص اس بچے کا باپ ہے تو مشکل ہی ہے کہ ہم کوئی ایکشن لے" پولیس کی بات پر موسی کا دماغ گھوم گیا

"سوری ٹو سے سر بٹ ہم آپکی مدد نہیں کرسکتے" پولیس وہاں سے چلی گئی تھی

"ڈیم اٹ" موسی کار پر اپنا غصہ اتارتے بولا

اسے اچانک سروج کا خیال آیا۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی خراب حالت کے بارے میں سوچتا وہ واپس ولا روانہ ہوا

موسی گھر داخل ہوا۔۔۔۔۔۔سب مہمان جا چکے تھے۔۔۔۔۔۔اب صرف گھر والے وہاں موجود تھے

”موسی“سروج جلدی سے اسکی طرف بھاگی اور اسکا ہاتھ تھام لیا

”میرا بیٹا کہاں ہے موسی بتاؤں مجھے میرا ابراہیم کہاں ہے؟“ مٹے مٹے میک اپ اور آنسوؤں سے لبریز آنکھیں موسی کو تکلیف دے رہی تھی

”سروج وہ۔۔۔“موسی کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ اسے کیسے سنبھالے

”وہ۔۔وہ کیا موسی؟ تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم اسے لیکر آؤ گے تم میرے۔۔۔۔ہمارے بیٹے کو واپس لاؤ گے تو کہاں ہے وہ؟“سروج چیخ رہی تھی

اسے اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔اگر ابراہیم کو کچھ ہو گیا اسکے بیٹے کو کچھ ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔نہیں ہر گز نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مر جائے گی۔۔۔۔۔۔

ایک دم وہ موسی کے پیروں میں گر گئی

"سروج!!!" موسی دنگ رہ گیا

"تم۔۔۔تم نے مجھے نیچا دکھانے کے لیے یہ کیا ہے نا!!۔۔۔۔۔۔مجھے پتہ ہے موسی۔۔۔۔۔۔تم، تم مجھے توڑنا چاہتے ہوں نا؟" سروج کے الزامات پر موسی تڑپ اٹھا

"یہ۔۔۔یہ دیکھو موسی۔۔۔۔۔۔۔۔میں تمہارے آگے اپنی جھولی پھیلاتی ہوں مجھے میرا ابراھیم لادوں موسی۔۔۔۔۔۔" اسکے سامنے اپنا ڈوپٹا پھیلائے وہ بولی

”مجھے میرا بیٹا لادوں۔۔۔۔ تمہیں اللہ کا واسطہ موسی۔۔۔۔۔۔۔ یہ دیکھو تمہارے پیر پکڑتی ہوں تم اسے لے آؤں“ سروج کی اگلی حرکت نے موسی کے ساتھ ساتھ تمام نفوس کی سانسیں روک دی

موسی کے پیروں کو پکڑے وہ سب کے دل دہلا گئی تھی

”میرا بچا موسی۔۔۔۔۔ ہمارا بیٹا۔۔۔ وہ لوگ مار دے گے اسے۔۔۔۔۔۔۔ اسے واپس لادوں موسی“ وہ بلک بلک کر رونے لگی۔۔۔۔۔۔۔ اسکی فریادیں، اسکا رونا موسی کے دل کو چیر کر رکھ گیا تھا

”سروج اٹھو۔۔۔۔۔ میں نے وعدہ کیا ہے نا کہ ابراہیم کو لیکر آؤں گا یقین کروں میرا“ اسکے برابر بیٹھے موسی بولا

”کیوں کروں میں تمہارا یقین۔۔۔۔۔۔۔بتاؤ مجھے کیوں کروں۔۔۔۔۔ تم نے پہلے بھی اسے مجھ سے چھین لیا تھا اور اب پھر سے۔۔۔۔۔بتاؤ موسی کیوں کر رہے ہوں تم ایسا؟“

اسکا گریبان جھنجھوڑتے سروج نے پوچھا

”اسے واپس لے آؤ موسی پلیز“ اسکے شانے سے سر ٹکائے وہ رونے لگی جب موسی نے اسے اپنی باہوں میں لے لیا

”میں اسے لے آؤ گا سروج میں ہمارے بیٹے کو لاؤ گا۔۔۔۔۔پلیز سروج میرا یقین کروں“

موسی اسکا سر تھپتھپاتا اسے تسلی دیتے بولا

”موسی!! سروج“ زرار اندر داخل ہوتے بولا

”آپی“ ھدی تیزی سے سروج کی جانب بڑھی

زرار کے سمجھانے پر ہی ھدی نے سروج کو بھابھی کہنا چھوڑ دیا تھا اور وہ اسے آپی ہی پکارتی تھی اب

"موسی ابراہیم کا کچھ پتا چلا" زرار نے اس سے پوچھا جبکہ ھدی سروج کو سنبھال رہی تھی

"نہیں" موسی نے سر نفی میں ہلایا

"زرار موسی بات سنو" مراد نے انہیں پکارا

"کہوں؟" موسی بولا

"گائز میرا ایک دوست ہے جو اسپیشل فورس میں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نے اس سے مدد مانگی ہے وہ ہماری مدد ضرور کرے گا" مراد کے بتانے پر موسی کچھ پرسکون ہوا

"مگر یہ کام کس کا ہو سکتا ہے؟" زرار خود سے بولا

"جلال کا" موسی دانت پیستے بولا

"واٹ؟ تو اب ہم اس تک کیسے پہنچے گے؟" زرار پریشان ہوا، کیونکہ اسکے ٹھکانے کا کسی کو بھی علم نہیں تھا

"ایک۔۔۔۔ ایک راستہ ہے" موسی اچانک بولا

"کیسا راستہ؟" مائز نے پوچھا

"شمائلہ۔۔۔۔۔ہاں جلال کی وائف وہ مجھے اور سروج کو آج ملی تھی اسکی حالت ٹھیک نہیں تھی وہ مدد کر سکتی ہے۔۔۔۔۔کم آن گائز جلدی سے ہوسپٹل کے لیے نکلنا ہو گا ہمیں" موسی کے کہتے ہی وہ چاروں ہسپتال کے لیے نکل چکے تھے

سروج کی حالت اس وقت قابل رحم تھی۔۔ ندا کو بھی اسے اس حال میں دیکھ کر افسوس ہو رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ لوگ ہسپتال پہنچے تو ان کے لیے ایک اچھی خبر تھی شمائلہ کو ہوش آچکا تھا

”تمہارا شوہر کہاں ہے؟“ دروازہ زور سے کھولتے موسی اندر داخل ہوتے ہی اس پر برس پڑا

شمائلہ کو ہوش تو آ گیا تھا مگر حالت اتنی بھی اچھی نہیں تھی

”کک۔۔کون؟“ اس نے ڈری آواز میں پوچھا

”تمہاری موت“ موسی غصے سے بھپرا بولا

”موسی ایک منٹ“ زرار نے اسے پیچھے کیا اور خود شمائلہ کے پاس آیا

”شمائلہ بھابھی میں زرار ہوں سروج کا دوست۔۔۔۔جلال کہاں ہے آپ پلیز بتا دے نہیں تو۔۔۔۔۔۔۔۔“

”سروج۔۔۔ سروج کہاں ہے اسے بلاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔اسے کہوں وہ اسے مار دے گا۔۔۔۔ وہ اس کے بیٹے کو مار دے گا۔۔۔۔۔اس نے میرے بچے کو بھی مار دیا۔۔۔۔وہ۔۔۔وہ مار دے گا“ کہتے ہی وہ رونا شروع ہو گئی

اسکے دماغ پر بہت گہرہ اثر پڑا تھا

”بھابھی جلال کہاں بتائے مجھے“ زرار نے ایک بار پھر آرام سے پوچھا، شمائلہ کو ٹھیک سے یاد نہیں تھا مگر پھر بھی اسنے انہیں تھوڑا بہت گائیڈ کر دیا تھا

”مجھے معلوم ہے یہ جگہ کہاں ہے چلو چلے“ مراد فورا سے بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابراہیم کارو رو کر براحال تھا ایاز اسے جلال کے پاس لیجارہا تھا

"ابے چپ کر جا نہیں تو یہی دفنا دوں گا" ایاز تنگ آگیا تھا اسکے رونے سے

"یا اللہ کس عذاب کو اٹھا لایا ہوں میں" اسنے ابراہیم کو گھورا جو روئے جارہا تھا۔۔۔۔اسے ہلکا ہلکا بخار بھی ہونے لگ گیا تھا

ایاز سے جب وہ چپ نا ہوا تو اسنے زبردستی اسے نشے والا انجیکشن لگا دیا۔۔۔۔وہ ایک سال کا بچہ یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا

ابراہیم جلد ہی ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا تھا

ایاز کو سکون ملا

وہ اسے لیکر ایک کچے مکان والی آبادی کی طرف آیا۔۔۔یہاں کے لوگوں کے گھر باہر سے خستہ حال جبکہ اندر سے جدید تھے

یہ وہ لوگ تھے جو غلط طریقے سے ڈھیر سارا پیسہ کماتے اور پھر دنیا کی نظر میں غربت کی زندگی گزارتے تھے

"کہاں رہ گیا ہے یہ گدھا" جلال اضطراب میں ادھر ادھر ٹہلتا خود کلام ہوا

"یہ لو بھائی تمہارا بچہ" ایاز وہاں آکر ابراہیم کو جلال کے حوالے کرتے بولا

”ویری گڈ ایاز۔۔۔۔۔۔ کسی کو شک تو نہیں ہوا تم پر؟“ جلال نے سوال کیا

”ارے کیسا شک بہت رازداری سے یہ سب کام کیا ہے میں نے“ ایاز مزے سے وہسکی کا گلاس بھرتا ایک آنکھ دبا کر بولا

”ویسے اب آگے کا کیا پلان ہے؟“ ایاز نے صوفہ پر بیٹھتے پوچھا

”پلان کیا ہونا ہے بس اب سونے کی چڑیا ہاتھ لگ گئی ہے اس کے ذریعے اب ہم وہ سب حاصل کریں گے جس پر ہمارا حق ہے“ جلال کمینگی سے بولتے ابراہیم کی طرف بڑھا

اسنے ابراہیم کو اٹھایا مگر اسنے آنکھیں نہیں کھولی۔۔۔۔۔۔ جلال نے ابراہیم کی نبض ٹٹولی تو اسے حیرت کا جھٹکا لگا کیونکہ اسکی نبض بہت سلو چل رہی تھی

"ایاز" جلال دھاڑا

"جی بھائی؟" ایاز ایکدم ہڑبڑایا

"کیا کیا ہے تم نے اس کے ساتھ؟" جلال نے غصے سے اس سے پوچھا

"میں نے کچھ بھی تو نہیں بس وہ یہ تنگ کر رہا تھا۔۔۔۔ رو رہا تھا بہت تو ایک انجیکشن لگا دیا تھا" ایاز گڑبڑا کر بولا

"او یو فول" جلال نے اسکے چہرے پر ایک مکا مارا

"اس کی نبض بہت سلو چل رہی ہے۔۔۔۔اگر یہ مر گیا نا تھا تو ہم سب کچھ بھی نہیں کرپائے گے" جلال کو شدید غصہ آنے لگا

"اب کھڑے میری شکل کیا دیکھ رہے ہوں جلدی سے ڈاکٹر کو بلاؤ" وہ ایاز پر بگڑا

"کیسی ہوں پیاری بیوی؟" بیڈ پر لیٹے وجود سے اس نے پوچھا۔۔۔جس کی صرف آنکھیں اور دماغ کام کرتا تھا جبکہ پورا جسم مفلوج تھا

"تم جانتی ہوں مجھے افسوس ہوتا ہے تمہیں اس حالت میں دیکھ کر مگر غلطی تو تمہاری بھی ہے۔۔۔۔۔نا تو تم ہمیں دھوکہ دینے کے بارے میں سوچتی اور نا ہی مجھے تمہارے ساتھ ایسا سلوک کرنا پڑتا" صدیق صاحب اپنی بیوی کے وجود سے بات کرتے ہنس پڑے

”خیر میں تو تمہیں یہ خوشخبری دینے آیا ہوں کہ تمہارا پوتا آ گیا ہے اور اب ہمیں ہمارا مقصد حاصل کرنے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔۔۔۔۔ جلد ملاقات ہوگی پیاری بیوی“

صدیق صاحب مزے سے وہاں سے چلے گئے جبکہ ایک آنسو اشنا بیگم کی آنکھ سے ٹوٹ کر بالوں میں جذب ہو گیا

اشنا بیگم اپنے شوہر اور بیٹوں کی وجہ سے سخت پریشان تھی۔۔۔۔۔انہوں نے ایک دن جلال اور صدیق صاحب کی ماہم کے حوالے سے گفتگو سن لی تھی۔۔۔۔انہی دنوں شمائلہ بھی امید سے تھی۔۔۔۔مگر جب انہیں ماہم کے حوالے سے اور پھر ابراہیم کو لیکر سب پتہ چلا تو انہوں نے سوچ لیا تھا کہ وہ ایسا نہیں ہونے دے گی

اسی لیے انہوں نے صدیق صاحب اور جلال کو پولیس میں جانے کی دھمکی دی۔۔۔ شمائلہ کو کب سچ معلوم ہوا تو اس نے بھی ساس کا ساتھ دیا اور یہی ان دونوں کی سب سے بڑی غلطی تھی

جلال نے شمائلہ کو تہہ خانے میں بند کر دیا تھا۔۔ جبکہ صدیق صاحب نے اشنا بیگم کو ایسا نشہ دینا شروع کر دیا کہ انکا جسم مفلوج ہو کر رہ گیا اور اب اثر دماغ پر بھی ہو رہا تھا

اشنا بیگم نے شروع میں سچ پتہ چلنے پر کسی نا کسی طریقے سے زرار کو یہ پیغام پہنچوا دیا تھا کہ صدیق اور جلال واپس آگئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ شمائلہ نے انہی دنوں بھاگنے کی ایک ناکام سی کوشش کی جس پر جلال نے اسے خوب پیٹا تھا اور اسنے اپنا بچہ کھو دیا۔۔۔ مگر وہ دوبارہ بھاگنے میں کامیاب ہو گئی تھی اور ایسے وہ سروج کو مل چکی تھی

"بھائی ڈاکٹر کو کال کی ہے وہ آرہا ہے" ایاز موبائل بند کرتے بولا

جلال کو ابراہیم کی فکر تھی اس لیے نہیں کہ وہ اسکا بیٹا تھا بلکہ اس لیے کیونکہ وہ خزانے کی چابی تھی

اتنی دیر میں انکا دروازہ کھٹکھا

"لگتا ہے ڈاکٹر آگیا" ایاز نے دروازہ کھولا تو آنکھیں ابل کر باہر آگئیں

وہ چاروں پولیس کی ایک وین لیے اس آبادی میں پہنچے۔۔۔۔۔۔انہوں نے نہایت راز داری سے یہ کام کیا تھا

وہ لوگ شمائلہ کے بتائے گئے اڈریس پر پہنچے تھے

جب انہوں نے دروازہ ناک کیا تو تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا

سامنے والے کو دیکھ کر زرار کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اسنے ایک زوردار تھپڑ ایاز کو مارا۔۔۔۔یہ اس تھپڑ کا بدلا تھا جو ایاز نے ھدی کو مارا تھا

ایاز کو مارتا پیٹتا وہ اندر داخل ہوا تو سامنے موجود جلال اور صدیق صاحب کے سہی معنوں میں طوطے اڑ گئے

اس سے پہلے وہ کچھ کر پاتے پولیس انہیں پکڑ چکی تھی

موسی تیزی سے ابراہیم کی جانب بڑھا جس کی طبیعت بگڑ رہی تھی

"زرار چھوڑا اسے ابراہیم کو ہسپتال لیجانا ہو گا" موسی نے ادھ منہ ہوئے ایاز کو دیکھ کر زرار کو کہاں ان تینوں باپ بیٹا کو پولیس اریسٹ کر چکی تھی اور گھر کی چھان بین کے بعد انہیں اشا بیگم ملی۔۔۔ جن کی حالت دیکھ کر انہیں بھی ہسپتال پہنچایا گیا تھا

سروج کو کسی پل چین نہیں آ رہا تھا کچھ بہت برا ہونے والا تھا ایسا اسکا گمان تھا

اتنے میں ھدی کا موبائل بجا جس پر زرار کی کال آ رہی تھی

زرار کی کال سن کر ھدی کا رنگ اڑ گیا اسنے سروج کو دیکھا جو اب اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ ھدی کا چہرہ بہت کچھ غلط ہونے کی نوید سنا رہا تھا

"آپی!!!!" ھدی نے اسے پکارا

ہسپتال پہنچتے ہی ابراہیم کو آئی۔سی۔یو میں لیجایا گیا تھا

زرار نے کچھ پل انتظار کے بعد ھدی کو کال کر کے صورتحال بتادی تھی

ہسپتال میں قدم رکھتے ہی سروج آئی۔ سی۔ یو کی جانب بڑھی

"موسی۔۔۔ابراہیم۔۔۔۔۔ کہاں ہے وہ؟ وہ ٹھیک تو ہے نا موسی۔۔۔۔۔ پلیز اس کے پاس لیجاؤ" سروج روتے ہوئے بولی

"سروج ادھر دیکھو ڈاکٹر اندر ہے نا وہ سب ٹھیک کر دے گے" موسی نے اسے سمجھایا

"کچھ ٹھیک نہیں کرے گے موسی وہ کچھ بھی نہیں کرے گے۔۔۔۔۔۔ عمیر۔۔۔ عمیر بھی اسی طرح مر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ تب بھی سب نے کہاں سروج فکر مت کروں۔۔۔۔۔ آج بھی سب کہہ رہے ہیں۔۔۔۔ میرا دل۔۔۔۔۔۔۔۔ میں مر جاؤں گی موسی۔۔۔۔۔ پلیز اسے بچا لوں۔۔۔۔۔ مجھے اس کے پاس لیجاؤ" وہ دھاڑے مار مار کر رو رہی تھی

ھدی کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے تھے

"سروج میری جان ادھر بیٹھو۔۔۔۔کچھ نہیں ہو گا میں نے پرامس کیا ہے نا کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔۔۔وہ ہمارا بیٹا ہے سروج۔۔۔۔۔میں اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا" اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھامے وہ بولا

"پرامس می اسے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔پرامس می تم ہمارے بیٹے کو کچھ نہیں ہونے دوں گے" سروج نے آنکھوں میں امید لیے اس سے پوچھا

"آئی پرامس سروج" انگوٹھوں کی مدد سے اسکے آنسو صاف کیے گال سہلاتے وہ بولا

تقریبا آدھا گھنٹا انتظار کے بعد ڈاکٹر انہیں باہر نکلتا نظر آیا

موسی سروج کو چھوڑے تیزی سے اسکی جانب بڑھا

سروج کو کچھ نہیں سنائی دیا سوائے ڈاکٹر کے نفی میں ہلتے سر کے

اسکی آنکھیں دھندلا گئی۔۔۔۔۔اچانک کانوں میں ماضی کا ایک جملہ گونجا

”آئی ایم سوری بٹ ہی از نو مور۔۔۔ان کی ڈیتھ رات میں ہی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ریئلی سوری“

”تو کیا عمیر کی طرح ابراہیم بھی۔۔۔“اور اسکی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا

”آپی!!!!“ھدی چلائی جب سب اسکی طرف متوجہ ہوئے

"آہ" اسکے دماغ میں ایک ٹھیس سی اٹھی۔۔۔۔۔۔ آنکھیں کھول کر دیکھا تو خود کو ہسپتال کے کمرے میں پایا

"ابراہیم!!" درد سے لفظ ادا کرتے وہ رودی

"نرس جو اسکے پاس کھڑی ڈرپ بدل رہی تھی وہ فوراً ڈاکٹر کو بلانے چل دی

دروازہ ایکدم سے کھلا اور موسی اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی حالت بہت خراب تھی

"سروج!!" موسی نے پکارا

"موسی۔۔۔۔ابراہیم"اور وہ پھر سے رودی

"ششش۔۔۔چپ کچھ نہیں ہوا اسے ٹھیک ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔بلکل ٹھیک سمجھی تم۔۔۔۔۔ہمارا بیٹا ٹھیک ہے بلکل"اسکا ہاتھ تھامتے موسی بولا

اتنی دیر میں ڈاکٹر اندر داخل ہوا

"مسز موسی۔۔۔۔آپ کو فائنلی ہوش آ گیا گڈ۔۔۔۔۔اب کیسا فیل کر رہی ہے آپ؟"
ڈاکٹر کے پوچھنے میں اسنے سر کے اشارے سے بتایا

"اینی پین؟"

”آلٹل“

”اوکے ٹیک ریسٹ۔۔۔انشااللہ،امید ہے کہ پھر ملاقات نہیں ہوں گی۔۔۔اللہ آپ کو صحت دے“ڈاکٹر کی بات پر وہ مدھم سا مسکرا دی

ڈاکٹر کے جاتے ہی وہ پھر سے موسی کی طرف متوجہ ہوئی

”موسی ابراہیم پاس لیجاؤ مجھے سکون نہیں ملے گا“سروج بیتابی سے بولی

”بہت مطلبی ہو تم۔۔۔۔۔صرف اپنے سکون کی فکر ہے میری نہیں“موسی بولا

”مطلب؟“سروج کو سمجھ نہیں آیا

”مطلب کے صرف اپنے بیٹے کی فکر ہے شوہر کی کوئی پرواہ نہیں۔۔۔۔ تین دن سے بے ہوش ہوں۔۔۔ شوہر بیچارہ ہلکان ہوا تمہارے لیے دن رات ایک کر گیا اور بیٹے کی فکر ہے جو مزے سے ڈسچارج ہو کر گھر چلا گیا“ اسکے ماتھے کو محبت سے چومتے اس نے شکایت کی

”کیا ابراہیم گھر۔۔۔۔۔ چلو ابھی چلو“ وہ فورا بیڈ سے اٹھی

”اللہ کی بندی تھوڑا حوصلہ کر لو۔۔۔ چلے گے مگر ابھی نہیں رات میں ٹھیک ہے۔۔۔۔“

”مگر۔۔۔“

”ششش۔۔بس کہاں نارات میں تو رات میں۔۔۔فلحال میں تو چلا سونے“اور ساتھ ہی موسی سروج کے ساتھ اسکے بیڈ میں لیٹ گیا

”تم بے شرم اٹھو یہاں سے۔۔۔شرم نہیں آتی“سروج کو جھٹکا لگا اسکی اس قدر فرینکنس پر

”کونسی بے شرمی اپنی بیوی کے پاس لیٹا ہوں۔۔۔یار ادھر آؤ تنگ مت کروں“ سروج کو اپنے سینے پر لٹاتے اسکے گرد بازو رکھے موسی نے آنکھیں بند کر لی

سروج کھلی آنکھوں سے حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ واقعی میں تھکا ہوا لگ رہا تھا

کچھ دیر بعد سروج بھی اسے دیکھتے دیکھتے نیند کی وادیوں میں گم ہو گئی تھی

”آرام سے“ سروج کو پکڑے وہ اندر داخل ہوئے بولا

”موسی ٹھیک ہوں میں“ سروج چڑ کر بولی

”نظر آرہا ہے“ وہ اسکی زرد رنگت پر چوٹ کرتے بولا

”ارے آگئے تم لوگ“ مسز علی جو لاؤنج میں بیٹھی تھی انہیں دیکھ کر فورا اٹھی

باقی سب بھی وہی موجود تھے

”موسی ابراہیم؟“ ادھر ادھر نگاہیں دوڑائے اس نے بیتابی سے ابراہیم کا پوچھا

"چلو چلے" موسی اسے سیڑھیوں کی جانب لیکر گیا

"موسی۔۔۔وہ جلال۔۔۔۔۔۔"

"ابھی نہیں مسٹر زماد بعد میں" موسی انہیں سخت لہجے میں تنبیہ کرتے بولا

"آؤ سروج" اسے آرام سے تھامے وہ کمرے کی جانب لے گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یہ۔۔۔یہ کیا تھا؟ یہ موسی ایسے کیوں بات کر رہا ہے تھا آپ سے؟" مسز علی نے حیرانگی سے علی زماد سے پوچھا۔۔۔۔۔۔ مگر وہ کچھ نا بولے۔۔۔وہ شرمندہ تھے

"علی آپ بتائیے نا یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔یہ جلال اسکا کیا تعلق ہے ان سے اور ابراہیم کیسا تھا یہ سب کیوں ہوا؟"مسز علی نے بیتابی سے پوچھا

"بعد میں بات کرے گے"علی زماد بولتے وہاں سے جانے لگے جب مسز علی پیچھے سے چلائی

"بعد میں نہیں۔۔۔۔۔ابھی،ابھی بات کرنی ہے مجھے۔۔۔پچھلے تین دنوں سے بعد میں۔۔بعد میں کیے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔مجھے سچ سننا ہے کیونکہ یہ میری مری ہوئی بیٹی کا سوال ہے"مسز علی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے

علی زماد کچھ نا بولے بلکہ وہاں سے جانے لگے جب زرار کے الفاظ کان میں پڑے

”آج بھی سچ قبول نہیں کرے گے؟ آج بھی کوئی جھوٹا بہانہ بنا دے۔۔۔ آج بھی لگا دے کسی پر الزام“ زرار کے الفاظ انہیں تکلیف پہنچا رہے تھے

”یہ۔۔۔یہ کیا بول رہے ہوں تم؟ یہ کیا بول رہا ہے؟“ مسز علی نے حیرت سے زرار کی طرف دیکھتے علی زماد سے پوچھا

”یہ کیا بتائے گے میں ہی سچ بتا دیتا ہوں“ زرار تیکھے لہجے میں بولا

انہوں نے تکلیف سے زرار کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔یہ انکا وہ بیٹا تھا جو انہیں کبھی جھکنے نہیں دیتا تھا اور آج وہی انہیں جھکا رہا تھا۔۔۔۔۔ لیکن غلط تو وہ بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔انہوں نے بھی تو اپنی جھوٹی انا اور عزت کی خاطر اسے تکلیف دی۔۔۔۔ سب کے سامنے رسوا کیا۔۔۔۔ سر جھکا دیا

"کیسا سچ؟" مسز علی نے بیتابی سے پوچھا

"ماہم کی موت کا سچ۔۔۔اس کے گھر سے بھاگنے کا سچ" ان کی طرف دیکھتا وہ چبا چبا کر بولا

علی زماد کچھ نا بولے بس وہی صوفہ پر ٹک گئے

"آپ بھی بیٹھ جائے مسز زماد کیونکہ اب جو میں بتانے جا رہا ہوں شائد آپ کھڑی سن نا پائے"

"ابراہیم" کمرے میں داخل ہوتے ہی سروج نے اسے پکارا کو اپنے کھلونے سے کھیلنے میں مصروف تھا

اس کے پاس اس وقت ھدی تھی

"آپی" ھدی جلدی سے اسکے گلے لگی

"آپ ٹھیک ہوں نا"

"جی چندا میں ٹھیک ہوں" سروج نے محبت سے اسکا چہرہ تھپتھپاتے بتایا

"مم" اتنی دیر میں ابراہیم اسے دیکھ کر بولا اور ہاتھ اسکی طرف کیے

"ابراہیم" اسے ہاتھوں میں اٹھائے سروج اسے چومنے لگی

"مم" ابراہیم اس سے لپٹ گیا

"میں آئی" ھدی کمپلیٹ فیملی دیکھ کر وہاں سے جانے لگی جب موسی نے اس روک لیا

"جی؟" اسے ابھی بھی موسی سے ایک جھجھک سی تھی

"کبھی یہ مت سمجھنا کہ تم کوئی غیر ہوں۔۔۔۔غیر نہیں ہوں بہن ہوں میری۔۔۔ غلطی سے بھی یہ خیال دل میں مت لانا کہ اب سروج پر تمہارا حق نہیں۔۔۔۔ سروج صرف تمہاری آپی نہیں، میری بیوی بھی ہے اور اس طرح سے تم میری بھی بہن ہوئی۔۔۔۔۔ سمجھی" اسکی ناک دباتے موسی نے پوچھا تو ھدی نم آنکھوں سے ہنس دی

"سمجھ گئی" اسکے جواب پر موسی کی مسکراہٹ پھیل گئی

"چلو اب بھاگو۔۔۔۔۔۔ مجھے کچھ پرائیویٹ ٹائم چاہیے فیملی کیساتھ" موسی بولتے ہی اسے کمرے سے باہر لے گیا اور دروازہ اسکے منہ پر بند کیا

"اللہ یہ دونوں بھائی عجیب ہے" ھدی بڑبڑائی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"مماکی جان۔۔۔۔۔ مما کا بیٹا" ابراہیم کو اپنے ساتھ بیڈ پر لٹائے وہ اسکا ماتھا چومتے بولی

"صرف ماماکی کیوں یہ تو باباکی بھی جان ہے کیوں ہے نا شہزادے" اپنی ناک ابراہیم کے پیٹ پر رگڑتے موسی بولا تو ابراہیم ہنس دیا

"موسی" سروج نے پکارا

"ہممم" ابراہیم سے کھیلتے اس نے پوچھا

"موسی ایک وعدہ کروں گے؟" سروج نے اس سے پوچھا

"کیا وعدہ؟" موسی نے حیرانگی سے سروج کو دیکھا

"تم مجھ سے جو بھی مانگو گے نا دوں گی بس مجھ سے ابراہیم کو مت چھیننا۔۔۔۔۔اسے عمیر نے دیا تھا مجھے۔۔۔۔۔بہت خاص تھا یہ ان کے لیے اور میرے لیے بھی" موسی نے سروج کو دیکھا، عمیر کی محبت اسکی آنکھوں سے جھلک رہی تھی اور موسی کو تکلیف دے رہی تھی۔۔۔۔اسی پل موسی علی زماد نے ایک فیصلہ کیا تھا۔۔۔۔ایک خاص فیصلہ

"وعدہ کرتا ہوں مگر بدلے میں کچھ چاہیے تم سے" موسی نے جھٹ سے بولا

”تم مت بدلنا“ سروج کا منہ بن گیا

”میری شرط سن رہی ہوں؟“ موسی پوچھا

”بولو“ سروج نے جیسے احسان کیا

”محبت کرلو مجھ سے“ اسکے لہجے میں فریاد تھی

”ہنہ“ سروج کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی کچھ سمجھ نا آیا

”زیادہ نا سہی تھوڑی سی۔۔۔۔۔۔ مجھے تھوڑی محبت دے کر یہ احساس دلادوں کہ تم نے مجھے معاف کیا۔۔۔۔۔۔ ہر فعل کے لیے۔۔۔۔۔ ہر تکلیف کے لیے“ اسکا ہاتھ تھامے اس پر انگوٹھا پھیرتے وہ بولا

”مشکل ہے“ سروج نظریں جھکا کر بولی

”ناممکن تو نہیں نا“ موسی نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا

سروج ہنسنے لگ گئی

”تم تو یوں بول رہے ہوں موسی علی زماد جیسے مجھ سے محبت کر بیٹھے ہوں۔۔۔۔۔۔۔ عشق ہو گیا ہے مجھ سے“ سروج نے اسکی بات ہوا میں اڑائی

"اگر کہوں یہ سچ ہے۔۔۔۔۔۔اگر مان لو کہ کر بیٹھا ہوں تم سے محبت۔۔۔۔ ہو گیا ہے تم سے عشق مجھے"موسی کی سچ بولتی آنکھیں سروج کو تکلیف دے رہی تھی

"ایسا مت کہوں موسی۔۔۔۔۔روک لوں خود کو۔۔۔۔۔۔۔ محبت خود غرض ہے بہت۔۔۔۔۔یہ انسان کو مار ڈالتی ہے۔۔۔۔۔۔۔کچھ نہیں چھوڑتی۔۔ سب کچھ چھین لیتی ہے۔۔۔بے مول کر دیتی ہے یہ۔۔۔۔۔۔۔روک لو خود کو موسی۔۔ ورنہ یہ ختم کر دے گی تمہیں"سروج کی تکلیف آج موسی محسوس کر سکتا تھا

"گیان بانٹنے کو نہیں کہاں۔۔۔۔۔ شرط کا بتاؤ قبول ہے یا نہیں"موسی بات کا اثر زائل کرنے کو بولا

"کوشش کر سکتی ہوں"سروج دھیمی آواز میں بولی۔۔۔۔۔موسی کا چہرہ کھل اٹھا

"لو یو" اسکا ماتھا چومتے وہ بولا، سروج کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا

مسز علی کبھی اپنے شوہر کو دیکھتی تو کبھی زرار کو۔۔۔۔۔۔ ندا کی حالت بھی مختلف نہیں تھی

اسنے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ وہ باپ جو اپنے بچوں پر سب کچھ لٹانے کا تیار تھا۔۔۔۔۔۔ وہ ایسا نہیں کر سکتے

"نن۔۔ نہیں یہ جھوٹ ہے۔۔۔ میں نہیں مانتی۔۔۔۔۔۔ ڈیڈ آپ بتائے نامام کو کہ یہ سب جھوٹ ہے۔۔۔۔۔ اذی جھوٹ ہے نا سب۔۔۔۔۔ مذاق ہے نا" ندا کی حالت دیکھ کر زرار اس کے پاس گیا اور اسے گلے لگا لیا

”بابا۔۔۔بابا ایسا نہیں کر سکتے اذی وہ ہم سب سے محبت کرتے ہیں۔۔۔۔ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی“ ندا اسکے گلے لگ کر بلک بلک کر رو دی

”آپ کچھ بولتے کیوں نہیں ہے؟“ اب کی بار مسز علی نے علی زماد سے چیخ کر پوچھا

”وہ سچ بول رہا ہے۔۔۔زرار سچ کہہ رہا ہے“ وہ صرف اتنا بولے اور اپنے کمرے کی جانب چل دیے

مسز علی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔۔۔۔انہوں نے زرار کو دیکھا جو ندا کو ساتھ لگائے اسے سمجھا رہا تھا

کتنا غلط کیا نا انہوں نے اس کیساتھ۔۔۔۔وہ بھی تو انکی اولاد جیسا تھا۔۔۔۔ہاں صرف اولاد جیسا۔۔۔۔اگر سگی اولاد ہوتا تو شائد وہ ایسا نا کرتی

اتنے میں ھدی نیچے اتر کر آئی

"چلے ؟"اسے دیکھ کر زرار فورا اٹھا

"کہاں ؟"وہاں کا ماحول دیکھ کر ھدی نے خالی دماغ سے پوچھا

"گھر "آج زرار کا کسی اور گھر کو گھر کہنا مسز علی کو تکلیف دے رہا تھا

"زرار "انہوں نے جاتے زرار کو پکارا

وہ وہی رک گیا جانتا تھا آگے کیا ہو گا

”ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا“ اسکے سامنے آتے ہاتھ جوڑتے وہ بولی

”ہاتھ جوڑنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ آپ نے معافی مانگ لی بس یہی کافی ہے“ ان کے جڑے ہاتھ کھولتے وہ بولا

”معاف کر دوں اپنی ماں کو۔۔۔“

”ماں!!۔۔۔ماں ہے تبھی تو آپکے جڑے ہاتھ دیکھ نہیں پایا۔۔۔۔ خیر آپ نے معافی مانگی کیونکہ آپ شرمندہ ہے۔۔۔۔ اب معاف کرنا ہے یا نہیں یہ میرا فیصلہ ہو گا۔۔۔۔۔ اور میں نے جلد بازی کے فیصلے کرنا چھوڑ دیے ہیں“ ھدی کا ہاتھ تھامتے وہ اس گھر کی چوکھٹ پار کر گیا۔۔۔ جہاں سے اسے ایک بار دھکے دے کر نکالا گیا تھا

گاڑی میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔زرار ھدی کو دیکھ رہا تھا جو آپ زبان بند کیے بیٹھی تھی

"کیا کچھ بولو گی نہیں؟" زرار نے بات شروع کی

"کیا بات؟" ھدی نے حیرانگی سے پوچھا

"کوئی بھی بات۔۔۔۔چلو اتنا ہی پوچھ لو کہ جب انہوں نے معافی مانگی تو معاف کیوں نہیں کیا" وہ ہنسا۔۔۔۔مگر کتنی کھوکھلی ہنسی تھی نا اسکی

ھدی غور سے اسے دیکھے گئی

”ایسے کیا دیکھ رہی ہوں“زرار نے حیرانگی سے پوچھا

”آپ ایسے کیوں ہے؟“

”کیسا ہوں؟“زرار نے شرارت سے پوچھا

”ایسے“ھدی پھر بولی

”ایسا کیسا؟“زرار حیران ہوا

”کچھ نہیں“ھدی نے سر نفی میں ہلایا

”ہم کہاں جارہے ہیں؟“ھدی نے سوال کیا کیونکہ یہ راستہ اسکے فلیٹ کا نہیں تھا

"آہل انسسٹ کر رہا تھا تم سے ملنا تھا اسے" زرار نے جواز پیش کیا

"او کے" ھدی نے کندھے اچکا دیے

"مجھے کچھ نہیں سننا۔۔۔ مجھے بس وہ لوگ سلاخوں کے پیچھے چاہیے" موسی فون پر دبی آواز میں چلایا۔۔ اور ایک نظر سروج اور ابراہیم کو دیکھا جو سوئے ہوئے تھے

"سر آپ سمجھ نہیں رہے وہ ابراہیم کے خونی رشتے ہیں۔۔۔ اگر کیس کر دیا تو الٹا آپ کو ہی نقصان ہو گا" وکیل دوسری طرف سے بولا

”کوئی اور راستہ؟“موسی اب بالکونی میں آگیا تھا

”یس سر ایک راستہ ہے۔“وکیل بولا

”کیا؟“موسی نے جھٹ سے پوچھا

”سر اگر آپ یہ ثابت کردے کہ مسٹر جلال اس قابل نہیں ہے کہ وہ ابراہیم کی کسٹڈی لے سکے یا انکے خلاف کوئی گواہ مل جائے تو“وکیل نے تجویز دی

”ہمم چلو کرتے ہیں کچھ یہ بتاؤ کہ کیس کی تاریخ کونسی ہے؟“موسی نے ماتھا مسلتے پوچھا

”سر اگلے ہفتے کی“وکیل نے جواب دیا

"اچھا چلو ٹھیک ہے۔۔۔ پھر بات ہوتی ہے" کال کاٹتے ہی موسی تیزی سے اندر آیا جہاں ابراہیم نیند سے اٹھا رو رہا تھا

موسی نے کلاک کی طرف دیکھا۔۔۔۔ پکا اسے بھوک لگی تھی

"اوئے چپ کر جا اپنی ماں کو جگا دے گا" موسی نے ابراہیم کو اٹھا

"با۔۔ مم" ابراہیم روتے بولا

"جی بابا کی جان ماما سوئی ہوئی ہے۔۔۔ چلو بابا آپ کو کھانا کھلائے" موسی اسے اٹھائے کچن میں لے آیا

بے بی چیر پر اسے بٹھائے وہ کیبنیٹ کھولے سیریلیک ڈھونڈنے لگا

”بھیا آپ یہاں خیریت؟“ ندا نے حیرانگی سے سوال کیا

”ہاں وہ ابراہیم کو بھوک لگی ہے تو بس“ موسی سر کھجاتے بولا

ندا کی ہنسی نکل گئی

”تم کیوں ہنس رہی ہوں؟“ موسی نے آنکھیں چھوٹی کیے گھورا

”نہیں وہ آپ کو کبھی خود سے پانی پیتے بھی نہیں دیکھا اور اب آپ یہ سب“ ندا بولی تو موسی مسکرایا

”ہاں تو پہلے میں باپ تھوڑی نا تھا اب تو میرا ایک چھوٹا سا بیٹا ہے“موسی نے محبت سے ابراہیم کی پیشانی چومی

”بھابھی کو اٹھا دیتے“ندا نے تجویز دی

”اسے اٹھانے سے کیا ہوتا؟“موسی اب سیریلیک بنائے ابراہیم کے سامنے بیٹھ گیا اور تھوڑا تھوڑا سا اسے کھلانے لگا

”وہ ماں ہے سنبھالتی“ندا نے جواز پیش کیا

”ماں کے سنبھالنے سے کیا ہوتا؟“موسی نے ایک اور سوال کیا

”ماں کی زمہ داری ہوتی ہے بچے سنبھالنا“ندا بھی وہی بیٹھ گئی

”غلط۔۔۔۔۔یہی غلط پہلو ہے ہمارے معاشرے۔۔۔۔۔بچے کی زمہ داری صرف ماں کی نہیں باپ کی بھی ہوتی ہے۔۔۔۔۔تم مجھے بتاؤ کہ کیوں صرف عورت کے سر ہی بچے کی زمہ داری ڈال دی جاتی ہے؟“موسی نے اس سے سوال کیا

”تو بھیا مرد بھی تو جاب کرتا ہے کماتا ہے۔۔۔۔تو ایسے میں عورت ہی بچہ سنبھالتی ہے۔۔۔۔۔اور اسے کرنا کیا ہوتا ہے“ندا مزے سے بولی

”نہیں عورت صرف بچہ نہیں بلکہ پورا گھر سنبھالتی ہے۔۔۔۔۔اس گھر میں ساس سسر۔۔۔۔۔نندیں۔۔۔۔دیور۔۔۔۔۔غرض سب آتے ہیں۔۔۔۔تم جانتی ہوں ندا ہم امیر لوگ ہیں۔۔۔۔ہمارے یہاں ساس سسر کی خدمتیں کرنا نہیں چلتا۔۔۔مگر آج بھی ایسی ہزار مڈل کلاس فیملیز ہیں جہاں ایک عورت کو سب سے پہلے اپنے ساس سسر کو دیکھنا ہوتا ہے۔۔۔۔۔پھر شوہر۔۔۔۔۔اس کے بعد اس کے رشتہ دار پھر

بچے۔۔۔۔۔ایسے میں خود کو بھول جاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔اور آخر میں سنتی ہے کہ تم کرتی کیا ہوں۔۔۔۔۔ایک ایسی عورت جو بالوں میں تین تین دن کنگھا نہیں کرتی۔۔۔ناشتہ۔۔۔کھانے کا ہوش نہیں رہتا۔۔۔۔۔دو دو دن ایک کپڑے میں گزار دیتی ہے۔۔۔۔۔۔جو سنڈے کی بجائے جب موقع ملے تب مشین لگاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ایسے میں تم کرتی کیا ہوں؟ کتنا تکلیف دیتے ہو گے نا یہ لفظ"

ندا حیرانگی سے موسی کو دیکھ رہی تھی وہ ایسی سوچ نہیں رکھتا تھا۔۔۔یہ کونسا موسی ہے

"کیا سب بھابھی سے سیکھا؟" آج ندا نے پہلی بار سروج کو اس رشتے کے حوالے سے عزت دی تھی

"نہیں وقت نے سیکھا دیا۔۔۔۔۔۔اب اتنے بھی برے دن نہیں آئے کہ اپنی بیوی کے پیچھے لگ جاؤ" موسی ہنس کر بولا اور ابراہیم کو گھورا جو سکون سے کھا نہیں رہا تھا

- - - - - - - - - - - -

”زرا ریہ کونسی جگہ ہے یہ آپکا گھر تو نہیں“ ھدی انجان جگہ دیکھ کر بولی

زرا ر نے اسے دیکھا اس کے چہرے پر ڈر نہیں تھا بس حیرانگی تھی

”اندر آؤ بتاتا ہوں“ زرار اسے ایک روم کی طرف لے گیا

جب دروازہ کھولا تو ھدی کی آنکھیں حیرت کے مارے پھیل گئی

”پھپھو“ ھدی بڑبڑائی

اسنے اشنا بیگم کو دیکھا جو آکسیجن ماسک لگائے بیڈ پر لیٹی تھی۔۔۔۔ان کے پاس ہی ایک نرس تھی

"زراریہ۔۔۔۔" ھدی نے بولا نہیں گیا

"یہ ہمیں ایسی ہی حالت میں ملی تھی"

"کیا ہوا تھا؟" ھدی کی آنکھیں بھر گئی

"انہیں ڈرگس دی جا رہی تھی۔۔۔۔جسم بہت کمزور ہو گیا تھا انکا"

"یہ ٹھیک کب ہو گی؟" ھدی نے بیتابی سے پوچھا

"ابھی معلوم نہیں۔۔۔۔۔فلحال انکا علاج چل رہا ہے"

"انکے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟"

"کیونکہ انہوں نے تمہیں بچانے کی کوشش کی انہیں یہ سزا ملی"زرار کی بات پر ھدی کے آنسو چھلک گئے

"زرار ہم پھپھو کو ہوسپٹل کیوں نہیں لیجاتے؟"

"کیونکہ ابھی تک گنہگاروں کو سزا نہیں ملی۔۔۔۔۔ایسے میں ہمیں ابھی چو کنا رہنا ہو گا کچھ بھی ہو سکتا ہے"جس پر ھدی سر ہاں میں ہلا دیا

تڑپ تڑپ کے اس دل سے آہ نکلتی رہی

ہم کو سزا دی پیار کی تو ایسا کیا گناہ کیا

لٹ گئے،ہاں لٹ گئے او لٹ گئے

ہم تیری محبت میں

بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے، کشن گود میں لیے، آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوں سجائے وہ اس وقت آج کینٹین میں ہونے والے واقعے کو سوچ رہا تھا،اس وقت وہ کس قدر تکلیف میں تھا یہ صرف وہی جانتا تھا

”مائز،مائز کہاں ہوں؟مائز؟“اپنی دنیا میں گم اسے آنے والے کی خبر ہی نا ہوئی

"مائز!!! کیا ہوا تم ٹھیک تو ہوں؟" عمارہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی، اندر کا منظر دیکھ کر حیران ہو گئی، اور ایک نظر اسنے ٹی وی کو دیکھا جہاں گانا فل والیوم میں چل رہا تھا، جسے اسنے ریموٹ کے ذریعے بند کیا تھا

"سب کچھ ختم ہو گیا عمارہ سب کچھ" ایک ہچکی لیتے ہوئے وہ بولا

"مائز کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے" عمارہ پریشانی سے بولی

"اس نے ایسا کیوں کیا عمارہ کیوں کیا ایسا اس نے؟"

"کس نے کیا کیا ہے مائز؟"

"وہ فریحہ وہ" رونے کی وجہ سے اس سے بولا ہی نا گیا

"کیا مائز فریحہ نے کیا کیا ہے؟" عمارہ اب سنجیدہ ہو چکی تھی

"وہ فریحہ وہ میری فرائز کھا گئی عمارہ، میری فرائز ساری کی ساری بناڈ کاڑ مارے، عمارہ وہ کیسے کر سکتی ہے میرے ساتھ ایسا، اسے ایک بار بھی میرا خیال نا آیا اس نے سوچا نہیں میرے بارے میں، ایک بار ایک بار تو سوچ لیتی میرے بارے میں" ڈرامائی مجبور ہیروئین کی طرح گلہ کرتے اب وہ کشن میں منہ دیے رونے لگا

عمارہ کا دل تو چاہا کہ ایک رکھ کر چماٹ دے مارے مگر وہ مائز کی فرائز سے محبت سے بھی اچھے سے واقف تھی۔

"افففف مائز حسن تمہارا واقعی کچھ نہیں بن سکتا" مائز کو تھپڑ مارنے والا ہاتھ خود اپنے منہ پر مارتے وہ بولی

جبکہ مائز تو ابھی تک ڈراما کی معصوم اور بے چاری ہیروئین کی طرح آنسوؤں بہانے میں مصروف تھا

”نجانے کہاں سے لاتا ہے یہ بندہ اتنے آنسوؤں؟“ اسے دھاڑے مار مار کر روتے دیکھ کر وہ یہی سوچ سکی۔

”ھدی پانی ملے گا؟“ زرا اسے گھر لے آیا تھا اب صوفہ پر بیٹھ کر پوچھا

”ابھی لائی“ ھدی سرہاں میں ہلاتی اپنا بیگ وہی ٹیبل پر رکھے کچن میں چلی گئی

زرار اسکا انتظار کرنے لگا جب اسکے موبائل پر کال آئی

"ہوسپٹل سے کال؟" وہ چونکہ اور کال ریسو کی۔۔۔۔ مگر جو نیوز آگے سے ملے اس پر وہ خوشی سے پھولے نا سمایا

"موسی کو کال کرنا ہوگی" اسنے موبائل سے کال ملائی مگر بیلنس ختم تھا

"شٹ مین" وہ موبائل ہاتھ پر مارتے بولا

"ھدی تمہارا موبائل کہاں ہے؟" کچھ یاد آنے پر اس نے ھدی سے پوچھا

"میرے بیگ کیوں کیا ہوا؟" زرار کو پانی دیتے وہ بولی

"ہاں وہ ارجنٹ کال کرنی ہے اپنا موبائل دو" زرار کی بات پر ھدی نے اپنا موبائل زرار کو بیگ سے نکال کر دیا

موبائل دیتے اسکے چہرے پر ایک مسکان آگئی تھی

"مسکرا کیوں رہی ہوں؟" زرار حیران ہوا

"کچھ نہیں بس کچھ یاد آگیا"

"کیا یاد آگیا؟"

"یونی کی ہماری پہلی ملاقات یاد آگئی۔۔۔ موبائل کی وجہ سے ہی ہوئی تھی" ھدی کی بات پر زرار ہنس دیا

"خیر آپ کال کرے" ھدی اسے پرائیویسی دیتی کمرے میں چل دی

پیچھے سے زرار نے موسی کو کال ملائی

"ابراہیم!!!!!!!" سروج کی چیخ پر ابراہیم کو سیریلیک کھلاتے موسی کے ہاتھ تھمے

"بھیا میں کھلادوں گی ابراہیم کو آپ بھابھی کے پاس جائے" ندا موسی سے بولی

"سروج۔۔۔سروج کیا ہوا ادھر بیٹھو" اسے بیڈ سے اٹھتے دیکھ کر وہ اسکے تھامتے بولا۔۔۔۔جبکہ سروج ہاتھ چلائے اسکے خود سے دور کر رہی تھی

"ابراہیم مجھے ابراہیم کے پاس جانا ہے۔۔۔۔وہ لوگ لیجائے گے اسے مم۔۔۔میرا ابراہیم۔۔۔موسیٰ وہ لیجائے گے" سروج اسے پرے دھکیلتے بولی

"سروج ادھر دیکھو میری طرف ابراہیم بلکل ٹھیک ہے۔۔۔نیچے ہے وہ کھانا کھا رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ندا کے پاس ہے وہ" اسے اپنے سینے سے لگائے وہ بولا

"ٹھیک ہے وہ؟" سروج ہلکی آواز میں پوچھتی گہرے سانس لینے لگ گئی

"ہاں بلکل ٹھیک ہے" اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرتے وہ بولا

"میں ڈر گئی تھی موسیٰ۔۔۔مجھے لگا وہ اب نہیں ملے گا" آخر اتنے دنوں کا ڈر زبان پر آگیا تھا

"کیوں ڈر گئی تھی مجھ پر بھروسا نہیں؟" موسی نے اس سے سوال کیا

"نہیں" اس نے سر نفی میں ہلایا

اسکی بات پر موسی مسکرا دیا

"اففف اتنا سچ۔۔۔ تھوڑا جھوٹ ہی بول دیتی" موسی کی شکایت پر سروج ہلکے سے مسکرائی

"تم پر واقعی میں یقین نہیں" اسکے سینے پر مکا مارے وہ بولی

"لگتا ہے یہ ہوش میں نہیں" سروج کی اس حرکت پر موسی حیرانگی سے اسے دیکھتا خود سے بولا

اس نے دوبارہ سروج کو دیکھا جو اب آنکھیں بند کیے سر اسکے سینے پر ٹکائے ہوئے تھی

"میری نیندیں اڑا کر خود سو گئی مزے سے" اسے بیڈ پر دھیان سے لٹاتے وہ خود سے بولا

اتنے میں اسکا موبائل بجا

"ھدی کی کال؟" موسی نے حیرت سے دیکھا

"ہیلو ھدی؟" موسی نے موبائل اٹھاتے پوچھا

"موسی میں زرار" زرار بولا

"زرار کیا ہوا؟"

”ہوسپٹل سے کال آئی تھی شمائلہ کو ہوش آگیا ہے۔۔۔اب وہ سٹیبل ہے۔۔۔۔۔بات کرنا چاہتی ہے ہم سے“ زرار نے اسے بتایا

”ٹھیک ہے رات میں چلے گے۔۔۔۔ابھی سروج اور ابراہیم کو ضرورت ہے میری“ موسی سوئی ہوئی سروج کو نظروں کے حصار میں رکھ کر بولا

”واللہ بڑے اچھے شوہر بن گئے ہوں تم؟“ زرار اسکا مزاق بناتے بولا

”میرا چھوڑو اپنا بتاؤ۔۔۔۔۔۔۔تم بتاؤ ھدی کا موبائل تمہارے پاس کیا کر رہا ہے؟“ موسی نے تفتیشی لہجے میں پوچھا

”اور یہ میں تمہیں کیوں بتاؤ؟“

”بھائی ہوں میں اسکا“ موسی نے اکڑ کر جواب دیا

”اور میں شوہر“

”یہ کب ہوا؟“ موسی نے دانت پیستے پوچھا

”ہوا نہیں تو ہو جائے گا“ زرار اسے چڑاتا بولا

”تو نے جو کرنا ہے کر مجھے تنگ مت کر“ موسی جل کر بولا اور کال کاٹ دی

زرار موبائل لیے ھدی کے کمرے میں آئے واشروم سے شاور چلنے کی آواز آرہی تھی

اسکا ارادہ موبائل ٹیبل پر رکھ کر واپس جانے کا تھا جب نظر ھدی کی اسکیچ بک پر پڑی

کچھ سوچتے اسنے بک اٹھائی اور پہلا صفحہ کھولا

"مسٹر بیسٹ" زرار نے حیرانگی سے اپنا نام پڑھا

اور کچھ سوچتے آگے کے پیج نکالے

ہر پیج پر خود کو دیکھ کر اسے حیرانگی ہوئی

سب سے پہلے پیج پر اسکی تصویر تھی جس میں وہ ھدی کو دیوار کیساتھ لگائے۔۔۔۔۔۔ آنکھوں میں غصہ لیے گھور رہا تھا

دوسری تصویر اس تھپڑ کی تھی کو اس نے ھدی کو مارا تھا

ایک تصویر میں وہ ھدی کے پیچھے کھڑا تھا جبکہ ھدی بند دروازہ کھولنے کی کوشش میں تھی۔۔۔۔ زرار کے چہرے پر ہلکی سی مسکان تھی جبکہ ھدی کا چہرہ ڈر کی عکاسی کر رہا تھا

ایک تصویر میں ھدی غصے میں تھی اس کے ہاتھ میں کافی کا خالی کپ تھا، جس سے دو تین قطرے نیچے گر رہے تھے جبکہ زرار کی شرٹ گیلی تھی اور آنکھوں میں ہلکی سی نمی

یہ تو اس دن کا واقعہ تھا جب سروج کو ہارٹ اٹیک آیا تھا۔۔۔۔ زرار حیران ہوا تو کیا ھدی اسکی آنکھوں میں چھپی نمی دیکھ چکی تھی

ایک تصویر میں زرار موسی کو مار رہا تھا جبکہ ھدی پلر کے پیچھے آنکھوں میں خوف لیے اسے دیکھ رہی تھی

تو اسکا مطلب وہ سب جانتی تھی اسی لیے اس سے ڈرتی تھی۔۔۔۔افففف

صفہ پلٹا تو ایک اور تصویر پر نظر پڑی ھدی کلاس میں اکیلی بیٹھی رول کھا رہی تھی جبکہ زرار دروازے کی اوٹ سے اسے دیکھ رہا تھا

"تو وہ جانتی تھی کہ میں وہاں ہوں"

ایک اور تصویر دیکھ کر زرار کو جھٹکا لگا

وہ اسکی اور موسی کی تھی وہ دونوں ہسپتال کے کمرے میں بیڈ پر لیٹے تھے۔۔۔ زرار کے جسم سے خون موسی کے جسم میں جا رہا تھا

زرار کو یاد تھا کہ ھدی کبھی وہاں نہیں آئی تھی تو پھر یہ کیسے۔۔۔۔ مگر اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ جو نقشہ سروج نے ھدی کے سامنے کھینچا تھا ھدی نے اسی کو مد نظر رکھ کر تصویر بنائی تھی

ایک اور تصویر تھی۔۔۔یہ اس دن کی تھی جب مائرہ نے ھدی کو سٹور روم میں بند کر دیا تھا۔۔۔۔ تصویر میں زرار ھدی کو ساتھ لگائے تھا

اسکی آنکھوں میں غصہ، خوف، ڈر اور آنسو تھے

اور بھی بہت سے واقعات کی تصاویر تھی۔۔۔۔۔ سکیچ بک کو ٹیبل پر رکھے وہ آرام سے کمرے سے باہر چلا گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ چاروں اس وقت ہسپتال میں شمائلہ کے کمرے میں تھے

”تم جانتی ہوں نا کہ تمہارا شوہر اور اسکی فیملی پکڑی گئی ہے؟“موسی نے شمائلہ سے پوچھا۔۔ جس پر اس نے سرہاں میں ہلا دیا

اسے نیوز کے ذریعے سب پتا چلا تھا

”تو یہ بھی جان لو کہ وہ اب بچے گا نہیں“موسی پھنکارا

”اچھی بات ہے اسے بچنا بھی نہیں چاہیے“شمائلہ سپاٹ لہجے میں بولی

”لگتا ہے شوہر کی جدائی دماغ پر اثر انداز کر گئی ہے“مائز سرگوشی میں مراد سے بولا جس نے اسے گھورا

”دیکھیے بھابھی ہم یہاں آپ سے بہت ضروری بات کرنے آئے ہیں“زرار شمائلہ سے مخاطب ہوا

”تم مجھے آپی یا شمائلہ کہوں تو زیادہ بہتر رہے گا“شمائلہ تلخی سے بولی

"اوکے ے ے ے۔۔۔جلال کے خلاف ہم کیس کرنا چاہتے ہیں۔۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ جلال ابراہیم کا حقیقی باپ ہے اور اگر ہم نے کیس کیا تو کیس ہم پر الٹ پر سکتا ہے" زرار لمبی سانس خارج کرتے بولا

"تو؟" شمائلہ کا لہجہ سپاٹ تھا

"تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ کورٹ میں گواہی دے جلال کے خلاف۔۔۔وہ قاتل ہے آپ کے بچے کا اور اب آپ ہی کسی اور کی اولاد کو بچا سکتی ہے" زرار کی بات پر شمائلہ کی آنکھوں سے آنسوؤں جاری ہو گئے تھے

"آئی ایم سوری میں آپ کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا" زرار جانے انجانے میں ایک حساس ٹاپک چھیڑ بیٹھا تھا

”تمہیں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں تمہاری غلطی نہیں تھی“شمائلہ خود پر قابو پاتے بولی

”میں گواہی دینے کو تیار ہوں مگر۔۔۔“

”مگر کیا؟“موسی نے بے صبری سے پوچھا

”مگر میری گواہی کافی نہیں میں چاہتی ہوں کہ اس شخص کو اس کے گناہوں کی سخت ترین سزا ملے“

”مطلب؟“

”بتاتی ہوں نا“شمائلہ کے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ آٹھہری اس نے غور سے ان چاروں کو دیکھا

وہ چاروں اب یاسین ولا کے باہر کھڑے تھے جب وہی چوکیدار دوبارہ موسی سے ٹکرا گیا

"او صاحب تم پھر آگیا؟" چوکیدار چڑ کر بولا

"ہاں آگیا" موسی بھی بدمزہ سا بولا

"اب کونسا فائل لینے آیا ہے تم؟" چوکیدار نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا

"گھر کے کاغذات لینے آیا ہوں" موسی نے بھی دوبدو جواب دیا

"ام تم کو چھوڑے گا نہیں" چوکیدار نے اب باقاعدہ بندوق تان لی تھی اس پر

"یار ہمیں ھدی بی بی نے بھیجا ہے یقین نہیں تو بات کرواؤ؟" زرار بیزارسا بولا

"ھدی بی بی؟" چوکیدار چوکنا ہوا

"ہاں۔۔۔۔کہوں تو کال کروادوں؟" زرار نے دوبارہ پوچھا

"نہیں ہم کو تم پر یقین ہے۔۔۔۔۔۔۔ مگر اس پر نہیں" وہ موسی کی طرف اشارہ کرتے بولا

"کیوں میں کیا دہشت گرد ہوں؟" موسی نے غصے سے پوچھا

”نہیں تم ملنگ ہوں“ چوکیدار بھی ویسے ہی بولا

”اس کی تو“

”انف موسی۔۔۔ جو کرنے آئے ہیں وہ کر لے بعد میں لڑ لینا“ زرار کی بات پر موسی چوکیدار کو گھورتے اندر بڑھ گیا

شمائلہ نے انہیں اس فائل کے بارے میں بتایا تھا جو فرقان لودھی اسے پاکستان سے جانے سے پہلے دے کر گیا تھا

اور اب وہ لوگ وہی لینے آئے تھے

شمائلہ کے بتانے پر وہ لوگ ماسٹر بیڈ روم کی طرف بڑھے۔۔۔۔انہیں شمائلہ پہلے ہی بتا چکی تھی کہ فائل الماری میں ہے اسی حساب سے وہ سب سے پہلے الماری کی جانب بڑھے

انہیں زیادہ محنت نہیں کرنا پڑی کیونکہ فائل ڈرا میں ہی تھی۔۔۔۔۔فائل کھولتے ہی جو انفارمیشن انہیں ملی وہ کیس جیتنے کے لیے کافی تھی۔۔۔فائل میں ان سب لڑکیوں کا بائیو ڈیٹا اور جلال کے ساتھ تعلقات کی انفارمیشن تھی جو کیس جیتنے کو کافی تھی۔۔۔۔۔انہی میں عمارہ کی بھی انفارمیشن تھی۔۔۔۔۔۔عمارہ کا بائیوڈیٹا سب سے پہلے مراد نے اس فائل سے غائب کیا وہ عمارہ کو ان سب میں نہیں لانا چاہتا تھا

وہ سب فائل کو چیک کر رہے تھے جب انکی آنکھیں پھٹ گئی۔۔۔۔فائل میں کچھ ایسا تھا جس پر وہ چاروں حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہیں تھے

”اب تو یہ جلال پھانسی کے پھندے پر ہی جھولے گا“موسی دانت پیستے بولا

”کاش میں اسے اپنے ہاتھوں سے مار سکتا“ زرار کی آنکھیں غصے سے لال ہو گئی تھی

”گائزیہ وقت غصے کا نہیں ہے۔۔۔۔ ہمیں اب صرف اسی بات پر خوش ہونا چاہیے کہ اب ہم کیس جیت جائے گے“ مراد انہیں پر سکون کرنے کو بولا

جس پر وہ دونوں فقط سر ہلا کر رہ گئے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دن بھر کا تھکاہارا وہ جب کمرے میں آیا تو لبوں پر اپنے آپ مسکراہٹ آگئی

ابراہیم کو سینے سے لگائے سروج ادھر ادھر چلتی اسے سلانے کی ناکام سے کوشش کر رہی تھی جبکہ ابراہیم ایکٹیو سا سروج کا دھیان کمرے میں موجود چیزوں کی طرف کروا رہا تھا

"با!!" موسیٰ کو دیکھ کر وہ خوشی سے چہکا

"بابا کا بیٹا" ابراہیم کو سروج سے پکڑے موسیٰ اسکے گال چومتے بولا۔۔۔ جب نظر سروج کی طرف گئی جو رونے کے در پر تھی

"تمہیں کیا ہوا؟" موسیٰ نے حیرانگی سے پوچھا

"موسیٰ دیکھو نا کب سے سلانے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ سو ہی نہیں رہا۔۔۔۔ اگر ابھی نہیں سویا تو پوری رات نہیں سوئے گا" سروج پریشانی سے بولی

"تو کوئی بات نہیں۔۔۔۔نا سوئے۔۔۔۔میں اور میرا بیٹا تو آج پوری رات کھیلے گے"
موسی بیڈ پر لیٹ کر اسے اپنے سینے ہر بٹھاتے بولا

سروج نے غور سے موسی کو دیکھا۔۔۔۔جس کے بال بکھرے تھے۔۔۔۔۔جبکہ آنکھوں میں تھکن واضع تھی

دونوں باپ بیٹا کو کمرے میں چھوڑ کر وہ نیچے کچن میں گئی۔۔۔۔کھانا گرم کر کے اس نے ٹرے سیٹ کی اور موسی کے لیے کمرے میں لے گئی

موسی نے جب اسے کھانا ٹیبل پر سیٹ کرتے دیکھا تو حیران ہوا

"جاؤ فریش ہو جاؤ کھانا ابھی گرم ہی ہے" سروج نے کہتے ہی ابراہیم کو پکڑ لیا جبکہ موسی فریش ہونے چلا گیا۔۔۔ سروج کے اس چھوٹے سے عمل پر اس کا دل خوشی سے پھولے نا سما رہا تھا

فریش ہونے کے بعد اس نے خود کو پرسکون محسوس کیا اور کھانا کھانے بیٹھ گیا۔

"تم نہیں کھاؤ گی؟" موسی نے پوچھا

"نہیں میں کھا چکی ہوں" ابراہیم کے چاروں طرف تکیے رکھے اب وہ اس کے کھلونے نکال رہی تھی

"اچھا پھر ساتھ دینے کو ہی کھا لو۔۔۔۔ اکیلے کھانے کی عادت نہیں" موسی کی بات پر سروج ایک پل کو رکی اور پھر موسی کے برابر میں صوفہ پر جا بیٹھی

اور ساتھ دینے کو تھوڑا سا کھانا شروع کر دیا

کھانے سے فارغ ہوتے ہی سروج نے برتن اٹھائے اور کچن میں رکھنے چل دی۔۔۔۔ کچھ سوچتے اس نے ساس پین اٹھایا اور چائے بنانے رکھ دی

تھوڑی دیر میں چائے ٹرے میں رکھے وہ کمرے میں لے آئی اور بالکونی میں کھڑے موسی کو دیکھ کر ٹرے وہی لے گیا

''چائے'' چھوٹی ٹیبل پر ٹرے رکھے اس نے کپ موسی کی طرف بڑھایا

''شکریہ'' نجانے وہ اس کے دل کی بات کیسے جان گئی تھی۔۔۔۔اس وقت اسے چائے کی شدید طلب محسوس ہو رہی تھی

کچھ پل یونہی خاموشی کی نظر ہو گئے

”سروج کیا چل رہا ہے؟“ موسی نے پوچھا

”کیا چل رہا ہے؟“ سروج نے حیرانگی سے پوچھا

”یہ تو تم مجھے بتاؤ۔۔۔۔ تم کیا چاہتی ہوں“ موسی کا اشارہ آج کی گئی اس چھوٹی سے خدمت کی طرف تھا

”پتا نہیں“ سروج نے کندھے اچکائے

”میں بتاؤ؟“ موسی نے اجازت چاہی

”بتا دوں“

”تم موقع دینا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔۔ مجھے، خود کو اور اس رشتے کو یہی بات ہے نا؟“

”معلوم نہیں۔۔۔۔۔ میں واقعی نہیں جانتی میں کیا چاہتی ہوں؟“ چائے کا خالی کپ ٹرے میں رکھے وہ بولی

موسی نے بھی اس کپ پکڑا دیا تھا۔۔۔۔۔۔ کپ رکھے وہ موسی کی جانب بڑھی تو موسی نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا

”میری ایک بات مانوں گی؟“ موسی اسکی آنکھوں میں دیکھتے بولا

"کیا؟" انکار نہیں کیا تھا اس نے

"ایک موقع دوں خود کو سروج۔۔۔۔۔ مجھے دوں ہمارے رشتے کو دوں۔۔۔۔ جانتا ہوں بہت برا ہوں۔۔۔ بد تمیز ہوں۔۔۔ فلرٹی بھی لگتا ہوں تمہیں مگر تم سے وفا نبھاؤ گا اسکا یقین دلاتا ہوں۔۔۔۔ ایک موقع دوں گی نا؟" اسکی آنکھوں میں التجا تھی

سروج کچھ نہیں بولی بس اپنا سر اسکے سینے پر رکھے، دل کی دھڑکنیں سننے لگی۔۔۔۔ موسی پہلے حیران ہوا مگر پھر سروج کو اپنی باہوں میں لے گیا

سروج اس رشتے کو ایک موقع دینا چاہتی تھی موسی کے لیے یہی کافی تھا

"تھینکیو" تھوڑی دیر بعد موسی بولا

”نو پرابلم“ سروج مزے سے بولی تو موسی ہنس دیا

”فریحہ۔۔۔ فریحہ رکو بات سنو میری۔۔۔۔ فریحہ کہاں جا رہی ہوں“ مائز اسے پکارے اسکے پیچھے بھاگ رہا تھا جبکہ وہ مسلسل اسے اگنور کیے جا رہی تھی

آخر مائز نے اسے پکڑ ہی لیا تھا

”کیا مسئلہ ہے ؟“ مائز نے اسکا بازو پکڑے پوچھا

”کیا مطلب کیا مسئلہ ہے ؟“ اپنا بازو اسکی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کرتے وہ بولی

”فریحہ تم مجھے نظر انداز کر رہی ہوں۔۔۔۔۔یوں ری ایکٹ کر رہی ہوں جیسے میں نے کچھ کیا ہے اور تم مجھ سے ناراض ہوں۔۔۔۔۔حالانکہ ناراض مجھے ہونا چاہیے، کل تم میرے سب فرائز کھا گئی، پھر بھی میری بجائے تم منہ پھلائے بیٹھی ہوں مسئلہ کیا ہے؟“

مائز کے پوچھنے پر فریحہ کے دماغ میں پھر سے کل کا واقع گھوم گیا اسکا دل چاہا کہ وہ مائز کو شوٹ کر دے، جو اس لڑکی سے فلرٹ کرنے کی کوشش میں تھا اور وہ لڑکی کیسے مائز سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی

”کوئی مسئلہ نہیں ہے چھوڑو مجھے“ اس سے اپنا بازو چھڑواتے وہ وہاں سے چل دی اس سے پہلے کے مائز اسکے پیچھے جاتا، زرار نے اسے پکڑ لیا

”کیا ہے چھوڑو مجھے“ مائز کوفت سے بولا

"چھوڑ دوں گا پہلے میری بات تو سن لے، کام ہے تجھ سے ایک امپورٹینٹ" زرار بے تاثر لہجے میں بولا

"کام اور مجھ سے وہ بھی امپورٹینٹ؟" مائز نے خود کی طرف اشارہ کیے بے یقینی سے پوچھا

"ہاں تجھ سے ہی ہے" زرار نے جواب دیا

"زرار ڈارلنگ طبیعت تو ٹھیک ہے نا تیری؟" مائز کو یہ بات کسی صورت ہضم نہیں ہوئی کہ اس سے بھی کسی کو امپورٹینٹ کام ہو سکتا ہے

"بکواس نا کر اور بات سن میری غور سے" زرار اسے لیے ایک الگ تھلگ جگہ پر آ گیا

زرار جیسے جیسے بولتا گیا، مائز کی آنکھیں حیرت سے بڑی ہوتی گئیں

”تو۔۔۔ میرا مطلب تو اور وہ ہکلی۔۔۔۔۔ آئی مین ھدی۔۔۔۔۔۔۔ ساتھ ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مطلب کے تو واقعی میں یہ کرنا چاہتا ہے؟“ مائز نے حیرت سے پوچھا

”ہاں کوئی شک؟“ زرار نے اسکا کالر دبوچتے پوچھا

”کیا ہوا؟“ موسی جو ان دونوں کو وہاں دیکھ چکا تھا وہاں آ کر پوچھا

”موسی یہ زرار اسکا دماغ چل گیا ہے۔۔۔۔۔ یہ وہ ھدی کو پرپوز کرنا چاہتا ہے وہ بھی رومینٹک انداز میں۔۔۔۔۔ یا اللہ زرار اور رومینس۔۔۔۔۔۔ لگتا ہے قیامت قریب ہے“ مائز کی اس اوور ایکٹنگ پر موسی ہنس دیا جبکہ زرار بیزار سا اسے دیکھنے لگا

”مدد کرے گا یا نہیں؟“ زرار نے پوچھا

"ہاں ٹھیک ہے کر دوں گا" مائز منہ بنائے بولا

"ہمم ٹھیک ہے جب سب ہو جائے تو مجھے بتا دینا" زرا وہاں سے مزے سے چل دیا

"یہ۔۔یہ تیرا بھائی کیا چیز ہے؟" مائز نے کڑھ کر پوچھا

"توپ چیز ہے" موسی اسے آنکھ مارتے وہاں سے چلا گیا

"سارا ٹبر ہی الٹی کھوپڑی ہے" مائز جلتا کڑھتا وہاں سے چلا گیا

موسی اور زرار لائرہائر کر چکے تھے اور اب وہ جلال سے ملنے آئے تھے

"کیسے ہوں جلال؟" موسی نے اسکے سامنے بیٹھے پوچھا

"یہ تو میں تمہیں تب بتاؤں گا جب میں اس جیل سے آزاد بھی ہو جاؤں گا اور اپنا بیٹا بھی تم سے حاصل کر لوں گا" جلال غصے پر قابو پاتے بولا

"ایسا کیا؟۔۔۔۔اوہ میں ڈر گیا" دونوں ہاتھ اٹھائے ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے موسی بولا

"ویسے تم جانتے ہوں کہ اب تم بچ نہیں سکتے،خاصہ ٹھوس ثبوت میرے ہاتھ لگا ہے"
موسی ہنس کر بولا

"اچھا میں بھی تو سنوں ایسا کیا مل گیا تمہیں؟" جلال نے دانت پیستے پوچھا

”کچھ خاص نہیں بس یہی کہ کیسے تم نے عمیر کے مرنے کے بعد اسکی پراپرٹی حاصل کرنے کے لیے اپنے پیارے ماموں اور ممانی جان کا قتل کروا کر اسے ایکسیڈینٹ قرار دے دیا تھا“ موسی کی بات پر جلال کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا

اسکی آنکھیں حیرت کے مارے کھل گئی

”تم۔۔۔ تم بکواس کر رہے ہوں۔۔۔ ایسا کچھ نہیں کیا میں نے“ وہ ڈر اور خوف لہجے میں سموئے بولا

”یہ تو جب کیس کی سنوائی ہو گی نا تب پتا چلے گا تمہیں، جلال صدیق“ موسی سخت لہجے میں اسکے آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بولتا وہاں سے چل دیا

جبکہ پیچھے بیٹھے جلال کو اب اپنا بچنانا ممکن لگ رہا تھا

"کیا میں اندر آجاؤں؟" دروازے پر ناک کرتے ندا نے پوچھا

"ارے ندا آؤں نا" سروج خوشگوار لہجے میں بولی

"وہ۔۔۔وہ دراصل۔۔"

"کیا ہوا کوئی کام تھا سب ٹھیک ہے نا؟" سروج نے اسے پوچھا

”جی وہ میں نے پوچھنا تھا کہ میں ابراہیم کو اپنے ساتھ پارک لیجاؤ۔۔۔ آؤٹنگ بھی ہوجائے گی اور ابراہیم کو بھی زرا ڈفرنٹ ماحول ملے گا“ ندا نے جواز دیا

سروج سمجھ رہی تھی کہ وہ یہاں کیوں آئی ہے۔۔۔ اسکے چہرے سے ہی وہ شرمندگی کا اندازہ لگا سکتی تھی مگر وہ چاہتی تھی کہ ندا خود سے معافی مانگے، اسی لیے زیادہ زور نہیں دیا

”اوکے لیجاؤ“ سروج نے اسے اجازت دے دی اور وہ ابراہیم کو ریڈی کیے اپنے ساتھ لے گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

”یہ زرار بھی نا بھلا میں کیسے سب کچھ کروں۔۔۔ اللہ کس سے مدد مانگوں۔۔۔۔۔۔۔ عمارہ تو کسی نہ کام کی ہے۔۔ جب سے منگنی ہوئی ہے شہزادی کو سرخاب کے پر ہی لگ گئے

ہیں۔۔۔اللہ اب کس سے مدد مانگوں" خود سے بولتا وہ پارکنگ کی جانب بڑھ رہا تھا جب اسکی نظریں فریحہ پر جم گئی جو اپنی بائیک نکال رہی تھی

"فریحہ!!" وہ خوشی سے چلاتا اسکی طرف بھاگا اور اتنی زور سے اس میں لگا کے فریحہ بائیک سمیت نیچے گر گئی

"مائز!!" وہ غصے سے چلائی

"او سوری سوری" مائز بائیک اٹھاتے بولا

"کیا ہے؟" فریحہ نے کوفت سے پوچھا

"مدد چاہیے تمہاری" مائز معصومیت سے بولا

”مدد اور میری کس لیے؟“فریحہ نے حیرانگی سے پوچھا

”وہ نا ایک ڈیٹ ارینج کرنی ہے“مائز شرمیلے انداز میں بولا

فریحہ کا سارا دھیان اس لڑکی کی طرف چلا گیا جو مائز سے چپک رہی تھی

”تو اب یہ اس کیساتھ ڈیٹ پر جائے گا“فریحہ کا خون خول اٹھا

”ہر گز نہیں میری طرف سے انکار ہے“فریحہ سپاٹ لہجے میں بولی

”فریحہ پلیز نا!!“مائز نے منت کی

"اب اگر تم میرے پیچھے آئے نا تو میں زہرا آپا کو سب بتا دوں گی سمجھے" فریحہ اسے وارن کرتے بولی

"اور اگر تم نے میری مدد نا کی تو وہ زرار دا بیسٹ مجھے مار دے گا"

"اب بھلا زرار کا اس میں کیا ذکر؟" فریحہ نے حیرانگی سے پوچھا

"لو اسی کے لیے تو ارینج کرنی ہے۔۔۔۔ آج زرار ھدی کو پرپوز کرنے والا ہے اور سب تیاریاں میرے ذمے لگائی ہیں" مائز منہ لٹکائے بولا

فریحہ کو ایک انجانی خوشی محسوس ہوئی۔۔۔۔ اپنی مسکراہٹ پر قابو پاتے وہ مائز کو دیکھنے لگی

”ٹھیک ہے کر دوں گی مدد“ فریحہ احسان کرنے والے انداز میں بولی

”ویسے کب کرنا ہے سب؟“ فریحہ نے سوال کیا

”آج“ مائز خوشی سے چہکا

”واٹ آج؟“ فریحہ کی آنکھیں باہر آگئیں

”ہاں آج رات آٹھ بجے“ مائز ہنستے بولا

فریحہ نے ٹائم دیکھا جو چار کا ہندسہ پار کر چکا تھا

"دماغ خراب ہے تمہارا چار سے اوپر ہو گیا ہے ٹائم اور تم کہہ رہے ہوں کہ آٹھ بجے تک سب ہونا چاہیے" فریحہ زیادتی کی شدت سے چلائی

"تو پرپوز کرنا ہے۔۔۔۔۔ بچہ پیدا نہیں کرنا" مائز ایک ادا سے بولا

فریحہ کنگ سی مائز کی بات پر بت بن گئی۔۔۔ اچانک غصہ عود آیا اسکے الفاظ پر

"تم بے شرم آدمی۔۔۔" وہ چلائی

"تمہارے باپ کا پیسہ ہے جو بھول جاؤ گا" اسکی بات کاٹتے مائز چپھاتے ہوئے بولا

"واٹ؟" فریحہ تو اسکی اس بے ڈھنگی بات پر حیران رہ گئی

"ارے عمران خان کا ڈائیلاگ ہے نا، بے شرم آدمی تمہارے باپ کا پیسہ ہے جو میں بھول جاؤ گا، جو اسنے نواز شریف کو بولا تھا" تالی مارتے، اپنے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے وہ بولا

"مائز!!!" زیادتی کی شدت سے وہ بس اتنا ہی بول پائی

"دیکھا تم نے سب پتا ہے مجھے، تم لوگ ایویں مجھے بے وقوف کہتے رہتے ہو" بچوں جیسا منہ بنائے اس نے گلہ کیا

"تم ٹھہر و زرا تم ابھی بتاتی ہوں میں تمہیں" جب فریحہ سے کچھ بن ناپایا تو اس نے ایک چھوٹا سا پتھر زمین سے اٹھائے مائز کو دے مارا

”ہائے امی میں گیا!!“ درد سے چلاتے ہی مائز بے ہوش ہو تا زمین پر گر گیا، جبکہ فریحہ تو حیرت سے کبھی اسے اور کبھی اس پتھر کو دیکھنے لگی، جو خود بھی حیران ہو گا کہ کیا وہ اتنا طاقتور تھا کہ اچھے خاصے انسان کو بے ہوش کر گیا

”افففف کیا بنے گا ہمارا!!! میری نازک حسینہ“ اسکے پاس بیٹھتے سر کو نفی میں ہلائے وہ خود سے بولی

”اٹھ جاؤ ورنہ وہ زرار سچ میں تمہیں مار ڈالے گا“ زرار کے نام پر ایک جھٹکے سے وہ اٹھا اور فریحہ کے ساتھ بائیک پر بیٹھ گیا

مائز نے اپنا فارم ہاؤس سلیکٹ کیا تھا۔۔۔ فارم ہاؤس شہر سے تھوڑا دور تھا۔۔۔ مگر وہ کسی فیری ٹیل سے کم نہیں تھا

فریحہ اور وہ دونوں گھر کال کر کے لیٹ آنے کا بتا چکے تھے

"آج سات بجے تک تیار رہنا ہم ڈنر پر جا رہے ہیں" زرار نے میسج کیا

"کیوں؟" جھٹ سے ریپلائے آیا

"میں تمہیں جواب دینے کا پابند نہیں" زرار نے ریپلائے دیا

"پھر میں بھی آپکی بات ماننے کی پابند نہیں" ھدی کا ریپلائے اسے غصہ دلانے کو کافی تھا

مگر فلحال اس نے خود پر قابو پایا۔۔ وہ آج کا دن خراب نہیں کرنا چاہتا تھا

"میں ایسے نہیں جاؤں گی" ھدی کا میسج آیا

"اچھا تو کیا چاہتی ہوں؟" زرار نے فورا رپلائے دیا

"تھوڑا پیار سے پوچھے اور اچھے سے۔۔۔۔۔ سویٹ وے میں" ساتھ ہی چڑادینے والا ایموجی بھیجا

"مس ھدی یاسین پلیز میرے ساتھ ڈنر پر چلے۔۔۔۔۔۔۔ مجھے خوشی ہو گی" تپ کر اس نے میسج کیا

"اوہ!!! ضرور۔۔۔۔ کیوں نہیں" اور ساتھ ہی وہ آف لائن ہو گئی

زرا اسکی تیزی پر ہنس دیا

"مائی ھد ھد" وہ خود سے بولا

"السلام علیکم" کھانے کے ٹائم وہ گھر داخل ہوا تھا

"وعلیکم السلام" سب نے اسے جواب دیا

"آؤ بیٹا کھانا کھا لو" مسز علی بولی

"جی آیا" علی صاحب پر ایک نگاہ ڈالے وہ کمرے میں چلا گیا

”کھانے کے بعد سٹڈی میں آنا بات کرنی ہے تم سے“علی صاحب موسی سے مخاطب ہوئے

”سروج میں کمرے میں جارہا ہوں کافی وہی لے آنا“علی صاحب کی بات اگنور کیے موسی کھانے سے ہاتھ کھینچتے بولا اور ابراہیم کو لیے کمرے میں چلا گیا

”انکل میں بات کروں گی اس سے“سروج انہیں دیکھ کر بولی۔۔۔۔جبکہ علی صاحب سر ہاں میں ہلائے سٹڈی میں چلے گئے

”تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا“موسی کو کافی پکڑاتے وہ بولی

"اب کیا کر دیا میں نے؟" کافی کا گھونٹ بھرتے اس نے پوچھا

"انکل سے بدتمیزی کی ہے تم نے" سروج خفگی سے بولی

"میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ان کیساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ انکا کیا دھرا ہے" موسی سر جھٹکتے بولا

"موسی وہ شرمندہ ہے" سروج بولی

"تو؟ کیا ان کے شرمندہ ہونے سے ماہم واپس آجائے گی؟" موسی نے کافی کا مگ ٹیبل پر پٹھک کر پوچھا

"نہیں سروج انکے شرمندہ ہونے سے میری بہن واپس نہیں آئے گی" موسی سر نفی میں ہلائے بولا

"شرمندہ ہونے سے عمیر بھی واپس نہیں آئے گا موسی" ایک درد تھا اسکی آواز میں

"سروج!!" موسی کی آواز میں بے یقینی تھی۔۔۔۔۔

"آئی ایم سوری ایسا نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔ سوری" وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلی

آج موسی پر یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ سروج کبھی بھی اپنے ماضی سے نہیں نکل پائی تھی۔۔۔ وہ موسی کیساتھ اپنے حال میں جی ضرور رہی تھی مگر اسکا ماضی بھی اسکے ساتھ تھا

کچھ سوچتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور سٹڈی میں علی زماد کے پاس چلا گیا

۔۔۔۔۔۔۔

"ہم کہاں جارہے ہیں؟" یہ سوال وہ دس بار پوچھ چکی تھی

"اب اگر تمہارا منہ بند نا ہوا تو زبان کاٹ ڈالوں گا" زرار اسے جھڑکتے بولا

"مجھے نہیں جانا کہی۔۔۔۔ گاڑی روکے" وہ دونوں بازر سینے پر باندھے بولی

"او بے بی تمہاری ہی تو سننے بیٹھا ہوں نا۔۔۔۔ تم نے کہہ دیا اور میں نے روک دی گاڑی" زرار نے اسے چڑایا

ھدی اگلے پندرہ منٹ کچھ نا بولی۔۔۔۔ اب زرار سکون سے ڈرائیو کر رہا تھا

"یہ۔۔۔یہ ہم کہاں جارہے ہیں۔۔۔۔یہ راستہ تو شہر سے باہر کا ہے" ھدی نے زرار سے پوچھا

"ھدی آئی سو یر کے اب اگر مجھے تمہاری آواز آئی تو جنگی کتوں کے پاس چھوڑ آؤ گا۔۔۔۔۔ تمہیں ڈنر ملے نا ملے انہیں ضرور ملے گا" زرار کی دھمکی کارآمد ثابت ہوئی اور ھدی کی زبان بند رہی

"بیسٹ" وہ منہ میں بڑبڑائی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چند لمحوں بعد وہ فارم ہاؤس پہنچ چکے تھے

مائز زرار کو سب کچھ بتا چکا تھا

''آؤ''اسکے لیے گاڑی کا دروازہ کھولے وہ بولا، مگر ھدی ٹس سے مس نا ہوئی

''تم ایسے نہیں مانو گی''زبردستی اسے ساتھ کھینچتے وہ بولا

''چھوڑو مجھے۔۔۔۔میں نے نہیں جانا''ھدی اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر مارتے بولی۔۔مگر زرار نے کان بند کر لیے

وہ لوگ اندر داخل ہوئے تھے۔۔ھدی ابھی بھی زرار کے شکنجے سے نکلنے کی کوشش میں تھی جب اچانک ان پر پھولوں کی برسات ہونے لگی۔۔۔۔ھدی حیرت سے یہ سب دیکھ رہی تھی

"مائز!!"زرار کا دل چاہا کہ مائز اسکے سامنے آئے اور وہ اسکا سر پھاڑ دے

"زرار یہ سب؟"ھدی خوشی سے پھولوں کی اس برسات کو دیکھ رہی تھی

زرار نے حیرت سے اسکو دیکھا جو مزے سے ان پھولوں سے کھیل رہی تھی

"اتنا برا بھی نہیں ہے ویل ڈن مائز"زرار مسکرایا اسے دیکھ کر

"بعد میں کھیل لینا۔۔۔۔۔۔ابھی تو اور بھی بہت کچھ ہے"ھدی کو لیے اب وہ پھولوں کے راستے پر چلتا باہر باغیچے کی جانب آ گیا

"واؤ"ھدی اشتیاق سے وہ سب دیکھ رہی تھی

باغیچے کے درمیان ٹیبل خوبصورتی سے سجایا گیا تھا

کنڈلیز کی روشنی میں

ایک طرف نقلی جھرنا بہہ رہا تھا

"آؤ" اسکا ہاتھ تھامے وہ اسے ٹیبل کی طرف لے گیا

اسے ٹیبل پر بٹھائے زرار نے ایک دم سے تالی بجائی۔۔۔ جب دونوں جانب سے دو شیف ہاتھ میں ڈشز تھامے انکی طرف بڑھے اور ٹیبل پر سجادی

ھدی بڑی آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہی تھی

"زرار یہ سب؟" ھدی نے سوال کیا

"پہلے کھانا کھالے" زرار کی بات پر ھدی نے سرہاں میں ہلائے کھانا شروع کردیا

"اممم یہ بہت مزے کا ہے" ھدی تعریفی انداز میں بولی

زرار نے صرف مسکراہٹ پر اکتفا کیا

کھانے سے فارغ ہوتے ہی زرار اسے "ابھی آیا" کہہ کر اندر چلا گیا۔۔۔جبکہ پیچھے ھدی اسکا انتظار کرنے لگی

زرار اپنا موبائل ٹیبل پر ہی چھوڑ گیا تھا۔۔۔۔ جب اس پر میسج آیا۔۔۔۔ ھدی نے اسے اگنور کرنا چاہا مگر مسلسل پانچ منٹ میسجز آتے رہے تو اس نے موبائل اٹھالیا

اچانک چاروں جانب لائٹس اوف ہو گئی

ھدی نے ڈر کر دیکھا تو ایک جانب سے ہلکی روشنی میں ایک بورڈ پر کچھ لکھا نظر آیا

اسنے آگے آکر دیکھا

“left”

بائیں جانب دیکھا تو ایک اور بورڈ تھا

“forward”

وہ آگے کو چل دی جب تک وہ بورڈ تک نہیں پہنچ گئی

وہاں پہنچتے ہی ایک اور جانب سے لائٹ اون ہوئی اور ایک بورڈ نظر آیا

“right”

اب وہ سیدھ میں چلتی باغیچے کے پچھلے حصے کی جانب آ گئی

“stop”

وہ وہی رک گئی

اچانک چاروں جانب سے روشنیاں جل اٹھی

ھدی نے حیرت سے ارد گرد دیکھا

جب سامنے بنے سٹیج کی طرف بیٹھا ایک گروپ وائلن بجانے لگا

وائلن کی خوبصورت دھن ھدی کو اپنے سحر میں جکڑ چکی تھی

دوسری جانب سے رنگ برنگی تتلیوں کا رقص شروع ہو گیا

ھدی کی آنکھیں چمک اٹھی یہ سب دیکھ کر

”ھدی“اسے اپنے پیچھے سے ایک پکار سننے کو ملی

”زرار“پیچھے مڑ کر اس نے زرار کو پکارا

زرار اچانک ایک گھٹنے کے بل زمین پر بیٹھ گیا

”زرار یہ۔۔۔“ھدی حیران ہوئی

”ششش۔۔۔۔۔آج مجھے بولنے دو“

”تم میرے لیے بہت اہم ہو ھدی یاسین۔۔۔۔اتنی کہ زرار احمد زماد تمہیں اپنی زندگی مانتا ہے اور اس میں شامل کرنا چاہتا۔۔۔۔۔شادی کرو گی مجھ سے؟“ایک گھٹنے زمین پر ٹیکے وہ انگوٹھی اسکے سامنے کیے اسے اپنے احساسات سے دوچار کر گیا

بہتا جھرنا رک گیا

وائلن کی دھن بھی کہی پیچھے کھو گئی

آس پاس منڈلاتی تتلیاں بھی جیسے چھپ گئی تھی

گلاب کی مہک بھی اب غائب ہو گئی تھی

وہاں تھا تو صرف وہ بیسٹ اور اسکی ھدھد

ھدی نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر آس پاس کے ماحول کو

اس نے پھر سے زرار کو دیکھا جو آنکھوں میں محبت سموئے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ھدی نے چند سیکنڈ کو آنکھیں بند کر لی۔۔۔بہت ہمت جمع کر کے اس نے جواب دیا

"نہیں" ھدی کا انکار زرار کو سن کر گیا

"ھدی۔۔۔"زرار نے کچھ بولنا چاہا جب ھدی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ کروا دیا

"ابھی میری بات پوری نہیں ہوئی"

"ویسے یہ فارم ہاؤس مائز کا ہے نا؟" ھدی نے آس پاس نگاہ دوڑائے پوچھا

"ہاں" زرار اچھنبے سے جواب دیا

"اور یہ سب آئیڈیا۔۔۔ آپ کا تھا؟" ھدی نے سوال کیا

"ہاں" زرار نے جھوٹ بولا

"بیسٹ پلس جھوٹا" ھدی بڑبڑائی

"تو مسٹر زرار احمد زماد اگر آپ کو ھدی یاسین چاہیے۔۔۔۔ تو کچھ ایسا کریں جو صرف زرار کر سکے اپنی ھدی کے لیے۔۔۔ اگر شادی کرنی ہے تو خود کچھ کرے۔۔۔۔ دوسروں کے آئیڈیاز پر مجھے امپریس مت کرے"

"سو مسٹر زرار مجھے امپریس کرنا ہے تو خود کچھ کرے۔۔۔۔۔ ٹرائے سم تھنگ ڈفرینٹ" اسکی ٹائی کو سہی کرتے وہ بولی

”چلے“ آگے کو چلتے اسنے پیچھے مڑ کر زرار سے پوچھا

کچھ پل کو تو وہ یونہی کھڑا رہا اور پھر مسکراہ کر سر نفی میں ہلا گیا

آج اسکا ارادہ ھدی کو سرپرائز کرنے کا تھا اور وہ اسے ہی سرپرائز کر گئی

”ویسے اسے سب پتا کیسے چلا؟“ یہ خیال اچانک زرار کے دماغ میں آیا

وہ فوراً سے ھدی کی طرف بڑھا

”تمہیں کیسے پتا چلا کہ یہ سب مائز نے کیا ہے؟“ زرار نے اسکے برابر چلتے سوال کیا

”ایسے“ زرار کے سامنے اسکا موبائل لہراتے وہ بولی

زرار نے جلدی سے موبائل کھینچ کر دیکھا تو وہاں مائر کے ہزار میسجز تھے

”اوئے کیا بنا؟“

”کھانا پسند آیا۔۔۔۔ اسپیشلی ارجنٹ شیف ہائر کروائے ہیں میں نے“

”ڈیکوریشن کیسی تھی۔۔۔ پسند آئی۔۔۔ میں نے بہت محنت کی ہے“

”فارم ہاؤس کا ویو کیسا ہے؟ ہمارا فارم ہاؤس ویسے سب کو پسند آتا ہے“

”پھولوں کی بارش کیسی لگی۔۔۔۔۔ ویسے لڑکیوں کو یہ چیز اچھی لگتی ہے“

”نقلی جھرنا دیکھا۔۔۔خالص میرا آئیڈیا“

”سنو وائلن کی دھن کیسی لگی۔۔۔۔فریحہ نے بتایا خاصی رومانٹیک تھی۔۔۔۔۔اسی لیے وہ دی۔۔۔مجھے تو اس میں زرا سا بھی رومانس سمجھ نہیں آیا“

”مائز“زرار کا پارہ ہائی ہو گیا یہ میسیجز دیکھ کر

”چلیے“ ہنستے ہوئے وہ بولی تو زرار بھی پیچھے چل دیا

”بچاؤ!!!!!کوئی بچا لو مجھے!!“ چیختے چلاتے وہ پورے گراؤنڈ میں بھاگ رہا تھا

وجہ اس کے پیچھے بھاگتا وہ بیسٹ تھا۔۔۔۔ جس کا اہم دن مائز کے چند فضول میسجیز نے خراب کر دیا تھا

”تمہیں میں چھوڑو گا نہیں مائز حسن“ زرار کی غصیلی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

بھاگتے بھاگتے وہ لوگ اب اس بینچ کے پاس آ گئے تھے جہاں ھدی بیٹھی فریحہ کو کل کی روداد سنا رہی تھی اور وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مارے ہنس رہی تھی

”اللہ کوئی بچا لو“ مائز رونے کے در پر تھا

"ٹوٹائم" زرار کو انگلی کے اشارے سے بولتا وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے لمبے لمبے سانس لینے لگا جبکہ زرار وہی زمین پر بیٹھ گیا

"تمہیں بڑی ہنسی آرہی ہے" مائز تیکھی نظروں سے فریحہ کو گھورتے بولا جو منہ پر ہاتھ رکھے قہقہہ روکنے کی کوشش میں تھی

"پانی!" زرار کی طرف بوتل بڑھاتے وہ بولی۔۔۔۔زرار نے اسے تشکر بھری نظروں سے دیکھا

"او مجنوں بھول مت کہ کل اس لیلہ نے تجھے انکار کیا تھا" مائز زرار کی الفت بھری نظروں پر تپ کر بولا اور اپنی فرائز سے انصاف کرنے لگا جو وہ اس ڈرامہ سے پہلے لیکر آیا تھا

اسے غصہ آیا کہ زرار نے نہ تو ھدی کو اسکور تبجیکٹ کرنے پر کچھ کہاں اور نہ ہی فریحہ کو

”ویسے سیریسلی ھدی۔۔۔ تم نے سچ میں زرار کو ریجیکٹ کردیا۔۔۔۔۔۔ رئیلی انٹرسٹنگ۔۔۔ ہیٹس آف ٹو یو“ فریحہ داد دیے بنا نا رہ سکی

”نہیں ریجیکٹ نہیں کیا۔۔۔ بس میں چاہتی ہوں کہ وہ خود سے کچھ میرے لیے کرے۔۔۔۔ پھر چاہے وہ کچھ عام سا ہی کیوں نہ ہوں۔۔۔۔۔۔۔ ایٹ لیسٹ زرار نے وہ خود میرے لیے کیا ہو گا“ ھدی کی بات پر اسکے پاس زمین پر بیٹھا زرار مسکرادیا

”ایسی بات ہے؟“ زرار نے ابرو اچکائے سوال کیا تو ھدی نے سر اثبات میں ہلا دیا

”تو مس ھدی یاسین کیا آپ اس بیس روپے والی ڈیری ملک کے ساتھ زرار احمد زماد کی ہمسفری کو قبول کرے گی؟“ اپنے بیگ سے ڈیری ملک نکال کر اسکے سامنے کیے زرار نے پوچھا تو ھدی کھلکھلا دی

”اوئے ہوئے“ فریحہ سیٹی مارتے بولی تو ھدی بلش کر گئی

”ویسے دنیا کہتی ہے لڑکی ہنسی تو پھنسی۔۔۔۔تو کیا میں ہاں سمجھ لو؟“ زرار نے میٹھی مسکان سے سوال کیا

ھدی نے اپنا نیچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا اور سر اقرار میں ہلا دیا

مائز جو اپنی فرائز میں گم تھا، یہ سین دیکھ کر اسکا منہ بن گیا

”اچھا خاصہ شیر تھا میرا یار اور دیکھو اس ٹیڈی بکری نے کیسے بندر اور گدھا بنا دیا ہے“ فرائز کھاتا مائز زرار کے کندھے پر ہاتھ رکھے افسوس سے بولا

ھدی تو اسکے خود کو ٹیڈی بکری کہنے پر تلملا کر رہ گئی جبکہ زرار نے اسے اپنے لیے استعمال کیے جانے والے القابات کو اگنور کیے بڑی مشکل سے ھدی کو ٹیڈی بکری سے تشبیہ دینے پر مسکراہٹ چھپائی تھی اور مائز کو آنکھیں دکھانے لگا جسکا اس پر خاطر خواں اثر نا ہوا

ان کا رومینٹک ماحول خراب کرنے میں وہ کامیاب ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ فریحہ نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" موسی اور سروج بھی وہی آ گئے تھے۔۔۔۔ انہیں دیکھ کر فریحہ اور ھدی بھی بینچ سے اٹھ کر نیچے زمین پر بیٹھ گئیں

"تمہارا بھائی اسکی بہن لے اڑا" موسی کی طرف اشارہ کرتے پھر اسنے سروج کی جانب انگلی کی

”کیا سچ میں؟“موسی نے حیرت بھری مسکراہٹ سے پوچھا

”ہاں“مائز منہ بسور کر بولا

”واہ۔۔۔مبارک کہ میرے بھائی“زرار کی پیٹھ تھپتھپاتے موسی بولا

”ہیلو مائز!!!“اچانک وہاں ایم۔فل آئی۔ٹی کی اقرا آگئی۔۔۔۔۔یہ وہی بلا تھی جس سے آج کل فریحہ کو اینٹ کتے کا بیر تھا

”اقرا“مائز خوشی سے اچھلتا اسکے برابر کھڑا ہو گیا

”ہاؤ آر یو مائی بوائے؟“اسکے بازو پر ہاتھ رکھے اقرا نے پوچھا

”مائی بوائے؟“ہاتھ میں پکڑی پانی کی بوتل کو فریحہ پکوڑا بنا چکی تھی۔۔۔۔۔۔اس لڑکی کی مائز سے اس قدر نزدیکی فریحہ کو طیش دلا گئی تھی

”ایک دم ہینڈسم“مائز بالوں کو جھٹکتے ایک ادا سے بولا تو وہ کھلکھلا دی

”اویو ناٹی بوائے“مائز کے گال کھینچتے وہ بولی

”ویسے میں کیسی لگ رہی ہوں؟“اپنے بالوں کو ایک ہاتھ سے سیٹ کرتے اس نے پوچھا

”لائک آلویز۔۔۔۔۔۔۔بیوٹیفل!!“مائز نے اسکی تعریف کی۔۔۔۔باقی سب تو بس حیرت سے اس میک اپ کوئین کو دیکھ رہے تھے۔۔۔جس نے کلو کے حساب سے منہ پر بیس ملی ہوئی تھی

بس اب برداشت جواب دے گئی تھی۔۔۔۔۔۔ فریحہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی اور بوتل میں موجود پانی اس لڑکی کے منہ پر پھینک دیا

"واٹ دا ہیل !!" وہ چلائی

"کوئی ہیل نہیں۔۔۔۔۔۔ بس تمہارے اصل خوبصورتی سب کے سامنے لا رہی تھی" مزے سے کندھے اچکائے اسکا سب میک اپ خراب کیے وہ وہاں سے چل دی

"اسے کیا ہوا؟" سروج حیرت سے اسے جاتے دیکھ کر بولی

"وہی جو تم مجھ سے نہیں کر رہی" موسی اسکی جانب دیکھتے بولا جو فریحہ کی جانب دیکھ رہی تھی

”کیا؟“ سروج فریحہ کو جانب دیکھتے ہی پوچھ بیٹھی

”محبت“ موسی کی سرگوشی اسکے جسم میں سنسنی پھیلا گئی تھی

اسنے مڑ کر موسی کو دیکھا اور پھر آس پاس تو کوئی نظر نہیں آیا

وہ سب کب گئے اسے پتا بھی نہیں چلا

”چلو چلے“ اسکی بات کو اگنور کیے وہ اٹھنے لگی تو موسی نے ہاتھ پکڑ لیا اور اسکی کوشش ناکام بنادی

کچھ دیر یونہی خاموشی چھائی رہی

"سروج"موسی نے خاموشی کو توڑا

"ہمم"وہ کھاس اکھیڑنے لگی

"کبھی یہ مت سمجھنا کہ تمہارا ماضی یا عمیر سے تمہاری محبت ہمارے رشتے کو کوئی نقصان پہنچائے گے۔۔۔۔یا میں تمہیں کوئی نقصان پہنچاؤ گا۔۔۔ عمیر تمہارے لیے خاص تھا اور تم میرے لیے۔۔۔زندگی میں کبھی بھی تمہیں کوئی بات پریشان کرے۔۔۔تمہارے ماضی کے حوالے سے تو بے جھجھک مجھ سے شیئر کر لینا۔۔۔۔۔یقین مانو تمہارا بہترین دوست ثابت ہو گا۔۔۔زرار سے بھی زیادہ اچھا"اسکو آنکھوں اور لفظوں کے ذریعے یقین دلاتے وہ بولا

سروج اسے حیرت سے دیکھنے لگی

”کیا تھا یہ شخص؟ کیوں ایسا ہے یہ؟ جب جب سروج اپنے رشتے کو لیکر نا امید ہوتی۔۔۔۔۔۔ اپنے مستقبل کے حوالے سے خدشات لاحق ہوتے۔۔۔۔۔۔ یہ انسان ان خدشات کو پل بھر دور کر دیتا

”کیا عمیر کا ذکر واقعی تمہیں تکلیف نہیں دے گا۔۔۔۔۔۔۔ کیا میری اس سے محبت تمہیں اذیت میں مبتلا نہیں کرے گی؟“ سروج نے بے ساختہ سوال کیا

موسی ہنس دیا

”نہیں۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ محبت میں جبر نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ فلحال تم اسے رشتے کو موقع دینے کی کوشش میں ہوں۔۔۔۔۔۔ میرے لیے یہی کافی ہے۔۔۔۔۔ اور جہاں تک بات ہے محبت کی۔۔۔۔۔۔۔ تو محبت کے بدلے محبت اہم نہیں

ہوتی۔۔۔۔عزت اہم ہوتی ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ تو کرتی ہوں نا میری؟" آخر پر موسی نے سوال کیا تو سروج ہنسنے لگی

"ہاں بہت" آنکھیں گھمائے وہ بولی

"تھینکیو موسی۔۔۔مجھے سمجھنے کے لیے۔۔۔۔مجھے وقت دینے کے لیے۔۔۔۔مجھے واقعی میں اس کی ضرورت تھی" وہ احسان مند نظروں سے موسی کو دیکھتے بولی

مائز اور اس چھپکلی سے الجھنے کے بعد وہ غصے سے کھولتی اپنے ڈیپارٹمنٹ آ گئی تھی

تمام کلاسز لینے کے باوجود اسکا دھیان بٹ نہیں پایا تھا

سب سٹوڈنٹس کے چلے جانے کے بعد بھی وہ کلاس میں رہی۔۔۔اور پھر آخر میں تھک ہار کر ڈیسک پر سر رکھ دیا

”بچے کلاس خالی کر دوں صفائی کرنی ہے“تھوڑی دیر میں وہاں پر ایک سو یپر آ کر بولی تو فریحہ بیگ کندھے پر لٹکائے باہر آ گئی

اسکا گھر جانے کا موڈ نہیں تھا۔۔۔سو وہ گراؤنڈ میں جا بیٹھی اور سامنے کھڑے پیڑ کو تکنے لگی

”سو مائزہاں !!“موسی اسکے برابر میں بیٹھتا بولا۔۔۔۔۔فریحہ نے اسے دیکھا اور ایک بار پھر صبح کا سین دماغ میں چلنے لگا

"دنیا میں ایک سے ایک عقلمند ہے، مگر مجھے تو صرف اس گدھے سے محبت ہونی تھی نا، سمجھ نہیں آتی کے ساری دنیا کے مرد مر گئے تھے کیا جو یہ مائز حسن ہی میرے لیے بچا تھا" غصے سے کھولتے اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ مائز کا قتل ہی کر دے جبکہ موسی اسکی بات سن کر مسکرا دیا

"گائز گیس واٹ" مائز انکے قریب آتے چلا کر بولا جبکہ فریحہ کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔۔۔۔ تو گویا مائز ابھی تک یہی تھا

"واٹ؟" موسی نے سوال کیا جبکہ فریحہ نے غلطی سے بھی اسے دیکھنے کی کوشش نا کی

"ارے یار وہ جو آئی۔ٹی کی اقرا ہے نا تیرے بھائی نے اسے پٹا لیا ہے اور اب بندہ بشر ڈیٹ پر لیکر جائے گا اسے" مائز ایک آنکھ موسی کو مارتے بولا جبکہ اس کی بات پر موسی کو

تو سانپ سونگھ گیا اسنے ایک نظر ساتھ بیٹھی فریحہ کو دیکھا، جو مٹھیاں بھینچے اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اف جانی کیا بتاؤں تجھے کیا لڑکی ہے وہ، چلتی پھرتی قیامت ہے "موسی تو بس آنکھیں میچے رہ گیا۔

"اور تو اور۔۔۔۔"

"بس میرے لال بس کردے کہی اس قیامت میرا مطلب ہے اقرا کے ساتھ ڈنر پر جانے سے پہلے ہی تجھے عزرائیل نا نظر آجائے "اسکے منہ پر ہاتھ رکھے موسی نے اسے چپ کروانے کی کوشش کی

”فار یور انفارمیشن میں ڈنر پر نہیں ڈیٹ پر جارہا ہوں“ کوٹ کو خالص ڈرامائی ہیرو کے سٹائل میں جھٹکتا وہ گردن اکڑا کر بولا، جبکہ تین سیکنڈ میں ہی اسکی اکڑی گردن ایک طرف کو ڈھے گئی کیونکہ فریحہ نے مکہ ہی اتنی زور کا مارا تھا۔

”تم، چول انسان تم اس قابل ہی نہیں ہوں کہ کوئی تم سے محبت کرے“ کہتے ہی وہ اپنی بائیک کی طرف بڑھی اور اسے اڑا لے گئی۔

”میں نے کیا کیا ہے؟“ مائز کی معصومانہ بات پر موسی سر نفی میں

ہلا کر رہ گیا۔

قصور تو اس بیچارے کا بھی نہیں تھا۔۔۔۔ یہ تو موسی کا ٹاسک تھا کہ مائز کو اسکی طرح ٹھرک پن کی ایکٹنگ کرنی ہے۔۔۔۔۔۔ مگر ہائے رے بری قسمت۔۔۔ مگر قصور تو

موسی کا بھی نہیں تھا۔۔۔۔اب بھلا اس شاطر کو کیا پتا کہ ایک عقلمند لڑکی اس گدھے کو دل دے بیٹھی ہے

"ویسے تو ابھی تک یہاں کیا کر رہا ہے؟ سروج تو چلی گئی ہے؟" مائز نے اس سے پوچھا اور اپنے جبڑے پر ہلکے سے ہاتھ پھیر نے لگا تا کہ درد کا اثر زائل ہو جائے

"ہاں وہ کچھ کام تھا۔۔۔۔دو دن بعد ہیر نگ ہے نا کورٹ میں اسی لیے" موسی کی بات پر مائز نے سر اثبات میں ہلا دیا

دو دن بعد

آج کورٹ کی سنوائی تھی۔۔۔۔ موسی اور زرار نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ ھدی اور سروج کو اپنے ساتھ نہیں لیکر جائے گے

ان دونوں نے بہت سہا تھا اور اب اگر انہیں یہ پتا چل جاتا کہ یاسین صاحب اور انکی اہلیہ کی موت کا سبب بھی یہی لوگ تھے تو وہ دونوں ایک بار پھر سے ٹوٹ جاتی

کورٹ کی سنوائی شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔ان تینوں باپ بیٹا کو ہتکڑیوں میں عدالت لایا جاچکا تھا

تمام ثبوت اور گواہ بھی پیش کر دیے گئے تھے

اشنا بیگم اور شمائلہ دونوں نے گواہی دی تھی۔۔۔۔اور ان مجرموں کو سخت سے سخت سزا دینے کی اپیل بھی کی تھی

”تمام ثبوتوں کو گواہوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ بزنس مین یاسین اقبال اور اہلیہ یاسین اقبال کی موت ایک سوچی سمجھی سازش تھی۔۔۔۔۔۔اسی لیے یہ عدالت ان تینوں مجرموں کو سزائے موت کا حکم سناتی ہے۔۔۔۔۔۔ساتھ ہی ساتھ ایک معصوم انسان کو دھوکا دینے پر یہ عدالت جلال صدیق کو قید با مشقت کی سزا سناتی جب تک پھانسی کا دن نہیں آجاتا۔۔۔اور ساتھ ہی ساتھ ایک معصوم کی جان (شمائلہ کا بچہ) لینے پر بھی دو دفع پھانسی کی سزا عائد کرتی ہے۔۔۔۔۔۔اور عدالت و کٹم کی اپیل پر اس بات کا بھی حکم دیتی ہے کہ جلال صدیق، شمائلہ جلال کو جلد از جلد طلاق دے۔۔۔۔۔ دا کیس از کلوز“جج کے حکم پر جہاں موسی اور زرار کے چہرے پر اطمینان آیا وہی ان تینوں باپ بیٹوں پر کپکپی طاری ہو گئی

علی زماد نے بھی آنکھیں بند کیے اپنے اللہ کا شکر ادا کیا

سروج کا برا حال تھا صبح سے اس نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔۔۔۔بس چکر پر چکر لگائے جا رہی تھی

"بھابھی سکون کرے سب ٹھیک ہو گا، بیٹھ جائے" ندا اسے یوں پریشان دیکھ کر بولی

"ہاں بیٹا ندا ٹھیک کہہ رہی ہے بیٹھ جاؤ تم۔۔۔اللہ نے چاہا تو فیصلہ حق میں ہو گا" مسز علی نے اسے سمجھایا

"میں کیا کروں آنٹی۔۔۔۔اتنی کالز کی ہیں موسی کو مگر مجال ہے جو وہ اٹھا لے۔۔۔۔۔۔۔پتا نہیں کیا بنا ہو گا؟" پریشانی میں ادھر ادھر ٹہلتے وہ بولی

جب کچھ نا بن پایا تو باہر لان میں بنے بینچ پر جا بیٹھی

"بھابھی!!" تھوڑی دیر میں ندا نے پکارا

"ہاں؟" سروج نے پریشانی سے پوچھا

"سب ٹھیک ہو جائے گا" اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے وہ بولی

"ہمم" سروج کچھ نا کہہ پائی

"آپ جانتی ہے مجھے آپ سے اتنی نفرت کیوں تھی؟" ندا نے اس سے پوچھا

"ندا اس بے مقصد سوال کی وجہ؟" سروج نے پوچھا

”سوال بے مقصد نہیں۔۔۔۔۔۔وجہ ہے“ ندا نظریں جھکائے بولی

”مجھے عمیر سے محبت ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔تب سے جب سے میں شائد یہ لفظ جانتی بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔پھر آپ آئی۔۔۔۔۔۔۔مجھے نفرت ہونے لگی آپ سے۔۔۔۔۔۔لگا کہ آپ نے مجھ سے میرے عمیر کو چھین لیا ہے مگر غلط تھی میں وہ تو میرا تھا ہی نہیں۔۔۔۔۔۔اور پھر جب ازی چلے گئے تو اور نفرت ہونے لگی۔۔۔ایک ایسی لڑکی جس نے میری محبت اور میرا بھائی دونوں کو چھین لیا مجھ سے۔۔۔۔روزانہ صبح شام دل سے بددعائیں نکلتی تھی آپ کے لیے۔۔۔۔بعد میں عمیر کی موت کا پتہ چلا تو میں ٹوٹ گئی تھی۔۔۔۔۔غم سے نڈھال۔۔۔۔۔۔۔۔مگر یہ غم بھی وقتی تھا۔۔۔تب بھی احساس نہیں ہوا کہ میں نے تو کبھی عمیر سے محبت کی ہی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔مگر اب احساس ہوا ہے کہ میں نے واقعی میں اس سے محبت نہیں کی تھی۔۔۔۔وہ تو بس ایک ایٹریکشن تھی۔۔۔۔ٹین۔ایج کرش۔۔۔۔۔۔۔پاگل ہوں نا۔۔۔۔۔۔۔اپنی بددعاؤں سے آپکا

گھر برباد کر دیا۔۔۔۔۔۔اور پھر ھدی۔۔۔۔۔۔وہ میری فضول نفرت کا نشانہ بنی۔۔۔۔۔۔۔اور جب موسی بھیا نے آپ سے شادی کی بات کی اور ازی ضرورت سے زیادہ ھدی کے قریب رہنے لگے تو مجھے آپ سے اور اس سے نفرت مزید ہونے لگی۔۔۔۔۔۔لگا کہ میرے دونوں بھائی مجھ سے چھین جائے گے" آنسو گال پر بہنے لگے جبکہ ہونٹوں پر تلخ مسکان آٹھہری

"ندا ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔۔۔۔تم جانتی ہوں کہ اللہ ایسی دعائیں قبول نہیں کرتا جو کسی کی تکلیف کا باعث بنے۔۔۔مجھے عمیر سے تمہاری بددعاؤں نے دور نہیں کیا۔۔۔۔۔ تقدیر نے کیا ہے۔۔۔۔کیونکہ میرا نصیب موسی تھا عمیر نہیں۔۔۔۔۔یہ نہیں کہوں گی کہ میں نے نصیب کو مان لیا ہے۔۔۔ہاں سمجھوتا کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ اور زرار بھائی ہے تمہارا اسے تم سے کوئی نہیں چھین رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہ میں،نہ ھدی کوئی بھی نہیں۔۔۔۔۔اور موسی کو بھی میں کبھی نہیں چھینوں گی۔۔۔۔۔۔۔۔بھائی ہے تمہارا حق

ہے اس پر تمہارا۔۔۔۔ سمجھی" اسکے دونوں ہاتھ تھامے سروج نے سمجھایا تو ندا نے سر اثبات میں ہلا دیا

"مگر ازی تو ناراض ہے" وہ منہ نیچے کیے بولی

"تو منا لوں" سروج نے حل پیش کیا

"وہ مان جائے گے؟" ندا نے حیرت سے پوچھا

"کوئی شک؟" سروج نے ابرو اچکائے جواب دیا تو ندا کھل کر مسکرائی

"تھینکیو سو مچ بھابھی۔۔۔۔۔ آپ سب سے اچھی ہے" اسے خوشی سے گلے لگاتے ندا بولی تو سروج ہنس دی

دروازے پر کھڑی مسز علی نے محبت سے اس لڑکی کو دیکھا، جسے رشتے نبھانے کے سب گن آتے تھے

اسی پل موسی اور علی زماد کی گاڑی اندر داخل ہوئی

وہ دونوں باپ بیٹا ابھی گاڑی سے نکلے ہی تھے کہ سروج بھاگ کر موسی کے پاس پہنچی

"موسی!!" وہ بولی

بدلے میں موسی نے اسے ایک خوبصورت مسکراہٹ سے نوازا تو وہ پر سکون ہو گئی۔۔۔۔ وہ جیت گئے تھے۔۔۔۔ موسی کی مسکراہٹ اس بات کی عکاسی کر رہی تھی

"ہم جیت گئے ؟"سروج نے حیرت اور مسرت سے کنفرم کرنا چاہا

"ہم جیت گئے !!"موسی نے سر اثبات میں ہلائے جواب دیا

"میں نے کہا تھا نا کہ جیت کر ہی آؤ گا"وہ بولا تو سروج نم آنکھوں سے مسکراتے سر اثبات میں ہلا گئی

"اس وقت کون آگیا؟" مسلسل بجتی گھنٹی پر وہ بڑبڑایا

دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے وجود کو دیکھ کر پل کو حیران ہوا

"اندر آجاؤ؟" گلا کھنکھارتے اسے اجازت چاہی جس پر وہ ایک سائڈ کو ہو گیا اور اندر آنے کا راستہ دیا

"بیٹھو" زرار کے بولتے ہی وہ فٹ سے صوفہ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔البتہ نظریں نیچی تھی۔۔۔۔۔ زرار نے اسکے بولنے کا انتظار کیا جبکہ وہ اپنی انگلیوں سے کھیلنے لگ گئی۔۔۔۔۔ بچپن کی عادت۔۔۔۔۔

جب وہ کچھ نا بولی تو زرار اٹھ کر جانے لگا

"سوری!!!" وہ فورا بولی۔۔۔۔۔۔۔ زرار نے اسے دیکھا جس کے چہرے پر شرمندگی واضع تھی

"کس بات کے لیے؟" زرار نے بے تاثر لہجے میں پوچھا

"ہر اس بات۔۔۔۔اس چیز۔۔۔اس عمل کے لیے جس نے آپ کو تکلیف دی۔۔۔۔۔۔ اپنی خود غرضی کے لیے۔۔۔۔۔۔ ایسا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔ آپ کو تکلیف دی۔۔۔۔ مان توڑا آپ کا۔۔۔۔۔اس کے لیے۔۔۔۔ آپ مجھ سے ناراض ہے۔۔۔۔۔۔۔ نفرت کرتے ہے مجھے پتا ہے" اسکی آواز بھرا گئی

زرار اسکے سامنے جا بیٹھا

"اوئے ادھر دیکھو" اسکا منہ اٹھائے اپنی طرف کیا

"رو کیوں رہی ہوں؟"

”کیونکہ آپ بات نہیں کر رہے“

”ندا میں کبھی بھی تم سے ناراض نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔۔نہ نفرت کی۔۔۔۔۔ہاں تکلیف ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔ مگر اب میری بہن نے معافی مانگ لی تو کہاں کی ناراضگی“

”آپ نے مجھے معاف کر دیا؟“ ندا نے حیرت سے پوچھا

”ہاں“ وہ دھیما سا مسکرایا

”کیوں؟“

”کیا مطلب کیوں؟“

”اتنی جلدی کیوں۔۔۔۔۔۔سزا کیوں نہیں دی؟“

”پاگل ہو بھلا۔۔۔سزا تو گنہگار کے لیے ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو شرمندہ ہوں اس کے لیے تو معافی ہوتی ہے“

”لو یو بھائی“

”لو یو ٹو مائی سویٹ سسٹر“اسکی ناک دباتے وہ بولا تو ندا کھلکھلا دی

”ماما بھی سوری ہے زرار“مسز علی پیچھے سے بولی

زرار مسکرا دیا مگر پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور ندا کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا

جب زرار کا کوئی جواب نہیں آیا تو وہ مڑ کر جانے لگی

مگر زرار نے جلد ہی انہیں پیچھے سے گلے لگالیا

"بیٹے کے گھر پہلی بار آئی ہے ایسے ہی چلی جائے گی"

"معاف کر دیا اپنی ماں کو؟" انہوں نے پوچھا

"ماں معافی مانگتی اچھی نہیں لگتی۔۔۔۔۔ آپکی غلطی نہیں۔۔۔۔۔ آپ صرف غلط فہمی کا شکار تھی" وہ انکا رخ اپنی طرف کیے بولا

"علی کو بھی معاف کر دوں" انہوں نے منت کی

”ماما انکے حوالے سے کوئی بات نہیں“ زرار کا لہجہ پل بھر میں سخت ہوا

مسز علی بھی فلحال خاموش رہی۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ زرار دوبارہ ان سے دور ہوں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

”کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ اتنا عجیب بی ہیو کیوں کر رہی ہوں“ مائز آج اسکے سر پر سوار تھا

”کوئی بات نہیں“ فریحہ نے اگنور کیا

”کیوں کوئی بات نہیں۔۔۔ بتاؤ مجھے“ مائز نے اسکا رخ اپنی طرف کیا

”کہاں نا کوئی بات نہیں جاؤ یہاں سے“ فریحہ چلائی

”نہیں جاؤ گا ہر گز نہیں جاؤ گا جب تک وجہ نہیں مل جاتی“ مائز بھی چلایا

”وجہ چاہیے نا تو سنو۔۔۔۔ پاگل ہو گئی ہوں میں۔۔۔۔۔۔ سکون نہیں مل رہا۔۔۔۔۔۔ محبت ہو گئی ہے۔۔۔۔ جانتے ہوں کس سے؟“

”تم سے مائز حسن۔۔۔۔ تم سے“ اسکے سینے پر مکے برساتے وہ بولی

مائز تو کنگ سارہ گیا۔۔۔۔ وہ حیرت سے فریحہ کو دیکھنے لگا جو اب منہ دوسری جانب کیے اپنے تنفس پر قابو پانے کی کوشش میں تھی

مائز کچھ بھی کہے بنا وہاں سے چلا گیا

"اہم اہم" اسنے گلا کھنکھارا

"کیا ہے؟" ابراہیم کو کپڑے چینج کرواتی سروج نے پوچھا

"کبھی اپنے شوہر پر بھی تھوڑا رحم کھالیا کروں" موسی اسکے پاس بیڈ پر لیٹتے بولا

"کیوں شوہر کے ساتھ کونسا ظلم ہو گیا ہے؟" سروج نے آبرو اچکائے سوال کیا

"یہ ظلم نہیں" ابراہیم کی طرف اشارہ کرتے وہ بولا

"موسی!!" سروج نے آنکھیں دکھائی

”ہاں تو یہی کہہ رہا ہوں۔۔۔ تمہارا سارا وقت لیجاتا ہے یہ“موسی ابراہیم کو گھورنے لگا

”سیریسلی موسی۔۔۔۔۔ تم اپنے بیٹے سے جیلس ہو رہے ہوں؟؟“سروج نے ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلایا

”ہاں ہو رہا ہوں“موسی نے اقرار میں سر ہلایا

”ویسے شرط یاد ہے نا؟“اسکا بازو اپنی گرفت میں لیے اسے تھوڑا اپنی جانب کھسکھاتے اس نے پوچھا

”کونسی شرط؟“سروج انجان بنی

"مسز موسی!!" وہ آنکھیں چھوٹی کیے بولا اسکا لہجہ سخت تھا

"اوکے اوکے یاد ہے" سروج نے ہار مانی

"تو کب پوری کروں گی؟" موسی نے جوش سے پوچھا

"کردوں گی بے صبرے انسان" سروج ہنستے ہوئے بازو چھڑوا کر بولی

"امید ہے کہ تم مجھے چونا نہ لگا جاؤ" موسی دونوں بازو سر کے پیچھے لپیٹے بولا

"چونا اور وہ بھی تمہیں۔۔۔۔ توبہ!!" کانوں کو ہاتھ لگاتے وہ بولی

"اچھا بتاؤں نا کب پوری کروں گی شرط؟" موسی بے صبرا ہوا

”بہت جلدی“ اسنے جواب دیا

”کتنی جلدی؟“ موسی نے دوبارہ سوال

”بہت زیادہ جلدی“ سروج پھر سے بولی

”مجھے انتظار رہے گا“ موسی ابراہیم کو اٹھائے بولا

”مجھے بھی“ ڈریسنگ کی طرف جاتی سروج خود سے بولی

”ویسے زرار ایک بات تو بتائیے“

”پوچھو“ اسکی چہرے پر لگی ساس کو ٹیشو سے صاف کرتے وہ بولا

”آپ نے مجھے وہ شروع میں تھپڑ کیوں مارا تھا“ اسنے اداس لہجے میں پوچھا

زرار مسکرا دیا اور سر نفی میں ہلایا

”ان دنوں آہل کی کنڈیشن اسٹیبل نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اور پھر میرا موبائل گم ہو جانا۔۔۔میں پریشان ہو گیا تھا۔۔۔بس اسی لیے“ زرار نے وضاحت دی

”اچھا!!!!اور سٹور روم میں بند کیوں کیا تھا“

”ھدی!!! کتنی بار بتاؤں میں نے تمہیں بند نہیں کیا تھا“ زرار جھنجھلا کر بولا

”زرار انکار مت کرے۔۔۔۔ ویسے بھی اب میں نے کونسا مائنڈ کرنا ہے“ ھدی کندھے اچکاتے بولی

”لسن ھدا اب اگر تم نے یہ بات چھیڑی تو یہی سے نیچے پھینک دوں گا“ زرار کی وارننگ پر وہ منہ بند کر کے بیٹھ گئی

”بیسٹ“ وہ بڑبڑائی

”صرف تمہارا“ زرار بھی بڑبڑایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج عمارہ اور مراد کی مہندی تھی۔۔۔۔۔ فنکشن کمبائن تھا

ابراہیم کو تیار کیے وہ اب خود تیار ہو رہی تھی۔۔ جب نظر اپنے ہاتھوں پر گئی۔۔ مہندی سجے ہاتھوں کو دیکھ کر وہ مسکرا دی

اتنے میں دروازہ کھولے موسی اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔اس نے فوراً سے ہاتھ پیچھے چھپائے

"کیا ہوا؟" موسی نے حیرانگی سے پوچھا

"کچھ نہیں" سروج نے سر نفی میں ہلایا

"یہ پیچھے کیا ہے؟"

"کچھ بھی نہیں"

"دکھاؤ مجھے" موسی نے اسکی کلائیاں پکڑ لی اور زبردستی انہیں آگے کیا

"یہ!!!" وہ حیرت سے اس کے مہندی سجے ہاتھوں کو دیکھنے لگا

"کیسی لگی؟" سروج نے سوال کیا۔۔۔ موسی نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اسکے ہاتھوں کو

"بہت خوبصورت" مہندی سے رنگے ہاتھوں کو دیکھ کر اسکی نظریں ایک جگہ ٹھہر گئی

وہ اسکا نام تھا۔۔۔۔۔ محبوب کی ہتھیلی پر مہندی سے سجے اسکے عاشق کا نام

موسی نے اسکے ہاتھ کا بوسہ لیا

"شکریہ میری شرط پوری کرنے کے لیے" موسی محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے بولا

موسی نے سروج سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان ظالموں کو سزا دلوائے گا۔۔۔بدلے میں صرف ایک چھوٹی سی خواہش تھی۔۔۔۔اپنے نام کی مہندی اسکی ہتھیلی پر دیکھنا چاہتا تھا وہ

بس یہی تو جو موسی نے اتنے عرصے میں سروج سے مانگا تھا

۔۔۔۔۔۔

شمائلہ نے اپنی عدت پوری کر لی تھی۔۔۔۔ مگر وہ اب کسی بھی قسم کے رشتے میں بندھنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔۔ مگر اشا پھپھو کہ زور دینے پر اسنے فرقان لودھی سے رابطہ کیا اور اس سے شادی کی خواہش ظاہر کی

فرقان لودھی کو اور کیا چاہیے تھا۔۔۔۔ وہ پہلی ہی فلائیٹ سے پاکستان واپس آئے اور سادگی سے نکاح کر کے شمائلہ کو اپنے ساتھ لے گئے

شادی کا فنکشن بہت خوبصورتی سے سرانجام ہوا تھا

ندا ھدی سے معافی مانگ چکی تھی اور ھدی نے بھی کھلے دل سے معزرت کو قبول کیا تھا

ویسے تو زرار علی صاحب سے بات کر لیتا مگر وہ محبت اور عزت سوچکی تھی جو کبھی ان کے لیے وہ دل میں رکھتا تھا

آج سب حیدر صاحب کی طرف موجود تھے

”تو بس بھائی صاحب پھر یہ ڈیسائڈ ہوا کہ ھدی کا فورتھ سمسٹر ختم ہوتے ہی ان دونوں کی منگنی کر دی جائے“مسز علی بولی تو ھدی شرما گئی

”منگنی کیوں رکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ انہیں کہوں شادی رکھے“زرار موسی کے کان میں بولا

”صبر میرے شیر۔۔۔۔ بس دو سال کی ہی تو بات ہے“موسی اسکی حالت انجوائے کرتا بولا

”کمینہ “زرار صرف اتنا بول پایا

اور ھدی کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔ جس کے چہرے پر شرم سے گہرا رنگ چڑھ گیا تھا

”مائی ہو پوئی“ وہ خود سے بولا

”پھپھو آپ خوش ہے نا؟“ اشنا اقبال کے پاس بیٹھے ھدی نے پوچھا

”میری بیٹی خوش ہے؟“ انہوں نے محبت سے اسکا چہرہ تھام کر پوچھا

”ہاں۔۔۔۔بہت زیادہ“ اسنے اپنے دل کی بات انہیں بتائی

”تو بس پھر میں بھی خوش ہوں“ اسکا ماتھا چومتے وہ بولی

ھدی انہیں اپنے ساتھ حیدر صاحب کے گھر لے آئی تھی

مگر وہ اب اپنی پھپھو کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتی تھی اسی لیے اس نے زرار سے وعدہ لیا تھا کہ شادی کے بعد پھپھو ان کے ساتھ رہے گی۔۔۔جس پر زرار دل وجان سے راضی تھا

”سروج کہاں ہوں؟“ گھر داخل ہوتے اس نے آواز لگائی

"کمرے میں ہوں" اوپر سے آواز آئی

سیڑھیاں تین چار پھلانگوں میں پار کرتا وہ کمرے میں داخل ہوا

اس کے ہاتھ میں ایک انویلپ تھا

"یہ لو" اسکے سامنے انویلپ رکھے وہ بولا

"یہ کیا ہے؟" سروج نے ناسمجھی سے پوچھا

"خود کھول کر دیکھ لو" موسی نے کندھے اچکائے

"بلکل نہیں۔۔۔۔ ہرگز نہیں" اسنے سر نفی میں ہلایا

”کیوں؟“موسی نے سوال کیا

”تمہارے دیے گئے انویلپ ہمیشہ مجھے ہارٹ اٹیک دینے کے در پر ہوتے ہیں“سروج کا اشارہ سمجھتے موسی دل کھول کر ہنسا

”ہاہاہا۔۔۔آئی سوری ایسا کچھ نہیں ہے کھولو تو سہی“موسی کے یقین دلانے پر اسنے ڈرتے ڈرتے انویلپ کھولا تو آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئی

وہ کسٹڈی پیپرز تھے۔۔۔۔جن کے مطابق موسی ابراہیم کی کسٹڈی سروج کے نام کر چکا تھا

”موسی یہ؟“سروج حیران ہوا

”ہماری شادی کے بعد تمہارا پہلا تحفہ“ موسی مسکراتے ہوئے اس کے برابر بیٹھ گیا

”اور اگر میں ابراہیم کی کسٹڈی لینے کے بعد تمہیں چھوڑ گئی“ سروج نے اسے ڈرانا چاہا

”ناممکن۔۔۔ کیونکہ تمہاری کسٹڈی اب تا عمر میرے نام لکھ دی گئی ہے نکاح کی صورت میں“ اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھامے وہ بولا تو سروج کی مسکراہ دی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

فریحہ یونی سے تھکی ہاری لوٹی۔۔۔۔ اس دن کے بعد اسکا مائز سے سامنا نہیں ہوا تھا۔۔۔ جس پر وہ شکر گزار تھی

ابھی وہ کمرے میں آئی ہی تھی کہ نیلم تیزی سے اندر داخل ہوا

”فریحہ جلدی سے فریش ہو کر تیار ہو جاؤں“نیلم اسے حکم دیتے بولی

”خیریت ؟“فریحہ نے حیرانگی سے پوچھا

”ہاں بس تم تیار رہوں۔۔۔۔۔اوکے“نیلم کی بات پر اس نے ناسمجھی سے سر اثبات میں ہلا دیا

تھوڑی دیر بعد وہ نیچے آئی تو نیلم کی ساری فیملی وہاں تھی

”ارے زھرا آپا۔۔۔۔ہالہ باجی۔۔۔۔۔۔آپ سب یہاں“

"اسلام علیکم "اس نے سب سے سلام لیا جسکا سب نے جواب دیا

"ادھر آؤ میری جان "زھرا آپی نے بلایا تو وہ ان کے پاس جا بیٹھی

"بھئی حسیب مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔۔۔۔اب تم بتاؤ تمہارا کیا جواب ہے "

"آپا یہ بھلا کیسی بات ہوئی۔۔۔۔ہماری طرف سے بھی ہاں ہی سمجھے "

"تو پھر رسم کر لوں ؟"زھرا آپی نے اجازت چاہی تو حسیب نے سر اثبات میں ہلا دیا

فریحہ تو حیرانگی سے سب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔جب زھرا آپی نے ایک نفیس سی انگوٹھی نکال کر اسکے ہاتھ میں پہنا دی

"آج سے فریحہ میرے مائز کی" وہ اسے محبت سے ساتھ لگاتے بولی

فریحہ تو اپنی جگہ سن رہ گئی

وہ سب کو حیرت سے دیکھ رہی تھی

"تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟" نیلم نے اسے پوچھا تو اس نے سر جھٹ سے نفی میں ہلایا

"میں۔۔۔میں آئی ابھی" وہ فوراً اپنے کمرے میں بھاگی

لمبے لمبے سانس لیے اس نے خود کو کمپوز کیا

"خوش ہوں؟" یہ سوال مائز کی طرف سے آیا تھا

"مائز۔۔۔یہ سب؟"

"کیا؟ محبت نہیں مجھ سے۔۔۔۔۔۔مجھے لگا تم خوش ہو گی"

"یہ۔۔یہ حقیقت ہے؟" اسے ابھی بھی یقین نہیں آیا

"دیکھو فریحہ تم جانتی ہوں مجھے۔۔۔۔میں ایک کمزور یا ڈرپوک جو بھی کہہ لو۔۔۔۔۔ میں ایک ایسا انسان ہوں جو شائد اپنے لائف پارٹنر کو کبھی سکیور نا کر پائے۔۔۔۔۔وجہ جانتی ہوں تم۔۔۔۔۔۔بیمار ہوں۔۔۔۔۔۔۔بچوں جیسی حرکتیں کرتا ہوں۔۔۔۔سوچتا تھا مجھ سے کس کو محبت ہو گی۔۔۔۔مگر پھر تم نے کہاں کہ مجھ سے محبت ہے۔۔۔۔۔۔ ایک منٹ کو لگا مزاق کر رہی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔مگر پھر آنکھیں دیکھی۔۔۔۔۔۔۔وہ جھوٹ نہیں بولتی۔۔۔۔۔۔پہلے تو حیران ہوا کہ کہی تم پاگل تو نہیں۔۔۔۔۔مگر پھر سوچا

مائز تم جیسوں سے محبت کرنے والے پاگل روز روز نہیں ملتے تو اسے جانے مت دوں" وہ ہنسا تو فریحہ محبت سے اسے دیکھنے لگی

"ساتھ دوں گی اس پاگل کا نارمل ہونے میں؟" اسنے فریحہ کے سامنے ہتھیلی پھیلائی تو اسنے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دیا

"دوں گی ساتھ؟" مائز کے پوچھنے پر اس نے جھٹ سے سرہاں میں ہلایا

بالکونی میں کھڑی وہ چاند کو غور سے دیکھ رہی تھی

"کیا سوچ رہی ہوں" اسکے برابر میں کھڑے موسی نے پوچھا

"کچھ نہیں چاند بہت خوبصورت ہے نا؟" سروج نے سوال کیا

"ہاں ہے تو سہی۔۔۔۔ مگر میرے چاند سے کم" موسی اسکی طرف دیکھ کر بولا تو سروج ہنسنے لگی

"تم اور تمہارا فلرٹ" سروج نے آنکھیں گھمائی

"کونسا فلرٹ۔۔۔ بھئی میرا چاند، میرا بیٹا زیادہ خوبصورت ہے" موسی کے بات بدلنے پر سروج کا منہ کھل گیا

"موسی تم!!" اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تو صوفہ سے کشن اٹھا کر اسے مارنا شروع کر دیا

میں تمہیں چاند کہوں یہ ممکن تو ہے مگر!!!

لوگ تجھے رات بھر دیکھیں یہ مجھے گوارا نہیں

باہوں میں اسے سمیٹے اسکے چہرے کو نظروں سے دیوانہ وار سیراب کرتے وہ ایک جذب سے بولا

سروج کھلکھلا کر ہنس دی

"مجھے تمہاری شاعری کبھی بھی سمجھ نہیں آئے گی" سروج ہنس کر بولی

"محبت تو سمجھ میں آتی ہے نا؟" موسی کے سوال پر وہ ایک بار پھر کھلکھلا دی

"مائی گرل۔۔۔مائی وائف۔۔۔اونلی مائن" اسکے ماتھے کو محبت سے چومتے وہ بولا

”ٹھرکی نمبرون“ سروج اسکے سینے لگے ہنسی دبائے بولی تو موسی کا جاندار قہقہہ پورے کمرے میں گونجا

ختم شد